



ذکرِ سیدِ حسینی، قائدِ اہلِ سنت، محافظِ مسکینِ علی حضرت
 حضرت علامہ شاہ سید محمد حسینی امین اشرافی مدظلہ
 اہلِ اہلِ علم و جلیلِ قدر کا علمی آثار و سہما دینِ امت اسلامیہ کے لیے راجح و شریف

مَقَالِ حُسینی

جلد اول

مُرتَّب
 خَلِیقَةُ اَمِینِ شَرِیعَتِ وَ تَأْجِجِ الشَّرِیعَةِ
 اَبُو عَیْوَانِ مُحَمَّدِ اَشْرَفِ رَضَا قَادِرِی
 چیف ایڈیٹر امین شریعت ریسرچ ہاؤس

ماہنامہ سنی اوبلز ناگپور
 مہاراشٹر

شیر پیشہ رضویت، مظہر شان تاج شریعت، قاطع
مجدیت و صلح کلیت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت سیدی
وسیدی حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی صاحب قبلہ
بلاشبہ ہمارے لئے قدرت کا انعام اور محبوب رب کی
عطا ہیں۔ ان کی ایک ذات میں ایثار صدیقی کی رمت
، جلال فاروقی کا تیور، حیا و سخاوت عثمانی کی خوشبو،
شجاعت حیدری کی جھلک اور جرأت شبیری کی شان سبھی
جلوے موجود ہیں۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہوں
نے اس "حائل جلوہ صدرنگ" شخصیت کو دیکھا اور ان
کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی سعادت پائی ہے۔

اس خاکسار عصیاں شعار نے ناگپور کی پانچ سالہ
طالب علمی کی زندگی (۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء) سے لے کر بعد
کے تیس سالہ عرصہ تک قبلہ سید صاحب کو بار بار دیکھا
، مسجد یہ کی چہار دیواری میں دیکھا، ناگپور کے اجلاس میں
دیکھا، ان کی تصنیفات کے اوراق میں دیکھا اور سنی
آواز کے صفحات میں دیکھا ہر جگہ اور ہر بار وہ "کسے کہ کشتہ
نہ شد و قبیلہ مانیت" کا نعرہ مستانہ لگانے والی شخصیت
اپنے ایک ہی رنگ "مسلک اعلیٰ حضرت" کے رنگ میں
شرابور نظر آئی اور دوسروں پر بھی یہی رنگ چڑھانے کی
کوشش میں زندگی کی ساری توانائیاں صرف کر دیں۔

حضرت سید صاحب قبلہ کی زندگی "زندگی آمد برائے
بندگی" کی اعلیٰ مثال ہے۔ انہوں نے کسی لمحہ کو ضائع
نہیں کیا بلکہ الدنیا مزورع الاخر کو پیش نظر رکھ کر اسے
آخرت کا توشہ بنایا۔ تقریر ہو یا تحریر، تدریس ہو یا
تحقیق اور بیعت و ارادت ہو یا تصنیف و صحافت، سب
ان کی مصروف ترین زندگی کے روشن عنوانات ہیں، جو
ہمیں پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ذِي سُرُورٍ وَسُكُونٍ، قَائِدِ أَهْلِ سُنَّتٍ، مُحَافِظِ مَسَلِكِ أَعْلَى حَضَرَتِ
حَضَرَةِ عَلَامَةِ الشَّاهِ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ حُسَيْنِي مِيَانِ أَشْرَفِي وَصَّبَّاحِي
أَمَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - جُفَاءً بِذِي رَأْفَتِهِ أَعْلَى أَعْلَى، وَتَحِيَّةً لِعَظِيمِ أَرْشَادِهِ عَالِي شَمْسِيَّةِ، قُطْبِ رَأْيِ الْخَيْرِ شَرِيفِ

مَقَالَتِ حُسَيْنِي

(جلد اول)

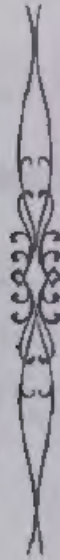
مَرْثَبَ:

خَلِيفَةُ أَمِينِ شَرِيعَتِ وَتَأْجِ الشَّرِيعَةِ
أَبُو عَاقِلَانِ مُحَمَّدِ أَشْرَفِي بِصَاقِ قَادِرِي
چیف ایڈیٹر امین شریعت، ریسرماہی

مَآهِنَا مَسْنُونِ اِجْلَاسِ نَاقِیُورِ
مَآهِنَا مَسْنُونِ اِجْلَاسِ نَاقِیُورِ

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ©

مقالات حسینی	:	نام کتاب
محمد اشرف رضا قادری	:	مرتب
محمد آفتاب قریشی	:	کیوزنگ
مولانا احمد رضا صابری صاحب	:	ترجمین
ماہ صفر المظفر ۲۰۲۰ء	:	نمود اول
ماہنامہ سنی آواز ناگ پور مہاراشٹر	:	اہتمام
۳۵۰ روپے	:	قیمت
عرس اعلیٰ حضرت، ماہ صفر المظفر ۲۰۲۰ء	:	بموقع



منیئے کا پتہ

MAHNAMA SUNNI AAWAZ
NAGPUR (M.H.)
MOB.: 7974116050, 9424239786

اجمالی فہرست

18	حضور سید حسینی میاں: حیات و خدمات	☆
مقالات		
55	اسلامیان ہند کے لئے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے	☆
67	سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام	☆
104	آستانہ عالیہ شمسہ اور مسلک اعلیٰ حضرت	☆
113	حقیقت بیعت	☆
132	علامہ نظامی داغ مفارقت دے گئے	☆
135	صیانت مسلک اعلیٰ حضرت	☆
148	بریلی کی مرکزیت اور مدد نجات	☆
191	سونے والوں جاگتے رہیو	☆
197	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور اسماعیل دہلوی	☆
214	علماء کونسل ممبئی کی گمراہیت سے راہ نجات	☆
243	عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں	☆
249	علماء سے تلخ تواری پر معذرت کے ساتھ چند معروضات	☆
254	جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵واں جشن صلح کلیت کی یادگار	☆
263	صلح کلیت کی لعنت میں گرفتار علماء	☆
268	ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے درمیان کیا اتحاد ممکن ہے؟	☆
277	افکار سنیت	☆
286	سیف جباری برگردن ڈاکٹر طاہر القادری	☆

منظومات

- ☆ 294 حضرت مولانا کیف الحسن صاحب بہار
- ☆ 297 جناب شفیق رائے پوری صاحب چھتیس گڑھ
- ☆ 299 محمد اشرف رضا قادری

تفصیلی فہرست

18-54

☆ حضور سید حسینی میاں: حیات و خدمات

ولادت با سعادت

عصری تعلیم و دینی تعلیم

اساتذہ کرام

تدریسی خدمات

مشہور تلامذہ

تصانیف و تالیفات

شادی خانہ آبادی

اولاد امجاد

حضرت اشرف الفقہاء کا دورہ راہِ بحور

اہلیہ مکرمہ کا حسب و نسب

شجرہ نسب

بیعت و ارادت اور خلافت

آپ کے مشاہیر خلفاء

خانوادہ قائد اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت

شاعری و نظم نگاری

سید صاحب کی سادگی

اصغر نوازی

شہر ناگ پور میں جلوس غوشیہ کا آغاز

خان مسجد کی بازیابی

قبولیت دعا اور فرزند کی پیدائش

قبولیت دعا کا دوسرا واقعہ

فیوض و برکات کا چشم دید گواہ

قائد اہل سنت اور کشف و کرامت
تبلیغی دورے اور جلسوں میں شرکت
سرکار حسینی میاں کی دینی استقامت
مقالات حسینی کے چند شہ پارے

☆ 55-66 ————— اسلامیان ہند کے لئے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد
خواجہ غریب نواز کا ہند میں ورود
حضرت خواجہ کی حیرت انگیز قوت تسخیر
حضرت خواجہ کا مشرب و مسلک
مسلک حنفی کی اشاعت

حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک نیم تیار کی
حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز
حضرت بندہ نواز حنفی المسلک تھے

حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
انگریز حکومت میں دین اسلام پر جلوں کی بوچھاڑ
شدھی تحریک اور شہزادہ اعلیٰ حضرت اور خلفائے اعلیٰ حضرت

☆ 67-104 ————— سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام

حضرت سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا مبارکہ
حضرت سیدنا اچھے میاں قدس سرہ کے دوسرے وصایا مبارکہ
حضرت سیدنا سترے میاں کے وصایا مبارکہ
سجادہ نشینی کیا ہے

حضرت سیدنا ابوالحسنین احمد نوری میاں کے وصایا مبارکہ

حضرت سیدنا اسماعیل حسن قدس سرہ کے وصایا مبارکہ

وصایا مبارکہ کے اختتام پر کچھ معروضات

حضور مہدی علیہ السلام کی اہل بیت کو نصیحت

سادات کا اترانا

سادات کا احترام شرعی احکام پر

سجادگانِ ہمسیہ را پچور میں برکاتی سلسلہ

104-112

☆ آستانہ عالیہ ہمسیہ اور مسلکِ اعلیٰ حضرت

حضرت قطب را پچور کے والد ماجد کی جلوہ گری

حضرت خواجہ بندہ نواز کا آسمان کی طرف دیکھنا

غیب سے گہوارے کا نمودار ہونا

انگشتِ مبارک سے دودھ کا جاری ہونا

خواجہ بندہ نواز کی بارگاہ میں حاضری

قطب را پچور قدس سرہ

دکن میں سلسلہ اشرافیہ کی اشاعت

صاحبِ ولایت را پچور ہونا

دریائے کرشنا کا رک جانا

شہنشاہِ وقت کی بیوی کی گستاخی

تخلیغِ اسلام

وفاتِ اقدس

را پچور کی سجادگی

قوالی کی ممانعت

میرے جد امجد تیرھویں سجادے اور مسلکِ اعلیٰ حضرت

تحریکِ وہابیت کے خلاف آپ کا کردار

آستانہ عالیہ ہمسیہ کی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے ایک صدی پیشتر سے وابستگی

را پچور میں تاریخی دور کا آغاز

آپ کی اپنی اولاد کے لئے وصیت

113-131

☆ حقیقتِ بیعت

بیعت کی حسیں

214 242

243-248

249-253

254-262

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

26۰-267

268-276

277-285

286-293

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

شرف انتساب

ولی کامل، قطب راہِ پُور حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ
حضور شیخ المشائخ فخر احمد حضرت

علامہ ابو محمد سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ
اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت امام اہل سنت

الشاہ احمد رضا خاں قاضی بریلوی

برادر اعلیٰ حضرت استاذِ زمن

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسن رضا خاں حسن بریلوی

شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی

شہزادہ استاذِ زمن استاذ العلماء

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد حسنین رضا خاں بریلوی

جگر گوشہ علامہ حسنین رضا خاں، شبیہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی

جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلوی

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

عقیدت کیش

محمد شرف رضا قادری

نذر عقیدت

حضور قائد اہل سنت، محافظہ مسلک اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ
 الشاہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی
 سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ قطب را پٹھور و چیف ایڈیٹر، ہمامہ سنی آواز ناگپور کی بارگاہ میں یہ کتاب نذر ہے۔

جن کا خاندان ڈیڑھ سو سال سے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کر رہا ہے، جن کے
 جد امجد حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ عزیز دکن میں اعلیٰ حضرت کی تحریک،
 تحریک عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھانے والے پہلے عالم دین تھے۔ اور والد گرامی
 حضور شیخ المشائخ فخر العلماء حضرت علامہ سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی علیہ الرحمہ نے اسی
 تحریک کی ترویج و اشاعت میں اپنی پوری زندگی وقف فرمادی۔

جو اپنے جد امجد اور والد گرامی کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے عہد حاضر میں اپنی
 تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ باطل عقائد اور فساد نظریات کا
 قلعہ قمع فرما رہے ہیں، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و اس کی ترویج و ترقی میں
 کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ اس عظیم ذات یعنی حضور سید حسینی میاں مدظلہ العالی کو صحت و
 تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین

محمد اشرف رضا قادری

کلمات خیر

قائد اہل سنت، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ

سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ قطب، رانچور و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگ پور

فقیر سید محمد حسینی اشرفی کے مضامین و مقالات منتشر و غیر مدون تھے۔ خیال ہوا کہ یہ تمام تحریریں جمع کر لی جائیں تو محفوظ بھی ہو جائیں اور مستقبل میں قارئین کو ایک ہی مجموعہ میں بہت سی تحریریں پڑھنے کی سہولت فراہم ہو جائے۔ یہ تمام مضامین و مقالات موقع بہ موقع ماہنامہ سنی آواز (ناگپور) میں شائع ہوئے تھے۔

مختلف قسم کی تحریریں تھیں۔ بعض طویل تحریریں مستقل رسالے کی صورت اختیار کر گئیں اور بعض مختصر مضامین بھی تھے۔ تقریباً چالیس سال کے طویل عرصے میں یہ مضامین رقم کیے گئے تھے۔ ان تمام کی جمع و تدوین کوئی آسان کام نہیں تھا۔ خود میں مسلسل علاست کی وجہ سے اپنے اندر وہ قوت محسوس نہیں کرتا کہ یہ کار عظیم سرانجام دے سکوں۔

مجھے کسی ایسے قلم کار کی ضرورت تھی جو اس خدمت کو بحسن و خوبی انجام دے سکے۔ میری نظر انتخاب عہد حاضر کے مشہور اور صاحب طرز قلم کار حضرت مولانا محمد اشرف رضا قادری زید مجدہ، مدیر اعلیٰ سہ ماہی امین شریعت کی جانب گئی۔ میرے حکم پر مولانا موصوف نے اس عظیم خدمت کو انجام دینے کی یقین دہانی کرائی۔ میرے فرزند عزیزم سید طاہر اشرف نے بہت سے مقالات و مضامین ڈاکٹر منصور خاں صاحب کے ذریعہ مولانا موصوف کو بھیجے۔ مولانا موصوف نے ان میں بہت سے مفید مضامین کو بحسن و خوبی مرتب کیا اور میری امیدوں پر کھرے اترے۔

اسی درمیان عرس رضوی کا موقع قریب آ گیا۔ میری تمنا تھی کہ امام اہل سنت مجدد دین و امت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر اس کی اشاعت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور مولانا موصوف کی کوشش سے یہ مجموعہ احباب اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

فاضل گرامی حضرت مولانا اشرف رضا قادری زید فضلہ نے انتہائی محنت و مشقت اور جہاں فحشانی کر کے اس مجموعہ کو مرتب فرمایا ہے۔ قلمی دنیا میں مولانا موصوف ایک متعارف شخصیت ہیں۔ آپ کی تحریریں ادبی حسن، جودت ترتیب اور ظاہری و معنوی خوبیوں سے مزین و آراستہ ہوتی ہیں، جو قارئین کے ذوق کو تسکین و چاشنی فراہم کرتی ہیں، اور بہت سی عمدہ معلومات بھی دستیاب ہوتی ہیں۔

آپ ایک باکمل عالم دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علم بردار ہیں۔ رضویات پر بہت سے مضامین و مقالات بھی آپ نے رقم فرمائے ہیں۔ نثر نگاری کے ساتھ نظم نگاری اور شاعری کا فن بھی آپ کو موطا ہوا ہے۔ آپ نے حضور امین شریعت عبد الرحیم کی ایک منظوم سوانح بھی ترتیب دی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔

اس کے علاوہ بھی آپ کی نعت و منقبت اور دیگر منظوم کلام و قوافی نظر نواز ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے عمامے کرام سے اہل سنت و جماعت کی بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ انہیں نوجوانوں کو مستقبل میں اپنے کاندھوں پر ملت و مسلک کا بوجھ اٹھانا ہے۔

مولانا موصوف کی دینی خدمات کو دیکھتے ہوئے میں نے انہیں اپنی خرافت سے بھی نوازا۔ اور میرے استاذ گرامی حضور امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں قدس سرہ العزیز کے بھی بہت چہیتے مرید اور ان کے خیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو دونوں جہاں کی برکتیں اور سعادتیں عطا فرمائے و ہر قسم کی آفت و مصیبت سے محفوظ و مامون فرمائے۔ (آمین)

ماہنامہ سنی آواز کے زیر اہتمام یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔ میں نے اس مجموعہ ”مقالات حسینی“ (جلد اول) کی از اول تا آخر نظر ثانی کر لی ہے۔ یہ کام میری نگرانی میں انجام پایا ہے۔ ممکن ہے کہ کہیں کچھ غلطی یا معنوی لغزش و خطا ہو تو قارئین سے گزارش ہے کہ اطلاع فرمائیں، تاکہ سینکڑاڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

جلد اول میں سترہ مقالات ہیں۔ مزید مضامین و مقالات کی ترتیب و تدوین کا کام جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے دیگر جلدیں بھی ہدیہ قارئین کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم و دائم رکھے اور عمل صالح کی توفیق سے سرسراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر سید محمد حسینی اشرفی (ناگ پور)

بتاریخ: ۲۶ اکتوبر ۲۰۲۰ء

تفسیرِ بیاضِ حبیبؑ

محققِ رضویات

حضرت مولانا ذاکٹر امجد رضا امجد صاحب پٹنہ

شیرِ پیشہ رضویت، مظہرِ شانِ تاجِ شریعت، قاطعِ نجدت و صلحِ کلیت، محافظِ مسلکِ اعلیٰ حضرت سیدی و سندی حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی صاحبِ قبلہ بلاشبہ ہمارے لئے قدرت کا انعام اور محبوبِ رب کی عطا ہیں۔ ان کی ایک ذات میں ایثارِ صدیقی کی رقت، جلالِ فاروقی کا تیور، حیاءِ سخاوت عثمانی کی خوشبو، شجاعتِ حیدری کی جھلک اور جرأتِ شبیری کی شان بھی جوئے موجود ہیں۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس ”حاملِ جلوہ صدرِ رنگ“ شخصیت کو دیکھا اور ان کی صحبت میں چند لمحے گزارنے کی سعادت پائی ہے۔

اس خاکسارِ عصیاں شعار نے نا پور کی پانچ سالہ طالبِ علمی کی زندگی (۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۹ء) سے لے کر بعد کے تیس سالہ عرصہ تک قبلہ سید صاحب کو بار بار دیکھا، امجدیہ کی چہار دیواری میں دیکھا، نا پور کے اجلاس میں دیکھا، ان کی تصنیفات کے اوراق میں دیکھا اور سنی آواز کے صفحات میں دیکھا ہر جگہ اور ہر بار وہ ”کسے کہ کشتہ نہ شد در قبیلہ مانیت“ کا خروہ مت نہ لگانے والی شخصیت اپنے ایک ہی رنگ ”مسلکِ اعلیٰ حضرت“ کے رنگ میں شرابورِ نظر آئی اور دوسروں پر بھی یہی رنگ چڑھنے کی کوشش میں زندگی کی ساری توانیاں صرف کر دیں۔

حضرت سید صاحب قبلہ کی زندگی ”زندگی آمد برائے بندگی“ کی اعلیٰ مثال ہے۔ انہوں نے کسی لمحہ کو ضائع نہیں کیا بلکہ اللہ بیا مزرعِ الآخر کو پیشِ نظر رکھ کر اسے آخرت کا توشہ بنایا۔ تقریر ہو یا تحریر، تدریس ہو یا تحقیق اور بیعت و ارادت ہو یا تصنیف و صحافت، سب ان کی مصروف ترین زندگی کے روشن عنوانات ہیں، جو ہمیں پڑھنے سمجھنے اور عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ان کی تحریروں کے منتشر اجزاء کا تقاضا تھا کہ اسے صحیفہٴ عشق و عرفان سمجھ کر مدون کر دیا جائے تاکہ وہ دستِ بردِ زمانہ سے محفوظ بھی ہو جائے اور اس سے استفادہ آسان بھی، مقدمِ مسرت ہے کہ یہ کام حضرت مولانا اشرف رضا بھٹنی کی نیک بختی و فیروز مندی کے سبب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ان کے

مشاق قلم و تجربہ کار ذہن نے ان مضامین کو حسن ترتیب کے ساتھ کتابی شکل دے دی جو ”مقالات حسین“ کے نام سے منظر عام پہ آرہی ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت سید صاحب کے علمی جلال کا مرقعِ داعیانہ جذبات کا مظہر اور مخلصانہ جدوجہد کا آئینہ ہے۔ اس میں شامل تحریریں اپنا خاص پس منظر رکھتی ہیں اور اسی تناظر میں اسے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ مصنف کے جذبہ کی صداقت کا صحیح عرفان حاصل ہو سکے۔ اس مجموعہ کے مضامین ”دوست آں باشد کہ گیرد دوست دوست“ کا مصداق ہیں۔ سید صاحب قبلہ کی باریک بین اور نکتہ رس نگاہ نے جسے ذرہ برابر بھی ”راہِ اعتدال“ سے منحرف دیکھا ہے اسے دائل و شواہد کے ذریعہ آئینہ دکھانے کی جہد بیخ کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ کتاب ”چشمِ عشق“ نہیں تا سراجِ ادگیری“ کے تناظر میں پڑھنے کی متقاضی ہے تاکہ اس کی معنویت صحیح طور سے آشکارا ہو سکے۔

محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دارِ افتخار ادارہ شرعیہ بہار سلطان حسن پٹنہ

حضور سید حسینی میاں : حیات و خدمات

اسم گرامی : سید محمد حسینی
تخلص : احمد

ولادت باسعادت : ۱۳۶۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۹۳۳ء
مولد و مسکن : ریاست کرناٹک کے مردم خیز شہر انچور میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہیں آپ کا آبائی وطن بھی ہے۔
القاب و خطابات : قائد اہل سنت، محافظ مسلک علی حضرت، ناشر مسلک علی حضرت، صدر المشائخ
رسم بسم اللہ خوانی : جب آپ کی عمر شریف چار برس چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپ نے آبائی وطن رنجور میں صاحب کرام و مشائخ عظام کی موجودگی میں رسم بسم اللہ خوانی ادا کی گئی۔
عصری تعلیم و دینی تعلیم :

آپ نے گورنمنٹ اردو اسکول میں تھوڑی جماعت تک تعلیم پائی۔ ہر سال امتحانات کے نتیجوں میں آپ نمایاں درجہ حاصل کرتے تھے۔ لیکن آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ کی خواہش تھی کہ آپ کو دین کا خادم بنائیں۔ اس لیے درس تعلیمی و تہذیبی کتابیں والد ماجد علیہ الرحمہ نے خود سے اپنے شہزادے کو پڑھائی، پھر آپ کے والد گرامی نے اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو ۱۹۵۱ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ، رنجور مہاراشٹر میں داخل کر دیا۔

آپ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۳ء تک جامعہ عربیہ اسلامیہ رنجور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے اسلامیہ علیہ الرحمہ نے آپ کو الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور بھیج دیا۔ آپ نے فضیلت تک کی تعلیم جامعہ اشرفیہ میں حاصل کی اور ان کے تعلیمی فراغت حاصل کی۔ آپ کی فراغت اور شعبہ فضیلت کی دستار بندی ۱۳ جنوری ۱۹۶۵ء کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ہوئی۔ حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ العزیز کی صدارت میں جامعہ اشرفیہ کے صدر و سرکار کلاں حضرت علامہ سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ القوی کے دست مبارک سے حضرت سید صاحب فاضل دستار بندی ہوئی۔ اس جلسہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد ندوی، مناظر اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری، حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی علیہم الرحمۃ والرضوان اور بہت سے علمائے کرام و مشائخ عظام

فرماتے۔ دستار بندی کے بعد وہاں کے رواج کے مطابق اہل مبارک پور نے پھوون کے ڈھیر مارے ہار پہنائے، پھر وہاں کے معمول کے مطابق جلوس کی شکل میں فارغین کو لے کر شہر میں گشت کے واسطے گئے، پھر دوبارہ دارالعلوم اشرفیہ پہنچے۔ یہ صبح کے قریب کا تھا۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ ہمیشہ کے معمول کے مطابق فارغین کے استقبال کے لیے محن جامعہ میں جلوہ افروز تھے۔ استقبال کے بعد حضور حافظ ملت نے فارغین کو بہت سی دعائیں دیں اور نصیحت فرمائی، جس کا خلاصہ یہ تھا۔

”ابھی تک آپ حضرات طالب علم تھے۔ آپ کی سمجھ غلطی ایک طالب علم کی غلطی مانتی جاتی تھی، مگر لوگ نظر انداز کرتے تھے، لیکن اب آپ حضرات عالم و فاضل ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی غلطی عالم اور موعوی کی غلطی ہوگی۔ اپنے دامن کو بچا کر رکھئے۔ اپنے ضمیر کی حفاظت کیجئے۔ دل و دماغ بوقتِ بوسیس رکھیے۔ دین اور ملت کی خدمت کیجئے۔ مسک اہل حضرت پر قائم رہئے۔ مسلک اہل حضرت کی خدمت کیجئے۔ دونوں جہاں کی اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے گا۔ اب آپ کو عالم و مولانا ہو گئے۔ اب آپ کی غلطی میری غلطی ہوگی۔ میری سفید، دھمی کی راج رکھئے۔ آپ کی بدنامی میری بدنامی ہوگی۔“

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نصیحتیں فرما رہے تھے اور طلبہ و دیگر فارغین رو رہے تھے۔ خود حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ والرضوان پر بھی گریہ و زاری طاری تھی۔ آپ بچوں کو اپنی قیمتی دعاؤں سے بھی سرفراز فرما رہے تھے۔ اس استقبال پر دعاویہ مجلس کے اختتام کے بعد تمام موجودہ فارغین حضرت سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ وہاں دیگر علمائے کرام بھی جلوہ افروز تھے۔ فارغین نے فردا فردا ہر ایک سے ملاقات کی۔ سی درمیان نمازِ پنجہر کا وقت ہو گیا۔ تمام لوگوں نے نمازِ فجر ادا کی۔ نمازِ فجر کے بعد قصبہ مبارک پور کے ارباب عقیدت دوبارہ دارالعلوم وارد ہوئے اور فارغین کو جلوس کی شکل میں لے کر شہر میں گشت کے لیے نکل پڑے، پھر حسب معمول چاروں طرف گشت کرتا ہوا یہ قافلہ دارالعلوم اشرفیہ واپس ہوا۔

حضرت سید صاحب قبلہ فراغت کے بعد بتا رہے آئے۔ وہاں سے ٹرین کے ذریعہ ناگ پور تشریف لائے۔ ناگ پور سے اپنے والد ماجد کی خدمت میں اپنے وطن راجپور حاضر ہوئے۔ وہاں مریدین و معتقدین، احباب و اقارب اور اہل شہر کی جانب سے بے شمار مبارک بادیاں دی گئیں۔ حضور قائد اہل سنت کی تعلیمی فراغت اور دستِ فضیلت کے اعزاز میں ایک بڑا جلسہ شہسوار راجپور میں منعقد ہوا۔ علمائے کرام تشریف لائے۔ سبھوں نے حضرت قائد اہل سنت کے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی علیہ الرحمہ اور حضرت قائد اہل سنت کو بہت مبارک بادیاں اور دعائیں دیں۔ وہ ایک عجب دل افروز منظر تھا۔

کچھ دنوں کے بعد حضور قائد اہل سنت راجپور سے ناگ پور تشریف لائے۔ اس وقت حضرت مولانا قاری سہیل احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کی بنیاد رکھ چکے تھے۔ حضرت قائد اہل سنت بھی ان کی مدد میں لگ گئے، آپ انہیں کی رفاقت میں رہے، تاکہ دارالعلوم کی تعمیر و ترقی میں حضرت قاری صاحب قید کا ہاتھ بنائیں، اور دارالعلوم کو قوت و مضبوطی فراہم

ہو۔ کچھ دنوں بعد اشرف الفقہا حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب رضوی علیہ الرحمہ بھی اس منصوبے میں شریک کار ہوئے اور آپ نے اصحاب ثروت کو دارالعلوم کے تعاون کی طرف توجہ دلائی۔ ابتدائی مرحلہ میں کرایہ کی غارتگوں میں مدرسہ چلتا رہا۔ اس کے بعد دارالعلوم کی عمرت تعمیر ہوئی اور اسی عمرت میں تعلیم کا آغاز ہوا۔

اساتذہ کرام:

حضرت قائد اہل سنت نے ابتدائی دینی تعلیم یعنی درس نجدی کی ابتدا کی کہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چند حسینی شرفی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد ناگپور تشریف لائے۔ متوسط درجات کی تعلیم جامعہ عربیہ ناگپور میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے واسطے جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے۔ اس طرح جامعہ عربیہ ناگپور اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے اساتذہ کرام سے آپ نے تعلیم کی تکمیل فرمائی اور دنوں داروں کے اساتذہ کرام سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہوا۔

اساتذہ کرام: [جامعہ عربیہ ناگپور]

- ❁ فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب قندہ ناگپوری علیہ الرحمہ
- ❁ امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف
- ❁ حضرت مورنا عبد الجلیل صاحب
- ❁ مفتی مجیب اشرف صاحب رضوی قادری ناگپوری
- ❁ دیگر اساتذہ کرام: جامعہ عربیہ ناگپور

اساتذہ کرام [جامعۃ الاشرفیہ مبارک پور]

- ❁ حضور فظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی علیہ الرحمہ
- ❁ حضرت علامہ فظ عبد الرؤف بیوی علیہ الرحمہ
- ❁ بحر العلوم حضرت مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ
- ❁ حضرت علامہ مفتی شفیع مبارک پوری علیہ الرحمہ
- ❁ حضرت علامہ قاری یحییٰ صاحب علیہ الرحمہ
- ❁ حضرت علامہ سید حامد اشرف اشرفی کچھوچھوی
- ❁ دیگر اساتذہ کرام: جامعہ اشرفیہ مبارک پور

تدریسی خدمات:

۲۳ فروری ۱۹۶۶ء کو شہر ناگپور میں دارالعلوم امجدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کے وقت تک مسلسل وہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس درمیان تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔

درجن کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔

۱۹۸۰ء میں مشہور زمانہ رسالہ ”ہنامہ سنی آواز“ جاری ہوا جو بحمدہ تعالیٰ اب تک اپنی شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ حضرت تادم تحریر اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ یہ رسالہ دینی، ہناموں میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے، اور عوام و خواص کے درمیان یکساں مقبول ہے۔ ۱۹۸۰ء سے ۲۰۲۰ء تک کی چالیس سالہ مدت میں نہ جانے کتنے فتنے رونما ہوئے۔ ہنامہ سنی آواز نے، کٹر فتنوں کا تعاقب کیا اور اس کی سرکوبی کی۔ ضلالت و گمراہی کے خاتمہ اور فتنوں کو سرنگوں کرنے میں اس ماہنامے نے اہم کردار ادا کیا، جس کو ایک زمانے تک یاد رکھا جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ ماہنامہ مختلف قسم کے بے شمار علمی و تحقیقی مضامین و معلومات قوم کو سپرد کر چکا ہے۔ علامہ موصوف کی ادارت میں میگزین نے شاندار ترقی اور عروج حاصل کیا۔ اس درمیان نہ جانے کتنے ماہنامے منہ سے شہود پر جلوہ گر ہوئے اور پھر چند سال بعد پر دکھام میں روپوش ہو گئے۔ ہنامہ سنی آواز اپنی چالیس سالہ مدت مکمل کر چکا ہے اور آج بھی اسی شان و شوکت کے ساتھ اپنا وجود برقرار رکھا ہے۔

ع / یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مشہور تلامذہ:

حضرت سید صاحب قبدہ مدظلہ العالی نے ایک طویل مدت تک درس و تدریس کا فریضہ انجام دیا اور اپنے علمی جوہر سے طالبان علوم شرعیہ کو فیض یاب فرمایا ہے تو یقیناً آپ کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد ہوگی۔ آپ نے دارالعلوم امجدیہ ناگ پور میں ۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۰ء تک تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اس مدت میں جتنے بھی طلبہ دارالعلوم سے فارغ ہوئے، ان تمام کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ ان تمام کی فہرست پیش نہیں کی جاسکتی، لیکن اجمالی طور پر تمام کا ذکر ضروری ہے، تاکہ کسی کی دل چسپی نہ ہو سکے۔ ہمیں جن مشہور تلامذہ کا علم ہو سکا، ان کی ایک ناقص فہرست مندرجہ ذیل ہے، اس امید کے ساتھ کہ مزید تلامذہ کے اسمائے گرامی دستیاب ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسی فہرست میں ان کے نام شامل کر دیئے جائیں گے۔ ابھی جو فہرست دستیاب ہو سکی، وہ مندرجہ ذیل ہے۔

✽ حضرت مولانا خورشید عالم صاحب کاٹھنی علیہ الرحمہ خلیفہ وغلام خالص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

✽ حضرت مولانا مفتی حبیب یار خاں صاحب مفتی مالوہ و ناظم اعلیٰ دارالعلوم نور یہ اندور

✽ حضرت مولانا احسان الرحمن صاحب فاروقی شیخ الحدیث دارالعلوم نور یہ اندور

✽ حضرت مولانا حافظ وقاری غلام مصطفیٰ صاحب خطیب دامام مسجد میر عزیز ناگپور

✽ حضرت مولانا عطیہ المصطفیٰ صاحب مدینہ منورہ

✽ حضرت مولانا مفتی منصور صاحب رضوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم برکات رضا ناگپور

✽ حضرت مولانا محمد نسیم احمد صاحب اعظمی شیخ الحدیث و التفسیر رضا دار الیتامی ناگپور

- حضرت مولانا عبدالحییب رضوی ناگپور ناظم اعلیٰ رضا دارالافتاء ناگپور
- حضرت مولانا احسان الحق صاحب قبلہ چوسدہ مہاراشٹر
- حضرت مولانا عبد نواز صاحب رائے پوری شاہ پٹنم
- حضرت مولانا عبدالباقی صاحب قبلہ نظام آباد
- حضرت مولانا امتیاز صاحب سابق امام جامع مسجد ٹونڈیا
- حضرت مولانا حافظ سلطان صاحب حسن باغ ناگپور
- حضرت مولانا سید مفتی علی صاحب مدراس
- حضرت مولانا قاری بارون صاحب خطیب و امام مسجد نقشب علی ناگپور
- حضرت مولانا فخر الدین احمد قاری مصباحی خلیفہ حضور تاج اشرفیہ ناگ پور
- حضرت مولانا سید قطب الدین صاحب ہو کیری کرناٹک
- حضرت مولانا اظہار حسین صاحب بھگل پوری ہسپت کرناٹک
- حضرت مولانا خلیل احمد رضوی صاحب دمودہ ایم۔ پی
- حضرت مولانا محمد سلیم صاحب کرناٹک
- حضرت مولانا عبدالرشید جیل پوری صاحب بانی و مہتمم دارالعلوم برہن ملت ناگپور
- حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب رضوی خطیب و امام مسجد عزیز کوڑ ناگپور
- حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب رضوی خطیب و امام خان مسجد ناگپور
- حضرت مولانا جعفر احمد بدین صاحب رضوی بانی و ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ خیر العلوم و رنگل
- حضرت مولانا حافظ قنبر صاحب شیخ خدیث دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی راجپور
- حضرت مولانا عتیق الرحمن صاحب رضوی صدر مدرس دارالعلوم رضائے مصطفیٰ گلشن رضوی کرناٹک
- حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب رضوی خطیب و امام مسجد منشی جی ناگپور
- حضرت مولانا صوفی شمس الدین رضوی صاحب خطیب و امام مسجد بھوتیہ دروازہ ناگپور
- حضرت مولانا شاہد رضا رضوی صاحب جھارکھنڈ
- حضرت مولانا افتخار احمد امجدی رضوی بھگل پور مہاراشٹر بازار چھتیس گڑھ
- حضرت مولانا سید محمد قادری صاحب گوکاک کرناٹک
- حضرت مولانا ناصر صاحب گوکاک کرناٹک

- ✽ سید علی پاشا ادوئی آندھرا
- ✽ سید محمد دوم پاشا ادوئی آندھرا
- ✽ سید یوسف پاشا ادوئی آندھرا
- ✽ حضرت مولانا فیض احمد صاحب اشہری ناگپور
- ✽ حضرت مولانا بختی شریف صاحب ناگپور
- ✽ حضرت مولانا محمد ارشد صاحب خطیب و امام بڑی مسجد بھالدار پورہ
- ✽ حضرت مولانا تاج محمد صاحب خطیب و امام مسجد کانوراپنہ ناگ پور
- ✽ حضرت مولانا فتح احمد شاہ ابدان صاحب خطیب و امام مسجد مانکانا پور ناگ پور
- ✽ حضرت مولانا مفتی محمد اسلام صاحب چھتیس گڑھ
- ✽ حضرت مولانا عبد الوکیل صاحب بہار

نوٹ:

[۱] طبعیت کی جدی اور معلومات کی کمی کی بنیاد پر بہت سے شاگردوں کے نام شامل نہیں ہو پائے۔ یقیناً دارالعلوم امجدیہ ناگ پور کے بہت سے فارغین کو قائد اہل سنت کی ذات طیبہ سے شرف تلمذ حاصل ہے، لیکن ہماری ناقص معلومات کے سبب فہرست میں سب کے نام درج نہیں ہو سکے، لہذا گزارش ہے کہ "ہنامہ سنی آواز" کے دفتر کا نمبر جو کتاب کے شروع میں درج ہے، اس پر رابطہ کر کے مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ طبعیت میں ان کے اسمائے گرامی شامل کر دیئے جائیں گے۔

[۲] چوں کہ حضور قائد اہل سنت مسک میں تنہائی مصلوب ہیں اور سرگز اہل سنت بریلی شریف سے وابستگی بھی بہت مستحکم ہے۔ ذرہ برابر بھی مدہمت یا نرمی برداشت نہیں کرتے ہیں، اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان کے شاگردوں میں بعض وہ بھی ہیں جنہوں نے حضرت سے کتا میں تو پڑھیں، لیکن وہ ایسے مصلوب نہیں ہیں۔ ہم نے صرف تلمذ کا خیال کیا ہے اور یہ اساتذہ تحریر کر دیئے ہیں۔

تصانیف و تالیفات:

آپ ایک مشہور و معروف اور خاص اسلوب سے آراستہ قلم کار ہیں۔ ہنامہ سنی آواز ناگپور اور دیگر مہناموں میں آپ کے مضامین و مقالات شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ کی علمی و تحقیقی مقامات کا مجموعہ شائع ہو کر جو آپ کے پیش نظر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قارئین کو اس میں حضرت قائد اہل سنت کے گراں قدر مقامات و مضامین سے استفادہ کا بہترین موقع میسر ہوگا۔ ہمیں آپ کی پانچ مستقل تصانیف کا علم ہوا۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

- [۱] نور ہدایت
 - [۲] عبادت و استقامت
 - [۳] عمر شہادت (3: حصے)
 - [۴] سبیل النجوت
 - [۵] دائرہ کا نور
 - [۶] ہدیہ باغی
 - [۷] گل افشانی
 - [۸] انوکھے نور کی برسات
 - [۹] بدلتے زاویے
 - [۱۰] ناقہ از نظر
 - [۱۱] شمس تابان
 - [۱۲] خنجر خونخوار
- حج و زیارت:

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ۶ مرتبہ حج بیت اللہ اور ۳ مرتبہ عمرہ کی سعادت سے مال مال ہوئے۔ یہ اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فضل و کرم ہے کہ جسے اپنے در پر بدلیں۔ اللہ تعالیٰ کی کرم فرمائی کہ آپ کو چھ بار حج اور تین بار عمرہ کا شرف ملے، یعنی کل نو بار بیت اللہ شریف کی زیارت اور طواف کا سعادت مند موقع عنایت ہوا۔ حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نوازشیں بھی شامل حال رہیں اور دیار حبیب کی حاضری سے ہر بار سرفراز ہوتے رہے اور اس بارگاہ اعظم کی نعمتیں اور برکتیں پاتے رہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانا بخشند خدائے بخشندہ

شادی خانہ آبادی:

سال ۱۹۷۱ء میں آپ کی شادی شہر ناگپور میں ایک صاحب نسب خاندان سیدزادی سے ہوئی۔

اولاد امجاد:

آپ کی تین اولاد ہیں۔ دو صاحب زادگان ہیں اور ایک صاحب زادی۔ ان کے نام مرقومہ ذیل ہیں۔

- [۱] حضرت سید فیض اللہ حسینی عرف نعمانی میاں صاحب
[۲] حضرت سید عزیز اللہ حسینی عرف طاہر اشرف میاں صاحب
[۳] سیدہ صالحہ فاطمہ

حضرت قائد اہل سنت کی شادی کا واقعہ بھی بڑا دل چسپ ہے۔ حضرت کے احباب و اقارب اور اہل خاندان کی خواہش تھی کہ آپ رانچور میں شادی کر لیں اور پھر وہیں بود و باش اختیار فرمائیں۔ آپ کے اہل قرابت و ارباب عقیدت اس بات پر زور دیتے تھے اور حضرت رانچور میں رہائش اختیار کرنے کے لیے راضی نہیں تھے، اس لیے حضرت نے وہاں شادی کرنے سے انکار فرمادیا۔ اسی درمیان اشرف الفقہاء حضرت مفتی حبیب اشرف صاحب قبلہ پروگرام میں رانچور گئے۔ حضرت کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا کہ میرے صاحب زادے یہاں شادی کے لیے تیار نہیں۔ وہ یہاں آتے بھی نہیں ہیں۔ اگر ناگ پور ہی میں کوئی صاحب نسب اور خاندانی سیدزادی مل جائے تو آپ بتائیے، ان کی شادی کا وہیں انتظام کر دیا جائے۔

اس وقت حضرت سید صاحب قبلہ مدظلہ العالی حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک میں اجیر شریف میں تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز بھی عرس شریف میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔ عرس کے بعد بھی چارپانچ دنوں تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا قیام اجیر شریف میں رہا۔ حضرت سید صاحب قبلہ بھی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ العزیز کے ساتھ متعدد علمائے کرام بھی اجیر شریف میں قیام پذیر تھے۔ ناگپور کے حضرت مولانا صابر القادری صاحب اور محمد میاں (بیڑی والے) نے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے تعویذ طلب فرمایا تھا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ میں اجیر شریف جا رہا ہوں اور مولانا سید محمد حسینی صاحب بھی اجیر شریف آ رہے ہیں۔ میں ان کی معرفت تعویذ بھیج دوں گا۔

اجیر شریف میں جس دن حضرت قائد اہل سنت کی واپسی کی ٹرین تھی۔ آپ اس دن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ٹرین کا وقت قریب ہوتا جا رہا تھا اور حضور مفتی اعظم ہند لوگوں کو تعویذ عطا فرمانے اور دعا مانگنے دینے میں مصروف تھے۔ ٹرین کا وقت جیسے جیسے قریب ہوتا جا رہا تھا، سید صاحب قبلہ کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی اور کچھ عرض کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ کچھ دیر بعد حضرت نے خود ہی حضور سید حسینی میاں صاحب مدظلہ العالی سے فرمایا۔ یہ تعویذ حضرت مولانا صابر القادری صاحب کو دینا ہے اور یہ تعویذ محمد میاں (بیڑی والے) کے لیے ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے تعویذ کے واسطے عرض کیا تھا۔

اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند نے تیسری تعویذ حضرت سید صاحب قبلہ کو عطا فرمائی، اور فرمایا کہ یہ تعویذ آپ کے لیے ہے اور یہ میاں بیوی میں محبت کے لیے ہے۔ اس وقت سید صاحب قبلہ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ خیر حضرت نے تعویذ لے لیا، اور دورہ کرتے ہوئے جب ناگ پور پہنچے تو آپ کو آپ کے والد ماجد کا ایک خط مدد، جس میں آپ کی شادی کے واسطے ناگ پور کی

ایک خاندانی سیدزادی کا ذکر تھا۔

حضرت اشرف الفقہاء کا دورہ راپنچور:

اس خطا کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت قائد اہل سنت کے والدہ ماجدہ علیہ الرحمہ نے راپنچور کے پروگرام کے موقع پر حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ سے ایک سیدزادی لڑکی تلاش کرنے کی گزارش کی تھی۔ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قہر لکڑی گنج کی مسجد میں فجر کی نماز ادا فرماتے تھے۔ ان کی عادت کریمہ تھی کہ نماز فجر کے بعد مسجد کے صحن میں کچھ دیر بیٹھتے۔ امہاب بھی موجود رہتے۔ کچھ بات چیت ہوتی، پھر یہ مجلس اختتام پذیر ہوتی۔ یہ ہمیشہ کا معمول تھا۔

حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب علیہ الرحمہ نے راپنچور سے واپسی کے بعد ایک دن لکڑی گنج مسجد کی مذکورہ مجلس میں ذکر کیا کہ حضرت مولانا سید محمد حسینی میاں صاحب کے والدہ ماجدہ نے مجھے ذمہ داری دی ہے کہ ان کے لیے ایک صاحب نسب اور خاندانی سیدزادی لڑکی تلاش کروں، اور دیگر تفصیلات انہوں نے بیان فرمائی۔ اسی مجلس میں سیٹھ عبدالمجید صاحب موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ سید کمال الدین صاحب کی لڑکی ہے۔ وہ خاندانی سیدزادی ہے۔ دراصل بڑی کے والد کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کے تین بچے تھے۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں۔ انہوں نے اخیر وقت میں اپنے تینوں بچے سیٹھ عبدالمجید کے سپرد کر دیئے اور کہا کہ میں تو اب جا رہا ہوں۔ ان بچوں کی ذمہ داری آپ کو دے رہا ہوں۔ اچھا برا آپ دیکھئے۔ اس وقت یہ تینوں بچے چھوٹے تھے۔

جس وقت حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب نے مجلس میں حضرت قائد اہل سنت کی شادی کے واسطے ایک سیدزادی لڑکی تلاش کرنے کا تذکرہ کیا تھا، اس وقت سیٹھ عبدالمجید صاحب بھی اس لڑکی کے واسطے کسی سیدزادے کی تلاش میں تھے۔ اس مجلس میں دونوں کے درمیان بات چیت ہونے کے بعد حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قہر اور سیٹھ عبدالمجید صاحب لکڑی کے تایا کے گھر پہنچے۔ دروازہ کھٹکٹایا، دروازہ کھٹکٹا تو وہاں سب حضرات بیٹھے۔ اس وقت حضرت قائد اہل سنت کی ہونے والی اہلیہ اپنے تایا کے گھر میں رہتی تھی۔

جب بات طے ہو گئی تو حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب نے حضرت قائد اہل سنت کے والدہ ماجدہ علیہ الرحمہ کو خط لکھا اور تفصیل بیان فرمادی کہ میں نے ایک لڑکی دیکھی ہے۔ وہ صاحب نسب اور خاندانی سید گھرانے کی لڑکی ہے، اور دیگر احوال بھی حضرت نے لکھ بھیجے۔

والدہ ماجدہ صاحبہ نے اسی کا جواب حضرت قائد اہل سنت کو دیا تھا کہ حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب قبلہ اور ان کے دوست سیٹھ عبدالمجید صاحب نے ناگ پور میں ایک لڑکی تمہاری شادی کے واسطے دیکھا ہے۔ ان کا دیکھنا میرا دیکھنا ہے اور تمہاری والدہ کا دیکھنا ہے۔ اب تمہارے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ رضا مندی کے علاوہ تمہارے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہی خط تھا جو حضرت قائد اہل سنت کو امیر شریف سے واپسی کے بعد ملا تھا۔ آپ کے والدہ ماجدہ علیہ الرحمہ کی طرف سے رشتے کی بات

کنفرم ہو چکی تھی۔ اس طرح ایک مشہور سادات کے گھرانے میں حضرت قائد اہل سنت کی شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی تین اولاد ہوئی۔ دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید محمد فیض اللہ حسینی عرف نعمانی میں ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید عزیز اللہ حسینی عرف طہرا شرف میاں ہیں، اور صاحبزادی کا نام سیدہ صالحہ جواد ہے۔ ان کی شادی ناگپور شہر سے قریب قصبہ بھنڈارہ میں ہوئی۔ آپ کے داماد بھی سادات گھرانے سے ہیں۔ یہ حضرت قائد اہل سنت کی شادی کا مختصر تذکرہ ہے۔

اہلیہ مکرمہ کا حسب و نسب:

مہاراشٹر کے علاقہ برار میں الیس پور شہر میں ایک مشہور بزرگ ہیں۔ وہ قریباً بارہ سو سال پہلے کے بزرگ ہیں۔ یہ حضرت سلطان محمود غزنوی کے بھانجے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کی دو بہنوں سے دو بھانجے تھے۔ ایک بہن سے بھانجے حضرت شاہ دوہ رحمان غازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو الیس پور میں آرم فرما ہیں، دوسری بہن سے سلطان غزنوی کے بھانجے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ بہرائچ شریف ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت کی اہلیہ محترمہ حضرت شاہ دولہ رحمان غازی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل پاک ہیں۔

شجرہ نسب:

آپ کا خاندانی نسب نامہ جو آپ کے اہل خانوادہ کے پاس محفوظ ہے۔ وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ حسینی سادات کرام میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب سبط رسول حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ قطب گوگی شریف حضرت مخدوم سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ القوی سید صاحب قبلہ کے اجداد کرام میں سے ہیں۔ آپ کا خاندانی شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

مرکار کائنات سیدار نبیاء و ارسل خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[۱] سیدۃ النساء بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

[۲] حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۳] حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۴] حضرت سیدنا زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۵] حضرت سیدنا علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۶] حضرت سیدنا حسین اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۷] حضرت سیدنا حسن اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[۸] حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- [۹] حضرت سیدنا یحییٰ قدس سرہ
 [۱۰] حضرت سیدنا عبدالعزیز عمر قدس سرہ
 [۱۱] حضرت سیدنا محمد قدس سرہ
 [۱۲] حضرت سیدنا عبداللہ قدس سرہ
 [۱۳] حضرت سیدنا حسین قدس سرہ
 [۱۴] حضرت سیدنا زین الدین قدس سرہ
 [۱۵] حضرت سیدنا شرف الدین قدس سرہ
 [۱۶] حضرت سیدنا سراج الدین قدس سرہ
 [۱۷] حضرت سیدنا حسین قدس سرہ
 [۱۸] حضرت سیدنا زید قدس سرہ
 [۱۹] حضرت سیدنا یحییٰ قدس سرہ
 [۲۰] حضرت سیدنا احمد قدس سرہ
 [۲۱] حضرت سیدنا محمد قدس سرہ
 [۲۲] حضرت سیدنا ناصر قدس سرہ
 [۲۳] حضرت سیدنا علی جہاں شیر حسینی قدس سرہ



- [۱] سراج العاشقین تاج العارفین قطب الاقطاب غوث الاحباب حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ
 [۲] حضرت سید شاہ نور عالم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۳] حضرت سید شاہ مخدوم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۴] حضرت سید شاہ حبیب اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۵] حضرت سید شاہ اسماعیل حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۶] حضرت سید شاہ حبیب اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۷] حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۸] حضرت سید شاہ خلیل اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۹] حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی بڑے صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 [۱۰] حضرت سید شاہ اسماعیل حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

[۱۱] حضرت سید شاہ حسن الحسینی علیہ الرحمہ (شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

[۱۲] حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

[۱۳] حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی شہید علیہ الرحمہ

[۱۴] حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی شہید علیہ الرحمہ

[۱۵] حضرت سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی شہید علیہ الرحمہ

[۱۶] حضرت سید شاہ محمد حسینی دامت برکاتہم القدسیہ (چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگ پور)

بیعت و ارادت اور خلافت:

سید السادات حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں صاحب قبلہ کو اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی شہید علیہ الرحمہ سے شرف بیعت و ارادت حاصل ہے۔

خلافت:

سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کی خلافت بھی اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔ سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی خلافت تاج العلماء حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد میاں قدس سرہ العزیز سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ ماہرہ شریف سے حاصل ہوئی اور سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کے شہزادہ گرمی حضرت علامہ فضل الرحمن ماہر مدنی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی۔

شجرہ حریت سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ علائیہ اشرفیہ:

الہی بحرمت حضور اکرم مالک رقاب ام سید عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الہی بحرمت حضرت مولائے کائنات صل المشکلات سیدنا علی مرتضیٰ وجہ الکریم

الہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت سلطان خواجہ ابراہیم بن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ سدید الدین صدیقہ المرعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ امین الدین ہمیرہ البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ محمد اعلیٰ بنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الہی بحرمت حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- الہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالاحمد ابدال چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ شریف زندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان انی سراج الحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت خواجہ شیخ علاء الحق پندوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قدوۃ الکبریٰ غوث اعالم محبوب یزدانی سلطان اوحدا الدین سید اشرف چہاکگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ سعد الدین زنجانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت شیخ عارف بن ضیاء الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قطب الاقطاب غوث الاحباب ثانی شاہ اوہم مخدوم سید شاہ جلال لدین حسینی المعروف بہ سید شاہ چندا
 حسینی قطب گوئی شریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت قطب راہچور سید شاہ شمس عالم حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ علی حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ عزیز اللہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ خضر حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ امجد الدین محمد حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت ولی الدین سید شاہ صوفی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 الہی بحرمت حضرت سید شاہ فقیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابھی بھرت حضرت سید شاہ حسین الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ابھی بھرت حضرت سید شاہ مراد حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ابھی بھرت حضرت سید شاہ احمد حسینی فقیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ابھی بھرت حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ابھی بھرت حضرت سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 ابھی بذریعہ درویش من حضرت سید شاہ محمد حسینی مدظلہ العالی

(منوذا از شجرہ شریف)

آپ کے مشاہیر خلفاء:

خاندان میں جن حضرات کو آپ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

- ✽ حضرت سید احمد قادری صاحب
- ✽ حضرت سید فیض اللہ حسینی صاحب
- ✽ حضرت سید نعیم اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید حمید اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید عزیز اللہ حسینی صاحب
- ✽ حضرت سید نسیم شرف صاحب
- ✽ حضرت سید حمید اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید کبیر اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید محمود اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید حبیب اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید سہیل اشرف صاحب
- ✽ حضرت سید تمیم اشرف صاحب

بہت سے اہل علم کو بھی آپ نے خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے علمائے کرام و مفتیان عظام میں سے جن حضرات

کو خلافت سے نوازا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

- ✽ مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار بہدانی صاحب گجرات
- ✽ حضرت علامہ منصور علی خان صاحب ممبئی

- ☆ حضرت مولانا مفتی بشیر شمس صاحب ممبئی
- ☆ حضرت مولانا نفیس عالم صاحب لکھنؤ
- ☆ حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب ممبئی
- ☆ حضرت مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب راستہ پور چھتیس گڑھ
- ☆ حضرت مولانا فخر الدین صاحب رضوی ناگپور
- ☆ حضرت مولانا ابراہیم صاحب ناگپور
- ☆ سید احمد قادری صاحب
- ☆ حضرت مولانا مفتی امام الدین صاحب پرتاپ گڑھ یوپی
- ☆ حضرت مولانا مفتی امتیاز صاحب جبل پور
- ☆ حضرت مولانا عبد الرشید صاحب جبل پوری ثم ناگ پوری
- ☆ حاجی احمد عمر دوسا صاحب ممبئی
- ☆ مولانا اشرف رضا قادری بلودا بازار چھتیس گڑھ
- ☆ حضرت مولانا افتخار احمد مجددی رضوی بھگل پوری بلودا بازار چھتیس گڑھ

خانوادہ قائد اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت:

حضرت قائد اہل سنت کے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کے ہم عصر عالم دین اور شیخ طریقت تھے۔ سید السادات حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی علیہ الرحمہ نے ۱۳۳۸ھ میں وصال فرمایا۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی حیات ہی میں آپ نے ۱۳۳۵ھ میں اپنی اولاد کے لیے تحریری وصیت نامہ ترتیب دیا تھا جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

”موجودہ حالات میں دین و ایمان کی سلامتی کے لیے مجدد وقت حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو پڑھنا اور اسے حق ماننا لازم ہے۔ اس کے بغیر اسام و سنیت پر استقامت ناممکن ہے۔ آج کل اکثر خائف ہوں میں گمراہیت آگئی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اعلیٰ حضرت کے مسلک حق سے وابستگی ضروری ہے۔“ (ماخوذ از: تحریری وصیت نامہ حضور سید شاہ شمس عالم حسینی)

حضور قائد اہل سنت کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت و اشاعت کے لئے وقف ہے اور آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت ورثہ میں ملا ہے۔ آپ کے والد گرامی حضور شیخ المشائخ فخر العبد حضرت علامہ ابو محمد سید شاہ چندہ حسینی صوفی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ پوری زندگی شہرہ رانچور (کرناٹک) میں مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت فرماتے رہے۔ حضور شیخ المشائخ شہرہ رانچور کے عظیم ولی کامل، قطب رانچور حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ المتوفی ۱۹۹۲ھ کی بارگاہ کے پندرہویں مجدد

عیش تھے۔

آپؒ ۱۳۵۲ھ میں اس آستانہ عالیہ کے سپردۂ شہین منتخب ہوئے اور ۱۳۵۲ھ میں اس دار فانی سے وداع فرماتے ہوئے۔ ان پر اس سالوں میں آپ نے ایک سو سے زیادہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ سدا بہار، شہید، حروف، روزگار، رب، قطب، انوار، ست خواجہ بندہ نواز، گیسو، زکریا، اللہ تعالیٰ کے فرزند، ایہ نعمت، سید شاہ، اجرتین، قدس، وہی، غیبی، کتاب، کتاب، احکام، مذاکرہ، آپ نے اردو میں ترجمہ کیا، اس کی شرح بھی تحریر فرمائی۔ اس کا نام "شمس" تھا، مذاکرہ، اس کتاب پر مفسر، عظیم، مہذب، وہی، حضرت، حضرت، علامہ، برہنہ، رضا، صاحب، شیخ، میرزا، اہل سنت، حضرت، علامہ، حضرت، علی، صاحب، مہذب، وہی، مفتی، حبیب، رحمت، حضرت، مولانا، فیاض الدین، رحمت، اللہ تعالیٰ، علی، علی، کی، تقریفات، موجود، ہیں۔ حضور، شمس، انوار، شمس، رحمت، مہذب، اشرف، لا، خلاق، اسباب، زوال، مسلمان، در ملک، بندہ، متانت، اور، ال، عتقد، بہت، عمر، آراء، کتابیں، ہیں۔

ان کتابوں کا مطالعہ عام مومنین اور خاص کر علمائے کرام کے لیے نہایت مفید ہے۔ سیدنا علیؑ حضرت علامہ اندر، شمس، رحمت، اللہ تعالیٰ کی ایک درجن سے زیادہ کتابوں پر آپ نے حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے، جس سے آپ کے تلامذہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات رہ روشن کی طرح عیاں ہوئی کہ حضورؑ مد اہل سنت کا خاندان، بیاد، سو سال سے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کر رہا ہے، آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ شمس عالم، حسین، قدس، وہی، العزیز، عالم، وقت، دن سے، بین، ناشر، مسلکِ اعلیٰ حضرت ہیں، اور آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ چند، حسین، اشرفی، علیہ، رحمۃ، نے اسی مسلکِ حق کی ترویج و شاعت میں اپنی پوری زندگی وقف فرمادی۔

عہدِ ضرر میں حضورؑ کا اہل سنت اپنی تحریر و تقریر، تصنیف و تالیف اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ باطل عقائد اور فسادِ نظریات کا قلعہ قمع فرما رہے ہیں، اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ، اور اس کی ترویج و ترقی میں کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضورؑ کو اہل سنت کو صحت و تندرستی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے، اور ہمیں بھی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کی سچی و نسیبتقریب عطیہ فرمائے۔ آمین

شاعری و نظم نگاری:

شاعر، ہر ایک آپ مستقل طور پر شاعری اور نظم نگاری سے وابستہ رہے۔ اس کے بعد حالات کی وجہ سے شاعری سے آپ کی دلچسپی کم ہو گئی اور آپ نے شاعری ترک کر دی۔ آپ کے منظوم کلام کا مجموعہ مجھے میسر نہ ہوا۔ ایک نعت شریف مجھے موصول ہوئی، وہ قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔

مدینے کی گلیوں میں یہ دیکھتا ہوں
کہ اک سمت میں ایک ضیاء کھتا ہوں
جہاں رحمت حق برستی ہے تبسم

مدینے کو دار العطا دیکھت ہوں
 جو ہیں وجہ اعتبار بزم دو عالم
 انہیں افضل الانبیاء دیکھت ہوں
 نزول ملائکہ شہ دوسرا کے
 میں روضہ پہ صبح و سہا دیکھت ہوں
 چلو تم ادھر کو جب سہر و سیا ہیں
 اسی میں رضائے خدا دیکھت ہوں
 جو عشق خدا و نبی میں ہیں کامل
 دو عالم سے ان کو خفا دیکھت ہوں
 میں روضہ کو اس شہ و ال کے محبہ
 فزوں تر از عرش خدا دیکھت ہوں

حضرت قائد اہل سنت کی اس نعت شریف کو دیکھ کر ہر باشعور پکار اٹھے گا کہ اس منظوم کلام کے ہر ایک شعر اور ہر ایک مصرع سے عشق مصطفوی و محبت نبوی کی ضیا باریاں ہو رہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے اس نعت شریف میں مسلک اہل سنت و جماعت کے اعتقادی مسئلہ کو بہت حسین پیرایہ میں پیش فرمایا ہے۔ بعض اشعار اور چند مصرعوں کی توضیح و تشریح رقم کردی جاتی ہے، تاکہ مفہوم و مراد واضح ہو جائے۔

[۱]

جہاں رحمت حق برتی ہے پیہم
 مدینے کو دار العطا دیکھتا ہوں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انما انا قاسم واللہ یعطی (صحیح بخاری شریف جلد اول: کتاب العلم) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعمتیں عطا فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت خداوندی کو تقسیم فرماتے ہیں۔ مصرع دوم میں اسی مفہوم کو خاص انداز میں پیش کیا گیا۔ جب حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمتیں تقسیم فرمانے والے ہیں تو روحی مخلوقات الہیہ کو وہاں سے نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ اس طرح مدینہ منورہ ”دار العطا“ ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہے
 دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

[۲]

جو ہیں وجہ ایسا دہزم ۱۱ علم
انہیں افضل الانبیاء دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات سے قبل نور نبوی کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کی تخلیق آپ کے نور مبارک کے جلووں سے ہوئی۔ اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد الہی ہے: لولائک لما خلقت الافلاك والارضینی یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا۔ اس طرح ہمارے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری دنیا کی تخلیق و ایجاد کی وجہ اور سبب قرار پائے۔ اسی کا ذکر مذکورہ شعر کے پہلے مصرعے میں ہے۔

دوسرے مصرعے میں حضور اقدس تاجد رکعات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت کا ذکر ہے۔ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ اور برتر و بال ہیں۔ بس اس مفہوم کو آسان غظوں میں اس طرح ادا کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے عظمت و رفعت اور شان و شہادت اے آپ ہی ہیں۔ مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی وہ مرتبہ عطا نہیں فرمایا جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا۔

ع/ بعد از خدا بزرگ تر توئی قصہ مختصر

[۳]

نزول ملائک شہ دوسرا کے
میں روضہ پہ صبح و مسادیکھتا ہوں

حدیث شریف میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کو ہر صبح ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ہر شام ستر ہزار ملائکہ کرام حاضر ہوتے ہیں۔ جو فرشتے ایک بار تشریف ل چکے، پھر ان کو قیامت تک دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رتبہ بق بند ہے کہ ہر صبح اور ہر شام ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو درود و سلام پیش کرنے حاضر ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں صبح و شام حاضری اس پاک در کی ہے

[۴]

چلو تم اوٹھو کوچہ حسرا و لسیا ہیں
اسی میں رضائے خدا دیکھتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اپنے نیک بندوں کی راہ پر چلنے کا حکم فرمایا ہے۔ سورۃ الفاتحہ میں شاہدانی ہے: **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** (سورہ فاتحہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قیام فرمائی کہ اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرو کہ یا اللہ! ہمیں سیدھی راہ چلا، ان بندوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ اللہ جان سے اپنے جن بندوں پر انعام فرمایا ہے، بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام و صالحین و عظماء و اولیاء و صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انصوۃ و السالما، حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام، تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انبیاء۔ یہ تمام نفوس قدسیہ بارگاہ الہی سے انعام یافتہ ہیں۔ ان ہی بندہ مرتبہ شیوہ کی راہ پر چلنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا۔ مذکورہ شعر میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ بندگان خدا راہ لیا کر اہل و صالحین سے نقش قدم چروی کریں، تاکہ جس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پائی ہیں، اسی طرح آپ بھی انعامات الہیہ کے مستحق بن سکیں۔

[۵]

میں روضہ کو اس شاہ وار کے مجید

فزون تر زعرش خدا دیکھت ہوں

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت اطہر کا وہ حصہ جو جسم اقدس سے متصل ہے، عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ مصرع دوم میں اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ دربار نبوی کی عظمت و فضیلت سے متعلق فارسی زبان کا یہ شعر بھی بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

ادب گاہے ست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید ایس

احساق و کردار اور خدمات و کارنامے

سید صاحب کی سادگی:

اسد ف کرام کے متعلق سادگی کے جو واقعات کتابوں میں پڑھنے کو ملتے ہیں، ان کا مکمل نمونہ اور عکس جمیل اگر کوئی دیکھت چاہے تو قائد اہل سنت و جماعت حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں دام ظلہ اقدس کی ذات گرامی میں نظر آتا ہے۔ آپ بالکل سفید کپڑے کا کرتہ اور بڑی موہری کا سادہ پانجامہ زیب تن فرماتے ہیں، اور سر پر صرف دوپٹی نوپی رکھتے ہیں۔ آپ کو عظیم الشان جھوس اور عایشان کانفرنسوں میں بھی اسی لباس میں دیکھا گیا ہے۔ ہاں، جب احباب و معتقدین اصرار کرتے ہیں تو علامہ اور جب بھی زیب تن فرماتے ہیں۔ وہ بھی صرف جاسے کی حد تک۔

خور و نوش میں بھی مکمل سادگی ہے۔ کسی بھی قسم کے کھانے کی فرائش نہیں فرماتے ہیں۔ جو دستہ خواتین پر موجود ہوا، اسے

میاں فرما لیتے ہیں اور خوراک بھی معمولی ہے۔ میزبان کو محسوس ہوتا ہے کہ حضرت نے کچھ تاول ہی نہیں فرمایا۔ حاصل حضرت کے اخلاق و کردار، عادات و اطوار میں اسلاف کرام کی سادگی کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ موجودہ دور کے خطبہ و مقررین کو بھی سادگی اختیار کرنی چاہئے، تاکہ قوم پر اس کے عمدہ اثرات مرتب ہوں۔ حضرت سید صاحب قبضہ اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ چند آئینی اشرفی علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو رنگ و روپ اور شکل و صورت آپ کو عطا فرمائی تھی، اسے لکھ رہے لوگ سمجھتے تھے کہ آپ انڈیا کے نہیں، بلکہ انگلینڈ کے ہیں۔

آپ ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ ناگ پور دینی تعلیم کے واسطے آئے۔ اس وقت آپ کے پاس بہت عمدہ قسم کے سپرے ہوتے تھے۔ اس وقت جاپان کے کپڑے چھتے تھے۔ آپ کے بچپن کا زمانہ تھا۔ پیسے بھی گھرتے خوب آتے تھے۔ آپ بہت شان و شوکت کے ساتھ رہتے تھے۔

ایک بار حضرت قائد اہل سنت عمدہ کپڑے پہن کر حج و حج کر جامعہ عربیہ ناگ پور کے پاس چوڑے والی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے تشریف لے گئے۔ آپ وضو بنا کر اپنے سر کے بالوں کو سنوار رہے تھے کہ اسی درمیان حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں داخل ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر ان پر پڑی۔ اپنے اتنا ڈکھ کر آپ کا جسم لرزنے لگا۔ آپ کے جسم کا رنگ نارنگی کا بننے لگا۔ آپ نے اپنی ٹوپی کہاں رکھی تھی، جلد بازی میں وہ بھی نظر نہ آ سکی کہ آپ اپنے سر پر ٹوپی رکھ میں۔ اسی درمیان حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمائے کہ یہ آپ نے شکل و صورت بنا رکھی ہے۔ آپ اتنی بڑی خانقاہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پورے کرناٹک اور پورے علاقہ دکن اور ہندوستان کے مشہور و معروف پیر کے صاحبزادے اور ہونے والے سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے شکل و صورت کیا بنا رکھی ہے۔ انہوں نے نصیحت فرمائی، اور فرمایا کہ آپ کے کپڑے اور آپ کے اس انداز کو دیکھ کر کون کہے گا کہ آپ سنے بڑے پیر کے صاحبزادے ہیں، اور اسی قسم کی نصیحت کی۔

آپ نے وہاں نماز پڑھی، اور مدرسہ اپنے روم میں تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے پاس بیس جوڑے کپڑے تھے۔ ان میں سے صرف چار جوڑے سفید کپڑے تھے۔ اور سولہ جوڑے بہت قیمتی اور فیشنبل تھے۔ آپ نے صرف چار جوڑے سفید کپڑے پہنے پس رکھے اور سولہ جوڑے کپڑے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے۔ آپ نے اپنے سناؤ کی نصیحت پر عمل کیا۔ اس وقت سے آج تک حضرت سفید ہی کپڑے پہنتے ہیں اور سفید کپڑے کے علاوہ کوئی کپڑا پسند نہیں فرماتے۔

اصغر نوازی:

حضور قائد اہل سنت زندگی بھر علمائے اہل سنت کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔ جو بھی سنی عالم جہاں دین کی خدمت انجام دے رہے ہوں، آپ ان کی حوصلہ افزائی اور عزت افزائی کرتے ہیں۔ خاص طور پر بد مذہبوں سے رو میں مگر کوئی کوشاں

نظر آئے تو وہ آپ کے شناساؤں میں ہو، یا آپ سے کوئی ربط و تعلق نہ ہو، حضرت قائد اہل سنت ان تمام دین کے خدمت گزاروں کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں جس سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آپ ان عمارتوں سے بہت خوش ہیں۔ مدرسہ باقیہ ہو، یا وعظ و نصیحت، درس و تدریس ہو یا فکر و تحریر، حضور قائد اہل سنت نے ہر محاذ پر اپنے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس سے کام کرنے والوں کو ہمت ملتی ہے۔ ان کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے اور پھر دین و سنت کا عظیم کام انہیں سہل و آسان ہو جاتا ہے۔

شہر ناگپور میں جلوس غوثیہ کا آغاز:

محلہ گانچ کھیت کے کچھ نوجوان یہ منصوبہ بنا رہے تھے کہ ناگپور شہر میں جلوس غوثیہ نکلن چاہئے۔ انہی ان کی پد تھ زیر غوثیہ کہ ان نوجوانوں نے چند عملے کرام کی خدمت میں اپنا ارادہ ظاہر کیا تو حوصلہ شکن جواب ملا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسوں شہر میں نکلتا ہے، اسی کو سنوارو، اسی کو بہتر کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے بعد وہ نوجوانان اہل سنت حضرت قائد اہل سنت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان نوجوانوں کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی اور یہی نشست میں نوجوانوں کی کمیٹی تشکیل فرمائی، پھر اسی سال سے شہر ناگپور میں جلوس غوثیہ نکلنے لگا۔ الحمد للہ یہ جلوس کئی سالوں سے حضور قائد اہل سنت کی مگرانی میں آج تک بحسن و خوبی نکل رہا ہے۔

خان مسجد کی بازیابی:

شہر ناگپور کی مرکزی شاہ راہ کے مشہور چوراہے گیتا نخلی ناکیز چوک میں واقع خان مسجد ۱۹۷۲ء سے پہلے تک تہ تیغ ہو چکی تھی۔ اس کی بازیابی کے لیے احباب اہل سنت کوشش کر رہے تھے۔ حضرت سید حسینی میاں دام ظلہ کی سرپرستی میں چنے والی تنظیم ”ایمان“ کے کچھ افراد نے مسجد کی قانونی کارروائی مکمل کر لی تھی، مگر سب سے بڑا مسئلہ مسجد کو اپنے قبضے میں لینے کا تھا۔ اس وقت قائد اہل سنت نے جرات حسینی کا مظاہرہ فرمایا اور ایک بار جمعہ کے دن شہر کے کچھ جرات مند افراد کو لے کر ان سے پہلے ہی مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر جلوہ فرما ہو گئے۔

جب یہ خبر دیوبندیوں کو ہوئی تو دیکھتے ہی دیکھتے شہر کے بے شمار تبلیغی لوگ خان مسجد کے پاس آ گئے۔ پوس نے حالت کو قابو کرنے کے لیے مسجد کے دروازے بند کر دیئے۔ اب منظر یہ تھا کہ مسجد کو دو ہزار تبلیغیوں نے گھیر رکھا تھا اور ندرۃ اہل سنت اور ان کے ساتھ شہر کے دو یا تین عمارتیں کرام تھے، اور سنی عوام سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ دروازہ بند ہونے کے سبب کوئی صفی اندر داخل نہیں ہو سکا۔

اس طرح مسجد پر سنیوں کا قبضہ مکمل ہو گیا۔ ایسے نازک موقع پر آپ نے جو ثابت قدمی دکھائی اور جو جرات مند قدم اٹھایا وہ ایک تاریخ ساز اقدام تھا۔ سیادت حسینی کی برکتوں سے وہ مسجد آج تک اہل سنت کے قبضے میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت کوئی اسے سنیوں سے چھیننے کی جرات نہیں کر سکے گا۔

قبولت دعا اور فرزند کی پیدائش:

بہت سے لوگ جو اولاد سے مایوس ہو چکے تھے، انہوں نے اپنے دکھ درد کا تذکرہ حضرت قائد اہل سنت سے کیا۔ آپ نے ان کے حق میں فرزند صاع کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور قائد اہل سنت کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمائی اور فرزند صاع عطا فرمایا۔ اس قسم کے دو واقعات یہاں رقم کیے جاتے ہیں۔

نام : محمد زبیر
تاریخ پیدائش : 06 اپریل 2015
والد : احسان الحق
والدہ : شبانہ

لڑکے کے والد جناب احسان الحق صاحب کا بیان ہے کہ میری دو بیٹیاں تھیں اور میری خواہش تھی کہ اب لڑکا ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ جب حضور قائد اہل سنت لہسوئی شریف تشریف لائے تو میں اسی آرزو اور خواہش کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی کہ حضرت ہمارے حق میں دعا فرمائیں، تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیک صالح بیٹا عطا فرمائے۔ میں نے جس وقت دعا کے لیے عرض کی تھی، اس وقت میری اہلیہ چھ ماہ کی حاملہ تھی۔ قائد اہل سنت نے دعا فرمائی اور فرمایا: جاؤ لڑکا پید ہوگا، اور اس کا نام محمد زبیر رکھنا۔ اس نام کو عام کر دیا، اور اس لڑکے کو حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غدی میں دے دینا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور قائد اہل سنت کی دعا سے میرے گھر لڑکا پیدا ہوا۔

قبولت دعا کا دوسرا واقعہ:

سی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی لہسوئی شریف ہی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور عرضی گزرا کہ فرزند عطا فرمایا۔ ڈاکٹر بھی ان کو جواب دے دیا تھا اور خون کی خرابی بتایا تھا۔

نام : محمد حمزہ
تاریخ پیدائش : 10 اکتوبر 2005ء
والد : محمد شکیل
والدہ : استاکن

لڑکے کی والدہ کا بیان ہے کہ میری چھ بیٹیاں تھیں اور چار بچے پیٹ ہی میں مر گئے۔ جب میں ڈاکٹر کے پاس گئی اور چیک اپ کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ بڑکے کا خون خراب ہے، اور بڑکی کا خون ٹھیک ہے، اسی لیے آپ کا بچہ پیٹ ہی میں مر جاتا ہے۔ میں نے اس کا علاج بھی کروایا، لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی درمیان قائد اہل سنت حضور حسینی میاں مدظلہ العالی لہسوئی شریف آئے۔ میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنی پوری داستان حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔ جب حضرت سے

ملقات ہوئی، اس وقت غائبہ میں چھ دن کی حاضری تھی۔ حضرت نے دعا فرمایا اور کہا کہ چاؤڑکا ہوگا اور ان شاء اللہ تعالیٰ فیہ انواری کے ساتھ ہوگا اور اس کانام حمزہ رکھنا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور مجھے بڑا عطا فرمایا۔ حضرت نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے اپنے بیٹے کانام حمزہ رکھا۔ اسی طرح بے شمار لوگ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ بعض کی شادی کے شمارہ بیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعاؤں کی برکت سے دل دعوے فرمایا اور وہ بے اول دسے صاحب اول ہوئے۔

فیوض و برکات کا چشم دید گواہ:

حضرت مولانا عبدالحق رضوی مصباحی صاحب کابین ہے کہ حضور قائد اہل سنت، محافظ مسک، اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں صاحب قبلہ حفظہ اللہ تعالیٰ کی آمد سرزمین ہوسوی کوتما میں غالباً ۲۰۰۲ء میں ہوئی۔ حضور سید حسینی میاں کے قدموں کی برکت سب سے پہلے میں نے اپنے گھر میں سو فیصد پائی۔ حضرت کی پہلی ہی آمد پر میں نے اپنے پورے گھبراہٹ کو آپ کے دست اقدس پر بیعت کرا دی۔

حضرت سال میں ایک مرتبہ محرم شریف کے موقع پر لہسوی آتے تھے۔ حضور سید حسینی میاں کے قدموں کی برکت تھی کہ جتنی بار آپ کے مبارک قدم میرے گھر پر پڑے، ہر سال میرے گھر کی حالت تعمیری اعتبار سے اور مالی اعتبار سے بہتر سے بہتر ہوتی گئی، یہاں تک کہ میرے سارے بچوں کا مستقبل بھی اطمینان بخش اور پرسکون ہو گیا۔ میرے چار بچے ہیں۔ دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی حضور سید حسینی میاں صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بہترین مینی غیشنل کمپنیوں میں اچھے عہدوں پر پرسکون نوکریاں کر رہے ہیں۔ آج بھی حضور قائد اہل سنت کے فیوض و برکات مجھ پر اور میری آل و اولاد پر جاری ہیں۔ حضور سید حسینی میاں کی نگاہ فیض پر قربان جاؤں، شروعات میں چند سال آپ کا قیام جناب مقبوں حمد ولد عسینی صاحب کے مکان پر ہوتا تھا۔ ہر سال مکان، لک نے آپ کی خوب خدمت کی، لیکن مکان مالک مرید نہیں تھا۔ کئی سال تک مرید نہیں ہوا، لیکن جس سال مکان مالک مقبول احمد کا انتقال ہونا تھا، اس سال وہ حضرت سے مرید ہو گیا اور پھر حضور سید حسینی میاں بعد ازاں شورشورہ ناگپور تشریف لے گئے، اور دوسرے سال محرم شریف میں تشریف لائے تو مقبول صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی نگاہ میں تھا کہ میں جس گھر میں قیام کرتا ہوں، اس مکان مالک کا وقت ہو گیا ہے۔ اب اسے مرید کر کے اپنے نان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ کر دوں۔ اس طرح حضور حسینی میاں دم ظلمہ کا فیض بروہ شخص پایا، جو آپ سے معتقد ہوا۔

قائد اہل سنت اور کشف و کرامت:

شہر ناٹپور کی مرکزی مسجدوں میں شطرنجی پورہ کی بڑی مسجد بھی شمار ہوتی ہے۔ اس کے متعدد اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ ہے کہ یہ مسجد شہر ناٹپور کے قلب میں واقع ہے۔ دوسرا سبب اور اہم وجہ یہ ہے کہ اسی مسجد کے صحن میں ایک ولی کامل حضرت سید محمود

بغدادی علیہ الرحمہ کا مزار مقدس واقع ہے۔ آپ کا مزار پاک مرجع عوام و خواص ہے۔ جہاں زائرین کی آمد و رفت سے اس محلہ میں مروت چل پھل محسوس ہوتی ہے۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو جمعہ کے دن صبح ساڑھے دس بجے روضہ مبارک کی عمارت کے تین مندرجہ ذیل زمین بوس ہو گئے اور گنبد شریف میں ہلکا سا شگاف واقع ہو گیا۔ چون کہ یہ جمعہ کا دن تھا، اس لیے مسجد اور درگاہ شریف کے خدمتگاران اور خدمت کے اہتمام میں لگے ہوئے تھے اور وہاں دیگر متعدد ائسترا بھی موجود تھے۔ وہاں کے حاضر باشندوں نے یہ منظر دیکھا تو سب لوگ سہم گئے، اور بہت خوف زدہ ہوئے کہ چنانکہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا؟ کوئی ظاہری سبب بھی کسی نے سمجھ میں نہیں آ سکا۔

آخر کار اہل محلہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ محلہ کے سربراہ آوردہ و رزمہ دار لوگ درگاہ شریف کے پاس آئے۔ سبھوں نے تو پہلے مین روں کے گرنے کا سبب جاننا چاہا، لیکن اس میں ناکام رہے۔ کسی کو اس کی وجہ سمجھ میں نہ آ سکی۔ حضرت سرکار بغدادی شاہ رحمۃ اللہ علیہ عقیدت مند اہل شہر کا ایک طبقہ بھی یہ خبر سن کر نذر جمعہ میں حاضر ہو گئے، تاکہ حالات و واقعات کی تحقیق کریں اور اس سہ ماہی کا مشاہدہ کریں۔ انجام کار اہل محلہ نے علمائے ناگپور کی ہر گاہ میں رجوع کرنے کا مشورہ کیا اور بات طے ہو گئی۔ شہر ناگپور کے متعدد علمائے کرام سے ان لوگوں نے رابطہ کیا، لیکن اس حدیث کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آ سکی اور لوگوں کو تشفی نہیں ہو سکی۔ کسی کو یہ سمجھ میں نہ آ سکا کہ یہ حادثہ کیوں رونما ہوا؟ اس موقع پر نہ اس جگہ زلزلہ کا کوئی واقعہ پیش آیا تھا، نہ ہی اس دن ناگپور کے کسی محلہ میں زلزلے کی کوئی خبر تھی۔ محکمہ موسمیات کے پاس بھی اس دن کہیں زلزلہ ہونے کی خبر نہیں تھی۔ درگاہ شریف کے پاس یا اردنک کہیں کوئی ٹھکانہ بھی نہیں کھودا جا رہا تھا کہ شاید اس کا اثر درگاہ شریف کی عمارت پر آیا ہو، اور پھر اس سبب سے سیٹ رے گر پڑے ہوں۔ روضہ شریف کی عمارت بھی خستہ نہیں تھی۔ اس کی عمارت کی دیواروں میں کہیں کوئی شگاف بھی نہیں تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ظاہری وجوہات میں سے ہر ایک وجہ پر غور و فکر کیا گیا، لیکن کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ تھک ہار کر اہل محلہ اور درگاہ شریف کے ذمہ داران اس معاملہ کو لے کر قائد اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، فخریادت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں دام ظلہ کی خدمت ہا برکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سید صاحب قبلہ درگاہ شریف میں حاضر ہو کر محو مراقبہ ہوئے۔ کافی دیر مرقبہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہ ”تعمیر نو کا اشارہ ہے“۔ حضور قائد اہل سنت کے اس انکشاف پر اہل محلہ مسجد و درگاہ کے ذمہ داران کو تشفی ہو گئی و سب لوگ مطمئن ہو گئے اور اب کسی قسم کی کوئی گھبراہٹ و بے چینی نہیں تھی۔

چنانچہ ۱۸ نومبر ۱۹۹۴ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ تقریباً ڈھائی بجے قائد اہل سنت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، فخریادت حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی میاں دام ظلہ اعلیٰ نے درگاہ شریف کی تعمیر نو کے لیے اپنے دست ہا برکت سے سنگ بنیاد رکھ، پھر احمد لہ چتر ہی ہفتوں میں حضرت بغدادی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عینہ کا انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب روضہ تعمیر ہو گیا۔

تبلیغی دورے اور جلسوں میں شرکت:

حضور قائد اہل سنت جس طرح ایک خوش فکر قلم کار ہیں، اسی طرح آپ ایک مشہور و معروف اور عوام و خواص میں مقبول

خطیب بھی ہیں۔ آپ بے شمار جلسوں میں شرکت فرما چکے ہیں۔ جس کا تفصیلی ریکارڈ تو موجود نہیں، لیکن بعض حسینینی دوروں اور جلسوں کی روادار جو ہمیں مل سکی۔ ان کا مختصر بیان مرقومہ ذیل ہے۔

حضور قائد اہل سنت کا دورہ ورنگل:

حضرت مولانا بدر رضا اشرفی صاحب صدر "تنظیم غلامان اولیا" (ورنگل: تلنگانہ) کا بیان ہے کہ ریاست تلنگانہ کے تاریخی شہر "ورنگل" میں حضور قائد اہل سنت، محفظہ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الشاہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی مدظلہ العالی کی پہلی بار تشریف آوری ۲۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ہوئی۔ ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کا دن حضور قائد اہل سنت کے محبین و معتقدین وراہل شہر کے لیے انتہائی مسرت و شہدائی کا دن تھا، کیوں کہ اسی تاریخ کو تقریباً ۱۱ بجے شب کو عظیم الشان جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور قائد اہل سنت نے تاریخی خطاب فرمایا اور اپنے مخصوص انداز میں سامعین کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جام پلایا، جس کی چاشنی آج تک محسوس کی جاتی ہے۔

اس کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح فرمایا اور امام الوبابیہ اسماعیل دہلوی اور س کی گمراہ کن تحریک و ہدایت کا رد بھی فرمایا۔ سامعین حضور والا کے خطاب نایاب سے بہت محظوظ ہوئے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے ورنگل میں حضرت والا کا یہ دورہ تاریخی اہمیت کا حامل رہا۔ اس کے بعد کم و بیش دس سال تک قائد اہل سنت مختلف مواقع پر صدر رتی خطاب فرمانے کے لئے ورنگل تشریف لاتے رہے اور ہر تقریر میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تجہیدی خدمات کا مفصل ذکر فرماتے رہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے تعارف کے ساتھ ان کے عقائد سے بھی قوم کو آشنا فرماتے رہے۔ حضور قائد اہل سنت کے سینکڑوں مریدین اس علاقہ میں ہیں اور قائد اہل سنت کی سرپرستی میں مسرکزی تنظیم "غلامان اولیا رجسٹرڈ" مذہب حق اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مشغول و متحرک ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس تنظیم کو سلامتی عطا فرمائے اور مسلک حق کی خوب سے خوب تر خدمات انجہام دینے کی توفیق عظیم بخشے۔ آمین

سرکار حسینی میاں کی دینی استقامت:

حضرت مولانا ابراہیم رضا قادری صاحب قبلہ بانی و مہتمم دارالعلوم فیضان امام احمد رضا دہلوی ناگپور مہاراشٹر کا بیان ہے: ہر صدی، ہر دور میں اللہ رب العزت نے ایسے نفوس قدسیہ کو پیدا کیا، جنہوں نے اسلام کی سچی خدمت انجام دی۔ جب بھی باطل پرستوں نے شریعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حرف خط لانے کی کوشش کی تو انہوں نے دندان شکن جواب دیا ہے۔ مسائل شرعیہ پر ہمیشہ ڈٹے رہے اور اسلام کی سچی ترجمانی کرتے رہے۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک نام قائد اہل سنت محافظہ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی صاحب قبلہ کا ہے۔ حق بولنا، سچائی پر ڈٹے رہنا آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ آج کے اس پر فتن دور میں اچھے اچھے اپنا موقف بدل لیتے ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ میں مصیحت سے کام لیجئے، مگر سرکار حسینی میاں

نے اپنا موقف بدلے، اور نامصلحت سے کام لیا، بلکہ احکام شریعت پر ڈنکے مارنے پر بیغ و بغاوت مانتے رہے۔ حضور سید حسینی میں کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آقائے رانچہ شریف کی اساتذوں کے امین بن کر دنیا نے سنیت میں فکر و رضا کی جو روشنی بکھیری ہے، وہ سب پہ عیاں ہے۔ اکابر کے ترشیدہ انمول ہیرے کا نام حسینی میں ہے۔ آج کے اس پر فتنہ دار میں جہاں قیمتی جبہ دوست روا لے لوگ نفس کی غلامی میں موئے لٹانے کے چکر میں دنیا داروں سے مرعوب ہو کر قلم بچھہ پھینچتے ہیں، ضمیر کا سودا کر لیتے ہیں، وہیں حضور حسینی میاں استقامت کا پہاڑ بن کر عزیمت کے ہائی وے سے دو گوں کے قلوب و اذہان کو کر بوائے معنی کا مزاج عطا کر رہے ہیں۔ وہ حسینی عزم سے ہوئے یہ بتا رہے ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر حکمت، مصلحت، رخصت کے ٹوکے لگا کر لگانے والے بزدل ہیں اور آپ جو حسینی لے کر ان کی غفلت کی پٹی اتارتے اور فرماتے ہیں کہ رخصت، حکمت، مصلحت اور چیز ہے، عزیمت اور چیز ہے۔

کچھ ٹک یوٹی، ممبئی، کراچی وغیرہ میں اتحاد دین المسک والہذاہب کی ضرورت کا دعویٰ کرنے لگے، اور اس بے جا دعویٰ پر وہیں بھی دینے لگے۔ اتحاد کے نام پر کئی تنظیمیں معرض وجود میں آئیں۔ ان اتحادیوں کا حال اس سے بخوبی بگایا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ آج جن بد مذہبوں کے خلاف اپنی نشستوں میں تقریر کرتے تھے، شام میں انہیں بد مذہبوں کے ساتھ یک اسٹیج پر حسبِ سہوار ہوتے تھے۔ عوام مغالطے میں پڑ جاتے کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ ایسے اتحادیوں سے مخالفین کو بہت فائدے ہوئے۔ وہ قوم کو یہ کہہ کر بہکانے میں کامیاب رہے کہ علماء و دانشوروں کا اپنی مسہدوں اور نشستوں میں حق بیان کرنا، بد مذہبوں کے عفت نہ باطلہ کا پردہ پوش کرنا، مذہبی حقائق پر مبنی نہیں، بلکہ محض فکری اور نظریاتی اختلاف ہے، جب کہ یہ اختلافات محض فکری نہیں، بلکہ اصل عقائد کی خرابی کی بنیاد پر تھے اور ہیں، جسے پوری دنیا کے لوگ جانتے بھی ہیں اور مانتے بھی ہیں۔

ایسے پر آشوب، پر فتنہ ماحول میں دین حنیف کی تبلیغ اور عقائد اہل سنت کی محافظت کے لیے سرکار حسینی میاں صاحب نے مسک حق، مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کرتے ہوئے کلک رضا، خیر رضا اور سخن رضا کے ذریعہ اس اتحاد کے خلاف کاغذ و قلم سنبھالا اور امت مسلمہ کے لیے رہنمایانہ اصول مرتب فرمایا۔ اس علمی حق گفت کے تناظر میں آپ پر کئی قلمی و لسانی جیسے بھی ہوئے مگر آپ جل استقامت بن کر ڈٹے رہے۔

آج تو حال یہ ہے کہ کرسی پر اچھل کود کو کوئی خطابت کی علامت سمجھ سیکھا گیا ہے۔ اوپر سے ہر منٹ پہ واہ واہ کی صداؤں کا ہجوم، مقرر کا بھی قدم فرش پہ اور دماغ عرش پہ پہنچ جاتا ہے۔ اتفاق کہنے کہ حضرت (قائد اہل سنت) اسٹیج پر تھے۔ خطیب صاحب نے واقعہ کہ بلا بیون کرنا شروع کیا۔ آخر کار اس موڑ پہ پہنچے جہاں مالک جنت کے شہزادوں کو مظلوم کے بجائے مجبور بنادیا۔ آپ انہیں کے فحش تھے، رہا نہ گیا، مالک ہاتھ میں ہوا اور فرمایا۔ حضرت یہ کیا کر دیا؟ مظلوم کو مجبور بنادیا۔ آواہم سے ہمارے گھر کی راست سنو، تاکر عوام کہنے پہ مجبور ہو جائیں کہ یہ کس مزاج کے قیدی تھے، جو قید خانے میں بھی بیداریت کا جنازہ نکال کے لٹکے۔ حال ہی میں چاہے وہ طلاق شمشاد کا مسئلہ ہو، یا بین آر سی کا۔ ہر کوئی ظالم حکومت کی دغنی پالیسی سے خون کے آنسو روہا تھا۔ عوام کی نیم حضور

قائد اہل سنت سرکار حسینی میاں کی خدمت میں پہنچی۔ عرض کیا: حضور! ایسے حالات میں شہرنا گپور میں آپ کی قیادت کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کاش ایسے وقت حضور مفتی اعظم ہند ہوتے۔ کاش سرکار مجاہد ملت ہوتے، پھر یہ فرما کر غلام کرام کے دلوں پہ تسکین کا مرہم رکھتے ہوئے حوصے بلند کیے: ”میری ضرورت آدمی رات کو بھی پڑے تو میں ضرور ہوں گا۔“ ایک خطیب نے پچھل پور کی سرزمین پر مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ پر اعتراض کیا اور کہا ”عشق و محبت عشق و محبت اعلیٰ حضرت اعلیٰ حضرت“ کا نعرہ نہ لگاؤ، بلکہ اہل سنت، اہل سنت کا نعرہ لگاؤ۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا دفاوار اٹھا اور لٹکا کر کے کہا: جب دل میں حسد کا کینسر ہو جائے، جب جا کر کوئی اعلیٰ حضرت کے نعرہ سے چڑھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا احسان تجھ پہ بھی ہے، تیرے باپ دادا پہ بھی ہے۔ ذکر رمضان تا تو دور کی بات، بھلنے کے لیے تم کو اور تمہاری نسوں کو صدیاں درکار ہیں۔ کس تمہیں پتہ نہیں کہ اہل سنت کا لبیل تو اب بد عقیدہ بھی لگانے لگے ہیں؟ یہ نام اعلیٰ حضرت ہی ہے جو منافقت کے لباس کو تار کے دکھا دیتا ہے۔ نام کچھ بھی رکھیں، بریلی کا سمبال اپنے بیگانے کی پہچان کر دیتا ہے۔ تنا ہی نہیں، پھر اسی وقت آپ نے اپنے رسالہ ”ماہنامہ سنی آواز“ میں وہ تمام اعتراضات کے وہ جوابات دئے، جسے پڑھ کر حاسدین ابھی تک دنگ ہیں، اسی سے انہیں ”محافظ مسلک اعلیٰ حضرت“ بھی کہا جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ سرکار سید حسینی میاں قبلہ نے اپنی ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور تحفظ کے لیے وقف کر دیا ہے۔ نہ کسی کی جیب پہ نظر رہی، نہ ہی کسی کے جنگلے سے مرعوب ہوئے۔ اگر کسی نے رجھنے کی کوشش بھی کی تو اسے یہ کہہ کر اس کی اوقات یاد دلادی:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

آج بھی پورے ہندوستان میں جب جب کوئی مسلک اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ و تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی گستاخی کرتا ہے اور ان کے جوابات کے لیے جب بھی آپ کو بوجہ یا گیا، ضعف و نقاہت کے بعد بھی ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے قائد و مددگار مفتی اعظم اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں قبلہ کو شفاء کاملہ عطا فرمائے اور حضرت کا سایہ اہل سنت و جماعت کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین بجا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مفت لات حسینی کے چند شہ پارے

مقالات حسینی (جلد اول) کے چند اقتباسات حاضر خدمت ہیں۔ ان اقتباسات میں حضرت فتاویٰ اہل سنت کے افکار و نظریات، اسلوب نگارش، ادبی ذوق، مذہبی تہذیب، تاریخ دانی، حالات حاضرہ پر تبصرے، علمی و قلمی جاہ و جلال، عبادت و قائدانہ فرض منصبی کی ادائیگی اور بہت سے اوصاف سے آشنائی حاصل ہوگی۔

اقتباس اول:

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ رحمۃ و الرضوان کے وصال کے موقع پر آپ نے رقم فرمایا: ”اس دنیائے فانی میں ہر ایک کو فنا ہونا ہی ہے، انہیں میں بعض انسان ایسے ہیں جن کے

جانے کے بعد دنیا کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے اس کی جگہ کا پُر ہونا بظاہر بحال معلوم ہوتا ہے۔ ایسے علما اور نیک بندوں کا اس عالم قانی سے عالم جادوانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا۔ ان کی موت عام کی موت ہے، اسی لئے کہا گیا، موت العالم موت العوام: یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور ان دکھ درد، فلاح و بہبود، دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لئے وقف تھا۔ جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی حیانت کے لئے جیتا تھا، اسکے اٹھ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد آہیں بھر کر رہ جاتا ہے، جانے والا تو جا چکا، اب اس جانے والے کی کس کس اور کویا کر کے رہیں۔ ایسے انسانوں کو کہاں سے لائیں، وہ انسان، پانے اور "واپس آنے" کی منزل سے دور بہت دور جا چکا، ہندوستان میں انسانوں کی طویل فہرست ہے، لیکن جس عظیم الشان جامع الصفات شخصیت کا ذکر مقصود ہے وہ ذات کہ جس کو زمانہ پاسبان ملت خطیب مشرق علامہ مشتق احمد صاحب نظامی الہ آبادی کے نام سے یاد کرتا تھا۔

(مقالات حسینی، مضمون: پاسبان ملت علامہ نظامی علیہ الرحمہ بھی داغ مفارقت دے گئے)

منقولہ بالا تحریر میں حضرت قائد اہل سنت نے "موت العالم موت العلم" کی بہت عمدہ تشریح فرمائی۔ اس میں آپ نے یہ بتایا کہ کن صفات کے حامل انسانوں کا دنیا سے رخصت ہو جانا قوم کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان ہوتا ہے، اور کیوں ایسی عظیم شخصیتوں کے چلے جانے پر ساری قوم غم زدہ اور افسردہ نظر آتی ہے۔ خاص کر درج ذیل جملوں کو پڑھیں تو حقائق سے آشنائی نصیب ہو، اور ایک عالم کی موت سے ہونے والے نقصان کا کچھ اندازہ آپ کو بھی ہو سکے۔

"ایسے علما اور نیک بندوں کا اس عالم قانی سے عالم جادوانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا۔ ان کی موت عالم کی موت ہے، اسی لئے کہا گیا، موت العلم موت العالم یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اسلام اور مسلمانوں کی خدمات اور ان دکھ درد، فلاح و بہبود، دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لئے وقف تھا۔ جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی حیانت کے لئے جیتا تھا، اسکے اٹھ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد آہیں بھر کر رہ جاتا ہے۔"

اقبوس دوم:

"سلطنت مغیہ کئے زواں کے بعد انگریز حکومت کے جبر و تشدد اور ظلم و بربریت کے آغاز ہی سے اس کی پیدا کردہ و پروردہ مگر وہ بد مذہب جماعتوں کی وجہ سے اسلام و سنیت کو جو نقصان ہوا، اس کی تفصیل کے لیے خراوں صفحات بھی ناکافی ہیں۔ اس کے لیے غازی ملت اسید است حضرت امام موالانا مفتی الشہ محمد

محبوب علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف لطیف ”تاریخ اعیان دہلیہ“ خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا الشاہ مشرق احمد صاحب نظامی علیہ الرحمۃ کی تصنیف ”نہوں کے آنسو“ میرے والد ماجد شیخ المثنیٰ حضرت علامہ سید چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسہ اشرفیہ رحمۃ اللہ علیہ رانچور (کرناٹک) کی تصنیف ”اسباب زوال مسلمان در ملک ہندوستان“ اور ”شس التوارخ“۔ حضرت علامہ حسین رصف خاں صاحب بریلوی کی تصنیف ”اسباب زوال مسلم“۔ اور حضرت علامہ مولانا ارشد القادی مدظلہ کی تصنیف ”زلزلہ“ کا مطالعہ ہر سنی مسلمان کے لیے بے حد ضروری ہے۔

موجودہ دور کے دین شکن گمراہ و مرتد مسلکوں کے مقابل ہم نے اہل سنت کو یہ نعرہ دیا ہے کہ ”مسلمک اعسلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔ دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر صاحب سلسلہ اور ہر شرب اور ہر خانقاہ ہر درگاہ ہر درس گاہ والے کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت صرف مسلک اعلیٰ حضرت میں ہے۔“

(مقالات حسینی، مضمون: حیانت مسلک اعلیٰ حضرت)

مذکورہ بالا اقتباس میں آپ نے بھارت میں گمراہ جماعتوں کے آغاز کا ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ماضی قریب کے بد مذہبوں کی تفصیلی تاریخ سے آشنائی کے لیے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ چوں کہ عہد حاضر میں گمراہ فرقے بھی خود کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، اس لیے آپ نے فرمایا کہ ”مسلمک اعلیٰ حضرت“ میں ہمارے دین و ایمان کا تحفظ ہے۔ دراصل مسلک اعلیٰ حضرت ایک شناخت ہے، جسے آپ عرفی نام کہہ سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ لعزیز نے کوئی نیا دین و مذہب ایجاد نہیں فرمایا، بلکہ مذہب اہل سنت و جماعت کی ہی تبلیغ اور نشر و اشاعت تازندگی فرماتے رہے۔ بد مذہبوں سے محض فرق و امتیاز کے لیے ”مسلمک اعلیٰ حضرت“ کہا جاتا ہے۔ کسی کو غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بہکانے والے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرے تو اسے کہہ دیں کہ جو حضرات صحیح و تابعین، ائمہ مجتہدین و اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مذہب ہے، اسی کو مسلمک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔

اقتباس سوم:

”گمراہوں اور بد مذہبوں کا ایک گروہ ہمیشہ غیر مذہب کے صاحبان حکومت و دولت کے ہاتھوں کھلونہ بن کر مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور کرنے اور انہیں جادہ حق سے ہٹانے کی سعی ناکام میں مصروف رہا۔ ہندوستان میں جب انگریز حکومت قائم تھی، گمراہوں و بد مذہبوں میں خود کو عالم و فاضل، علامہ فداں کہا کرتا کسی دارالعلوم کا بانی یا اس سے مسلک ہو کر یا عہد کے نام کی کوئی جمعیت قائم کر کے اہل سنت کو مٹانے اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش میں مصروف رہا جیسے غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقدمین نام اہل حدیث وغیرہ۔ ایک گروپ صحیح کیفیت کی پالیسی اپنا کر اہل سنت کو مختلف خانوں میں منقسم کرنے کی کوشش میں

معروف رہا۔

صلح کلیت کیا چاہتی ہے؟ صلح کلیت ایک عجیب بیچ رنگی دھرم ہے کہ وہ کوئی مستقل مذہب نہیں رکھتی۔ آراس کو کسی سے عداوت دشمنی ہے تو صرف اہل سنت و جماعت سے۔ کوئی عالم دین بد مذہبوں کا رد و بطل کرے تو صلح کلی بول پڑے گا۔ "کسی کی برائی کرنے اور بد گوئی کرنے سے یہ قائدہ۔ ہم اپنی قبر میں چاہیں گے وہ اپنی قبر میں کسی کو کیوں برا کہیں۔ اس سے ملت کمزور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقے یا ہم، یکسر مل کر رہنا چاہیے۔ اگر ہم کسی کو برا نہ کہیں تو وہ ہم کو برا نہ کہے گا وغیرہ"۔

اگر صلح کیوں کے اس مکروفریب کو مان لیں تو قرآن کی ان آیات کا کیا جواب ہوگا جو کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے رد و ابطال میں نازل ہوئی ہیں ان کے ساتھ شدت اور عظمت اختیار کرنے کی قرآن نے تعلیم دی ہے۔

(مقالات حسینی، مضمون: عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں)

تحریر بار میں آپ نے صلح کلیت کا بالکل صحیح نقشہ پیش فرمایا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ جتنے بھی بد مذہب فرقے ہیں، سبھوں کی نظر اہل سنت و جماعت پر رہتی ہے۔ وہ سنی مسلمانوں کو بہکا کر اپنی جماعتوں میں شامل کرتے چلتے ہیں۔ صلح کلی ہر ایک فرقہ کو اہل حق سمجھتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بد مذہبوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ صلح کلی جماعت ہر بد مذہب کے ساتھ مسلمانوں کی طرح سلوک کرنے کی قائل ہے۔ صلح کلیوں کا نظریہ اتحاد قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن وحدیث مسیحیوں بد مذہبوں سے راہ و رسم رکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا۔ حتیٰ کہ کوئی بد مذہب بیمار ہو تو عیادت کی اجازت نہیں۔ وہ مر جائے تو نماز جنازہ پڑھنا منع، لیکن صلح کلیوں نے اسلامی احکام سے منہ موڑ کر خود ساختہ اصول و ضوابط کو ترجیح دی۔ وہ رضائے خداوندی کی بجائے بندوں کی خوشنودی کے طلبکار ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی گمراہی کی عمیق خندق میں جا گرتے ہیں اور اپنے گمراہ کن نظریات کے ذریعہ نہ جانے کتنے مسلمانوں کی آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔

قتباس چہارم:

"ماہ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں دکن کی ایک درسگاہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ روں جشن منایا گیا۔ چار ماہ نظامیہ حیدرآباد کے اکابر علمائے دکن و ہایت وغیرہ مقلدیت کے فتنے کے آغاز سے دین میں مصدب اور اکابر علمائے دیوبند کو، بلکہ ہر بد مذہب مرتد کو ان کی کفری عقائد و عبارات پر کافرو مرتد بناتے تھے۔ جب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اکابر علمائے دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ شرعی و دینی صادر کر کے علماء حرمین مقدسین سے اس کی تصدیقات حاصل کی۔ علمائے حرمین کے ساتھ مصر و شام، تمام علمائے ہند سندھ و افغان وغیرہ کے علمائے اعلام نے اس فتویٰ مبارکہ جو "حسام الحرمین" کے نام سے معروف ہے۔ اس

نوعی پر جانے والے بھی تصدیقات ثبت فرما میں اکابر علماء و بزرگوار کافر و مرتد تسلیم یا اس کی تصدیق سے لے کر نومبر ۱۹۹۶ء کا ہنامہ سنی آواز نے شائع کر کے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے وہاں سے کفر پر صادر کیا ہوا فتویٰ کافی ہے۔ جس میں اکابر علماء و بزرگواروں نے وہابیوں، یونانیوں، پرتگیزیوں، رتدہ و کافر کے اپنے تصدیق کا ثبوت دیا ہے، در خاص طور پر انصوار ام الہندیہ میں ان اختلافات کی تصدیقات موجود ہیں وہاں ہندو اور دیوبندیوں نے کافر و مرتد ہونے پر ہندوستان کے سیدوں کے سامنے تصدیقات ہیں ان میں عامانے کن کی بھی تصدیقات ہیں۔ جو وہ حیدر آباد کے جامعہ نظامیہ کا امام و مفتی ہیں۔ اپنے ہی اکابر علماء و بزرگواروں سے منکر اور صلح کا ثبوت ہے انتہائی شدید و شدید دلائل میں چٹا ہوا ہے۔ آگے ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

(مقاہات سنی، مضمون: جامعہ نظامیہ حیدر آباد ۱۲۵۵ھ میں صلح کا ثبوت کی رو سے)

منفق۔ بال اقتباس میں حضرت قداہل سنت نے حیدر آباد کے جامعہ نظامیہ کے جو حالات بیان فرمائے ہیں ان کو کامیابان صلح کا ثبوت کی طرف ہو چکا ہے جب کہ حیدر آباد کے قریب کے علماء کرام و مشائخ عظام کا مسلک و مذہب سنی تھا۔ جو امام اہل سنت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ وارضوان کا تھا۔ حالات بدلتے گئے اور وہاں مسیحیت و تصاب پائی گئی رہا۔ شیعہ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمۃ نے سال ۱۳۴۴ھ ۱۳۴۵ھ ۱۳۴۶ھ ۱۳۴۷ھ میں غیہ منقسم ہونے والے علماء کرام سے حرم الحرمین کی تصدیق کرائی تھی۔ تصدیقات کا مجموعہ انصوار ام الہندیہ کے نام سے مشہور ہوا ہے اور انی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حیدر آباد کے علماء و مشائخ کی تصدیقات بھی موجود ہیں۔

جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے بارے میں یہ خبر بھی موصول ہوئی تھی کہ بہت سے بد مذہب بھی وہاں حصول تعلیم کے واسطے داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ مذہب کے اعتبار سے سنی نہیں ہوتے۔ وہ لوگ زیر تعلیم طلبہ کو بھی بد مذہب بنا دیتے ہیں، مرفوعات بعد بھی، یہ بد مذہبیت و وہابیت کی تبلیغ یا صلح کا ثبوت کفر و غوغا میں لگ جاتے ہیں۔ ضرورت کے وقت انہیں فرنگین میں سے کسی استاد منتخب کر لیا جاتا ہے تو ان کو اپنے فکار و نظریات کی تشہیر کا مزید سنہر موقع میسر آ جاتا ہے اور اساتذہ طلبہ سب کو مستثر ہونے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں جس پر فضل الہی ہوا، اس کا ایمان بچ گیا، ورنہ فرجوزہ کو دیکھ کر خبر بوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ یہ طرح بد مذہب کی صحبت سے بد مذہبیت نہایت کر جاتی ہے۔ جامعہ نظامیہ میں صلح کا ثبوت داخل ہونے کا سبب یہی طریقہ کار بنا۔ اس طرح وہابیہ سنی مدارس میں اپنے بچوں کو داخل کر کے مدرسہ کو بگاڑ دیتے ہیں۔

اقتباس پنجم:

”سرزمین ہند پر ہمیشہ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر رحمت رہی ہے۔ اسی وجہ سے وہاں صحیح کرام سنی سے اسلام کی منور نہیں، صحیح عقول و منور کرتی رہیں۔ صحیح کرام اور تاملین و تقی تاملین

کے زمانے میں اسلامی قافلے بار بار کس محل سے بغرض تیار و روانہ ہوتے رہے۔ وہاں سے اسلام کی شمعیں پھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ مختلف ادوار میں اویسے کرام کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ ملک ہند شروع ہی سے جوگیوں اور مختلف قسم کی استدراجی طاقت رکھنے والوں کا مرکز رہا ہے۔ اسی لیے مشیت خداوندی سے ان کی خطرناک استدراجی قوتوں کو توڑنے کے لیے اولیائے کرام شیعہ ملتے رہے۔ اور مختلف ادوار میں اویسے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ اویسے کرام نے کرامتوں سے استدراجی قوتوں کو توڑ کر کفر و شرک کو اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کی ضیاء سے غیر مسلموں کے سیاہ تاریک دلوں کو صاف کر کے ان کے اندر اسلام کی حقانیت سے منور کر دیا۔ بزرگان دین نے خام و پراگندہ مشرک صحابن اقتدار سے جہاد فرما کر انہیں خائف کر دیا اور بہتوں کو فانی انداز کر دیا، آج بھی ان سے کفار رزہ بر اندام ہیں۔ جیسے کہ ایک ہندو شاعر و درام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

قوت اسلام کا انکار کس کا فر تو ہے

ہمیت اسلام کا ڈر اب تک ہل شر کو ہے

اولیائے کرام کا خوف اب تک اس قدر غالب ہے کہ وہ اپنے پرانے خوف و دہشت کی وجہ سے اور صرف دنیاوی مراد کے لیے اولیائے کرام کے آستانوں میں غیر مسلموں کی بھیڑ نظر آتی ہے۔ اس سے صراحت کیوں نہ سمجھا کہ اولیائے کرام کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی۔ اویسے کرام سب کے ساتھ راہِ اداری پرستے تھے وغیرہ صلیح کلیہ نہ کہ اس کرتے رہتے ہیں۔ اگر واقعی کسی بزرگ نے اس قسم کی صلیح کلیت کا مظاہرہ کیا ہے، وہ ایک مسلمان نہیں ہو سکتا، چہ جائیکہ وہ ولی ہو۔

صلیح کلیہ نہ ذہن رکھنے والوں کا یہ حال ہے کہ عروس وغیرہ میں غیر مسلم ایندروں، پنڈتوں کو تک بیوا کر صلیح کلیہ نہ کہ اس کروا کر اس کا نام ”ہندو مسلم ایکتا“ رکھا ہے۔ اس کے باوجود بت پرستوں نے متحد ہو کر اسلام کے خداف جو فضا پیدا کی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اسلام و کفر کی ہمیشہ کی دشمنی ہے، وہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ بزرگان دین کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی۔ یہ ہند، اویسے کرام پر سخت فخر ہے اور حقائق و تاریخی کو چھلنا ہے۔ کیا ان کے ایسا کہنے سے غیر مسلم خوش ہو کر بزرگان دین کی تاریخ کو بھٹکا میں گے۔ اویسے کرام نے کفار و مشرکین کے کفر و شرک کو توڑا پھر اپنے اخلاق کریمہ سے ان کو ایمان لانے کی دعوت دی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شروع ہی سے اولیائے کرام جلوہ گر ہوتے رہے۔

(مقالات حسینی، مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

مذکورہ بالا تحریر میں حضرت قندیل سنت نے انتہائی جاہ و جلال کے ساتھ عالم نہ و قائدانہ انداز میں صبح کلب سے فکار و نظریات کی وجہیں نکھیر دی ہیں۔ صلح کلی لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرات اولیائے کرام پیغمبر الرحمتہ والرضوان بھی صلح کلی نہ کر سکتے تھے، حالاں کہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ جو آدمی شریعت کے احکام کا پابند نہ ہو، بھلا وہ ایک متقی انسان نہیں ہو سکتا تو یہ دلی کیسے ہو جائے گا۔ ذرا آپ اولیائے کرام کی سیرت و سوانح پڑھیں۔ اس میں یہ نہیں ملتا ہے کہ ان کے دربار میں یہ مذہب۔ لوگ براجمان رہتے تھے، بلکہ ان کے پاس صالحین رہا کرتے تھے جو سلوک و معرفت کی منزلیں طے کرتے تھے۔ ہاں، ان سے شاگردوں میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جو پہلے مسلمان نہیں تھے، پھر اس ولی کی نگاہ کرم سے یا ان کی کوئی راست یان کی برکتیں دیکھ کر دامن اسلام سے وابستہ ہو جاتے تھے، پھر ان کی صحبت اختیار کر لیتے تھے۔ دراصل اولیائے کرام تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دیتے تھے تو ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے بہت سے لوگ ان ہی سے دامن کرم سے اپنی زندگی وابستہ کر دیتے تھے۔ آج جو اولیائے کرام کی درگاہوں میں غیہ مسموں کا جھوم لگا رہتا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی مردیں طلب کرنے وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کا مالک و رزق ہے۔ ان اولیائے کرام کی برکتوں کے سبب کفار و مشرکین کو بھی نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ اس طرح حضرات اولیائے کرام پیغمبر الرحمتہ والرضوان کے دربار میں مسلمان و غیر مسلم ہر ایک کے قافلے اترتے رہتے ہیں۔ دنیا دار ارحم ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں نیک و بد، مومن و کافر سب کو رزق و نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ ہاں، آخرت کی نعمتیں اور برکتیں خاص مومنین کے لیے ہیں۔ کوئی کافر جنت نہیں جائے گا۔ اس کے لیے جو چھ جہنمی ہے، وہ دنیا ہی تک محدود ہے۔

اقتباس ششم:

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد

حضور سیدنا معین الملت والدین خواجہ خواجگان سدھان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک و مسعود وجود سے پہلے ہند میں مختلف خطوں میں اولیائے کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی، اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی خدمت انجام دیکر بہتوں کو ایمان سے مشرف فرمایا یہ سلسلہ جاری تھا، ایک وقت یہ آیا کہ کفر و شرک نے پوری طاقتوں و قوتوں سے سلام اور مسلمانوں کو مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ طرح طرح کے ظلم ڈھائے جانے لگے۔ ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مشیت ایزدی نے ہند پر رحمت کے بادل بھیجے۔ خوب خوب باران رحمت کے برسنے کا موسم آ گیا۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے گلستان نبوت کا ایک گل زیبا حضرت خواجہ غریب نواز کی شکل میں سرزمین ہند کو باغ و بہار بنانے کے لیے تشریف لایا۔ اس آفتاب الایت کی کرنیں پورے ملک ہند کو گھیر لیں، وہ اجمیع جو جو گنہگار و شیطانی طاقتوں کا مرکز تھا، آفتاب ولایت سے طلوع کے بعد کرامات

اور اسلام کی حقانیت کے ثابت کرنے کا مرکز بن گیا، آج تک دنیا کے مورخین حیرت زدہ ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تہا ذات مقدس نے لاکھوں انسانوں کو کیسے مشرف بہ اسلام فرمایا۔ یہاں کے کفار و مشرکین سب سے سخت اسلم دشمن اور استدراجی طاقت رکھنے والے ہیں ان میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا اور ان کے کفر و شرک کو توڑنا یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا اس کے لیے دربار رسوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہوا۔

(مقالات حسینی، مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

بھارت میں اسلام کی آمد عہد صحابہ میں ہو چکی تھی، بلکہ پہلی صدی ہجری میں ہی سندھ کا سارا علاقہ مسلمانوں کے زیر نگیں ہو چکا تھا اور ان علاقوں میں اسلام کی خوب اشاعت ہوئی تھی۔ آج وہ علاقے پاکستان میں شامل ہیں۔ حضرات اولیائے کرام عہم الرحمۃ والرضوان تبلیغ دین متین کے واسطے بھارت کے دیگر علاقوں میں بھی گئے اور جابجا اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور بھارت کے مختلف علاقوں میں بتوں کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادت ہونے لگی۔ قرآنی پیغام ہر طرف پھیلنے لگا اور لوگوں کے دلوں میں جگہ بنانے لگا۔ اسلام کی تبلیغ و ترقی دیکھ کر یہاں کے بت پرستوں کا کلیجہ پھٹا۔ انہیں اسلام ایک نظر نہیں بھاتا۔ ہندو پنڈت اور جوگی یہاں کے ہندو راجاؤں کو مسلمانوں کے خلاف درغلا تے رہتے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوتا رہتا۔ سندھ کی اسلامی سلطنت پر بھی یہاں کے ہندو راجا، مہاراجہ گاہے بگاہے ینفا کرتے رہتے۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی آمد سے قبل ہی یہاں سلطان محمود غزنوی اور ان کے جانشینوں کی حکومت بھارت کے وسیع و عریض علاقوں پر تھی۔ سلطان غزنوی کے جانشینوں کو کمزور دیکھ کر ہندو راجاؤں نے ان کے بہت سے علاقے ہڑپ کر لیے۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے۔ آخر کار رحمت الہی ہندوستانی مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئی اور حضور اقدس سرور دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھارت میں تبلیغ اسلام کے لیے حضور خواجہ غریب نواز سیدنا معین الدین چشتی جیمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب فرما کر ہندوستان کی وسعت و سلطنت ان کے سپرد فرمائی۔

یہودیوں کی طرح قوم ہنود بھی جا دو گری میں بہت ماہر قوم ہے۔ ان کا مذہب جس قدر باطل ہے، اسی قدر وہ اپنے مذہب میں سخت ہیں۔ یہاں کسی ایسے مبلغ اسلام کی ضرورت تھی جو قوم ہنود کے جا دو گروں اور جوگیوں کی شرابی حسب دو کو بھی توڑ سکے، اور ان کی تربیت فرما کر ان کے دلوں میں اسلام کی شمع بھی روشن کر سکے۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ان خوبیوں سے آراستہ تھے، پھر جس پر حضور اقدس سید الانبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نظر کرم ہو جائے تو وہ کامل تھا تو مکمل ہو جاتا ہے۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہندوستان میں جلوہ گر ہوئے تو بڑے بڑے جا دو گرو اور جوگی آپ کے مقابلے میں آئے۔ جوگی بے پال کا نام بہت مشہور ہے اور ہواؤں میں اس کے اڑنے کا واقعہ بھی شہرت یافتہ ہے کہ جب وہ اپنے جا دو کی قوت سے فضاؤں میں اڑنے لگا اور بہت اوپر جا چکا تو حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کھڑاؤں کو حکم

فرمایا کہ جہاں پال کو نیچے لاؤ۔ آپ کا حکم پا کر کھڑاؤں اڑا، اور اوپر چکر بے پال کے سر پر ضرب لگائے لگا۔ کھڑوں کی تیز مار کے سبب جوگی بے پال نیچے آیا اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر ایمان کی دولت سے مشرف ہوا۔ اس طرح بے شمار جوگی، پنڈت، جادوگر، امرا و حکام اور عام لوگ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں سے متاثر دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ نوے لاکھ غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر کلمہ اسلام پڑھ کر داخل اسلام ہوئے اور بھرت میں اسلام کا بول بالا ہوا۔

اقتباس ہفتم:

”خواجہ خواجگاں سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی ولادت پاک ۱۵۳۷ھ میں ہوئی۔ جید عماء و اصفیاء کا ملین علوم و فنون سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اخلاق نبوی کا پیکر، تکر و حافی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والی طاقت لے کر ۱۵۵۰ھ میں ولیاء کرام کے طریقے پر سیر وافی الارض کے تحت سیر و سیاحت کا ارادہ فرمایا اور بغداد مقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، نیشاپور، شام، کرمان، ہمدان، تبریز، خرقان، سمرقند، ہرات، رے، غزنی، بلتان، لاہور وغیرہ کا سفر فرمایا وہاں کامل عماء و صفیاء کی زیارت کی اور ان حضرات کی صحبت با فیض سے مستفادہ فرمایا اور ۱۵۸۶ھ میں ۴۹ سال کی عمر شریف میں ہند کے شہر اجیر شریف جو خالص کفرستان تھا، ورود فرمایا۔ آپ کا قیام ہند میں ۷۳ سالہ ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں ۷۳ سالہ عرصہ میں تمام مؤرخین و سوانح نگاروں کے متفقہ ثبوت کی بنیاد پر کم سے کم نوے ۹۰ / لاکھ غیر مسلموں کو مشرف یہ اسلام فرمایا۔

اختلافی روایات کئی ہیں، کسی نے ایک کروڑ سے زائد کہا۔ پھر بعضوں نے ۳ کروڑ بھی بتایا ہے۔ اختلافی روایات کو چھوڑ کر تمام مؤرخین اور سوانح نگاروں کے اتفاق پر کم سے کم نوے ۹۰ / لاکھ غیر مسلموں کے اسلام میں داخل کرنے پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(مقالات حسینی مضمون: اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور حضور اقدس نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ فیض کا اثر تھا کہ صرف ۷۳ سال میں حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر نوے لاکھ ہندوستانیوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ ہند قوم اپنے مذہب میں یہودیوں کی طرح سخت ہے۔ وہ بہت جلد اپنے مذہب سے دستبردار ہونے کو راضی نہیں ہوتے۔ یہودیوں میں بھی بہت ہی کم لوگ، بلکہ چند لوگ ہی دامن اسلام سے وابستہ ہوئے۔ یہودیوں کی طرح قوم ہند بھی اپنے مذہب کے علاوہ دیگر اہل مذاہب سے سخت تعصب رکھتے ہیں۔ ملک بھر میں اس تعصب کے آثار نظر آتے رہتے ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات بھی اسی مذہبی عنصیت کے نتائج ہیں۔ اب حالیہ چند سالوں سے مابالچنٹ کی جلا بھی مذہبی عداوت کا شاخص نہ ہے۔

ہندوستان میں حضور خوجہ غریب نواز سے قبل بھی اور بعد بھی بہت سے امیرائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان دھرم دھرم سے تہنیت، مدد کے مقصد سے بھارت تشریف لائے۔ ملک بھر میں جان بوجہ ان ملک سے جلوہ فروز ہونے والے ولیائے کرام کے حرارت و مقابرات کے گواہ ہیں۔ اگر کسی دوسرے ملک میں اس قدر ولیائے کرام تشریف لے جاتے تو سارا ملک دامنِ سہم سے دبست ہو جاتا۔ یہ ہندو قوم کی عصبیت ہی ہے کہ وہ حق کو حق سمجھ کر بھی جدت قبول نہیں کرتی ہے، ورنہ عرب کے علاوہ سارا عربی و ایران، ترکستان و افغانستان اپنے قدیم مذاہب کو چھوڑ کر اسلام سے منسلک ہو گئے۔

آج بھارتی مسلمانوں کو غیر ملکی کہا جاتا ہے تو پہلے اس سوال کا جواب دیا جائے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامت سہادت پر نوے ساکھ ہندوستانیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کو آٹھ سال سے زیادہ ہو گئے۔ ان نوے لاکھ تو مسلمانوں کی اس وادائی کر دی ہوئی۔ اگر بھارت کے مسلمان غیر ملکی ہیں تو ان نوے لاکھ مسلمانوں کی اس وادائی کہاں چلی گئی؟ پھر دیگر ولیائے کرام کے ہاتھوں پر بھی بے شمار ہندوستانی ایمان لائے، ان کی آں وادائیں کہاں جا سکی؟ حقیقت تو یہی ہے کہ بھارت کے اکثر مسلمان بھارت ہی کے اصل باشندہ ہیں۔ ان کے آباء و اجداد نے مدد قبول کر لیا، پھر وہ نسلاً بعد نسل مسلمان رہے۔ بہت کم ہی مسلمان باہر سے آئے تھے۔ جو مسلمان باہر سے آئے تھے، ان کی زیادہ تر اس وادائی پاکستان جا سکی۔ اب بھارت میں اکثر وہی مسلمان ہیں جن کے آباء و اجداد بھارت کے تھے۔ مسلمانوں کو غیر ملکی نہ کہہ کر کہنا نہ کیا جائے۔ فتنوں سے ملک کا حال بگڑتا ہے، سنو رہائیس۔



مقالات

اسلامیان ہند کے لیے حضور سیدنا غریب نواز کا وجود مقدس رحمت ہے

سرزمین ہند پر ہمیشہ حضور رحمتہ، صلوات اللہ علیہ وسلم کی نظر رحمت رہی ہے۔ اسی وجہ سے دور صحابہ کرام بھی سے اسلام کی منور کرنیں ساحلی علاقوں کو منور کرتی رہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں اسلامی قافلے ماہابار کے ساحل سے بغرض تجارت و رد و فرماستے رہے وہاں سے اسلام کی شعاعیں پھیلتی رہیں۔ یہاں تک کہ مختلف ادوار میں اویہ کرام کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوتی رہی۔ ملک ہند شروع ہی سے جوگیوں اور مختلف قسم کے استدراجی طاقت رکھنے والوں کا مرکز رہا ہے۔ اسی لیے مشیت خداوندی سے ان کی خطرناک استدراجی قوتوں کو توڑنے کے لیے اویہ کرام تشریف لاتے رہے۔ اور مختلف ادوار میں اویہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آمد سے اسلام کی شاعت ہوتی رہی۔

اویہ کرام نے کرامتوں سے استدراجی قوتوں کو توڑ کر کفر و شرک کو اپنی جگہ سے ہٹنے پر مجبور کیا اور اپنے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ کی ضیاء سے غیر مسلموں کے سیاہ تاریک دلوں کو صاف کر کے ان کے اندر اسلام کی حقانیت سے منور کر دیا۔ بزرگان دین نے ظلم و جاہل کفار و مشرک صاحبان اقتدار سے جہاد فرما کر انہیں غائب کر دیا اور بہتوں کو فانی النار کر دیا، آج بھی ان سے کفار و زہر اندام ہیں۔ جیسا کہ ایک ہندو شاعر دلو رام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔

قوت اسلام کا انکار کس کا منہ کو ہے

ہیبت اسلام کا ذرا اب تک اہل شر کو ہے

اویہ کرام کا خوف اب تک اس قدر غالب ہے کہ وہ اپنے پرانے خوف و دہشت کی وجہ سے اور صرف دنیاوی مراعات کے لیے اویہ کرام کے آستانوں میں غیر مسلموں کی بھی نظر آتی ہے۔ اس سے صبح کلیوں نے سمجھا کہ اویہ کرام کے پاس ہندو مسلم صفاغ نہیں تھی۔

اویہ کرام سب کے ساتھ رواداری برتتے تھے وغیرہ صلح کلی نہ کیوں کرتے رہتے ہیں۔ اگر واقعی کسی بزرگ نے اس قسم کی صلح کلیت کا مظاہرہ کیا ہے وہ ایک مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ ولی ہو۔ صلح کلی نہ بن رہنے والوں کا یہ حال ہے کہ عرسوں وغیرہ میں غیر مسلم لیڈروں، چند توں کو تک بلوا کر صلح کلی نہ کیوں کر دیا اس کا نام ”ہندو مسلم ایکتا“ رکھا ہے۔ اس کے باوجود ہمت پرستوں

نے متحد ہو کر اسلام کے خلاف جو قفس پیدا کی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے اسلام و کفر کی ہمیشہ کی دشمنی ہے وہ ہمیشہ قائم رہے گی۔ بزرگان دین کے پاس ہندو مسلم اصطلاح نہیں تھی یہ ہنسا، اولیاء کرام پر سخت افتراء ہے اور حقائق و تاریخ کو جھٹلانا ہے۔ یہاں سے ایسا کہنے سے غیر مسلم خوش ہو کر بزرگان دین کی تاریخ کو جھٹلائیں گے۔ اولیاء کرام نے کفار و مشرکین کے کفر و شرک کو توڑا پھر اپنے اخلاق کریمانہ سے ان کو ایمان ماننے کی دعوت دی ہندوستان کے مختلف علاقوں میں شروع ہی سے اولیاء کرام جلوہ گر ہوئے رہے۔

حضور سیدنا غریب نواز کی ہند میں آمد

حضور سیدنا معین الدین خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک و مسعود وجود سے پہلے ہند میں مختلف خطوں میں اولیاء کرام کی تشریف آوری ہوتی رہی، اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کی خدمت و محبت انجام دیتے رہے۔ بہتوں کو ایمان سے مشرف فرمایا یہ سلسلہ جاری تھا، ایک وقت یہ آیا کہ کفر و شرک نے پوری طبقاتوں و قوتوں سے سامانہ مسلمانوں کو مٹانے کا ارادہ کر لیا۔ طرح طرح کے ظلم ڈھائے جانے لگے۔ ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ مشیت ایزدی نے ہند پر رحمت کے بادل بھیجے۔ خوب خوب باران رحمت کے برسنے کا موسم آ گیا۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گلستان نبوت کا ایک گل زیبا حضرت خواجہ غریب نواز کی شکل میں سرزمین ہند کو پاؤں بہا رہا بنانے کے لیے تشریف لایا۔ اس آفتاب ولایت کی کرنیں پورے ملک ہند کو گھیر لیں، وہ اجیر جو جو گیوں اور شیطانوں کی قوتوں کا مرکز تھا، آفتاب ولایت کے طلوع کے بعد کرامات اور اسلام کی حقانیت کے ثابت کرنے کا مرکز بن گیا، آج تک دنیا کے مؤرخین حیرت زدہ ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تنہا ذات مقدس نے لاکھوں انسانوں کو کیسے مشرف بہ اسلام فرمایا۔ یہاں کے کفر و مشرکین و سب سے سخت سلام دشمن اور استدراجی طاقت رکھنے والے ہیں ان میں اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنا اور ان کے کفر و شرک کو توڑنا یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا اس کے لیے دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب ہوا۔

دنیا میں سب سے زیادہ اہم کام دلوں کی دنیا کو بدلنا ہے، آج کے مادی دور میں دیکھیے صرف دلوں کی دنیا کو بدلنے کے لیے کیسی کیسی ایجا دات ہوئی ہیں، اور ہو رہی ہیں۔ میڈیا اور پریس کی ساری توانائیاں اسی کے لیے ہیں ٹی وی، وی سی آر، نیٹ ورک وغیرہ صرف دلوں کی دنیا کو بدلنے اور ذہن سازی کے لیے بنائے گئے ہیں۔ آج دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ممالک ہوں یا متوسط یا اس سے کم درجے کے ممالک، سب کا ایک منہ ہے کہ ذہن سازی ہو، اور دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیں، آج کے مادی دنیا نے اپنے بنائے ہوئے ساز و سامان سے وہ نہیں کر سکی جو کام اولیاء کرام کی نیکیاں کر گئیں مادی دنیا کا وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

خواجہ غریب نواز کا ہند میں ورود

خواجہ خواجگان سلطان الہند خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی ولادت پاک کے ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔ جید علماء و اصفیاء کا مبینہ علوم

دین سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد خلقِ نبوی کا پیرو بنکر روحانی دنیا میں انقباض برپا کرنے والی طاقت کے سر ۵۵۰ھ میں وہ بہتر سے حریت پر سرورانی ادارہ کے تحت یہ وساحت کار دو فرمایا اور بخدا و مقدس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیٹ پور، شہرہ آرمین، بھارت، تہذیب، خرقہ، ہرات، سرے، غزنی، ملتان، اور غیرہ کا سفر فرمایا وہاں کامل علم و احضار کی زیارت کی اور حضرت کی صحبت ہائیش سے استفادہ فرمایا اور ۵۸۱ھ میں ۳۹ سال کی عمر شریف میں ہند کے شہر اجیر شریف جو پھر کھنڈن تھا ورو فرمایا۔ آپ کا قیام ہند میں ۳۷ سالہ ہے۔ آپ کا حلقہ قریب ۳۷ سالہ عرصہ میں تمام مورخین سوانح پجریوں کے متفقہ ثبوت کی بنیاد پر کم سے کم نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام فرمایا، اختلافی روایات کئی ہیں، کسی نے ایک کروڑ سے زائد کہا۔ کچھ بعضوں نے ۳۷ کروڑ بھی بتایا ہے۔ اختلافی روایات کو چھوڑ کر تمام مورخین اور سوانح نگاروں کے قافی پر مبنی نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کے اسلام میں داخل کرنے پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ دور اسلام اور مسلمانوں کے لیے بڑا رحمت بھر اور تھا۔ آپ سے پہلے کفر و شر کا ظہور و تشدد پورے شہاب پر تھے۔ بظاہر اسلام میں ہند کے لیے کوئی مدد و انہیں تھا۔ لیکن خدائے تعالیٰ کی سرکوبی کے لیے کسی محبوب و مقبول بندے کو بھیج کر باطل قوتوں کو فنا فرمادیتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ انہیں اللہ کے مقبول و محبوب بندوں نے مزہدین جیسی سرزمین جو استدرابی قوتوں والے جوگیوں اور ظالم حکمرانوں کی سرزمین تھی، اس کو ادب و کرام اپنی کشف و کرامات سے ان کی قوتوں کو ایسا توڑا ہے کہ آج بھی کفر و شرک، مرزہ و برانداز ہے۔ آج بھی ظالم و جاہل غیر مسلم ان حضرات کے آتوں پر روتے کاپتے حاضر ہوتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ان حضرات نے اپنے خلاق و کردار و تقویٰ و پاکبازی کو اس طرح پیش کیا کہ ان کیوں غیر مسلم اسلام کی دولت سے محال ہو گئے۔

حضرت خواجہ کی حیرت انگیز قوتِ تسخیر

جب حضور غریب نے از قدس سرہ نے سرزمینِ اجیر مقدس میں ورو فرمایا آپ کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوا جو، ہر دلی کامل نے ساتھ ہوتا ہے۔ کفر و شرک پوری طاغوتی قوتوں کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ حضرت خواجہ کی کرامات اور اخلاق نے انہیں اسلام کی ذات و تسخیر کے سلام کی دولت لازوال سے محال ماں ہونے پر مجبور کیا۔ ہم حضرت خواجہ کی ہند میں انقلابی زندگی کی جھلک دیتے ہیں کہ آپ نے نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے مشرف فرمایا۔

۳۷ سالہ زندگی میں نوے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے مشرف کرنا یہ خود بہت بڑا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ۳۷ سالہ دور میں جو غیر مسلم ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے ان کی تعداد دو کوسال اور مہینے اور دن میں تقسیم کر کے دیکھیے تو یہ سال میں ایک لاکھ نوے ہزار چار سو نو اسی اور ایک مہینے میں پندرہ ہزار نو سو ستاون اور ایک دن میں پانچ سو اکتیس غیر مسلم ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہوئے نظر آئیں گے۔ دنیا نے وہن سازی اور دنوں کی دنیا کو بدل دینے کو سب سے بڑا قیام تسلیم کیا ہے، حضرت خواجہ کا بہت بڑا روحانی انقلاب تھا کہ جو اسلام ہند کے چند جگہوں اور علاقوں ہی میں محدود تھا اس

اسلام کو ہندوستان گیر بنانے والی تہا حضرت غریب نواز کی ذات ہے۔ آج جو مسلمان بھارت و پاکستان و بنگلہ دیش، سری لنکا اور برما، جزائر، انڈومان وغیرہ میں نظر آتے ہیں، ان میں نوے فیصد سے زائد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہا پر ایمان لائے والوں کے آباء و اجداد کی اولاد ہے۔

حضرت خواجہ کا مشرب و مسلک

حضرت خواجہ خواجگان ولی الہند سلطان غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت و رادت کو حضرت خواجہ حسن بھری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں سلسلہ چشت سے بیعت و ارادت سے جاری رکھا اور خود ایک عظیم سلسلہ کے بانی کہلائے۔ جو چشتیہ سلسلہ کے نام سے معروف ہے۔ سلسلہ قادریہ کے بعد سب سے بڑا سلسلہ یہی چشتیہ سلسلہ ہے۔

حضرت خواجہ کی زندگی پاک کو دیکھیے تو آپ کو زبردست انقلاب کی حامل شخصیت نظر آئے گی، ایک طرف غیر مسلم ظالم و جابر حکمرانوں سے نیرو آزمائی اور زبردست استدراتی قوتوں کے حامل جوگیوں کی طاغوتی قوتوں سے مقابلہ آزمائی۔ اپنے کریمہ سن اخلاق حیدہ سے غیر مسلموں کو ایسا متاثر کرا کر کہ وہ اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ پھر اپنے پیران عظم کی جانب سے لائے ہوئے سلسلہ چشتیہ کی توسیع، خلفاء و مریدین کی جماعت کو اپنے بعد سلسلہ کی اشاعت اور اسلام کی تبلیغ کے لیے تیار کرنا، یہ ایسا انقلابی دور تھا کہ آپ کی ایک ایک سرعت ایک تحریک بن چکی تھی۔

مسلک حنفی کی اشاعت

حضرت خواجہ ہندوستان کی مذکورہ انقلابی تحریکوں کے ساتھ خاص طور پر مسلک حنفی کی اشاعت اور فرق باطلہ کا رد و ابھال خاص مقصد تھا۔ آپ مسلک حنفی تھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے خاص مقلدین میں سے تھے۔ ہندوستان میں تشریف لانے کے بعد فقہ حنفی کی اشاعت کے ساتھ فقہ حنفی کی روشنی میں ہزاروں مسائل کے جوابات اور باطل عفتائد و نظریات کا رد و ابطال اور تصنیف و تالیف کا کام احسن طریقے سے انجام دیا۔

آپ دیکھیے، حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء اور پھر ان کے خلفاء پھر خلفاء کے خلفاء سب کے سب۔ جید اولیاء کرام میں سے ہونے کیسے تھے حنفی مسلک اور فقہ حنفی کی اشاعت کرنے والے حضرات گزرے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیے، سلسلہ چشتیہ میں موجودہ دور تک سب کے سب حنفی مسلک والے ہی رہے۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں سے غیر منقسم ہندوستان جس کی سرحدیں سری لنکا، جزائر انڈومان سے لیکر برما تک، افغانستان سے لیکر ترکستان کی سرحد تک پھیلی ہوئی ہیں۔ دنیا کے اتنے بڑے وسیع علاقے میں نوے ۹۰ فی صد سے زائد آج بھی حنفی مسلک کے مقلدین نظر آتے ہیں۔ یہ سب سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کی چلائی ہوئی تحریک کا اثر ہے۔ (ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ ہند میں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے بھی حنفی مسلک کی اشاعت میں کم خدمات انجام نہیں دی ہیں ان کی خدمات سے بھی کافی مسلک حنفیت کو تقویت پہنچی۔ خاص طور پر سرکاران مارہرہ مطہرہ اور گزشتہ صدی میں اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا کی

انقلابی تجدیدی خدمات کا تو زمانہ معترف ہے اس کا ذکر مستطاب ہم کسی شمارے میں کریں گے۔
حضرت خواجہ غریب نواز کا یہ انقلابی دور تھا کہ آپ کی ایک ایک گھڑی ایک تحریک بن چکی تھی۔ آپ نے فرق باطلہ کی بھی
خوب تردید فرمائی ہے خاص طور پر روافض و معتزلہ کی تردید میں آپ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ معتزلہ و روافض کا فتنہ اس زمانے
میں عروج پر تھا۔ آپ نے ان کے خلاف بھی بہت بڑا کام کیا ہے۔ پورے ہند کو ان کے ناپاک حصوں سے بچا کر اسلامیان ہند کو
مراہ مستقیم پر قائم رکھا۔

آپ کے زمانے اور آپ کے بعد طویل عرصے تک، اسلام اور دین و مسلک حنفیت کی پہچان مسلک خواجہ یا مسلک چشت
کے نام سے معروف تھی۔ سلسلہ چشتیہ کے بزرگوں کے زمانے میں اسلام کے نام پر فرق باطلہ کے فتنوں کے مقابلے میں صحیح
العقیدہ یعنی حنفی مسلمان ہونے کے لیے جس نے صدق دل سے مسلک چشت کا حائل ہونے کا یقین دلایا، اسی کو سنی سمجھا جاتا تھا۔
اس وقت ایمان اور اسلام و حنفیت کی ساری نسبتیں حضرت خواجہ کی ذات بابرکات سے وابستہ ہو گئیں تھیں، جیسے کہ گذشتہ صدی
میں تادیبیت، وہابیت، دیوبندیت، پنچریت وغیرہ مرتد و باطل فرقے جو اپنے آپ سنی اور حنفی کہتے ہیں، ان کے مقابلے میں
دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اور سچے بچے سنی حنفی کہلانے کے لیے عرب و عجم کے معتمد و مستند ہزاروں اکابر علماء اور لاکھوں
فروغ دار کروڑوں عوام اہلسنت نے مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے اپنے دین و ایمان کو محفوظ کر لیا۔

اسی طرح پچھلے دور میں حنفیت کے نام پر معتزلہ اور دیگر باطل عقائد و نظریات جو حنفیت کے نام پر اٹھے تھے جس کی سرکوبی
حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ اور آپ کے خلفاء نے فرمائی، اس دور میں صحیح العقیدہ سنی حنفی کہلانے کے لیے چشتی سلسلہ
معارف کیا گیا کہ جس سے اہلسنت کا تشخص برقرار رہے۔ پھر چشتیت کے نام پر بھی فرقہ مباحیہ بلکہ روافض و معتزلہ بھی چشتیت
کے نام پر دھوکہ دینے لگے۔ وہابیہ بھی اپنے آپ کو چشتی کہلا کر دھوکہ دینے لگے تو اس صورت میں صرف چشتی کہلانے یا سلسلہ
چشتیہ سے وابستہ ہونے کا یقین دلانا سنی حنفی ہونے کے لیے کافی نہیں تھا۔ اس لیے کہ سلسلوں کے نام پر بھرپور طریقے سے باطل
عقائد شعوہ کے ساتھ پھیلائے گئے۔ اب صرف دین و ایمان کی حفاظت مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہے۔

جس طرح دین و ایمان کی حفاظت پچھلی صدیوں میں بزرگان چشت کی ذوات سے وابستہ ہو گئی تھی اس طرح سوا سو سال
سے ایمان و ایمان کی حفاظت مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہو گئی ہے، ہر دور میں یہی ہوتا آیا ہے۔ ایمان اور اسلام اور دین کو کسی
شے سے یا جگہ کی نشانی پر روئے کر اپنی ذات کو اس کی طرف منسوب کرنے ہی میں اہل سنت نے نجات جانا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک ٹیم تیار کی

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ نے مذہب حنفیت پر کام کرنے کے لیے اپنے خلفاء کی ایسی عظیم، نشان فعال و انقلاب
کے انداز میں تیار کی، وہ جماعت زندگی بھر سلسلہ چشتیہ کی توسیع کے ساتھ ساتھ باطل و گمراہ فرقوں کے رد و ابطل اور مسلک
حنفیت پر کام کرتی رہی۔ پھر ان حضرات کے خلفاء پھر ان کے بعد کی جماعت، سب کے سب نے مذہب امام اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی ایسی اشاعت کی کہ ان حضرات نے غیر منقسم ہندوستان میں تین حصوں سے زیادہ پر مذہب حنفیت کو استحکام بخشا۔ چونکہ مال بار اور کیرا اور دیگر ہند کے ساحلی علاقوں میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے پہلے اسلام چکا تھا۔ ان علاقوں میں زیادہ تر عرب تجارت کی آمد ہوتی رہی۔ اور مذہب شافعی بھی چکا تھا۔ ان علاقوں میں آج بھی مذہب شافعی رائج ہے۔ کیرا، مال بار اور کوکن وغیرہ کے علاقے حضرت خواجہ اور آپ کے سلسلہ کے مشائخ نے ان علاقوں کو چھوڑ کر پورے ہندوستان میں مذہب حنفیت کو پھیلایا۔

مشائخ چشت نے اپنے سلسلہ کی شاعت ہی میں فرق باطلہ کا رد و ابطال کے ساتھ مذہب امام اعظم کا فروغ لازماً فرمایا۔ چنانچہ مشائخ چشت میں حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز (گلبرگہ شریف) اور تارک السلطنت حضرت سید شہر مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ مشائخ چشت میں کثیر التصانیف، ولیئے کرام میں سے ہیں۔ آپ حضرات نے حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی طرف سے لائے ہوئے مشن پر قائم رہ کر سلسلہ چشتیہ کے ساتھ باطل فرقوں کے رد و ابطال اور مذہب امام اعظم قدس سرہ کی اشاعت کو اپنا فرض اولین سمجھا۔ ان حضرات کی کتب کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات نے دین کی کتنی بڑی خدمت کی ہے۔

حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ

بزرگان چشت میں سے ہیں، حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتب میں روافض و معتزلیہ کا خاص طور سے رد و ابطال کیا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں جو کتب حضرت خواجہ کے نام سے شائع کی جا رہی ہیں ان کے پڑھنے کے بعد آپ کے تفضیلی ہونے کا شبہ ہوتا ہے، اس کو لے کر وہابیہ دیوبندیہ نے خوب شور مچایا، آپ کے خلاف بہت کچھ لکھا، حضرت خواجہ بندہ نواز کے موجودہ خانوادہ کے چند لوگ جو مائل بہ روافض ہو چکے یا آپ کے تفضیلی ہیں، وہ حضرت خواجہ کو تفضیلی ثابت کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

حضرت خواجہ کے ملفوظات "جوامع الکلم" موضوع بحث بنے ہوئے ہیں "جوامع الکلم" جو بہت پہلے حکومت نقشبندیہ زمانے میں محمد معشوق حسین خاں تعلقدار (کلکٹر) گلبرگہ شریف کے عہدہ تعلقدار کی میں جو کتب شائع ہوئیں وہ صحیح نسخے ہیں۔ چونکہ کسی مسئلہ میں شاہ دکن نظام حیدر آباد نے اپنے جبر و تشدد کو سابق سجادہ صاحب کی معزوں کی شکل میں ظاہر کیا ہے۔ اس وقت کے لوگ اچھی طرح سے اس واقعہ کو جانتے ہیں، بلکہ ابھی تک معمر لوگ پچھلے سجادہ صاحب کے معزوں کی معرفت سے جانتے ہیں۔ اس وقت درگاہ اور اس کے متعلقات براہ راست تعلقدار (کلکٹر) گلبرگہ کی نگرانی میں آگئے تھے۔ تعلقدار گلبرگہ کے زمانہ سنہ ۱۱۸۱ھ میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی قلمی کتب کی اشاعت کے لیے حافظ محمد صاحب صدیقی لکچر عثمانیہ کانگلبرگہ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ جس میں خود محمد صاحب صدیقی لکھتے ہیں:

"حسن اتفاق یہ ہوا کہ بسلسلہ ملازمت سرکاری ۱۳۳۸ھ گلبرگہ شریف پر متبادل ہو کر آستانہ عالیہ کی زیارت کے لیے

حاضر ہوا اور بفضلہ تعالیٰ مسلسل حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہا تو کچھ درگاہ مبارک کی حاضری اور کچھ محب محترم و معظم حضرت مولانا الحاج مولوی معشوق حسین خان صاحب السلقب بہ نواب معشوق یار جنگ سابق اول تعددہ ارضیہ گلبہ گہ شریف حمال زائد ناظم عطیات ملک سرکار عالی کی تحریک و ترغیب سے یہ خیال پیدا ہوا کہ قطب الارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ”جوامع الکلم“ عوام و خواص کے استفادہ کے لیے شائع کیے جائیں، اور اس تحریک کی عملی تائید عالی جناب معالیٰ الالقب حضرت علامہ حسین صاحب الخطاب بہ نواب یمن یار جنگ بہادر سابق صوبیدار صوبہ گلبرگہ شریف حال معتمد صرف خاص مبارک نے فرمائی۔“

پھر صاحب مرتب ”جوامع الکلم“ آگے لکھتے ہیں:

چونکہ اس کتاب کے بہت کم نسخے موجود ہیں اور جو نسخے جہاں جہاں موجود ہیں وہ تقریباً دو تین ہی نسخوں کی نقل ہیں، اور اب امتداد زمانہ سے یہ بھی نیست و نابود ہو گیا ہوتا جارہا ہے اس لیے اس کی تصحیح کرنا اور متعدد نسخوں کا جمع کرنا بہت ہی مشکل کام تھا لیکن خداوند تعالیٰ کے فضل و کرام سے آہستہ آہستہ متعدد نسخے بھی جمع ہو گئے اور کتاب کی تصحیح کا کام بھی شروع ہو گیا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا کہ تمام نسخے بے شمار اور بے تعدد غلطیوں سے بریز پڑے ہیں اور بعض مقامات پر بعض مضامین الحاقی بھی معلوم ہوتے تھے جن کی حقیقت تمام نسخوں کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے بے نقاب ہوئی، الخ

(عرض حال ”جوامع الکلم“ دوسرا تیسرا صفحہ)

مرتب ”جوامع الکلم“ کے مذکورہ عرض حال، سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات سے نسخوں میں پہلے ہی الحاق کیا گیا، صحیح نسخوں کو جمع کر کے پھر شائع کرنے میں بہت دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ درگاہ معلیٰ اور اس کے اداک اور کتب خانے پر حکومت نظام کے اعلیٰ احکام نے اپنے قبضے میں لے رکھا تھا، یہی تو درگاہ شریف کا کتب خانہ خاص حکام کے قبضہ میں آیا۔ صحیح نسخوں کو تلاش کر کے شائع کرنے والے کوئی معمولی شخصیات نہیں تھیں، حکومت کے با اختیار اعلیٰ حکام تھے۔

ان ملفوظات بندہ نواز میں ہمیں دیکھنا ہے کہ کہیں اسی عبارت تو نہیں ہے کہ جس سے حضرت خواجہ پر تفضیلی ہونے کا الزام ہو، حاشا وکلا حضرت خواجہ کا دامن مقدس اس سے پاک ہے، بجزہ تعالیٰ، اس وقت کے صحیح نسخے جو حکومت نظام کے اعلیٰ عہدیداران کی نگرانی میں شائع ہوئے، ہمارے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ ہم بہت جلد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی کتب پر کام کریں گے اور اہل علم کو دکھائیں گے کہ حضرت خواجہ نے فرق باطلہ خاص طور سے رفض و خروج اور معتزلہ کا کس طسرت رد و ابطال کر کے مسلک حنفی کی کس قوت سے خدمت انجام دی ہے۔

حضرت بندہ نواز حنفی المسلک تھے

حضرت خواجہ بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے چلائی گئی حنفی مسلک کی اشاعت کی

ایک کڑی ہیں آپ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے پیرو تھے چنانچہ "جوامع الکلم" میں ارشاد فرمایا کہ میں متعدد مرتبہ نہایت وثوق اور تاکید سے بیان کر چکا ہوں اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ افضل صحابہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اور آپ کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی اور آپ کے بعد سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ سلسلہ چشت کی اشاعت کے ساتھ تصوف کی بحر عمیق میں غرق رہے نہایت شریعت مطہرہ پر سختی سے عامل تھے۔ عشق حقیقی کے جلوؤں میں کھوجانے کے باوجود شریعت کا احترام رکھتے تھے۔

آپ نے اپنی کتاب "آداب المریدین" میں صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ:

"میں حنفی ہوں" فقہ حنفی کی پابندی کرتا ہوں:

نیز آپ نے حضرت امام اعظم قدس سرہ کی خوبیاں احسن طریقے سے فرمائی ہیں اور آپ حضرت امام اعظم کا نام نہایت ادب و احترام سے لیتے تھے، میں بطور ثبوت "جوامع الکلم" سے حوالہ پیش کر کے اصل مقصود یعنی حضرت خواجہ ہندوستان سے ذکر پاک کی طرف آ رہا ہوں، حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز فرماتے ہیں:

لنحسب نحن في فضيلة أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذ فرمودند مردم بسیار در باب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ مبالغت کنند گویند بنی گویند، خدا گویند بسیار طوالیف اند، غرابیہ نصیریہ، صابیہ، براقیہ، روضہ، و موصی است ذکر آنا طوالتے دارد، امام مذہب حق نیست کہ امیر المومنین ابو بکر افضل صحابہ و بعد او عمر و بعد عثمان و بعد علی رضی اللہ عنہم و کل صحابہ و اولیاء خدا بر حق اند۔ (جوامع الکلم ص ۱۰)

اس کے بعد بھی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی بد بخت حرمان نصیب تفصیلی ہونے یا مائل بہ شیعہ ہونے کا الزام لگائے گا؟ پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں: بعد از تاکید بسوگند اغلاط و شداد کہ عقیدہ من بدل راست نیست کہ افضل صحابہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔ (ص ۲۰)

حضرت خواجہ گیسو دراز ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

خلافت بر دو نوع است خلافت کبریٰ و خلافت صغریٰ، خلافت کبریٰ خلافت باطنی است و خلافت صغریٰ مخصوص با میر المومنین بود، باجماع امت و خلافت صغریٰ میان امت مختلف فیہ است، سنیان باجماع راست، شیعہ و روافض با صاف و با انواع خویش گویند علی راست، اصحیح آنست بروا جماع شد ابو بکر راست بعد او عمر و بعد عثمان و بعد علی رضی اللہ عنہم۔ (ص ۹۹)

مذکورہ بالا حوالے کے بعد بات صاف ہو چکی کہ اکابر چشت قدس سرہم پر تفصیلیت یا مائل بہ رفض ہونے پر ایک مہم چلائی جا رہی ہے۔ بزرگان چشت کا دامن تفصیلیت اور مائل بہ رفض ہونے سے پاک و صاف ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ نے رفض و خروج اور معتزلہ وغیرہ کے باطل اعتقاد و نظریات کے خلاف کس شہود کے ساتھ کام کیا ہے اور مسلک امام اعظم کو کس مستعدی اور جاننازی سے پھیلا یا اور اس وقت اہلسنت کی بیچن ہی مسلک بندہ نوازی سے معترف ہو گئی تھی۔

اس سے مراد کوئی نیا دین و نیا مسلک مراد نہیں لیا جاتا تھا اس سے وہی مذہب اعظم اور مسلک اہلسنت مراد تھا۔ پھر اس کے بعد انہیں کے چاہنے والے اور ماننے والے حضرت خواجہ مسعود راز کا نام لے کر آپ پر تفصیلت کا الزام لگا کر اپنے غلط نظریات و افکار پھیلانے لگے، یہ اصطلاحی عرفیت بدل گئی صحیح دین و مذہب و مسلک کی شناخت کے لیے نسبت بدل گئی۔

حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

یہی حال حضور تبارک السلطنت سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ بھی حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے چلائی گئی دینی تحریک جو کفار و مشرکین کی قوت استبدادی کی سرکوبی اور باطل و غلط نظریات کا رد، بال خاص طور پر و افش و معتزلہ کی تردید اور حنفی مسلک کی ترویج پر تقریر یا اپنی ایک سو دس سالہ حیات مبارکہ میں تقریباً اسی مابین حنفیت کی حفاظت مسلک امام اعظم کی حیثیت اور فرقہ پطل رد و ابطال میں گزرا۔

آپ کثیر التصانیف چشتی بزرگ گزرے ہیں، دنیا کی مختلف زبانوں میں رسائے تصنیف فرمائے۔ یقیناً آپ کی تمام تصانیف اہل اذمانہ کی شکار ہو گئیں، آپ کا نام لے کر دولت حاصل کرنے والے اشرافی پیر سوئے لفظی اور تقریر کے کچھ نہیں کیا۔ در حضور مخدوم پاک کا نام مبارک بھی دھونس جمانے، قوم میں اپنے جھوٹے وقار اور دبے کو قائم رکھنے کے لیے استعمال کیا۔ غرور و نخوت کے مجسم بن کر غیر سادات علماء کی تحقیر و تذلیل اپنا پیشہ بنایا۔ اس پیری نیم نے بڑی جستجو اور محنت کر کے اطناف ثربی کا اصل نسخہ جو حضور کے خلیفہ خاص حضرت ملک نمود کے خاندان ولوں کے پاس تھا کسی بھی طرح حاصل کر کے تحریف تہذیبی کے ساتھ بارہویں صدی ہجری میں شائع کر دیا سوائے اس کے حضور مخدوم پاک کی تصانیف کے سلسلہ میں کوئی کام نہیں کیا۔ حضرت مخدوم پاک کی تصنیف کا ایک نسخہ بھی باقی نہیں رکھا۔

میرا کہنا ہے حضور مخدوم پاک کے نام پر دولت کے انبار لگانے والے کچھ چھوی آپ کی تصنیف کا، ایک صحیح نسخہ لا کر شائع کرنے آجائیں، خالی، امن خالی ہاتھ کی دیں گے۔ ان کے پاس حضور مخدوم پاک کا نام رہ گیا ہے، اس کے علاوہ ان کے پاس صرف فن تقریر ہے وہ بھی خود کو زندہ رکھنے اور دولت جمع کرنے کے لیے۔ اگر ان کے پاس لفظی ورفن تقریر ختم ہو جائے تو ان کو اسے جو کہ مرنے کے اور کچھ نہیں، ان کے پاس حضور مخدوم پاک کی جھوٹی نسبت اور اسی حضرت امام احمد رضا کا نام لے کر دولت ماننے کے اور کچھ نہیں ہے۔

شہادت وقت، حاکمان زمانہ کی عطیہ کی ہوئی جاگیریں، صحیح النسب سادات کی خدمت میں یہ لوگ جاگیریں اور فتوحات عطا کرتے تھے، وہ تو ہے نہیں ان کے پاس خود کا اپنا ہوا فن تقریر ہی ہے اس کے علاوہ میدان خالی ہے۔ ہند، غرور و نخوت، تکبر، مہمان مہمن تحقیر و تذلیل وغیرہ یہی چیزیں رہ گئیں ہیں، اگر کوئی ان کے غرور و تعصب، فخر و انا کو دیکھتا ہے تو ان کی محفوں میں جا کر لکھتے ہیں کہ آپ کو زمانے بھر میں باعزت و باکرامت ہونے کا دعویٰ کرنے کے اور کچھ نہیں ہے گا۔

حضور مجدد مہم پاک نے بھی مشائخِ چشت کی طرح مذہبِ امامِ اعظم کی خوب خدمت کی اور فرقِ باطلہ کا بھر پور رد و بطس فرمایا، مشائخِ چشت کے بارے میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ یہ حضرات تفصیلی تھے یا معاذ اللہ، شیعہ تھے، اکابرِ چشت پر یہ بدترین الزام ہے۔

انگریز حکومت میں دینِ اسلام پر حملوں کی بوچھاڑ

ہم نے حضور سیدنا خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انقلابی و روحانی تحریک پر مختصر روشنی ڈالی اور آپ نے اپنے بعد اپنے خلفاء شاگردوں کے ذریعہ مذہبِ اسلام کو تقویت عطا کی اور مسلکِ امامِ اعظم پر جو کام کیا وہ خدا ہے جو حکومت کی سربراہ میں نہیں ہو سکتا تھا۔ تنہا ایک ذات نے انجام دیا۔ چشتیہ سلسلہ اور اس کی شاخوں سے پھیلے ہوئے سلاسل سے جہاں روحِ نیت کی دنیا میں انقلاب برپا ہوا، وہیں دینِ اسلام کو جو قوت و طاقت ملی اس کی تفصیل بیان کرنا بہت مشکل امر ہے، بہر صورت۔ ان سلاسل سے جو مذہبِ حنفیت کی توسیع کے ساتھ کفار و مشرکین و مرتدین کی تردید کا جو کام ہو وہ بھی ظاہر ہے۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا جب سلطنتِ مغلیہ شوکت و سطوت کے ساتھ قائم تھی اس وقت دینِ اسلام کے نام پر سوائے روافض کے اور کوئی بڑا فتنہ عالم وجود میں نہیں آیا تھا۔ حکمران سمیت پورا ہندوستان خالص سنی حنفی صحیح العقیدہ مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا پھر سلطنتِ مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ مسلمان طرح طرح کے مصائب و آلام میں گرفتار ہو گیا، جب انگریزوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ اس نے جان لیا کہ پورا ہندوستان سنی حنفی راسخ ال اعتقاد مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ جب ملک ہند میں نظر دوڑائی تو اسے یقین ہو گیا کہ ہماری حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے ہندوستان کے صحیح، عقیدہ سنی حنفی مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کا شیرازہ بکھر جائے تو اس نے دیکھا کہ ہندوستان میں دو عہد کا سکہ چل رہا ہے ایک حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ایک ولی اللہ خاندان کے وارث و جانشین علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا۔

اول الذکر شخصیت پہلے ہی انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر کر چکی تھی۔ وہ ہاتھ آنے والے نہیں تھے۔ دوسری ذات کے خاندان کا ایسا بدبہ ہے کہ حکومتِ مغلیہ سمیت پورے ہندوستان میں اس خاندان کی علمی و دہ گ ٹیٹھی ہوئی ہے، تو اس نے شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان پر جب نظر دوڑائی تو اس خاندان میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھائی عبدالغنی صاحب کا لاکھامووی اسماعیل دہلوی جو شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا متنبہ تھا، جو پچپن ہی سے شریعہ اور ضدی، بڑوں کا گستاخ و بے ادب واقع ہو، تھا، اس پر ڈورے ڈالے گئے، آخر کار انگریز اس میں کامیاب ہو گیا۔

مولوی اسماعیل دہلوی کو کہیں سے ابنِ عبدالوہاب نجدی کی کتاب ”کتاب التوحید“ ملی اس کو بہت پسند آئی۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے ”کتاب التوحید“ کا چرچہ ”تقویۃ الایمان“ میں اتار دیا۔ اس میں ان تمام امور و مراسم و معمولات امت کو جو شروع دور سے چلے آ رہے تھے، ان تمام کو ناجائز و شرک و بدعت بتایا۔ خالص طور پر حضور حو، چرغِ غریب نواز اور آپ کے خلفاء اور اس زمانے تک کے تمام چشتیہ سلسلے کے اکابرِ چشت نے مسلکِ حنفیت کو جو طاقت و قوت بخشی تھی آپ ہی کے ذریعہ ایک ملک ہند مسلمان

اسی کام تھا اس کو کمزور کرنے اور سے منتشر کرنے کے لیے عدم تقلید زور دیا جاتا تھا۔ آئین باجمہر و عدم تقلید کا فتنہ برپا کیا۔ اب کیا تھا تمام معمولات اہلسنت جو دور صحیہ سے سے کر اس زمانے تک چلے آ رہے تھے، سب کو شرک و بدعت مکہ مار اور عدم تقلید کی شورش برپا کی، گھر گھر، گاؤں گاؤں شہر شہر پر اختلاف کی گت پھیل گئی۔ چنانچہ کتاب ”ارواحِ ملوہ“ کے ص ۸۰ و ۸۱ میں مذکور ہے ”میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جہد افراطیہ بھی آ گئے ہیں (جنی انبیاء و اولیاء کی بارگاہوں میں گستاخوں کی گئی ہیں) اور بعض جہد تشدد بھی پیدا ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک جلی (جی جسکے کرنے سے مسلمان کافر و مرتد ہو جاتا ہے) ان کو شرک خفی لکھ دیا گیا یعنی جس سے ارتکاب سے مسلمان ایمان سے خارج نہیں ہوتا) اور ان سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوئی مگر توقع ہے کہ لوگ بڑبڑا کر ٹھیک ہو جائیں گے۔“ (ارواحِ ملوہ ص ۸۰ و ۸۱)

ہندوستان کے ایمانی و دینی سنی و حنفی شیرازے کو بانی و ہدایت سے سحر مٹا کر دیا۔ پورے ہندوستان میں اختلاف کی آگ بھڑک اٹھی۔ عدم تقلید اور آئین باجمہر اور معمولات امت کے کفر و شرک ہونے پر حوا، میلی تحریک چلی اسس کے خلاف گھر گھر جھگڑے ہونے لگے۔ پھر اس کے بعد ہر کہ آمد برآس مزید کرو کے تحت جو بھی آیا بدعتیہ کی اور اختلاف و انتشار کو اور بڑھا دیا۔

مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انصاری، مولوی اشرف علی تھانوی کی گستاخانہ و فتنہ انگیز کتب کی اشاعت نے بدعتیہ کی اور انتشار کو اور بڑھا دیا۔ پھر اسی میں حضور اکرم ﷺ جیسے پیدا ہونا ممکن ہونے کا فتنہ اور ختم نبوت کا انکار اور قادیانیت کے دعوہ نبوت کا فتنہ اور نیچریت کالی دی فتنہ ان کے علاوہ درجنوں نئے نئے عقائد و مذہب کے فتنے برپا کیے گئے، ہندوستان کو شدید فتنوں کا مرکز بنا دیا گیا، جو دینی تحریک حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین اسلام کو غلبہ و قوت دینے اور مذہب حنفی کے فروغ کے لیے چھائی تھی جس کی وجہ سے ہندوستان میں نوے ۹۰ فیصد سے زائد صحیح عقیدہ سنی حنفی مسلمان آباد تھے نہیں کے دین و ایمان اور مذہب حنفیت کے اندر خطرات پیدا ہو گئے۔

حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید و حمایت لیکر حضرت خواجہ ہند کے ذریعہ پھیل دیا، جس کی سماعتیں پورے ہند کو گھیرے ہوئے تھی، انہیں اسلامیان ہند کے دین و ایمان پر خطرے پیدا ہونے کی وجہ سے درجنوں فتنوں کے خلاف تہ اعلیٰ حضرت کی ذات، ایمان و عقیدے کو محفوظ رکھنے اور حضرت خواجہ کے دین کی حفاظت کے لیے کھسٹے ہو گئے۔ اگر حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کے خلفاء نے کروڑوں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کر کے دین کو قوت بخشی اور انہیں سنی حنفی مسلمانوں کے دین و ایمان کے لوٹنے کے لیے وہابیت، نیچریت، دیوبندیت وغیرہ کے فتنے اٹھنے تو اسی حضرت امام احمد رضا نے کروڑوں سنی حنفی مسلمانوں کو کافر و مرتد ہونے سے بچ کر دین اسلام پر قائم رکھ کر حضرت سیدنا غوث پاک و حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہما کے نائب مطلق بن کر دین اسلام و مذہب حنفیت کی جان رکھی۔ آج ہندو پاک و بنگلہ دیش وغیرہ مسلمان

اسلام اور سنیت احنفیت پوری قوت کے ساتھ جو گرہ ہے یہ صدقہ ہے علی حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا۔

شدھی تحریک اور شہزادہ اعلیٰ حضرت اور خدفاء اعلیٰ حضرت

ہندوستان میں انگریزوں کے مضبوط ہونے کے بعد، انگریزوں کو اور خود یہاں کے مشرکین کو اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کا مقصد تھا۔ اس کے لیے مختلف تحریکیں چلائی گئیں، ان میں سے ایک تحریک شدھی تحریک ہے یعنی مشرکوں کے نزدیک جو مسلمان ہند میں آباد ہیں ان کے آباد اجداد پہلے ہندو ہی تھے پھر انہیں پاک کر کے پرانے مذہب کی طرف واپس لانے کی تحریک، یہ تحریک اس قدر زور و شور سے چلائی گئی کہ بظاہر مسلمانوں کو اسلام پر قائم رہنا مشکل نظر آتا تھا۔

ایسے سنگین موقع پر اسلام کی حفاظت کے لیے اللہ نے شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی عظیم ہند اور حضرت شیریں اہلسنت، حضرت صدیق فیض کو پیدا فرمایا۔ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ہندو تحریک شدھی کے خد ف ہر قسم کی قربانی پیش کی یہ تحریک خواجہ ہند کے مرکزوں بیت راجستان ہی سے چلی تھی جو پنجاب تک پہنچی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی محنت و شوق سے پھر اسلام کو طلبہ مد۔ حضور مفتی عظیم ہند حضرت شیریں اہلسنت علامہ مولانا حشمت علی خاں صاحب اور دیگر علماء اہلسنت نے کروڑوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام فرمایا۔ خواجہ ہند کے لائے ہوئے دین اور مسلک حنفیت کی راج رکھ دی۔

۷ ہنامہ سنی آواز مارچ اپریل ۱۳۵۲ء

نجیب الطرفین سادات میں سادات مارہرہ مطہرہ کا مقام

ہندوستان میں پاک باز نجیب الطرفین سادات کی کمی نہیں ہے۔ کیسے کیسے صحیح المنسب سادات ادیاء کرام ہند میں جلوہ گر ہوتے رہے، آج ان اعلیٰ خاندانوں کی اولاد نے انہیں پر فخر و ناز کر کے ”پدرم سلطان بود“ کے نقشے میں پور ہو کر علم و کرام و صاحبان علم و شرف کی تحقیر و تذلیل کا بیڑہ اٹھ رکھا ہے۔ پچھلی چند صدیوں پر نظر لے لے، کیسے کیسے علم و عمل میں کامل اور حسب نسب میں حبیب و طاہر سادات کرام نے ہند میں ورود فرما کر ہندوستان کے چپے چپے کو رونق بخشی، دین پاک مصطفیٰ سے پیادگی کی صیانت و شریعت اسلامیہ کی حفاظت میں مصروف رہے، اس پر گفتگو کی جائے تو ہزاروں صفحات بھی نا کافی ہوں گے۔

ہم اس وقت صرف سادات و مشائخ مارہرہ مطہرہ پر مختصر گفتگو کریں گے کہ یہ خاندان ابلسنت میں دس کی دھڑکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں نہ ہو، اس خاندان میں ایک مجدد وقت جو قطب الارشاد ہوتا ہے کہ وہ زمانے کے تمام کالمین پر نظر رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے زمانے بھر کے کالمین و وصیلین پر نگاہیں دوڑا کر بصیرت قیسی سے مدح و فخر کیا تو ان میں مارہرہ مطہرہ کے واصلین منفرد و اعلیٰ مقام پر جلوہ گر نظر آئے۔ پھر مجدد وقت کے عقائد اسلامیہ اور شریعت مصطفوی کی حفاظت کرنے والے دست کرم کو کامل و واصلین سید شاہ آل رسول مارہروی کے دست کامل میں دیکر غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حیر کامل کے فیوض و برکات حاصل فرما کر خود بھی زمانے میں منفرد مقام پر فائز ہو گئے۔

اب اس بابرکت خاندان مقدس کے چند بزرگوں کے وصایا پیش کیے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہو گا کہ یہ حضرات صرف ”پدرم سلطان بود“ کے نقشے میں پڑے ہوئے نہیں تھے بلکہ اس میں سے ہر بزرگ اپنے وقت کا شریعت و طریقت میں کامل اور دین مصطفیٰ کا محافظ، اقلیم دین متین کا تاجدار تھا۔ اس خاندان کے ہر بزرگ نے اپنے ہی خاندان والوں اور عمام مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان مہیا فرماتا رہا۔ اس سلسلے کے وہ مورث اعلیٰ جن کی طرف نسبت کر کے سلسلہ برکات یہ معروف ہو گیا یعنی سلطان الکامین سید شاہ برکت اللہ قدس سرہ اعزیز اپنے وصایا میں فرماتے ہیں:

”اے چند نصائح نوشتہ شدہ بر اس عمل نما کند و اس رسالہ را ہموار یا خود دارند باید کہ مشغول بیا و الہی باشند و یہ کتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از مقام خود با جنبش نکند و بخاند مخلوق و مردم دنیا و دوزخ و بزیارت قبور و بدیدن عابدی کہ دے دشت باشند و یا آنکہ ظہر او بدین و دیانت آراستہ البتہ البتہ روند و بدین اور اس سادات کونین دانند و بیخ کار دے مصیبت بجاکم و بکے رجوع نکنند کہ سازندہ کار با کار ساز است۔ (بہترین مکمل کی چھتیس ص ۳)

ترجمہ یہ چند نصیحتیں لکھی جاتی ہیں، ان پر عمل کریں اور اس رسالہ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں چاہیے کہ ہمیشہ یہ دالہی میں مشغول رہیں اور فقہ و سلوک کی کتابوں سے الفت رکھیں اور دنیا داروں کے گھروں پر نہ جائیں، اور زیارت قبور اور اس عالم کی زیارت کے لیے جو صاحب دل ہو یا اس کا فہر دین و دینانت سے تراسیہ، ضرور ضرور جائیں اور اس کی زیارت کو سعادت کو نین جائیں، اور کسی کام اور کسی مطالب کے لیے کسی جگہ وغیرہ سے رجوع نہ کریں کہ کاموں کا بنانے والا کار ساز حقیقی ہے۔

مذکورہ بالا نصائح میں غور فرمائیے تو ان میں دنیا و آخرت کی بھلائی صاف نظر آ رہی ہے۔ جب ایک راہزنہ ہر وقت ایک پیر کامل کی نگاہ کرم سے شیطان و نفس کے مکر و فریب سے بچ کر یاد الہی میں مشغول رہے گا اس کا اساتذہ ہونے کا دعویٰ ہو گا کہ وہ دل آماجگاہ تجلیات ربانیہ بن جائے گا، اور اس پر ہی اکتفا نہ کرے بلکہ کتب فقہ اور سلوک کی کتب سے شغور رکھے، علوم فقہی اصل ہے اس لیے ایک کامل نے یہ دالہی میں مشغولیت کے بعد اسی کو ترجیح دی۔ یہ علوم قرآن و حدیث میں وعظائد وغیرہ کا بے نظیر عطر مجموعہ ہے اور اس پر سلوک کی کتب علوم معرفت والے کے لیے حرز جان ہے اس سے اس کی انسانیت اس کو کیا سے کیا بنادے گی۔

دنیا دار، چاہے وہ حکومتوں کا مالک ہو۔ یا خزانے و دولت کے مالک یا دنیاوی چاہ و چشم سطوت و شوکت والے ہوں۔ اس سے سنا رہ کشی اور لافعلتی کا ملین کا و طیرہ رہا ہے اسی کی حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ پیران سلسلہ کے نصاب پر حضور مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ بدرجہ اتم فرما نظر آتے ہیں۔

آپ ہندوستان کی زبردست شوکت و جبر و تشدد کی بلکہ اندراگانہ مہی کے دور کو دیکھیے جب وہ حضور مفتی اعظم ہند سے ملنے بریلی آئی تو کس درجہ تھارت سے اس سے بے اعتنائی فرمائی اور صدر جمہوریہ ہند مسٹر فخر الدین مٹلے آئے تو اس کو کس تھارت و بے توجہی سے، امیر جنسی کے منظم یعنی لس بندی پر تجویز و تنبیہ فرمائی کہ جس پر وہ لرز اٹھے۔ بہر صورت سرکار اعلیٰ حضرت، شہزادگان اعلیٰ حضرت اپنے پیران عظام کے نصاب پر ہر وقت عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

زیارت قبور میں کئی فائدے ہیں کہ ہر وقت موت کا یقین قائم رہتا ہے کہ مجھے مرنا ہے اور اسی جگہ آنا ہے یہی تصور کن ہوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے زنگ لوہے کو۔ اور ان میں کامیاب ہوں تو ان کی توجہ خاص زائر کو کیا سے کیا بنادے گی، بے شمار فوائد ہیں اسی لیے زیارت قبور کی تاکید کی گئی ہے اور خاص طور پر عام دین کی زیارت کو جانے کے حکم میں کئی رموز ہیں۔ کہ جو عام دین ہو گا یقیناً وہ وارث علوم مصطفیٰ ہو گا۔ نبوی علوم کی نسبت نسب کی نسبت سے اہم ہے اس لیے علماء کی زیارت اور ان کی محبت و لازم جائیں۔ لیکن آج کے سادات کے خاندان سے وابستہ لوگ جو شریعت کے احکام سے دور رہ کر خاندانی نسبت کی وجہ سے علماء پیرا نظر آتے ہیں اس لیے کہ علماء شریعت کے احکام بتائیں گے ہمارا خاہری کردار شریعت سے دور ہے اس لیے ان حضرات سے تنفر ان کا نفسانی حق ہے خود بھی علماء سے دور رہیں گے اور اپنے ماننے والوں کو بھی دور رکھیں گے۔

در گزری گئی۔ اسٹریٹس سے متحی ہوئے اس نے قبول نہ کیا اور کہا اگر فلاں مجھے
 رقعہ لکھے تو میں اس کام اور انکار سے در گزر کروں۔ وہ سب عزیز محتاج الی لند سے
 رقعہ لکھنے کا تقاضہ کروا کر کوشش سے کرنے لگے ناپا یہ بیت لکھ کر بھیج دی۔
 جس نے رخسار کو بخش ترے رنگسار میں
 صبر دینا مجھے دشوار اسے کچھ بھی نہیں

اس نے پڑھا اور پڑیا وریا رہا اور مہافت کی بہرہاں یا حق میں مشغول ہیں اور
 اس کے سے فغروا لی اللہ ولا تقظوں امن رحمة اللہ والتوکل علی اللہ ال
 اور جان اور زبان پر نہیں اور طریقہ ظہر کو لا روالا کد (یعنی جوفتوح و نذرانے وغیرہ)
 بے مطلب پہنچا سے ونا نہیں اور خود فتوح کے پیچھے پڑنا نہیں، کے اصول پر رکھیں
 اور شعہ ردین کی پابندی و اہتمام جس قدر بھی ہو سکے اسے اٹھانہ رکھیں، مجاہدہ کر د اللہ کی
 روہ میں، ہاں ہاں جہاد کبر بھی ہے کہ اپنے کو آرام نہ دے تاکہ نرم نپاٹ نفس کے
 ساتھ بڑائی کریں۔ اور یکجہریوں میں نہ جائیں وراہل دنیا پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کریں
 وراہل دنیا پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کریں اور محتاج نہ بنیں

ہمارے باغ کو یہاں جت سرود و صنوبر ہے
 وہ جو شمشاد ہے پروردہ اپنا کس سے جھٹ کر ہے
 نصیحت تو سن اور عمل اس سپ کر
 یہی مجھ کو استاد سے یار ہے
 نہ رکھ زال دنیا سے تو کچھ امید
 یہ رکھتی ہزروں ہی دامد ہے

مذکورہ بالا طویل فصاحت پر مشتمل اصول موتیوں کو کوئی چن کر اپنے دامن کو بھرے وہ شخص یقیناً صاحب کمال ہو جائے۔
 حضرت کے فصاحت کا ایک ایک غلط سونے کے پترے سے زیادہ قیمتی ہے۔ دنیا و آخرت کو سنوارنے کے لیے کافی ہے۔ یہ جذبہ
 کتنا نیک ہے کہ صرف خدا کی رضا اور خدا کے بندوں کے کام بنانے کے لیے لوگوں کی عاجزی کریں۔ جو خدا کی رضا کے لیے
 اپنے آپ کو وقف کرے اور اپنی زندگی مخلوق خدا کے جائز کام بنانے کے لیے لگا دے یقیناً اس مرد کامل کی زندگی عبادت ہے۔ اور
 دنیا داروں سے داری اور ان سے دلجوئی کا جذبہ بھی کتنا نیک ہے کہ سچ و حرص سے بے نیاز ہو کر جوفتوحات میں انہیں متنبہوں
 کر لیں، اس کے ساتھ ساتھ دین و شریعت کی پابندی اور ان کے اہتمام کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس کی زندگی مخلوق میں نہایت

.....

.....

.....

.....

بہر یں بودم کہ دل با من عتاب کرد و جانم بیچ و تاب نمود و مطبق قول مشہور کہ خود
را نصیحت و دیگران را نصیحت اے ناہموار سویت سفید شدہ و وابت ہم چنان سیاہ ست
ظاہر آراستہ و باطن تو تباہ پس کار خود نمیش و بر حال خود غم دالم نمائی۔ کہ ام حسنہ از تو
سرزدہ کردی گراں بہ نصیحت پیش می کی و کہ ام حیدرہ را سرا انجام دادہ کہ ارشادی فرمائی
پس کن و وقت از دست برد۔

بنیش پس کار دیدہ بر دوز
از درد لشراق خود ہمیں سوز
ایں گندم نمائے و جو فردشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی و آنچنان نمائی کہ می باشی چوں
نیک نگر بستم از اس ہم تہرم کہ دل گفتہ آہ صد آہ۔

وقت عزیز رفت بسیار تا قضا کنیم
عمرے کہ بحضور صراحی و جام رفت
اے دل شباب رفت نہ چیدے گلے ز عشق
ہیرا سنہ سر یکن ہمنرنگ و نام را
پس کردم و تو بہ کردم و نموش ششم و بجوش و خروش آدم باز
بہوش رسیدم بمنہ و کرمہ یخرج الی من لمیت من فہم فہم

ترجمہ: خلاصہ یہ کہ علم و عمل لازم پکڑیں اور اس پر مغرور نہ ہوں یہ ترز و کریں کہ چشم
روئی ہوئی اور دل جلا ہوا اور عمل خاص اور دعا کی قبولیت اور درویشان حق آگاہ کی
رفاقت اور مسکن (ٹھکانہ) مسجد (کہ وہاں طاعت و عبادت سے گزار دیں) اور تہ
دردناک اور اخفائے حال مدد الہی اور فیض عالم پناہی سے میسر ہو، آمین۔

میں اسی حال میں تھ کہ میرے دل نے مجھ پر عتاب کیا۔ اور میری جان نے بیچ و تاب
کھا کر کہا کہ بقول مشہور ”خود کو نصیحت اور دوسروں کو نصیحت“ اے ناہموار تیرے ہال
سفید ہو گئے اور دل تیرا دیسے ہی سیاہ ہے، ظاہر تیرا سنور ہوا، اور باطن تیرا تباہ۔ خود
اپنی فکر کر اور اپنے حال پر رودھو۔ کون سی نیکی تجھ سے بن پڑی کہ دوسروں کو نصیحت
کرتا ہے اور کون سی بھلائی تو نے سرا انجام دی ہے کہ دوسروں کو کہتا ہے، پس کر اور وقت
با تھ سے نہ دے اپنی فکر کر، (اور دوسروں سے) آنکھیں بند کر لے۔ خود اپنے درد

فراق سے جل، یہ گندم نما جو فرشِ بیک و بیابی ہو جیس دھاتا ہے اور سیا دھ جیس کہ ہے۔ جب کہ اچھی طرح میں نے غور کیا تو اپنے کاس سے بھی بدتر پایا جوڑوں نے کہا تھا کہ صد آہ گزرے ہوئے عزیز وقت کہ اس عمر کی جو عمر حقی و جام کے بغیر گزر گئی قضا کر لیں۔ اسے دل شباب گزر گیا اور تو نے باغِ عشق سے کوئی پھول نہ چن اب بڑھاپے میں تنگ و تنام کے ہنر کے لیے مہار۔ اس کرویا میں نے تو سب کی دور خاموش ہو گیا اور ہوش و خروش میں آیا، پھر ہوش میں آیا اس کے حسن و دراز سے نکالتا ہے وہ زندہ کو مرد ہے اسے جو سمجھ سمجھ۔

مذکورہ نصاب کے طویل اقباس سے صاف طور پر یہ ظاہر ہے کہ خاندانِ برکات کے صاحبِ برکات و نصیب بزرگ نے اپنے بعد آنے والے خاندان کے بزرگوں اور خلفاء و مریدین اور مصلحتوں کے دین و دنیا کی بھدنیوں کا تخیل رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قابلِ احترام خاندان کا ہر بزرگ مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لیے پیدا ہوا تھا۔

مذکورہ اقباس میں صاحبِ خاندانِ برکات کے علم و عمل کو زم پکڑنے پر زور دیا ہے یہ مل خاندان کے لیے حسرت میں ہے۔ مل خاندان کی سیادت کی دوستِ غفلی سے نوازے گئے ہیں میرے بعد آنے والے خاندان کے فرد و علم و عمل سے دور و آتر صرف زعمِ سیادت میں پڑے نہ رہیں بلکہ علم و عمل کو ضروری جانیں، اور یہ بات بھی خاص ہے کہ سیادت اور علم و عمل کے حصوں کے بعد مغرور نہ ہوں، سیادت کے ساتھ غرور اس کے لیے بدتر داغ ہے۔

چنانچہ دیکھیے خاندانِ برکات کا ہر صاحبِ فضیلت بزرگ، سیادت و علم و عمل، تقویٰ و پرہیزگاری، تواضع و انکساری، غمِ ساری کا نمونہ نظر آتا ہے، آج کے دیگر سادات کہہ نے والے ہے کہ درویش اور اپنی زندگی کو مذکورہ قول پر رکھ کر دیکھیں کہ ان میں اور ان آہ و اجداد اور اسلامی کردار و عمل میں کتنا بعد نظر آتا ہے۔ صرف اپنے باوجود پر گھمنہ فخر سیادت و تعسلی و غرور و علم و عمل سے دوری آج کے سادات کی زندگی ہے۔

اس کے برخلاف ساداتِ مارہرہ مطہرہ کو دیکھیے سلامی جوہر سے یہ خاندان خالی نہیں ہے۔ میں نے مثال کے طور پر بر مر تذکرہ مارہرہ مطہرہ کے خاندان کو سامنے رکھ کر سادات کے جوہر پر بحث کیا ہے۔ در نہ ہند میں اس قسم کے سادات جو مذکورہ ساری دینی و شرعی جوہر سے آراستہ ہیں، وہ بھی کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہیں، وہ مغرور و متکبر، علم و عمل، دین و شریعت سے دور سادات سے الگ ہیں۔

مجھے ساداتِ مارہرہ پر گفتگو کرنی ہے میں نے ان نصاب سے ان کا ساداتی، علمی و عملی مقام بتا دیا کہ یہ حضرات کہتے، اہم مقام پر فائز ہیں مارہرہ کے سادات نے اس پر بھی زور دیا ہے کہ جو نصیحت دوسروں کو کریں خود پہلے سس پر عمل کریں۔ قرآن کا بھی ملکہ رشا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

اے ایمان والوں وہ بات کیوں کرتے ہو، جو تم نہیں کرتے۔

اس پر خاندان برکات کے بزرگ سختی سے عمل پیرا رہے ہیں، آپ کی نصیحت کا یہ تیور دیکھیے کہ وہ فرماتے ہیں:

”اے دوسروں کو نصیحت کرنے والے، دوسروں کو تو نصیحت کر رہا ہے، غرور و تکبر، تفاخر

خاندانی، علم سے دوری، عمل سے غفلت سے تیرا دل سیاہ ہو چکا ہے اس کو اپنی فکر کرنی

چاہیے اور اپنے حال پر اس کو رونا چاہیے، ہر ایک کو دوسرے کے دامن کے داغ کو

دیکھنے کے بجائے خود کے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ مجھ میں کتنے عیب

ہیں، اسی پر اس کو رونا چاہیے نہ کہ دوسروں کی غلطی پر ہنسنا۔“

یہ وہ نصیحتیں ہیں جو یک عام مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائے تو وہ نکھر جائے، چہ جائیکہ سادات، سیادت کے ساد

مذکورہ اقوال زیریں پر عمل، سیادت کو نکھار دے گی، ہر سید کو مذکورہ اقوال پر اپنے کو پرکھنا چاہیے، نہ کہ زعم سیادت۔ گھمنڈ، تہ،

بے عملی، بے غلٹی۔ اپنے آپ کو اجداد پر ناز کرتا ہوا بدست پزار ہے۔

سادات وارہ مطہرہ کے ہر بزرگ کی نصیحتیں سادات اور ہر مسلمان کے لیے قیمتی سرمایہ ہیں۔ ہم مسلسل اس مقدس

خاندان کے بزرگوں کے نصائح کو شائع کر کے سادات کہلانے والوں کے لیے شائع کر رہے ہیں، وہ جانیں کہ سیادت کیا کوئی

ہے اور اس کی ذمہ داری کیا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والوں پر استلاق نبوی اور دینی و شرعی احکام کی ذمہ داری نیا

ہے، صرف سید کہلنا کافی نہیں، سیادت کے جوہر سے آرمہ ہونا جیسا کہ سادات وارہ مطہرہ کے نصائح سے ظاہر اس پر عمل

ہونا ضروری ہے۔

حضرت سلطان المحمود بن سیدنا شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصایا مبارکہ

معلوم بندہ خدائے ستمم اللہ باد کہ فقیر را

سفر آخرت در پیش آندا نچ قطب العاشقیں

حضرت جدی قدس سرہ آخر سالہ چہر انوار بقلم فیض شیم ارقام فرمودہ اند ایسی

جماعہ بسند است حتی الوسع در ان ساعی باشند و بانام را دی بسازند از مناجاب احباب از

خلاف سلاسل شمس مقرر و انداد ایم و با ساء ربین و شیخ و دعائے یمانی و سور قرآنی و دیگر

ادعیہ و اذکار و اشغاف بمشغہ وغیر مشغلی زو ما ذون بودہ اند و مستند اعتناء بشان شریعت

غرا آنچہ از دست آید لازم دانند۔ دوست طبع با ستین قناعت چہ چند و بل بد اکتفا نمائند

اگر چہ ان ضرورت تہ محظوظ رات نیز گفتہ اند و بکسب سف و حقائق و ادرا و مشغول باشند و

کرم حق و رطبت انقیاد میں طاعت الہیہ اور بندگی۔ شہیدانِ حق و شہداء
عینِ رامتورات مسئلہ اہل رطل و کار سے زیریں ہم پیش۔

ترجمہ

اس باغ میں پھولوں اور کانٹے دونوں مل گئے ہیں کہ یہاں مور و کوس دونوں
سے کام ہے لہذا تو اچھا دیکھو یہ براہِ امت مائیکہ یہاں بیٹھ بھی پڑے اور دم بھی
وہ چھوٹے سنے والی اور چھوڑ دینے کے باقی ہے۔ لہذا کبھی سے برکت سے اور اگر اللہ تعالیٰ
کے محبوب بندوں میں سے کوئی نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ ہو اور اس کا امن، نیکن سس
زبانے میں چوں کہ اس بات کی اہلیت مفقود ہے اور جنسیت موجود ہے اس کی چسپنی
چھڑی میٹھی میٹھی باتوں سے فریب نہ کھائیں اس لیے یہ گروہ سبز زمانے میں سرخ
گندھک سے زائد اور ناریاں رہا ہے۔ اور نہ تو سالانہ بگڑ تکلف نہ کریں (بندہ
دعا میں کہ حکم ایسا ہی ہے جس کی حکمت آٹھ برس بعد روشن ہوگی، اس وقت ایک بہت
بڑا مسئلہ حل طلب ہے اور اس سے اہم کام سامنے، پس ہوں اور پر ایوں سب دعا

مذکورہ وصایا سے دنیا و لذات دنیا سے بے زاری اور ان سے نفرت دلائی گئی ہے اور اسی دنیا سے بری باتوں سے
نفرت کرنے کے بعد اس میں اچھی باتیں جو آخرت کے کام آئے ہو۔ اور خدائے تعالیٰ کے محبوب بندے جن کو دیکھنے کے
بعد خدائے تعالیٰ کی یاد دہانی ہے اگر ان پر نظر پڑے تو ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رہے کہ کوئی
خدا ترسید کے روپ میں بہر و بیانا نہ ہو، اس سے بچو۔ کسی اچھی چھٹی باتوں سے فریب نہ کھانا۔ اور اپنے گھرو لوگوں کو یہ نصیحت
جو حضرت کا حق تھا کہ سالانہ فقیر میں تکلف نہ کرنا جو میسر آئے اسی پر فخر کرنا۔ حضرت کا سالانہ فقیر نہ صرف یہ کہ حقیقت میں
تکلف نہ کریں بلکہ ظاہر میں بھی تکلف نہ دکھائیں تاکہ سرے سے ہی تکلف دور رہے۔

اس میں جو فرمایا گیا کہ اس کی حکمت آٹھ برس بعد روشن ہوگی، یہ اہل باطن کی باتیں ہیں اس کی مراد کو وہی چھی طرح
جانتے ہیں اس سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے۔ اس میعاد کے بعد ظاہری حکومت وقت کے خیر اور اس سے آمد و خرچ کا توازن قائم نہ
رہے، خدام وغیرہ کی عقیدتوں کا تزلزل سے خدمات ضروریہ کی انجام دہی میں دشواریوں کے درپیش ہونے کے باعث "تکلف"
ناگوار نہ بن جائے اس سے بغیر تکلف کے جو میسر آئے اسی پر اکتفا کریں۔

اس سے پہلے ہم نے سادات و مشائخِ ماہرہ مطہرہ کے وصایا مبارکہ سے ثابت کیا تھا کہ ہر برگ نے عالمہ مومنین
باصول اپنے اہل خاندان و اہل مسئلہ کے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے کیسے کیسے سامانِ مہیا فرمائے اور گمراہوں و مرتدوں و بد
دینوں سے نفرت اور ان سے اجتناب کے لیے کیسے کیسے جتن فرمائے۔ چھٹی قسط میں حضرت سلطان العارفین سیدنا سید شاہ برکت اللہ

قدس سرہ اعزیز اور حضرت سلطان محمود بن سید شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصیہ مبارکہ پیش کیے گئے تھے، اور اب اسے بظاہر
 حضرت شمس الدین ابوالفضل سیدنا سید شاہ آل احمد اچھے میاں کے وصیہ مبارکہ

اللہ! اے ان ہوائی القیوم بندہ مانے خدا سلیم اللہ تعالیٰ نچے حضرت بوی عبیدہ ارمہ
 در وصیت نامہ رقم فرمودہ اند، میں جساعہ رہاں سندست حتی الامکان بریں خواہت
 نمیند زہر یقہ نیکہ اسلاف خود را اصلاً و مطلقاً تہ و زہم نمند، چہ در معاد اہل دہاں عقل
 را رہ نیست و آنچه کہ مردمان ایں زمانہ کہ اہل دین اند در حقیقت ہل کیں نہ، اگر
 دینداران بودندے شفقت باہم کردندے و راہ اتقان نور زیدندے بندہ بالتفیق
 بودندے مسلم من مسلم مسلمان من لہ نہ دیدہ و رجاہ و طریقہ بیعت بجز خاندان خود
 از جائے دیگر نمند چہ از پدر چہ از برادر چہ از خلفائے خاندان چرا کہ مسلک صحیح
 است۔

بارغ مراجعت سر و دستور است

شمشاد خانہ پروردہ ما از کستہ است

ترجمہ: اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود زندہ ہے اور وہ کو قائم رکھنے والا
 ہے، خدا بندوں سلیم اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو جو کچھ ہمارے والد، جد و سید حمزہ علیہ
 الرحمہ نے اپنے (اوپر گزرے ہوئے) وصیت نامہ میں تحریر فرمایا ہے، اس جماعت
 کے لیے وہی سند ہے امکان بھر اس پر ہمیشہ عمل رکھیں اور اپنے اسلاف کرام کے
 پسندیدہ طریقے سے ذرا سبھی تہ و زہ نہ کریں۔ اس لیے کہ اہل دل (اہل باطن) کے
 (خاص) معاملوں میں (ظاہر نبیوں کی) عقل کی پہونچ نہیں، اور (یوں ہی) جو کچھ اس
 زمانے کے لوگ کہ (جو اس پر بھی عمل کریں) اگر یہ دیندار ہوتے تو آپس میں ایک
 دوسرے پر شفقت کرتے اور نفاق کی راہ نہ چلتے، بلکہ تحقق سے رہتے۔ مسلمان وہ
 ہے جس کی زبان اور ہاتھ پاؤں (کے شرور) سے دوسرا (مسلمان) امن میں رہے اور
 بیعت اپنے ہی خاندان میں خواہ اپنے والد یا بھائی یا اپنے خاندان کے خلفاء سے
 کریں دوسری جگہ نہ کریں، اس لیے کہ ہمارا مسلک صحیح ہے۔

ہمارے بارغ کو کیا حاجت سر و دستور ہے

وہ جو شمشاد ہے پروردہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے

دارہ معبرہ نے ایک شیخ کا مل سیدنا پید شاہ آں امد چھ مہینوں قدس رہا اور اپنے خاندان والوں کو بھی اس سے متاثر کیا۔ وہ رہا جو اہل حق و سیدنا پید شاہ نے اس سے زیادہ قیمتی ورثہ دیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے لئے ہائی سپر آپ نے اپنے والد صاحب سے عزت سیدنا پید شاہ قدس سرہ لے کر صابا پر عمل پیرا کرنے کی تالیف سے ماخوذ تھی۔ پند انام و صابا قرینہ کے نام سے ہیں۔ یہ سلسلہ اصول ہے کہ جو وہ بیویں معمولات بزرگوں سے چلتے رہیں وہ بھی بہت شریعت میں رہتے ہیں۔ ان کے اعمال سے ان پر عمل پیرا ہمارے کات و طہارات دارین کا سبب بنے۔ اسی سے دارال امد چھ مہینوں قدس رہا۔ وہ فرماتے ہیں۔

”از طریقت بقدر اہل طہار و صابا و طہار تباہ نمایند“

وہی اہل حق شریعت پیر اپنے بعد والوں کے لئے جو وصیت فرماتے ہیں اس کی کمالی و عالیہ اہل حق نہیں ہیں۔ اس کے لئے اہل حق اسی میں ہے کہ وہ اپنے شیخ کا مل و وصیت پر عمل کرے۔ اس سے اپنے اہل طہار و طہار (یعنی جو شرعی امور ہیں) ان سے ذرا سا بھی تجاوز نہ کرے۔ اس میں شک نہ ہو کہ اہل طہار و طہار و طہار تباہ نمایند ہے۔

زمانے میں بعض اہل داروہ لوگ جو دین سے دور رہ کر دین دار بنے رہتے ہیں بلکہ عادات سے ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ شریعت سے دوری کی وجہ سے حقیقت میں وہ شر و فساد پر پا کر رہ جاتے ہیں۔ وہ شریعت کرتے ہیں۔ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے اس کی بھرپور مذمت فرمائی اور اہل طہار و طہار کے لئے بہترین راہنہ عطا فرمائی۔

وہ لوگ جو بظاہر دین دار ہونے کا روپ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ واقعی شریعت ہوتے اور اہل طہار و طہار کام پر عمل پیر ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرتے اور خالق جو تمام برائیوں کی جڑ ہے اس سے بچنے کے لئے حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے کتنے نفیس انداز میں ذکر فرمایا۔ اہل طہار و طہار کے لئے اصول مرتب فرمائے اور حدیث پاک کے مفہوم کو کتنے نفیس اور پیارے انداز میں ذکر فرمایا۔ ایمان و عقیدے کی بنیاد پر ہر حق شریعت کو اتفاق سے رہنے کی تاکید فرمائی۔ حقیقت میں مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ اور پاؤں سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

وہ بیعت کے لئے اپنے اہل خاندان کو یہ وصیت فرماتا کہ اپنے ہی خاندان میں قائم رکھیں یہ کتنی پیاری وصیت ہے کہ وہ اہل و افضل خاندان و سلسلہ ہے کہ اس کی فضیلت میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ اتنا تبرک سلسلہ ہے سید کے اہل خاندان۔ دوسرے اویسے کا میں و عرفاء و علماء نے سلسلہ میں داخل ہو کر فیوض و برکات حاصل فرمائے۔

برائے ہمیں حضرت ابہی علیہ الرحمہ در وصیت نامہ فرمودہ انداگر اہل اوتعب لی نظر آید
دست شہاد و من او یکن ایں امر مفقودہ جنسیت موجود پھر ب زبانی و شیرینی لسانی کس
فریفتہ نہ شوند کہ ایں طائفہ در ہر وقت اعز من الکبریت الاحمر بودہ اند و قائمہ استفادہ و
در گاہ گوشت و از با نیست ملحوظہ از ناست محفوظہ اند کہ عمدہ کار شریعت است

خلاف پیغمبر کس رہ گزید

کہ ہر بمنزل سنہ خواہد رسید

فاتحہ سہلہ تکلف نہ کنند بجز ایک پیالہ شربت با یک نان جنین وضعت و ادا و صار
بصدق دل کند من خدم خدم در تعظیم و تکریم مشائخ و فقراء و فاضلہا بکشند و آنچه از دست
ایشان آید رصب و یا بس بحرمت تمام تواضع شوند، گرازیں معنی از ایشان کس رافضی نہ
خواہد شد مواخذہ برایش نیست و علم و عمل در پیش دارند کاریں است دیگر شیخ زیادہ در ۱۰۰
بے گانہ خویش۔ دکا راریں اہم تر در پیش و السلام۔

ترجمہ اسی لئے ہمارے والدہ جد نے وصیت نامہ فرمایا ہے کہ گرنوئی اہل اللہ نفسہ
پڑے تو تمہارا ہاتھ در اس کا دامن ہو مگر یہ ابیت (اس وقت) مفقود اور جنسیت موجود
محض کسی کی بیٹھی بیٹھی چکنی چڑی باتوں سے فریب نہ کھائیں کہ وہ گردہ (اہل اللہ) ہر
زمانے میں سرخ گندھک سے زیادہ نایاب اور نادر ہے اور فائدہ حاصل کرنے میں
مضائق نہیں اچھا مال جس دکان سے بھی ملے لے لو اور مسجد اور خانقاہ اور درگاہ عیادت
کے آداب میں کوشاں رہیں، اور جو کام کرنے کے لائق ہیں انہیں ملحوظ اور جو نہ کرنے
کے لائق ہیں ان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ اصل وعدہ کام اتہاء شریعت ہے
جس نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف کوئی راستہ اختیار کیا وہ مسنزل مقصود
(قرب حق) کو کبھی نہیں پہنچ سکتا اور ہمارا فاتحہ سہلہ نہ تکلف سے نہ کریں بس ایک پیالہ
شربت یا ایک جو کی روٹی کافی ہے اور خانقاہ میں آنے جانے والے مہم نوں کی
خدمت سچے دل سے کریں جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنتا ہے اور مشائخ کرام و فقر
عالی مقام و علمائے دین و فضلاء اہل یقین کی تعظیم و تکریم میں کوشاں رہیں اور جو کام
کرنے کے لائق ہیں اور جو کچھ روکھ سوکھا میسر ہو اس سے بعزت و حرمت تمام ان کی
تواضع اور خاطر کریں۔ اگر اس میں سے خوش نہ ہو، اس کا مواخذہ ان پر نہ ہوگا اور علم و
عمل کو اپنے سامنے رکھیں کہ اصل مقصود یہی ہے اور کچھ نہیں، بس اب بچے اور پرانے
سب کو دعا اور۔ اس (وصیت کرنے) سے زیادہ اہم کام در پیش و السلام

حضرت آل احمد اچھے میاں قدس سرہ کا ارشاد کہ "اہل اللہ پر نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ اور اس کا دامن ہو۔ یعنی یہ کامل
شریعت و طریقت بزرگ اگرچہ موجودہ دور میں ناپید ہے (الاماشاء اللہ) وہ مل جائے تو اس کی صحبت اختیار کرنے میں ذرا ہرگز

باید که حق نمک آں جناب فراموش نکنند تا در زمره نمک حراماں جا نیفتند۔ اعلیٰ می آں

جناب فراموش نیکند تادور زمرہ نمک حراماں چایا بند و غلامی آل جاں جناب نگر اندر
 سہامتی درین متصور است و ازاں جاست کہ حضرت فرجہدی علیہ الرحمہ فرمایند
 منم مسرید و عسلاہ کمینہ در تو
 ز خاک کونے تو مراست برو یا غوث

و کہے کہ ز خلف محبت طریقہ سلف داشتہ باشد البتہ بآدملقین و ارشاد نبیند۔ و بیعت در
 سلسلہ عالیہ قادر یہ نمودہ و ہند چہ از حضرت ابو مجاز و ماذون اند و اگر کہے از اولاد و انعام
 محمد یہ جزویہ خاندان خود گزشتہ رجوع بجائے دیگر خواہد کرد احسن در حق ادنیست نحو ہدشد
 بیعت خاندان خود نمایند چہ کہ ایں سلسلہ صحیح است و سندے است نسلا بعد نسل

باغ مرا چہ حاجت سرو مستو بر است

شمشاد خانہ پرورہ ما از کہ مستر است

ترجمہ۔ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ خود زندہ ہے اور ول کو قائم رکھنے والا، خدا
 کے بندوں سلمہم اللہ تعالیٰ کو معلوم جو کچھ ہمارے والد ماجد (سیدنا شاہ حمزہ) علیہ الرحمہ
 نے اپنے (اد پر گزرے ہوئے) وصیت نامے میں تحریر فرمایا ہے اس جماعت کے
 لئے وہی سند ہے، امکان بھر اس پر ہمیشہ عمل رکھیں اور اپنے اسلاف کرام کے
 پسندیدہ طریقے سے ذرا سا بھی قطعاً تجوز نہ کریں۔ اس لیے کہ اہل دل (اہل باطن)
 کے خاص معاملوں میں (ظاہرینوں کی) عقل کی پہونچ نہیں، اور (یوں ہی) جو کچھ
 اس زمانے کے لوگ کہ (جو اپنے گمان) میں اہل دیں ہیں (مگر) حقیقت میں اہل
 کیوں (شر و فساد والے) ہیں اور وہ جو کہتے ہیں اس پر عمل نہ کریں۔ اگر یہ درستہ
 ہوتے تو آپس میں ایک دوسرے پر شفقت کرتے اور نفاق کی راہ نہ چلتے، بلکہ اتفاق
 سے رہتے۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ پاؤں (کے شرور) سے دوسرا
 (مسلمان) امن میں رہے اور بیعت اپنے ہی خاندان میں خواہ اپنے والد یا بھائی یا
 اپنے خاندان کے خلفاء سے کریں دوسری جگہ نہ کریں، اس لیے کہ ہمارا سلسلہ صحیح
 ہے۔

ہمارے باغ کو کیا حاجت سرو مستو بر ہے

وہ جو شمشاد ہے پرورہ اپنا کس سے گھٹ کرے

... (10) ...

[illegible]

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840.

رگڑیں۔ اصنامانی اور شہنشاہی کا کچھ دایاں الگ ہوا ہے اور دیکھو وہاں کچھ اور ہے۔ یہ وہ ہے جس سے کہیں
راہی اور نہ ہو اور ضرورت کے ساتھ شہنشاہی کا کچھ الگ ہے۔ ان کے ساتھ کچھ اور ہے۔ یہ وہ ہے جس سے کہیں
آئے شرف حاصل ہیں۔

نموداری از دهی از مساحت - آپدیت شده و

متاع یله ازج و کلاں رپا کئید یان آس قیاس هم ز سار و ت رپا شه و ...
شریعت عمارت و در ت قید تا مقدر و کرا اکت کند و پو شه و دشت نما و ...
بر مذمت نو اوقم با نند و بر مذمت سار قیاس با نند و ...
نمودند و دل بدست آرتا سه با ش و شش تنه نماید و انچه از شک و ترس آید و ...
تمام با تو صبح پیش آنها بکزارند و اگر از ان اخلاف واقیاس فرمایند بهتر و صورت و ...
موانده برایشان نیست و ...

ااری مباح طس فتد نزل
 و نادی مباح و فتد نزل
 اقدم ما عدا ما عدا
 و اما انکریم و ندرض

هر که شود گوید و هر که خواهد آید بر او کیم و در حاجت و در باب برین درگاه نیست در طلب بخت
بر این پیش از آنکه آید غیر است بر سر این خفیه اسرار دل ته گنجینه است

ترجمہ: ہاں، یہی وہ نیکو فائدے ہیں جن سے میرے لیے میں مضرت نہیں،
مگر اس مان جہاں سے مل سکے۔ جو عین شخص کی حالتِ قدور یہ ہے، اور
شریعتِ خراں حفاظت ہو بھی پہنچا تھوں سے کن پڑے، ادا کاں پھر نہ پھوڑے،
اس میں اثر پڑے ہمارا تو شہر اے رہا ہے، وہ اے اے اے جو ہمارے پاس تہ کم

اسے پیش کرتے اور برے لوگوں کے لیے وہ ناگوار ہے جو آنا چاہے، اس سے کہو اور جو جانا چاہے، اس سے کہو جائے، اس درگاہ میں حاجب اور دربان کی روک لوک نہیں ہے طریقت میں سالک بننے جو آتا ہے وہ اس کے لیے غیر ہے، سیدھے راستے پر چلنے والا کوئی بھی اسے دل گمراہ نہیں ہے۔

مذکورہ وصایا میں ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے والے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کون سے ہدایت کے سامان مل سکتے ہیں۔ بزرگان مارہرہ مطہرہ کے سامنے دین اور شریعت اور طریقت کے اصول و ضوابط کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ مسلمانوں کے دین و ایمان اور ان کو شریعت پر مضبوطی قائم رکھ کر طریقت پر کس طرح چلایا جاسکتا ہے۔ یہ جذبہ کتنا اہم ہے کہ اپنے معتقدین کو یہ ہدایت دیں کہ ”کھرا سامان جہاں سے مل سکے لے لو“۔ اور شریعت مطہرہ کی حفاظت، جو بھی اپنے ہاتھوں سے بن پڑے امکان بھرنے چھوڑیں، اور سلف صالحین کے مذہب اہلسنت پر قائم رہیں اور علماء دین اور فقراء اہل یقین یعنی ائمہ و اولیٰ کی تعظیم کرنے میں اپنی سعادت و جانیں طریقت کے نام گمراہیت نہ پھیل گئیں۔

ایک فرقہ ہے جو طریقت پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتا ہے جو اپنے آپ کو اہلسنت سے شمار کرتا ہے لیکن اس کو شرعی احکام پر عمل کرنا کٹھن معلوم ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں جو چیزیں حرام ہیں اس کے پاس مباح ہیں۔ یہ فرقہ فرقہ مباحیہ کہلاتا ہے۔ مباحیان کا فرو مرتد مدعیان طریقت کو کہتے ہیں جو ضروریات دین میں سے ضروری دینی کے انکار کے ساتھ شریعت مطہرہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو صوفیاء اولیاء واصلین و کامین کے دو گروہ اور سالکین کے چھ گروہ کا باطل تشبہ اختیار کر کے باحتیاج الدین کے قائل ہیں، یعنی شریعت میں حرام کردہ امور کو مباح جان کر صلح کلیت کے خارجہ فرقہ میں سرگرداں رہتے ہیں۔ (لطائف اشرفی) نجات النفس بحوارہ شمس العقائد ص ۶۸ یہ فرقہ بالافتقار کا فرو مرتد ہے۔ دیکھیے فتاویٰ عالمگیری جلد دوم، کتاب النکاح ص ۸)

ولا يجوز نكاح المجوسيات والالوثليات وسواء في ذلك الحرائر منهن كذا في السراج الوهاج
يسمى في عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التي استحسنوها والمعطله والزنادقة
والباطنية والاباحيه وكل مذهب يكسره معتقده كذا في فتح القدير۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب النکاح جلد دوم)

ان میں مختلف اقسام کے وہ لوگ داخل ہیں:

اول وہ مباحیہ ہیں جو کسی نہ کسی ولی کی اولاد میں ہیں اور بیعت کا سلسلہ خاندانی رکھتے ہیں مگر نفس اور شیطان کے اغو کرنے سے چمنستان منیت سے نکل کر باحت کے صحرا میں داخل ہو گئے ہیں۔ اب اکثر و بیشتر ہر مقام میں یہی مباحی مشائخ ہی بھرے ہوئے ہیں۔ یہی مباحیہ طالب آخرت کی چوتھی جماعت فقرا کے باطل تشبہ میں فقراء مبطل، بانوا، جلالیہ، رفاعیہ، مدارپا

بچے وغیرہ ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ جو فقیر فقیری ہیں نہ فقیر خرت، جو سائلین میں ان دونوں سے الگ ہیں وہ خود ساختہ عقائد پر ہیں۔

دوسری قسم ان مباحیوں کی ہے جو کسی بزرگ کی اولاد سے نہیں ہوتے بلکہ وہ عوام میں سے ہوتے ہیں اور کسی سنی مباحی خاندانی شخص سے بیعت و عقدت رکھتے ہیں۔ گوچہ و ہزار میں مباحیہ نہ صورت بنائے بطلان اختیار کئے ہوئے ہیں اور بچنے پھپانے کی مباحیہ نہ بکواس کے ساتھ وہ درود و تحائف جو سائلین کے لیے آئے ہیں انکی نقان کرتے ہیں اور اپنے مباحی زمین اور جاہل شیخ کا عرس کرتے ہیں جو اولیاء کرام اور علماء و ہنست کے لیے آیا ہے۔

مباحیوں کے ارتداد کی وجہ سے علماء کرام سے حکم شرع نافذ ہونے کے بعد سلطان عداو الدین بھٹی بن سلطان احمد شاہ بھٹی نے مباحیوں کو گرفتار کر کے ان کے خود ساختہ لباس کے ساتھ قتل کر دیا۔ (عش العقائد ص ۹۶)

بجہ تعالیٰ، مشائخ و ساداتِ بارہہ ہر دور میں ایسے مباحیہ نہ عقائد سے پاک صاف رہے ہیں، طریقت پر فتنہ کر شریعت کا التزام رکھا وہ طریقت کے بہت اونچے مقام پر قائل رہے ہیں، یہ مشائخ زمانے میں ممتاز رہے اسی وجہ سے کافروں نے شریعت و طریقت کی راہ پر چلنے کے لیے مارہرہ مطہرہ کا رخ کیا۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں:

رسم تعزیت، بموجب متمول خاندان خود چنانچہ در رحلت حضرت بوی علیہ الرحمہ گزشتہ از سہ روز زیادہ نہ کنند۔ چرا کہ صاحب برکات کہ اہل آل بود سابق ازیں جہاں رحلت فرمودہ و مردمان برادری را تکلیف، دہ روز نہ دہند دریں صورت خرج امورات خانگی مردمان است فاتحہ بخیر سوم و ہستم و چہلم دیگر نہ نمایند در روشنی سپہرا عساں کہ معمول متاخرین است، بہ عمل نہ آرند چرا کہ ایں عاصی متحمل ایں باریست در وادار تکلف نیست۔ و تکلف و در شرع روا نیست بقول ایں کہ لا حرج فی الاسلام و چراغ بہ لحد روشن نہ کنند کہ خلاف شرع است۔ فاتحہ شب اول موتی و خیرات و مبرات خواہ خواہ کنند کہ موتی را در اں راحت است و فاتحہ سالیانہ از یک روپیہ چہار آنہ بر شیرینی شکر خالص بتا شد تازہ تیس پہ احتیاطاً تم و بہ طہارت تمام موجب شریعت تیار کنند روز وفات فاتحہ نمودہ دہند ازیں تکلف نہ کنند۔ لہذا حضرت ابوی دروصایا شریف ارقام فرمودہ اند کہ فاتحہ سالانہ بہ تکلف نہ کنند بلکہ نہ نمایند کہ حکم چنیست، بریں غسل باید نمود۔ ہم چنیست سال بہ سال و روز حضرت غوث الثقلین و قطب الکوین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما بعد فاتحہ، فاتحہ آنجناب ہم از فاتحہ جد ابرو پاپا بتا شد فقیر را ہم یاد کنند تا کہ بہ یمن اللہ

آنجناب عاقبت اس غلام زادہ سوروثی بخیر شود و ازین زمرہ داخل باشد چنانچہ حضرت
فرج دی می فرماید۔

منم مسرید عسلام کمینہ در تو
ز خاک کوئے تو ماراست آبرو یا غوث۔

و کذا نک، روز ہائے اعراض فرج دی و حضرت والدین بعد مولود و فاتحہ آنجناب پہ عمل
آرند اس سخن، رافرا موش نہ کنند و ریں ارواح عاصی را راحت در راحت خواهد افزود
تا نید ارواح بزرگان بر ارواح عاصی خواهد شد و محافظت ناموس نہ کنند چنانچہ ز سلف
شدہ آمدہ است۔

ترجمہ: اور تعزیت کی رسم اپنے خاندان کے معصوم کے موافق جیسا کہ ہمارے
والدہ جد علیہ الرحمہ کی رحلت میں گزری تین روزے زائد نہ کریں۔ اس لیے کہ
صاحب برکات کہ اس کا اہل تھا سابق میں اس جہاں سے رحلت فرما گیا۔ اور برادری
کے لوگوں کو دس دن کی تکلیف نہ دیں، اسی صورت میں لوگوں کے کاموں میں وقت
ہوتی ہے و سوائے سوم اور بیسویں اور چالیسویں کے اور فاتحہ (مثلاً دسواں وغیرہ جو
انتقال کے پہلے سال میں ان اطراف میں مروج ہیں) عمل میں نہ لائیں۔ اس لیے
کہ یہ گنہگار اس بوجھ کا متحمل اور تکلف کار و ادارہ نہیں ہے اور شرع میں تکلف روا نہیں،
جیسا کہ اس پر یہ قول کہ اسما میں شکی نہیں دلیل ہے اور لحد پر چراغ نہ جلائیں (جیسا
کہ اس اطراف میں رواج ہے کہ اوپر چالیس دن تک چراغ جلاتے ہیں) کہ یہ شرع
کے خلاف ہے اور موتی کی پہلی رت کا فاتحہ اور خیرات ضرور کریں کہ اس میں میت
کے لیے راحت ہے اور برسی کی فاتحہ ایک روپیہ ۴۰ آنہ کی شکر خالص کی شیرینی بتا شہ
پوری طہارت اور کامل احتیاط کے ساتھ شریعت کے موافق تیار کر کے وفات کے دن
فاتحہ کر کے دیں، اس سے زائد تکلف نہ کریں، اسی طرح حضرت ابوی نے اپنے وصایا
شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ فاتحہ سالانہ بہ تکلف نہ کریں بلکہ نہ کھائیں کہ حکم ایسا ہی
ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اسی طرح ہر سال کریں۔ اور حضرت غوث الثقلین قطب
الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عرس مبارک کے دن بھی علیحدہ سوا پاؤ تہاشوں پر حضرت
کی فاتحہ کے بعد فقیر کو بھی فاتحہ میں یاد کریں تاکہ حضور النفاس کریمہ کی برکت سے اس

غلام زادہ موروٹی کی عاقبت بھی بخیر ہو اور اس زمرہ میں داخل ہو۔ جیسا کہ حضرت فرجیدی فرماتے ہیں کہ ”اے غوث! میں آپ کے درہی کی گئی کی خاک سے مسیدی آبرو ہے۔“ اور حضرت غوث کے عرس مبارک کے دن کی طرح حضرت فرجیدی (شاہ برکت اللہ) اور حضرت جدی (شاہ آل محمد) و حضرت والدین ماجدین کے اعراس کے دنوں میں بھی ان حضرات کے فاتحہ و مولود کے بعد کیا کریں، اسے نہ بھولیں۔ اس لیے کہ اس میں اس گنہگار کی روح کو راحت بڑھے گی اور بزرگوں کی ارواح طیبہ کی تائید اس گنہگار کی روح کو حاصل ہوگی اور ناموس کی حفاظت صیب کہ بزرگوں سے ہوتی آئی ہے، کرتے رہیں۔

مذکورہ بالا وصایا مبارکہ کو بغور دیکھیے، حضرت اچھے میاں قدس سرہ اپنے خاندان والوں اور خلفاء و مریدین و تمام مسلمین کے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے واسطے کیسے کیسے رشادات صادر فرمائے۔ اب تک ماربرہ کے بزرگ کے وصایا سے بخوبی علم ہو گیا کہ ان حضرات نے خود بھی طریقت کے اعلیٰ مقامات پر جلوہ گرہ کر اور یہ دت و نجابت کی دولت لازم وال کے ساتھ، پدوم سلطان بود، کا دعویٰ نہیں کرتے۔

تکبر و تعنی، غرور و نخوت جیسی اوصافِ رذیلہ سے پاک و صاف نظر آتے ہیں، ان حضرات نے خواہشات نفسانی کو اس طرح مار دیا ہے ان کا نفس روح کے تابع ہو گیا۔ روح جو خود پاکیزہ اور امر ربی ہے، جب نفسانی و شیطانی خواہشات کی آگ کو کوئی مرد کامل شریعتِ مطہرہ کے پانی سے بجھا دیتا ہے اب اس کے اندر انتہا نفسانی و شیطانی کنز و پڑ جاتا ہے اس وقت روح کے اندر بالیدگی پیدا ہوتی ہے اب اس کا دس تمام خواہشات نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے اس کے دل کے اندر صفاتِ رحمانی کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ ملکوتی صفات ظاہر ہونے لگتے ہیں اس وقت قلب آ، دگاہ تجلیت ربانی ہو جاتا ہے۔

اگر اس کی جلوہ گری کو دیکھنا ہے تو مشائخ و سادات، ماربرہ مطہرہ کو دیکھنا چاہیے کہ یہ حضرات شریعت و طریقت کے کتنے اونچے مقام پر فائز تھے۔ اسی لیے زمانے کے کامل بزرگ اور علماء دین و عرفا اس خاندان کی طرف دوڑے اور بیعت پر فخر کرنے لگے چنانچہ دیکھیے، ان حضرات سے شرفِ بیعت حاصل کرنے والوں میں زیادہ علماء و مشائخ اور زمانے کے کالمین نظر آتے ہیں۔ اب آگے حضرت سید شاہ سقرے میاں قدس سرہ کے وصایا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سراج السالکین سیدنا الشاہ سید آل برکات سقرے میاں قدس سرہ کے وصایا مبارکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین وعاقبة للمتقين والصلوة والسلام

علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد

می گوید فقیر سید شاہ آل برکات سجادہ نشین خانقاہ حضرت سید شاہ حمزہ صاحب و حضرت سید شاہ آل احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہما العزیز کہ چون فقیر را شہر عا و عرفا تولیہ و اختیار کلی جملہ امور متعلقہ خانقاہ موصوف حاصل است و دیگرے را در ان مدخلے نیست لہذا چند امور مفصلہ ذیل بطریق وصیت جہت ہدایت و ارشاد بندہ ہائے خدا سید آل امام و سید آل رسول و سید اولاد رسول و سید غلام محی الدین اطال اللہ عمرہم بیان می نماید، باید کہ بندہ ہائے خدا بر آں قائم و راسخ مانند و از ان تجاوز و انحراف نورزند، اول ایں کہ عقائد خود را را موافق اسلاف بر طریقہ اہل سنت و جماعت کثر ہم اللہ تعالیٰ، مستحکم و مضبوط دارند، دوم ایں کہ اعمال و اخلاق خود را موافق شریعت مصطفویہ عسی صاحبہا الخیہ و التسلیم از صوم و صلوٰۃ و غیرہا مہذب و آراستہ نمایند۔ سوم ایں کہ طریقہ اسلاف خود را جاری دارند، چہارم ایں کہ بندہ خدا سید غلام محی الدین را بعد فقیر سجادہ نشین، مقرر کنند و در تعظیم و تکریم و را کوشد و اورا استقامت و استقرار بر طریق اسلاف و جب و لازم باشد موئی شریف و غیرہ جملہ تبرکات ایں خاندان بدستور قدیم با ہتمام صاحب سجادہ مانند۔ پنجم ایں کہ در جملہ ریاست محعلقہ خانقاہ موصوف چہ کومینہ و غیرہ جملہ دیہات و چہ املک و اقلعہ قصبہ مارہرہ و دیہات آل و چہ باغ پختہ معروف بہار شاہ حقانی و دیگر جملہ باغات و چہ در سالانہ و چہ ممکنہ حویلی و غیرہ و غیرہ نصف برائے مصارف خانقاہ مقرر سازند و مصارف خانقاہ با ہتمام صاحب سجادہ گذارند و در نصف باقی حصص مساوی نمودہ از ان اوقات بسری خود ہا نمایند و چون کسب معاش حسی وجہ لکھال محمود شرع شریف است، از ایں جہتہ سوائے صاحب سجادہ ہر کسے کہ خواہد اکتساب معشیت بروضع روزگار و غیرہ اختیار کنند۔

ترجمہ سب تعریفیں خاص اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور عاقبت کی اچھائی پر ہیزگاروں کے لیے اور درود و سلام اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ پر اور ان کے سب آل واصحاب پر۔

اس کے بعد فقیر سید شاہ آل برکات حضرت سید شاہ حمزہ صاحب اور حضرت سید شاہ آل احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہما العزیز، کی خانقاہ کا سجادہ نشین کہتا ہے کہ چون کہ فقیر کو

شرعاً و عرفاً خاتہ موصوف کے سب امور متعلقہ کی تولیت اور اختیار کلی حاصل ہے اور کسی دوسرے کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ لہذا یہ چند امور جن کی تفصیل درج ذیل ہے، بطریق وصیت ہدایت و ارشاد بندہ ہائے خدا (صاحبزادگان حضرت) سید آل امام اور سید رسول اور سید امارا در رسول اور سید غلام محی الدین کے لیے، القہدان کی عمر و راز کر سہے۔ بیان کرتا ہوں۔ بندہ ہائے خدا ان پر قائم اور جمے ہوئے رہیں اور ان سے تجوز و خراف نہ کریں۔ اول یہ کہ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف کرام کے موافق اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ ان کو خوب بڑھائے مستحکم اور مضبوط رکھیں۔

دوسرے یہ کہ اپنے اعمال و اخلاق کو شریعت مصطفویہ علی صاحبہا التہیہ و التسلیم کے موافق نماز روزہ وغیرہ احکام کی تعمیل سے مہذب و آراستہ رکھیں۔

تیسرے یہ کہ ارادت مندوں اور طالبان ہدایت کے ارشاد و ہدایت کا طریقہ اپنے اسلاف کرام کے طور پر جاری رکھیں۔

چوتھے یہ کہ بندہ خدا سید غلام محی الدین (قدس سرہ حضرت کے سب میں چھوٹے صاحبزادے) کو فقیر کے بعد سجادہ نشین مقرر کریں اور (بلی ٹر منسب سجادہ نشین) ان کی تعظیم و تکریم میں کوشاں رہیں اور انہیں بھی اپنے اسلاف کرام کے طریقہ پر مضبوطی سے قائم رہنے واجب و لازم ہے اور موئے شریف وغیرہ اس خاندان کے سب تبرکات بدستور قدیم صاحب سجادہ کے اہتمام میں رہیں گے۔

پانچویں یہ کہ جملہ ریاست متعلقہ خاتہ کوئینہ وغیرہ سب گھاؤں اور قصبہ مارہرہ اور اس کے گاؤں میں جو اماک ہیں، اور پانچ پختہ معروف بہ باغ شاہ خانی اور دوسرے سب باغات اور زمر سالانہ اور مکانات حویلی وغیرہ یہ سب نصف مصارف خاتہ کے لیے مقرر کریں اور مصارف خاتہ صاحب سجادہ کے اہتمام میں رکھیں، اور نصف باقی میں برابر کے حصے کر کے ان سے اپنی بسر اوقات کریں، چوں کہ حلال طریقہ پر معاش حاصل کرنا شرع شریف کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اس لیے مواسے صاحب سجادہ کے جو کوئی چاہے روزگار وغیرہ کی وضع معاش پیدا کرنا اختیار کرے۔

مذکورہ وصایا مبارکہ میں بھی حضرت سید شاہ آل برکات سترے میاں قدس سرہ نے اپنے خاندان والوں کے لیے جامع وصایا مرتب فرما کر رہنما اصول عطا فرمائے، اس میں خاندانی وصایا پر عمل پیرا رہنے کی سخت تاکید ہے۔ حضرت کے وصایا میں یہ

جملہ جو ہم ترجے سے تحریر کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

”بندہ ہائے خدا (حضرت کے صاحبزادے) ان پر (یعنی وصایا پر) فتختم اور جے ہوئے رہیں اور ان سے تجاوز اور انحراف نہ کریں اوس یہ کہ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف کرام کے موافق اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر اللہ تعالیٰ ان کو خوب بڑھائے مستحکم اور مضبوط رکھیں الخ۔“

وصایا کے یہ جملے کتنے جامع ہیں جن میں خاندانی برزگوں کے وصایا پر مضبوطی سے قائم رہنے اور ان سے تحسب و ازہر انحراف نہ کرنے کی سخت تاکید کی گئی۔ اس کے ساتھ اپنے عقائد کو اپنے اسلاف (یعنی جمہور مشائخ و علماء) کے موافق اہلسنت و جماعت کے اصول و طریقے پر قائم رکھیں اور انہیں پر مستحکم اور مضبوط رہیں، جس شیخ کے اندر شریعت کا اتنا سخت التزام ہو، اور عقائد اہلسنت قائم رہنے اور قائم رکھنے کا اتنا سخت جذبہ ہو وہ اپنے چاہنے والوں و مریدین و اہل سلسلہ کو غلط روی پر قائم رہنے اور عقائد باطلہ پر چلتے رہنے کو وہ کب گوارا کر سکے گا۔

مارہرہ مطہرہ کے بر شیخ کو دیکھیے، ان کے اندر یہ جذبہ اتم ہے گا کہ اہل خاندان و اہل سلسلہ و عام مومنین کے عقائد مضبوط رہیں اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرتے رہیں اور ابدی جہنم کے مذاب سے محفوظ رہیں، بیعت کا مقصد بھی یہی۔

بیعت کا مقصد

بیعت کا مقصد یہ ہے کہ مرید کو اسلام و سنیت پر ثابت قدمی کے ساتھ صاحب شفاعت پیر کو پانا ہے، اس کو وہ اپنے اس موجودہ پیر سے لے کر آگے جہاں کہیں بھی ملے جیسے شیخ الجن والانس حضرت سیدنا سید شاہ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجودہ دور میں کوئی اخلاق حمیدہ کا حامل پیر جو صحیح العقیدہ سنی ہو جو گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو، اور بنام حنفیت و سنیت عقائد باطلہ رکھنے والے فرقے جیسے مباحی، وہابی، دیوبندی، صلح کلی، سودودی، تبلیغی قادیانی وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، اور کسی دن کامل اور پیر اصل کی مریدی میں داخل ہو جائے اور زندگی بھر اسلام و سنیت پر قائم رہے اور عقائد اہلسنت کی حفاظت کرے اور ایصال کی بیعت میں داخل ہو جائے۔

یہ صورت موجودہ دور میں بہت مشکل ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کسی سنی صحیح العقیدہ پیر و مرشد سے اتصال کی بیعت میں داخل ہو جائے جو مباحیت، وہابیت، انجیریت، صلح کلیت وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، وہ بیعت و خلافت کے تمام شرائط کا بھی جامع ہو، اس مریدی کی مریدی کا تسلسل برابر پیر ایصال سے متصل ہو جائے۔ (شمس العقائد) یہ نام صورتیں جو بیعت کے لیے تئی ہیں، وہ تمام شرائط مشائخ، مارہرہ مطہرہ کے ہر زمانے میں موجود رہتی ہیں۔ حضرت آل احمد ستھ سے میرا قدس سرہ نے اسی کی وصیت فرمائی ہے کہ ایک سنی صحیح العقیدہ ایسے جامع شریعت و طریقت پیر سے

بیعت اتر مذہب اہلسنت پر مضبوطی سے قائم رہے، اس کے ساتھ سجادہ نشین جو بیعت و طریقت کا حامل ہوتا ہے اور جس کے ساتھ دنیاوی نظم و نسق کا بھی ہر ہونا ضروری ہے، اس کی بھی حضرت نے وصیت فرمائی ہے۔

سجادہ نشینی کیا ہے

سجادہ نشینی خلافت راشدہ سے ماخوذ ہے جس طرح خلافت راشدہ میں قائم مقام و ارفع ہر الم سرور کائنات رسول مکی رسول اللہ ﷺ کی خلافت کبریٰ میں جانشینی و نیابت کے ساتھ دنیائے اسلام کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی و مشرکت کے بغیر شامل تھا اسی طرح اولیائے کرام قدست اسرار ہم کی سجادہ نشینی میں صاحب درگاہوں کامل کی خدمات کسب فرمائی، حتیٰ ولایت کاملہ میں جانشین اور عام مشائخ اہلسنت و جماعت کی سجادہ نشینی (یعنی عمامہ مشائخ کی بیعت و خلافت صرف تبرکی و اسمی درجہ کی ہے جیسا کہ پہلے سنایا، جو جامع الکلم، فتویٰ افریقہ، میں آیا ہے) کے ساتھ درگاہ کا نظم و نسق کسی کی ماتحتی کے بغیر شامل ہے۔ اسی سے سجادہ نشینی کی مختصر تعریف یہ آئی کہ، سجادہ نشین وہ عہدیدار ہیں جو صاحب درگاہ کے سلسلہ میں خلافت پائے ہوئے ہیں اور جانشین رکھتے ہیں، سجادہ نشین پیر ایصال ہوں تو سالکین (یعنی وہ اولیاء کرام جو ولایت کی منزل پر پہنچ رہے ہیں۔ اس کے لیے کسی دلی کامل کی رہنمائی میں راہ سلوک طے کر رہے ہیں) ان کی تربیت کریں گے اور اگر پیر ایصال ہیں تو تبرکی بیعت اور شدد ہدایت کو جاری کریں گے۔ (کشف النور ص ۳ موقف حضرت سیدی، والدی و مرشدی علیہ الرحمہ)

سجادہ نشینان مشائخ مارہرہ مطہرہ اس راہ میں درجہ کاملیت رکھتے ہیں، حضرت سید شاہ اسماعیلؒ سے میاں قدس سرہ اسی کا وصایا میں ذکر فرما رہے ہیں۔ حضرت کے پہلے وصایا مبارکہ سے ہم نے اتنا ہی لیا ہے باقی وصایا اہل خاندان کے لیے خاص تھے اس کو چھوڑ دیا ہے اور دوسرے وصایا سے کچھ ضروری تحریریں نقل کی جاتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

”باید کہ بندہ ہائے خدا (سید آل امام و سید آل رسول و سید اولاد رسول و سید عسلا م محمدی الدین) مذکورین براں را سخ و قائم مانند ازاں تجوز و انحراف نورزند۔“

اول این کہ بر طریقہ انیقہ اسلاف و عقائد و اعمال و اخلاق خود ہا مہذب و راستہ ساختہ و آداب مسجد و خانقاہ و درگاہ کوشند۔ و از مورے کہ خلاف شرع شریف و موجب

اتہری خانقاہ موصوف باشند اجتناب کلی و رزند کہ عمدہ کار شریعت است۔

خلاف پیسبر کے رہ گزید

کہ ہرگز مستنزل نحمدہ رسید

دوم اس کے طریقہ ارشاد مریدوں و مستر شدوں و تدریس عوامیت کی و باطنی و رواقی
مسلوک دارندہ تعظیم و تکریم مشائخ و فقراء و علماء و مہمانداری و خدمت گذاری ارین
و صدورین بصدق دل نمایند من قدم خدمت ان

ترجمہ بندہ ہائے خدا (یعنی صاحبزادگان سیدتہ ام و سیدتہ رسول و سیدہ دل
رسول و سیدہ غلام محی الدین) شریف کے عزم کے مطابق فقیر کے نزدیک ہر طرح برہ
ہیں، لہذا چند باتیں جن کی تفصیل نیچے درج ہے ہدایت اور ارشاد کے لیے بہت نکی
جاتی ہیں، چاہیے کہ بندہ ہائے خدا مذکورین سے پرچے ہوئے اور مستقیم رہیں اور ان
سے تجاوز اور خرافات نہ کریں۔

اول یہ کہ اسلاف کرام اہلسنت و جماعت کے پسندیدہ طریقے پر اپنے عقائد اور اعمال
و اخلاق کو مہذب اور خانقاہ اور درگاہ کے آداب میں کوشش کریں اور جو کام شریعت
شریف کے مخالف اور خانقاہ موصوف کی ابتوری موصوف کی موجب ہوں، ان سے پرہیز
پرہیز رکھیں کہ سب کاموں میں عمدہ شریعت پر عمل درآمد ہے۔

خداوند ہمیں جو کوئی چاہے

تو مقصود اس کو سنہ ہرگز سے

دوسرے یہ کہ مریدوں و مستر شدوں کے ارشاد و ہدایت کے طریقہ اور عزم طلب بری و
باطنی کے درس دینے کو چھی طرح جاری رکھیں اور مشائخ و فقراء و علماء دین کی تعظیم و
تکریم اور آنے جانے والوں کی خدمت گذاری سچے دل سے کریں، کہ جس نے
خدمت کی وہ مخدوم ہوا، ان

حضرت سید شاہ آل برکات ستھری میں قدس سرہ نے اپنے صاحبزادوں اور اہل خاندان کو مذکورہ وصایا میں انہیں
باتوں اور احکام کو صادر فرمایا ہے جو اس اعلیٰ خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔ ہر بزرگ نے اپنے وصایا میں اسی پر زور دیا ہے کہ
اسلاف کرام اہلسنت و جماعت کے پسندیدہ طریقے پر ہی اپنے عقائد و اعمال کو ڈھائیں اور ہر اس کام سے بچیں جو شریعت مطہرہ
کا مخالف اور درگاہ و خانقاہ کی برہادی اور ابتوری کا سبب ہو، وہ رہیں۔

آپ کے بعد ابھی تک مذکورہ خانقاہ کے بزرگوں اور موجودہ اصحاب خاندان نے برابر ان وصایا پر عمل کیا ہے، انشاء
امولیٰ تعالیٰ اہلسنت کو یہ امید و ثقی ہے کہ آئندہ بھی اس خاندان کی بابرکات شاخیں اور تمام اہل خاندان انہیں وصایا پر عمل پیرا

جی۔

اب ہم ذیل میں حضرت خاتم اکابر ہند سیدنا ابوالحسن احمد زوری قدس سرہ کے وصایا مبارکہ پیش کر رہے ہیں، ملاحظہ

فرمائیں:

اعلموا یہاں انھوں نے کہ فقیر را سفر آخرت در پیش است۔ بلکہ قریب رسیدہند، حسب سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بتقدیر اسلاف کر۔ و آباء و جداء و نویش بوسیہ پر دایم دول از دنیائے دنی برداشتم و از جمیع مقصیات و مشنیعات توبہ کر۔ و آئندہ مدام اہل بیت جناب در زیدم۔ اوتقلی جمل جملہ و عم نوانہ توبہ فقیر بوسلر مودہ عظمہ سب غفیل مرشدان طریقت عابدہ، تو در یہ مراد مجاہدان مرابو مرزدو بمرتب علیا و مدارج اولیاء ہندو بخوار قدس انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین جائے قرار، و ہر حسن او تک رفیق مسکین رب العالمین۔

ترجمہ: اے بھائیو!

آگاہ ہو کہ فقیر کو سفر آخرت در پیش ہے بلکہ نزدیک آپہنچی اس لیے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہ سلوۃ و اختیاء کے مطابق وراپنے اسلاف کرام اور باپ و داداؤں کی پیروی کے لیے بھی وصیتوں کی طرف متوجہ ہو اور اس دنیائے دنی سے دل ہٹاؤ اور سب گناہوں اور برائیوں سے توبہ کی و آئندہ کے لیے زندگی بھر پر ہیز کیا، اللہ تعالیٰ جمل جملہ و عم نوانہ فقیر کی توبہ قبول فرمائے و اس کو بخش دے، اور طریقہ علیہ قادریہ کے مرشدان کرام کے طفیل میں مجھے و میرے دوستوں کو بخشے اور اپنے بچے مرتبوں اور اولیاء کرام کے درجوں پر پہنچائے، اور انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین کے پاک سایہ میں رہنے کی جگہ عطا فرمائے اور وہ بہترین رفیق ہیں آمسکین یا رب العالمین۔

خاتم اکابر خاندان برکات حضور سیدنا سید شاہ ابوالحسن احمد زوری قدس سرہ جو سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے پیر و مرشد قیام آپ کے وصایا شریف کے مندرجہ بالا الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور والا نے وصایا مبارکہ کو عمر گراماں مایہ کے آخری ایام میں قلمبند فرمایا ہے بلکہ دنیا سے رخصتی کو اپنی قبی نگاہوں سے ملاحظہ فرما رہے ہیں، اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ ”سفر آخرت در پیش ہے اسلاف کرام کا ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ بوقت آخرین اپنے خاندان و لوگوں کو اور ہل سلسلہ کو ایسی وصیتیں فرما جاتے ہیں جو انہیں دین و دنیا کی بھلائی کے لیے کافی ہو۔“

حضور والا ہمیشہ ترک دنیا کی منزل پر فائز رہے یعنی اہل خانہ اور جہاء و اقربا و دیگر متعلقین و لواحقین کے ساتھ دنیا کی زندگی گزارنے پر بھی ان حضرات کے محاذ کو ترک دنیا کی منزل پر فائز مانا جاتا ہے۔ اس لیے ان اہل اللہ کا یہ عمل اپنے نفس کی خواہش کے لیے نہیں ہوتا، بلکہ ہر قدم رضائے الہی کے لیے اٹھتا ہے۔ ان حضرات کی نفسانی شیطان خواہشات مہ جاتی ہیں، ان کا نفس لوامہ سے مطمئن ہو جاتا ہے، ان کی زندگی کا ہر فعل خدا اور رسول جمل جلالہ و علی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لیے ہوتا ہے، دنیا میں رہ کر بھی ترک دنیا کی منزل پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حضور سید شاہ احمد نوری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں ”اس دنیا سے دل ہٹایا“۔ ایسے پاک نفوس جو صرف رضائے الہی کے لیے زندگی گزارتے ہیں، گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ارشاد فرماتے ہیں ”سب گناہوں اور برائیوں نے توبہ کی۔ یہ ان کا بہت اعلیٰ منصب ہے جو مزید توبہ کے ذریعہ قرب الہی کا خاص مقام حاصل فرماتے ہیں اور اپنے متبعین کو راہ حق دکھاتے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ حضور نوری میاں قدس سرہ کے قلب نازک میں اوروں کی بخشش کا کتنا خیال ہے معلوم ہوتا ہے یہ خدا کا محبوب بندہ، بندگان خدا جو صحیح العقیدہ ہیں، ان کی بخشش کے لیے کتاب چین نظر آتا ہے، ان کی تمنا اور مراد یہی ہے کہ تمام صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو خدا تعالیٰ اپنے محبوبوں کے صدقے میں بخش دے اب آپ آگے رشتہ فرماتے ہیں:

نصیحت و وصیت اول

اول آنکہ بعد قبول ایمان و اسلام بر مذہب اہلسنت و جماعت استقامت کنند بر مسک حنفیہ و مشرب قادر یہ ظہر و باطن خود آراستہ و پیراستہ دارند۔ یعنی ظہر بشریعت غر و باطن بطریقت علیہ موافق سازند و در شریعت متبع حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کو فی دور طریقت متبع حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما باشند و متابعت و انقیاد و جملہ احکام اسلام بر خود لازم گیرند، و در آداب عہاء و فقراء و کوشند و خدمت خانقاہ و درگاہ، بجا آرند و حاضری مساجد برائے نماز جماعت اختیار کنند۔ بالخصوص در ادب والدین و شیخ طریقت و استاد و علوم دین و اوادایشاں باقصی غایت کوشش نمایند و شیخ طریقت زمانہ در حق خود بد نند۔ و خود را از ہمہ خلق اللہ ذلیل و مقبذل تر شمار ند و مدام متواضع و متکسر مانند۔

نصیحت اور وصیت اول

ترجمہ یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کے قبول کے بعد اہلسنت و جماعت کے مذہب پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اور مسک حنفیہ اور مشرب قادر یہ پر اپنے ظاہر اور باطن کو آراستہ و پیراستہ رکھیں، یعنی ظہر کو شریعت غر اور باطن کو طریقت علیہ کے موافق رکھیں

مستقیم علی الشریعت سوم صحیح المسئلہ یعنی در اسلام مذہب ہنسنت و جماعت و شیعہ
 باشند و بظاہر پابند شریعت و در طریقت مرید و خلیفہ شیخ اسمعہ باشند نہ تفریق ارادت
 و بیعت و خدمت از شیخ خود بخود بلا اجازت مرید میکنند و مردمان را از راہ فریب
 مسلک ارادت آرد۔ اللهم احفظنا من سوء اعدائنا پس واضح ہوا کہ بعد حصول بیعت
 بردست این چنان شخصے کہ صفات و رگدشت بحضور و سے چند سے قیام پذیر رفتہ سب
 مجاہدہ باطن متوجہ شوند و بعد حصول نسبت اس راہ منصب استخلاف حاصل کردہ مد امیر یا
 الہی مشغول باشند و از خدا بجز خدا طلب نکنند چون خسرار یافت ہمہ اشیاء را یافت چہ
 ماسوی اللہ چیز سے نیست و ہر چہ بہت ہمہ اوست یعنی بہت تنہا ہوست اہل شیعہ
 ما خلا اللہ باطل پس طلب غیر بے فائدہ و باطل و یک محو ایک آن از یاد و اتقانی غافل
 نمائند و سے غفلت روا نہ دارندہ خواہ فرست نہ بند تا کہ فرصت نیابند۔

ترجمہ۔ دوسرے یہ کہ کیا توں کی فعل سب میں شریعت مصطفویہ کے اتباع اور
 احکام طریقت پر قائم رہنے کے بعد ایسے پیر کے ہاتھ پر مرید ہوں کہ اس میں تین
 شرطیں دیکھ لیں۔ ایک یہ کہ وہ مسلمان اور سنی مذہب کا تابع ہو۔ دوسرے شریعت پر چڑھا
 قائم۔ تیسرے اس کا مسلک صحیح ہو۔ یعنی اسلام میں اہلسنت و جماعت کا مذہب رکھتا ہو
 ۔ اور بظاہر شریعت کا پابند ہو، اور طریقت میں کسی صحیح عقیدہ پیر کا مرید اور خلیفہ ہو۔ یہ نہ
 ہو کہ کسی شیخ سے ارادت اور بیعت اور خدمت کے بغیر خود بخود بلا اجازت ہی مرید کرنے
 لگے اور لوگوں کو فریب سے مرید بناتا ہو۔ اللهم احفظنا من سوء اعدائنا۔

پس واضح ہوا کہ ایسے پیر کے ہاتھ پر جس کی صفات یہ ہوں، بیعت کرنے کے بعد اس
 کے حضور میں چھ عرصہ ضررہ کر مجاہدہ باطنی میں توجہ کریں اور اس راہ کی نسبتیں
 حاصل ہونے کے بعد ہمیشہ یاد خدا میں مشغول رہیں اور خدا سے خدا کے سوا نہ طلب
 کریں۔ جب خدا کو پایا تو سب چیزوں کو پایا۔ اس سے کہ اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں
 ہے اور جو کچھ ہے سب وہی ہے یعنی موجود تنہا وہی ہے۔ سن لو، ہر چیز اللہ کے سوا باطل
 ہے پس غیر کی طلب بے فائدہ اور بے حاصل۔ اور محو اور ایک آن بھی اللہ تعالیٰ کی یاد
 سے غافل نہ رہیں اور ایک دم بھی غفلت روا نہ رکھیں، اور اپنے آپکو (یاد الہی سے)
 فرصت نہ دیں تا کہ فرصت نہ پائیں۔

ذکر ہے۔ اصحاب کے کلمات مہار کہ سے ختم ہوتا ہے کہ حضرت سید شاہ محمد نورانی قدس سرہ نے ایک پیر سے یہ
 خبر دی ہے کہ وہ شریعت مصطفوی پر عمل کرنے کے ساتھ حقیقت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر رہے۔ ان کی ہل پھیرنے والوں
 سے گزارش ہے کہ مذکورہ اصحاب کی روشنی میں خود اپنا عقبہ کر دیں، اور وہ سادات جو صرف اپنی سیادت پر ٹھنڈا کر کے اپنے
 آپ دادا اور اپنے جد کے نام پر روٹیاں کھا رہے ہیں، وہ غور کریں۔

سیادت پر شریعت کا التزام اور طریقت پر قائم رہنا دو۔ سید احمد شہدائے ریاضہ صوری نے وہ چار وقت شریعت پر
 ہر دم کمر بیکت پر ثابت قدم رہیں۔ سیادت اور گھمنڈ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، اکابر مشائخ، رہبروں اور اعلیٰ شخصوں پر کسی
 پند و نکر و نرور کا دور سے بھی تعلق نہیں ہے، غرور و تکبر کی تواریخ و رحمن، مخلوق خدا کے ساتھ بدایت کا سامان صیغہ کرنا اور بد مذہب
 آدمیوں و مرتدوں سے اجتناب، اکابر و برہ سے صاف نظر آتا ہے۔ حضرت سید محمد نورانی قدس سرہ کا یہ قول ہدایت و رہنمائی پر
 مشتمل ہے، اے ارشاد فرماتے ہیں:

سوم آنکہ بیعت بجز خاندان خود چہ از اولاد شیخ خاندانی خود کہ خلافت از اسب و جہد
 خود و اشیاء با خود، چہ خلفا شیخ خاندانی خود، بجائے، مگر نہ کنند بہر حال نامی شیخ خاندانی خود
 حتیٰ اوسع وال مکان نکر، ارند و بجز، پیر خواہ ہیں اس مستمرین، مثالی و دیگر درین
 کار مرد کارند ارند۔

باغ مرچہ حاجت سر دوسنو برست۔

شمشاد خانہ پروردہ ما از کست راست۔

اے پیرا چوں شرف بیعت حاصل کرے پس یہ بجز دیگر رجوع ممکن مشو تاہر حسب لی
 مشہور نشوئی الا ماشاء اللہ ویرا کہ الضرورات، مجمع الحزب ورات اگرچہ اس وصیت حسب
 منہدش عام است مگر خصوصیت ہر اولاد خاندان برکات تہ مارہر وید دارد۔

ترجمہ: تیسرے یہ کہ، بیعت اپنے خاندان کے سوا خواہ اپنے خاندانی شیخ کی اولاد
 سے کہ اپنے باپ و اسے خلافت رکھتے ہوں یا اپنے شیخ خاندانی کے خلف سے دوسری
 جگہ نہ کریں، بہر حال اپنے شیخ خاندانی کی غامی اپنی وصیت اور مکان بھر نہ چھوڑیں
 اور اپنے پیر کے سوا اس کے زمانے کے دوسرے اس کے مشائخ و پیروں سے اس کام میں
 سرکار نہ رکھیں۔

ہمارے باغ کو کیا حاجت سر دوسنو برست

وہ جو شمشاد ہے پروردہ اپنا کس سے گھٹ کر ہے

اے لڑکے! جب بیعت کا شرف تو نے پالیا تو دوسرے پیر سے رجون نہ ہوتا کہ تو ہر جانی مشہور نہ ہو۔ مگر جب اللہ چاہے اس لیے کہ مجبوریاں ممنوع چیزوں کو بھی مسبن کر دیتی ہیں۔ یہ وصیت اگر چہ اپنے (غابی) مفہوم کے یظ سے خاندان برکاتیہ مارہرویہ کی اولاد سے خصوصیت رکھتی ہے۔

حضرت سید احمد نوری مارہروی کے وصایا مبارکہ کی مذکور بالا تحریر سے جو آپ نے اپنے خوادے کے لیے تحریر فرمائی ہے، اس سے بیعت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ بیعت جو بیعت سے ماخوذ ہے جس کا نام بک جانا ہے۔ جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان اپنے آپ کو بیعت دینے کا ارادہ کرے تو سب سے پہلے جس کے ہاتھ بک رہا ہے اس کی حیثیت دیکھ لے اس سے اندر اس کی صداقت ہے بھی یا نہیں۔ جو اہل نہیں اس کو اہل جان کر خود کو بیعت دینا یعنی پیر بنالیا، حقیقت میں بیعت پائی ہی نہیں گئی وہ اس کا شیخ یا پیر کیا ہوگا؟ بلکہ وہ بے پیر ہوگا، اس کا پیر شیطان ہی ہوگا، من لاشیخ یا فشیخ الشیطان کے مصداق ہو کر راہ سے بھٹک جائے گا، ایت ہی ایک با شرع پیر سے بیعت ہونے کے بعد دوسرے پیر کا دل میں خیال نہ لائے ہرگز کسی اور شیخ سے بیعت ہونے کا ارادہ نہ کرے۔ اب آگے ارشاد فرماتے ہیں:

چہارم آنکہ در حصول علم دیں بقدر ضرورت از کتاب وسنت جہد بیغ نسایند و ایں کار را بجملہ امور مقدم دارند در طریقہ باطنی قدم نہند زیرا کہ صوفی جاہل و بے علم مسخرہ شیطان است و محض بیچ کارہ و ناقابل قبول فیوں مدد و ازیں ترقی مدارق و ترفع معارج و درک خواہش کہ عالم را دریں راہ حاصل می شود جاہل را، ازاں نصیب نیست و آن تجلیات و دقائق کہ سائب علم را میسر شود ب علم رازیں چہ نصیب الا ماشاء اللہ شاید کہ اوتعالیٰ از فضل خود بنواز دو بہر تہ اہل رساند و از صاحب علم ہم مرتبہ بلند تر سازد محال نیست مگر نادر اوقع است و نادر کا معدوم۔ اللھم ارزقنی قلما نافعاً و فہماً و کلاماً و عرفاناً و لا تھلکنی بامہالۃ و الغفلۃ انک رب عالم و ان عبد جاہل برحمتک یا رحم ارحمین:

ترجمہ: چوتھے یہ کتاب وسنت سے دینی علم اپنی ضرورت کے موافق حاصل کرنے میں پوری کوشش رکھیں اور اس کام کو سب کاموں پر مقدم رکھیں، اس لیے کہ جاہل صوفی اور بے علم بہر شیطان کا مسخرہ اور محض نکما اور ناقابل قبول ہے۔ اس کے علاوہ درجوں کی وہ بڑھتی و عروج کی وہ بندی اور باریکیوں کو پالینا جو عام کو اس راہ میں حاصل ہوتا ہے جاہل کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ تجلیوں اور دقیق باتیں کہ علم رکھنے والے سائب کو آسانی سے حاصل ہوتی ہے، سب علم کو ان میں کیا حصہ ہے مگر

جو اللہ تعالیٰ چاہے ممکن ہے کہ اللہ اپنے فضل سے نور سے اور اپنے مرتبہ پر پہنچے۔
 در علم والے سے بھی مرتبہ بڑھ دے، یہ حال نہیں تو بہت موقع ہونے والا علم میں
 معدوم کے ہوتا ہے اسے میرے اللہ! مجھے فائدہ دینے والا علم اور پوری سمجھ اور عرفان
 تام عطا فرما اور جہالت اور غفلت سے مجھے ہلاک نہ فرما بے شک تو رب ہے اور میں
 بندہ جاہل و غافل ہوں، میری یہ دعا قبول فرما، اپنی رحمت سے سب رحم کرنے والوں
 سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت سید شاہ احمد نورانیؒ ہر روزی قدس سرہ بھی اپنے اکابر و سادات و مشائخ مارہ و ہن طریق اپنے حاشیوں و خلفاء سے
 اپنے مہم دین کے حصول کی شرط لازمی قرار دے رہے ہیں کہ سے مہم اہل علم، مہم داری ہے کہ وہ کتاب و سنت سے کام لیں
 معذور نہیں۔ ضرورت کے موافق حاصل کرنے میں پوری کوشش رکھیں۔ "کاہلہ تار" ہے۔ اتنا مہم داری ہے کہ جس سے
 گرفتاری سے بچ سکیں۔

عقائد میں اتنا علم کہ جس کے حصول کے بعد کفر و ارتداد سے محفوظ رہیں، ورنہ مدح و منعت میں تیز کر سکیں ورنہ علم حلقہ
 میں پیغمبر کہ جو عبادت نماز و فرض، وجہ وغیرہ سے واقف ہو کہ جو ضروریات زندگی کو کفایت کرے اس کے بعد معرفت و علم
 تصوف میں قدم رکھیں نہ کہ وہ علوم کے حصول کے بغیر معرفت و تصوف کا دعویٰ فریب ہے۔ علم شرع و عقائد کے بغیر علم تصوف کا
 دعویٰ کرنا اور صوفی کہل نہ یا عبادت گزار ہونا یہ شیطان اور نفس کے فریب میں مبتلا ہونا ہے وہ جاہل صوفی ہے علم مابعد شیطان کا
 سکڑا ہے۔

ایہ صوفی و مابعد اپنی متصوف نہ حالت اور بے علمی اور شیطان اور نفس کے اغوا کی وجہ سے خود کو ولی کہلواتا ہے، اور بے علمی
 نہ جسے شریعت میں حرام کردہ امور کو مباح سمجھتا ہے۔ صوفیہ کرم کی اصطلاح میں ایسے فرقہ کو فرقہ مباحیہ کہا گیا ہے وہ
 توحید فی الدین اور دعویٰ ولایت کر کے خود کو کسی حقیقی کہلواتا ہے، اب کسی حقیقی کہلوانے والوں کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں:
 ایک قسم، ان کفار و مرتدین کی ہے وہ علم شریعت سے جاہل ہیں جو نہ کہلواتے ہیں بنام شریعت گمراہیت اور کفر و ارتداد
 میں مبتلا ہیں جیسے وہابی، دیوبندی علماء یہی کہلواتے ہیں شریعت اور سنیت و حقیقت کے نام پر کفر و ارتداد پھیلاتے ہیں۔

دوسرے گروپ، علم شریعت سے عاری صرف طریقت کا مدعی ہو کر ولایت کا دعویٰ کر کے کسی حقیقی کہلو کر شریعت میں حرام کردہ
 امور کو مباح جان کر کفر و ارتداد میں پھنس ہوا ہے، آج ہر طرف دیکھیے، کفر یہی مباحی مشائخ و سادات کی کثرت نظر آئے گی۔
 سوائے ان مشائخ و سادات کے فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت پر توحفی سے عامل ہیں، ان میں سادات و مشائخ مارہرہ
 مشائخ و سادات آتے ہیں، کاہل مشائخ و سادات مارہرہ مظہرہ کو دیکھ جائیے۔ حقیقت میں علم شریعت و علوم طریقت میں ہر زمانے
 میں مشائخ و سادات نظر آتے ہیں۔ اس کے وجود و اڑنے و اڑانے کا دعویٰ نہیں، یعنی دعویٰ ولایت سے دور صرف اور صرف اپنے بعد

وہاں کوین شریعت پر کیت قائم رکھ سکتے ہیں اور عتد مد باطلہ سے کس طرح اپنا یہاں حالت ہے یہی قدر ہم ایک کو داغیہ ہے۔
حضرت نوری قدس سرہ کے مذکورہ وصایا کے مقدس جموں میں ایمان و عقیدے کی حفاظت اور علمائین کے حصول
متنی فکر نظر آتی ہے۔ حضرت کے مذکورہ جملوں پر ہی طویل تبصرہ کیا جائے تو ایک کتاب مرتب ہو۔ مذکورہ اسادات و مسائل پر
زمانے کے تمام علما اور صاحبان تقویٰ کی عظمتیں قربان ہیں وہ جو ہر حق۔ ان کے ایمانوں اور سلسلوں سے وابستہ ہونے پر فخر
فرماتے تھے آگے حضرت نوری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

ایں مقام حکایت یہ کہ ہمہ کہ تحریرش مفیدی نہ پیدا از زبان فیض ترجمان جدی و سرشدی
حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ اعزیز شنیدم ہوم کہ روز سے در شہر حضرت
مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ رویشے دار شد کہ نسبت قوی و جامعے خوب داشت چنداں کہ
گر وہ کثیر از اہل شہر معتقدان کہ لاش شدہ بسویش رجوع آوردند بالآخر مردمان شہر
صاحبزادہ را شور نیدند۔ ایں درویش در شہر ما چہ آمد و مردمان شہر چگونہ بر کمال خویش
رجوع میکنند اکنون ایں را شہر بدر کرن مناسب است ایں مشورہ نمودہ صاحبزادہ آمودہ
کردند ہمراہ خویش بردند لیکن بوجہ مال آں درویش تازہ وارد بیچ قدر سے بر ترارش
نیافتند و صاحبزادہ در اں وقت صغیرن بودند محض ز شور نیدن مردمان شہر مخفی غلت
درویش اختیار نمودند لہذا آں درویش صاحبزادہ را پیش خود طلبید مہربانی ہا نمود اں کہ
فرمودہ و نصیحت کرد کہ بابا اول علم بخواں بعدہ دعویٰ فقیری کن چہ کہ عابد جاہل محسنہ
شیطان است و چونکہ پیشوائے عالمے شدن صاحبزادہ را مقدر بود لہذا بر نصیحت آں
بزرگ عمل کردند و سید بدرجہ کہ رسیدند۔

ترجمہ اس مقام کے مناسب ایک حکایت مجھے یاد آئی کہ، اس کا لکھنا مفید معلوم
ہوتا ہے۔ اپنے دادا اور مرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ العزیزی کی
زبان فیض ترجمان سے میں نے سنا تھا کہ ایک دن حضرت مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
کے شہر میں ایک درویش و رد ہوئے جو قوی نسبت اور اچھا حال رکھتے تھے۔ ایسا کہ
شہر و ہوں سے ایک گروہ کثیر ان کے کمالات کا معتقد ہو کر ان کی طرف رجوع ہو گیا۔
آخر شہر کے چچ لوگوں نے حضرت مودود چشتی کے صاحب زادہ کو ابھارا کہ یہ درویش
ہمارے شہر میں کیوں، اور ہمارے شہر کے لوگوں کو کس لیے اپنے کمال پر رجوع کرتا
ہے اب اسے اپنے شہر سے نکال دینا مناسب ہے۔

یہ مشورہ کر کے صاحبزادہ کو تیار کر کے اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن اس درویش کو وارث کے کمال کے سبب سے ان کے تکلیف دینے پر قدرت نہ پائی۔ اور صاحبزادہ اس وقت کسین تھے اور محض شہر کے لوگوں کے ابھارنے سے اس درویش کی نفرت نہ تھی۔ اس لیے ان درویش نے صاحبزادہ کو اپنے پاس بہران پر ہم بائیاں اور عنایتیں کیں اور نصیحت کی کہ بابا پہلے علم حاصل کرو اس کے بعد فقیر کی (ولایت) کا دعویٰ کرو، اس لیے کہ جاہل عبادت کرنے والا شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔ چونکہ ایک عالم ہا پیشوا ہوتا صاحبزادہ کے لیے مقدر تھا اس لیے انہوں نے ان بزرگ کی نصیحت پر عمل کیا اور پہونچے جن درجوں پر کہ پہنچے۔

مذکورہ حکایت سے حضرت نوری قدس سرہ نے ثابت فرمایا ہے علم حاصل ہے پھر درویشی اور فرما جاہل، بد شیطان کا مسخرہ ہے، اس قسم کے واقعات ان جاہل مدعیان سیادت و پیروں کے لیے نصیحت ہے جو صرف اپنے باپ دایا سید کے شکوک کے نام پر اتر کر پندار میں مبتلا ہو کر ڈنگلیں مارتے پھرتے ہیں اور صاحبان علم کو ذلیل و مہم تہہ کھج کر غرور و گھمنڈ سے پیش آتے ہیں۔ کٹر ہندوستان کی خائف ہوں اور درگاہوں میں دیکھیے ایسے گھمنڈی جاہل شیخ و پیر بھرے ہوئے ہیں جن کا مشغہ صرف مہدی کے بازار کو گرم کرنا و ولایت کا دعویٰ کرنا دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا بالخصوص علماء کا مسخرہ اور ان سے اوری ان کا خاص مشغہ ہے۔ آج بھی خفاہ ہر کا تیا اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر عمل پیرا ہے۔ حضرت سید شاہ احمد نوری قدس سرہ آگے اور متاخر ہاتھ ہیں:

چشم آنکہ کہ اگر بندگان و تعالیٰ نظر تیر دست شمار من اوباد سے پہ تیا زیش تیر سند و خدمت اور اسعادت کو نہیں دانند لیکن یہ ہوشیاری تمام و گاہی تمام دریں مقدم نہسند چرا کہ دریں زمانہ اہلیت اس امر مفقودست و جنسیت ظاہر یہ موجود پیر سب زبانی و شیریں بیانی کے فریفتہ نشوند کہ ایں گروہ در ہر وقت اعز من الکبریت لاسر بودہ اند پس پدید کہ در دامت ویر کے گرفتار نشوند بگوشت و فیت نشستہ بعدت الہی پروازند، وار دین و صاورین را بہ ناناں جویں حسب مقدمہ و خود متواضع شوند و خدمت گار نما سند و سائل راجتی الوسع محروم نگراوند و بکار ذاتی خویش بہ کے ازالہ دنیا چپ پلوی و تمسق و بی جہت نہ نمسند کہ سزندہ کار ہا کار سازست مگر برائے کار دیگر ان خصوصاً برادران دینی و یقینی خود باہر کس بی جہت و تمسق و چا پلوی نما سند حتی الوسع و الامکان درں ساعی باشند گو خود درادران کار مضرتے و نقصانے ہم رسد تا ہم ازاں در گزر نکند کہ حکم چنینست و سایر ادران را دریں امر ہمیں سیبیت یحی و بال و نکال نیست۔

ترجمہ پانچویں یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے کوئی نظر پڑے تو تمہارا ہاتھ ہو، اور اس کا دامن۔ اس سے نیا زمندی سے پیش آئیں اور اس کی خدمت کو دونوں جہان کی سعادت جائیں لیکن پوری ہوشیاری اور کامل آگاہی سے اس مقام میں قدم رکھیں۔ اس لیے کہ اس زمانے میں اس امر کی اصلیت کم اور ظاہری جنسیت موجود ہے کسی کی چکنی چوپڑی زبان اور میٹھی میٹھی باتوں پر دھوکہ نہ کھائیں کہ خاصان خدا کا یہ سروہ ہر زمانہ میں سرخ گندھک سے زیادہ کامیاب رہا ہے۔ پس ضروری ہے کہ کسی کے مکر و زور کے پھندے میں نہ پھنسیں، اور گوشہ عافیت میں بیٹھ کر عبادت الہی میں مشغول رہیں اور دین و صادرین کی نان جوئی سے اپنے مقصد و رے کے موافق تواضع اور خدمت کریں اور سائل کو اپنی سعادت بھر محروم نہ پھیریں اور اپنے ذاتی کام کے لیے کسی دنیا دار کی چپوئی و رغوشہ نہ کریں، کہ کاموں کا بنانے والا اللہ عز و جل ہے۔ مگر دوسروں خصوصاً اپنے دینی اور یقینی بھائیوں کے کام کے لیے ہر شخص لجاجت اور تملق اور چاپلوسی کریں، اور اپنی وسعت اور امکان بھر اس میں کوشش کریں، اگرچہ اپنے آپ کو اس کام میں کوئی مضرت اور نقصان بھی پہونچے۔ تاہم اس سے درگزر نہ کریں۔ کہ حکم ایسا ہی ہے اور تم بھائیوں پر اس کام میں اس سبیت کی وجہ سے کوئی وبال نہیں۔

مذکورہ وصایا میں حضرت نوری قدس سرہ اپنے بعد آنے والے اہل خاندان کے لیے یہ تحریر فرما رہے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ کے محبوب بندے وہ علماء و صوفیاء (جو اسکے اہل ہوں) چاہے وہ کسی خاندان کے ہوں، ان خاص بندوں پر نظر پڑے تو اس سے فیوض و برکات حاصل کرنے میں تاقل نہ کریں۔ اس اہل اللہ سے تکبر و غرور و گھمنڈ سے پیش نہ آئیں، بلکہ نیا زمندی سے پیش آئیں، جس کے اندر کوئی جوہر نہیں ہے یعنی علم و عمل سے عاری ہے اس کی چکنی چوپڑی باتوں میں نہ آئے۔“

حضرت نے اپنے مبارک عہد میں ارشاد فرمایا کہ ”کسی کی چکنی چوپڑی اور میٹھی میٹھی باتوں پر دھوکہ نہ کھائیں“ یعنی ہر دور میں اہل اللہ کے نام دھوکہ دینے والے موجود رہے ہیں۔ علم اور مشغیت کے نام پر فریب دینے والے ہر زمانے میں رہے ہیں، ان کے مکر و فریب میں پھنسنا اپنے دین و ایمان، طریقت و معرفت کو برباد کرنا ہے، اور بھی ایک خانقاہ نشین کے لیے جو اصول آئے ہیں، جن کی پابندی ضروری ہے اس کا بھی ذکر فرمادیا۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں:

شمار آئکہ بعد از اطلاع بر مضمون یہ شریف اطیعوا اللہ و طیعوا اللہ الرسول کہ ہمیں آئیے

و صیت جامع مانع شیخ باور دین بر اصحاب خصوصاً وضع تنازعہ سے مقدمات پہ منکوحات
 جن رجوع نہ شوند بلکہ یہ کتاب اللہ یعنی قرآن و شریعت و سنت و شریعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کہ مراد حدیث و فقہ و اصول و تفسیر رجوع نہ مکتدہ پر عرض کنند اس لئے
 اسازند چنانچہ حد آیہ مذکورہ در آیہ دیگر آمدہ کہ فدو ان اللہ چاہے رجوع و رو بہ شریعت
 مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ غ الف مرۃ و سلام واجب عمل و عین ایمان مستوریں
 فکر و اندیشہ بود کہ ولہ با من عتاب کرد و جانم بچ و تاب خود نقوش مشہور کہ خود را نصیحت
 و دیگران را نصیحت اسے رو سیاہ توجہ حسنہ کروہ کہ دیگران پہ نصیحت پیش می آئی
 و خود را از باب نصیحت پنداشتہ غفلتہ پند نصیحت بان افلاک یہ سانی یں ہمہ
 سر و سر و سوسہ شیطان مست کہ در دل تو جا گرفتہ و ترا پند نصیحت می آید ترا ہر مکامہ
 و اصدع نیست مہا کہ ترا زیاں رسانند مضمون یہ شریفہ تکمیل ن سجد و ہمہ م
 بقوم و آیہ لم تقویون الا لتفعلون در ذہن خود را و از شہ شیطان دور باش چہ میکنی ہماں
 گو دہر چہ میکنی ہماں کن تا تر خلق بر ہماں تو صیف و تحریف کنند کہ تو مبینی نہ تکلہ بر
 خلاف آں مت کنند تو بر لغویت راضی شوی کہ این مرغوب نیست لیکن بایں ہمہ چہ
 باید کرد بر فعل مہ منکر کہ گفتہ کاریم بر قول ہنگر کہ شرمساریم اگر پیدہ خراب و آوارہ شود تا ہم
 خرابی پس را نمیداروں

گو گو ہر طاعت سنہ ہفتہ ہرگز
 در گرد گسنہ دزخ سنہ رفتہ ہرگز
 نو میدنیم ذآستان کرمست
 زیرا کہ یکے را دوسنہ گفتہ ہرگز

ترجمہ چھنے یہ کہ یہ شریفہ طبع اللہ و اللہ و اللہ رسول (اللہ کی فرماں برداری کرو، اس
 کے رسول کی فرماں برداری کرو) کے مضمون پر مطلع ہونے کے بعد کہ یہی آیت
 ہمارے شیخ (حضرت خاتمہ کا بر سیدنا شاہ آل رسول قدس سرہ) کی حساب مع و مانع
 و صیت تھی۔ جھگڑوں کی درستی اور نزاعوں کے دور ہونے کے حال کے حکموں میں
 مقدمات رجوع نہ کریں، بلکہ کتاب اللہ یعنی قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سنت اور شریعت سے کہ مراد حدیث و فقہ و اصول اور تفسیر ہے۔ ان سے رجوع

کریں۔ اور ن پر پیش کریں، اور ان کی طرف لوٹائیں۔ جیسا کہ آیہ مذکورہ سے بعد
دوسری آیت میں آیا ہے کہ (پس لوٹو تم اسے اللہ کی طرف) پس رجوع کرنا اور وہاں
شریعت مصطفویہ صلی صاحبہا الف صلاۃ و سلام کی طرف واجب العمل اور عسین
ایمان ہے میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ یہ سب دل سے مجھ پر عتاب کیا اور میری جان
سے بیچ دتا بکھایا۔ کہ اپنے آپ کو نصیحت، وروں کو نصیحت کرنے بیٹھا۔ اور اپنے
سپ کو نصیحت کرنے کے لائق جان کر پند و نصیحت کا غفلہ آسمانوں پر پہنچا۔ یہ سب
سراسر شیطانی وسوسہ ہے کہ تیرے دل میں اس نے حکم پکڑا ہے اور تجھے پند و نصیحت
کرنے پر ابھرا ہے، تجھے شیطان کے پھندوں پر آگاہی نہیں، ایسا نہ ہو کہ تجھے نقصان
پہونچے۔

آیہ شریفہ یحبون ان یحمدوا بما لھم یفعلوا (وہ دوست رکھتے ہیں اسے کہ جو
انہوں نے کیا نہیں اس پر نہیں اہاجانے اور آیہ نہ تقولون مالا تفعلون) (وہ
بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے) کا مضمون اپنے ذہن میں رکھو اور شیطان کے شر
سے دور رہو تو کرتا ہے وہی کہہ اور جو کہتا ہے وہی خود کر۔ تاکہ وہ تیری اسی بات پر
وصف و تعریف کریں جو تو کرتا ہے نہ یہ کہ اس سے خلاف تجھے سراہیں، اور تو اس لغویت
پر راضی ہو کہ یہ بات اچھی نہیں۔ لیکن ان سب کے باوجود یہ کیا جائے۔ اسے عزیز تو
ہو اگر کام نہ دیکھ کہ ہم گنہگار ہیں، ہمارا کہن و کلیہ کہ ہم شرمسار ہیں۔ باپ اگرچہ خراب
ورآدرہ ہو تو بیٹے کی خرابی کا رد نہیں ہوتا۔ اگرچہ میں نے طبعت حق کے موافق
ہرگز نہیں پروا اور گما ہوں کی گرد اپنے چہرے سے ہرگز نہ جھانزی۔ پھر بھی اسے
کریم تیرے آستان کرم سے ناامید نہیں اس لیے کہ میں نے ایک کو وہ ہرگز نہیں کہا،
(یعنی شرک کبھی اختیار نہیں کیا)

حضرت نوری قدس سرہ نے مذکورہ وصایا کی چھٹویں قسم میں اپنے اہل خاندان و خلفاء کو شریعت کے التزام پر اتنا زور دیا
ہے کہ پہلے اندر رسول جلال و صلی اسولی تعالیٰ صلیہ وسلم کی اطاعت اور فرمان برداری کو جزو ایمان سمجھیں۔ اور کسی بھی جھگڑے
اور نزاعی معاملات میں حضرت کا یہ وصیت فرمانا کہ حاکموں کی طرف مقدمات میں رجوع نہ کریں بلکہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
کی روشنی میں حل کرو میں جتنی علماء کرام کی خدمات میں رجوع ہوں اور شریعت مصطفیٰ صلیہ وسلم کی روشنی میں فیصلہ جس کے حق میں
صادر ہو، اسی میں نجات اخروی ہے۔

کاش ہاں کو ہر مسلمان اپنے اوپر نرم قرار دے لیتا۔ دنیاوی حکام کے دہراؤں میں جا کر اپنے اوقات اور مآثرات
 دنیا کو مٹانے سے بچا لیتا۔ سرکارِ مہرہ مطہرہ کے قلبِ ایمانی میں خدا اور سوس کے خوف کے بعد مسلمانوں کی دینی و دنیاوی
 بہتری اور ان کی بھلائی کا کتنا اونچا جذبہ کار فرما ہے۔ انہیں ہر وقت یہی فکر، منگیہ ہے۔ مسئلہ کسی بھی طرح بندہ و سوس حل
 حالانہ وصلی مولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کے فرماں بردار بن جائیں شریعت پر مضبوطی سے قائم رہیں، مگر اہل کرامت سے وابستہ
 رہیں، ان اعلیٰ معادلات میں شریعت کو ہی حکم جائیں اور اسی پر فیصلہ کروائیں تاکہ مسلمان ذلت و خواری سے محفوظ رہیں۔

حضرت نوری نے شریعت پر عمل کو واجب اور عین ایمان ثابت کیا کہ وہ لوگ جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود کو
 شریعت پر عمل پیرا نہیں رکھ سکتے، بلکہ بے عملی کا شکار ہوتے ہیں، انہیں آگاہ فرمایا پیچھے اپنے آپ کو سنہنوں کے سانچے میں ڈھال

بنا دے اور شریعت پر عمل پیرا نہ کر دوسروں کی شرعی لغزش پر متنبہ کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس میں خدا اور سوس کی رضا ہے۔
 دین کی یہ ضروری باتیں ہیں جس پر مسلمان عمل ہوتا ذلت و رسوائی سے بچ رہتا۔ مہرہ مطہرہ کے ہر شیخ کے اندر
 یہ جذبہ بدرجہ اتم ہے گا کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کس طرح کی جائے، عقائد باطلہ سے کس طرح بچایا جائے، شریعت
 پر نہیں کس طرح قائم رکھا جائے۔ یہی اہم اور بنیادی باتوں کی فکر ہر بزرگ کے اندر سے گی۔ مشائخ و سادات میں مہرہ مطہرہ
 کے مشائخ و سادات کا منفرد مقام ہے۔

اسی وجہ سے صاحبانِ علم و فضل اس سلسلے سے منسلک نظر کرتے ہیں، حضرت نوری قدس سرہ کے وصایا مبارک کی ساتویں
 قسم سے وصایا اعلیٰ قطع میں ملاحظہ فرمائیں۔

آستانہ عالیہ شمسیہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

قطب راچنور حضرت سید شاہ احمد شمس الم حسینی قدس سرہ الشہ فی ۸۹۲ھ حضرت مہم زید مظہر شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے شہید رجب حضرت سیدنا ام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے ہیں اور ان کے صاحب فیض رسالہ مشہور المعروف اولیاء کرام سے ہیں آپ کے باوجود آمدینہ طیبہ سے ملک عراق کے مقدمہ سرمد میں آباد ہو گئے تھے اور حدیث سے وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت قطب راچنور قدس سرہ جہد مجد حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہ اور اپنی بلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا اور اپنے برادر صغر رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے ہمراہ تھوڑے (مذاق سندھ) میں فیروز شاہ بکھنی کے دربار میں ۸۱۵ھ میں گلبرگہ شریف تشریف لائے۔

حضرت قطب راچنور قدس سرہ جہد مجد متبع اپنی اہلیہ کے شب تیرہ دن رطوفت باد و باران میں روانہ ہوئے۔ درمیان سفر میں ایک خوف کندی دریائے بھیمہ کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ ندی کا پانی بہت تیز رفتار سے بہہ رہا ہے اور اس کے انوں کنارے جریز ہیں۔ آپ نے سہرا اللہ بہہ کر پنا قدم مبارک پانی میں رکھا اور اس بستے پانی پر اپنی چادر چھوڑ دی، دو چادران انوں حضرات کے لیے سواری کا کام دینے لگی۔

تھوڑی دیر کے بعد چادر کا ایک کونہ بٹنے لگا اور حضرت سید شاہ علی المعروف جہاں شیر حسینی قدس سرہ کی اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کے شکم مبارک سے آواز آنے لگی کہ سید جہاں امین کی دنیا میں آمد کا وقت قریب آچکا ہے آپ کو دردزدہ کی وجہ سے بے چینی محسوس ہونے لگی بالآخر اسی حالت میں ندی کے اسی پار اتر جاتے ہیں۔ رات کا وقت اور طور فان باد و باران جنگل میں وہ منظر تھے کہ دونوں حضرات کو پریشان کرنے کے لیے کافی تھے اس کے باوجود یہ حضرات بالکل بے خوف خداوند قدوس کی ذات پر پورا پورا بھروسہ کیے ہوئے وہیں قیام فرمایا۔

حضرت قطب راچنور کے والد ماجد کی جلوہ گری

اب بہت جلد آفتاب ولایت کی جلوہ گری ہونے والی تھی۔ پیدا ہونے والے باکرامت بچے نے شکم مادری سے آواز دی کہ اے مادر محترمہ اب سید جہاں امین کی آمد بہت قریب ہے ہذا آپ تھوڑا کپڑا نگل لیں چنانچہ والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا نے تھوڑا سا کپڑا اسکے میں لپیٹ کر نگل لیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد شکم مادر سے نومولود تہیند باندھے ہوئے پیدائش کے بعد کی تمام آلودگیوں سے پاک و صاف شکم مادر سے تشریف لائے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز کا آسمان کی طرف دیکھنا

دھر قباب ولایت کی جلوہ گری ہوتی ہے اڑھ گہرے شریف میں صاحبِ بیت دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودر ز
جی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دیر تک آسمانوں کی طرف دیکھتے رہے۔ حاضرین کے استفسار پر فرمایا کہ مقامِ اربعہ واری میں مسیر
میں سینا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو آسمان ولایت کا چاند ہے جس کی خوشی آسمانوں
پر جا رہی ہے۔ اس طرح حضرت قطب راہِ بحر قدس سرہ کے والد ماجد دنیا میں تشریف لائے۔

غیب سے گہوارے کا نمودار ہونا

آپ کے والدین اپنے اس نوموود کے لیے فکر مند تھے کہ ایسا مصیبت میں اس نوموود کو بیکر کہا جائے۔ فوراً آسمان
سے ایک گہوارہ نمودار ہوتا ہے آپ کو لیکر وہاں سے پرہ زکر گیا والدین بچے کی تلاش میں زمین کی سیر کرتے ہوئے گہرے شریف
سے زیب مقام "گوگی" اس جگہ کے قریب پہنچ گئے جہاں آپ کا روضہ منورہ ہے۔

انگشت مبارک سے دودھ کا جاری ہونا

درخت کے گھنے سائے میں جہاں گہوارہ لٹکا ہوا تھا اسی گہوارے کے اطراف چیزیاں پھان رہیں۔ جب دودھ پینے
بہانہ پنی انگشت شہادت چوسنے لگتے جس سے شیریں دودھ جاری ہوتا جس کو آپ نوش فرمایا کرتے آپ کے والدین چند روز
بہانہ کرتے کرتے اس مقام پر پہنچے جہاں آپ کا گہوارہ لٹکا ہوا تھا۔ جب آپ شباب کے عام میں پہنچے جس جگہ آپ کا روضہ
منورہ ہے، چند غیر مسلموں کا ایک جوگی سنگم تھا تھنا نامی کا آسن تھا جو استدرج میں مشہور تھا۔ ایک دن اس نے آپ کی بارگاہِ مسیحا
آستان کی تو آپ نے کرامت سے مجبور کر دیا کہ وہ جزا آجائے۔ جب وہ جزا چکا تو آپ نے اسے وہاں سے بھگا دیا۔

خواجہ بندہ نواز کی بارگاہ میں حاضری

جب آپ سالہاں کی عمر شریف میں پہنچے تو حضرت خواجہ دکن بندہ نواز گیسودر از رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں شرف
نات سے مشرف ہوئے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مجلسِ خواجہ میں پہنچے تو حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودر از رضی اللہ تعالیٰ
عنہ آپ کا شاندار استقبال فرمایا۔ حاضرین کے دریافت کرنے پر رشا فرمایا کہ آپ اپنے وقت کے کامل ولی اور زمانے
سے منسوب ہیں۔ حضرت خواجہ نے آپ کو آسمان ولایت "چندا" کہہ کر مخاطب کیا اور چندا حسین لقب سے ملقب فرمایا۔ چنانچہ آپ
جہرِ نیک سے لقب سے ملقب ہو کر گوگی شریف واپس تشریف لائے۔ آپ کا پیدائشی نام تو سید جلال الدین حسین ہے لیکن حضرت
خواجہ کا دیا ہوا لقب اتنا پسند تھا کہ آپ اسی سے معروف ہو گئے۔

آپ کو خداوند قدوس نے چار صاحبزادے عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے وقت کے کامل ولی گزرے ہیں۔ فرزند
حضرت سید شاہ نور مہتممِ حسین قدس سرہ ہیں خانوادہ اور خاندان کے تمام سادات آپ ہی کی اولاد سے ہیں اور آپ اپنے والد
اللہ تعالیٰ سے جانشین ہوئے۔ زندگی بھر آپ اپنے والد ماجد ہی کی صحبت بابرکت میں رہے۔ بعد وصال آپ اپنے والد

ماجد اور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہما کے قریب مدفون ہوئے۔ حضرت قطب گوگی شریف کے موجودہ سجادہ علم محترم حضرت سید محمد عالم حسینی حرف چاند پاشا صاحب سجادہ کلاں ہیں۔

قطب را پچور قدس سرہ

آپ کے دوسرے صاحبزادے قطب الاقطاب حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قطب را پچور قدس سرہ ہیں۔ آپ پیدا کی نام سید احمد حسینی ہے اور قطب سید شمس عالم حسینی آپ ۸۳۸ھ میں منعمہ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ مسلسل ۱۸ برس تک اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بابرکت میں رہ کر مجیدہ مکاشفہ کی منزل سے نزر کر مقام قطبیت پر پہنچ گئے۔

دکن میں سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت

دکن میں سلسلہ شرفیت کو فروغ آپ ہی کی ذات سے ہوا ہے۔ قطب را پچور قدس سرہ کو بیعت و خصال سے اپنے والد ماجد حضرت قطب الاقطاب ثانی شاہ ادہم حضرت سید شاہ چندا حسینی قطب گوگی شریف سے حاصل ہے آپ خیفہ ہیں حضرت شیخ عارف کے اور آپ خیفہ ہیں حضرت سعد الدین زنجانی کے اور آپ خیفہ ہیں تارک السلطنت سلطان مخدوم سید اشرف جب آنگہ سمنانی کچھو چھوی قدس سرہم کے۔ اس طرح سے اشرفی فیض جاری کرنے والے پہلے بزرگ ہیں دکن میں اشرفی سلسلہ آپ ہی ذات سے جاری ہوا یہ خاندان اسی نسبت سے اشرفی ہے۔

صاحب ولایت را پچور ہونا

آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی، کہ یک دن آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو کے لیے پانی لانے کا حکم صادر فرمایا۔ آپ نے پانی حاضر کر دیا۔ اتفاقاً ایک دن کو وضو کے برتن سے پانی پی لیا آپ نے اس کو بے پر جلال کی نظر ڈالی اور کو آپ کی پر جلال نظر کی تاب نہ ل کر اسی وقت مرکز زمین پر گر پڑا۔

اس واقعہ کے بعد آپ کے والد ماجد حضرت قطب گوگی شریف قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ یہ جلال! اسی وقت آپ نے کو بے پر رحمت بھری نظر ڈالی وہ کو زندہ ہو کر وہاں سے اڑ گیا۔ والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنی ولایت کے کامل درجے کو پہنچ چکے ہو، ہذا تم اپنے مقام و ریت کی تلاش میں نکل پڑو، درندگان خدا کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دو۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ تم یہ دو تار کے پھل اپنے ساتھ لے دو، دن بھر سیرونی الارض کے تحت روئے زمین کی سیر کرو، اور جب مغرب کی نماز کا وقت ہو تو، ان دونوں تار کے پھلوں کو زمین میں بو کر، ان پر وضو کرو، اور وہیں مغرب و عشاء پڑھ کر رات بھر وہیں ذکر اللہ میں مصروف رہو اگر ان پھلوں سے صبح پودے نکل آئیں تو وہی تمہارا مقام ولایت ہے۔ آپ اسی طرح روئے زمین کی سیر کرتے رہے۔

دیائے کرشنا کا رک جانا

قطب را پچور حضرت سید شاہ احمد شمس عالم حسینی قدس سرہ سیر کرتے ہوئے دیائے کرشنا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ

دریا باب طوفانی شکل میں بہہ رہا ہے تو آپ نے ایک پرچارل نعرہ تبلیہ بلند فرمایا کہ جس سے پورا جنگل دھل اٹھا۔ اللہ اکبر کہہ کر آپ نے چاندی مبارک دریا میں ڈال دیا۔ آپ کے قدم مبارک پانی میں پڑتے ہی دریا کا پانی پھٹ گیا اور دریائے راستہ نکل گیا۔ آپ اسی راستے سے چل کر دوسرے کنارے پر پہنچے، جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو وہاں تین مسموموں کا ایک ہوگی اپنی زہر ستراجی قوت کے ساتھ آسن جائے قیام کیے ہوئے تھے۔ جب اس ہوگی نے آپ کو دیکھا، بھڑک اٹھا۔ آپ نے اپنی کرامت سے زبردست مقابلے کے بعد زیر کر دیا اور وہ وہاں سے شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے وہاں قیام کیا، اسی جگہ آج بھی ایک چبوترے کی شکل میں آپ کی قیام گاہ محفوظ ہے۔ پھر آپ ۸۵۱ھ میں راجپور میں اس جگہ کے قریب قیام فرمایا جہاں آپ کا مزار اقدس ہے۔

والد ماجد کے حکم کے مطابق مغرب کے وقت وہاں قیام فرمایا اور تارے دونوں پھل زمین میں ہو کر ان پر مغرب و عشاء کا وضو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حضرت قطب راجپور کی کرامت کے صبح ان میں پورے نکل آئے، حضرت قطب راجپور نے جان لیا کہ یہی میرا مقام ولایت ہے۔ جہاں آپ نے قیام فرمایا وہ ایک پرمیبت خطرناک چوروں سے بھرا جنگل تھ۔ وہاں ایک دکان گزرا اس جنگل سے مشکل ہی سے ہوتا تھا۔ آپ نے اس بھی تک جنگل میں نہایت طمیان و سکون کے ساتھ عبور کیا اور ریاضت کے ساتھ مصروف رہے۔

شہنشاہ وقت کی بیوی کی گستاخی

مقام راجپور اس وقت کفر و شرک سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ الہ شہداء اللہ دور دور، تک غیر مسلموں سے بھری ہوئی آبادی تھی۔ ایک روز اپنے وقت کی رانی شکار کے لیے اپنے لاؤشکر کے ساتھ اس جنگل کی طرف نکل ہوئی تھی، اس کا گزرا اس جگہ سے ہوا جہاں آپ رونق افروز تھے۔ یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئی کہ اتنے گھنے جنگل میں تنہا ایک آدمی یہاں بیٹھا ہو عبادت میں مصروف ہے۔ آپ کے حسین و جمیل چہرہ پر تقدس پر اس کی نظر پڑی تو دیکھا کہ سامنے کے دو دندان مقدس قدرے لب لوار سے نکلے ہوئے ہیں۔ رانی نے دل میں سوچا کہ اتنا حسین و جمیل چہرہ اور اس پر یہ دو دانت تبادل میں سوچنا ہی تھا کہ اس کے پورے زنت گر پڑے وہ بہت گھبرا گئی اور گرے ہوئے دانتوں کو جمع کر کے اپنے پاس رکھ لیا، اور اس نے اپنے اسرار و سفر ملتوی کر کے واپس اپنے محل جانے کا حکم صادر کر دیا۔

جب رانی اپنے محل واپس پہنچی تو اپنے شوہر سے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے شوہر نے کہا کہ وہ کوئی معمولی شخص معصوم نہیں ہے بلکہ وہ ایک زبردست مرد کامل معلوم ہوتا ہے۔ تو نے اس انسان کامل کی بارگاہ میں بہت بڑی ستغنی کی ہے اب وہی تیرا قصور معاف کریں گے۔ چنانچہ رانی اپنے شوہر کے ساتھ حاضر بارگاہ ولایت ہو گئی۔ بیوی نے اپنے قصور کی معافی چاہی تو حضرت قطب راجپور نے رشا فرمایا کہ ان تمام دانتوں کو منہ میں رکھ لے۔ رکھتے ہی ہر دانت اپنی اپنی جگہ جم گیا۔ (مرآۃ الحقیقت)

تبلیغ اسلام

حضرت قطب رانچھور قدس سرہ داعی اسلام کی حیثیت سے شریف لائے۔ دندان کی کمر مت کے بعد وہاں کار جہاد میں فرما کر پڑھ کر وہاں مسلمان ہو جاتے ہیں اور حضور دالانے ان دونوں کو حلقہ اسلام میں داخل کر لینے کے بعد اراکات و امت میں داخل کر دیتے ہیں آپ کی کرامات کی شہرت ہر چہار جانب مشہور ہونے لگی اور لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے چند سالوں کے بعد رانچھور و سر سے گرد و نواح کے کئی مقامات مسلمانوں سے آباد ہو گئے۔ بکثرت لوگ مشرف بہ اسلام ہونے لگے۔ چنانچہ رانچھور اطراف کے علاقوں میں جو مسلم آبادی ہے ان میں سے اکثر کے آباء و اجداد آپ ہی کے ہاتھوں پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔

وفات اقدس

آپ نے اپنے لیے تجربہ کی زندگی کو پسند فرمایا اس لیے آپ نے اپنے حقیقی بھتیجے حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور روضہ منورہ کی سجادگی و قیادت کے ساتھ خانقاہ اور مسجد اور دیگر عمارتوں کا متولی مقرر فرمایا۔ ۵۴ برس کی عمر شریف میں ۱۵ صفر ۸۹۳ھ میں انتقال فرمایا۔

رانچھور کی سجادگی

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت قطب رانچھور ان بیاہ ہونے کی وجہ سے اپنے حقیقی بھتیجے کو حضرت سید شاہ علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا پہلا سجادہ مقرر فرمایا۔ رانچھور کی سجادگی کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ ہر سجادہ اپنے وقت کا کامل دلی رہا ہے یا ماز کم نہایت متقی پرہیزگار، جید عالم دین ضرور رہا ہے۔

میرے والد ماجد حضرت شیخ المشائخ علامہ سید شاہ چندا حسینی رحمۃ اللہ علیہ تک ہر سجادہ صاحب تقویٰ اور جید عالم رہا ہے۔ اب یہاں تمام سجادگان سے بحث مقصود نہیں ہے میں صرف حضرت قطب رانچھور کے تیرھویں سجادے اور پسند و حویں سجادے یعنی میرے جد امجد اور والد ماجد کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور درمیان میں میرے تایا کی یعنی چودھویں سجادے کی سجادگی کا مختصر دور ہے اس کو میں ذکر نہیں کروں گا۔

قوالی کی ممانعت

حضرت قطب رانچھور قدس سرہ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں تاقیامت آستانہ میں قوالی کی ممانعت فرمادی تھی چنانچہ ہر سجادہ اس پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہے۔ آج بھی حدود آستانہ عالیہ ہمسہ میں قوالی نہیں ہوتی۔

میرے جد امجد تیرھویں سجادے اور مسک اعلیٰ حضرت

میرے حقیقی جد امجد حضرت قطب رانچھور کے تیرھویں سجادے ہیں، جو حضرت قطب رانچھور کے ہم نام بھی ہیں، وہ نہایت پاک باز، متقی، زاہد عالم باعمل اور مظلوم انسان گزرے ہیں۔ اس زمانہ میں نظام حکومت کی شاہی در سس گاہ شمس الامرا حیدر آباد کے فارغ التحصیل تھے۔ زندگی بھر فرائض و واجبات کا ترک کرنا تو درکنار مستحبات پر نہایت سختی سے عمل کرتے

تھیں۔ رات بھر عبادت میں مصروف رہنے والے کامل بزرگ تھے۔

تحریک وہابیت کے خلاف آپ کا ر.

[illegible]

آستانہ عالیہ شمسہ کی مسلک اعلیٰ حضرت سے ایک صدی پیشہ سے

میرے جد امجد حضرت علامہ سید شاہ شمس عالم حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی عیوب میں سے ایک عیب یہ تھا کہ وہ بے شمار غنیمت پر امت قدمی کا اعتراف نہ لگائے تھے آپ نے ۱۳۳۳ھ میں اپنی اولاد سے چند وصیتیں تحریر کیں جن میں سے چند یہ تھیں:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَنَصِيٌّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ثما پعل!

یہ چند باتیں ہیں جو فقہ حنفی کے بارے میں ہمارے ہاں شرف اپنے مولانا احمد سید محمد
نصیری (میر سہیلیا) اور سید چند اسماعیل (میر سہیل) صاحبان نے لکھیں ہیں۔
میں نے قلمبند کر دیا ہے۔ یہ خود مولانا سید محمد نور علی پور کی پابندی پر لکھا گیا ہے۔
واجب ہے درود شکر گزار ہونے کے علاوہ اپنے دین اور مذہب کی خاطر توبہ و عفو
عارین کر عاق والد کے الزام میں گرفتار ہو جائے۔

احصیت اول یہ ہے کہ ہمارا دین ماتریدنیائی ہے۔ چنانچہ مذہب پر تعصب سے ساقیہ قائم رہیں کہ اہل ملت و جماعت کی مخالفت بدعت و منکرات و مکر ایسی ہے یہ لار سینس سے انتقام لیں۔ یہ سب بقیہ سے کثیر و درودین میں و تمہیں نے اپنی عقائد رکھنا واجب ہے۔ دیکھو علامہ شامی کی مستند کتاب، فقہ حنفی میں لکھتے ہیں کہ عقیدہ و رکعت سنوں کیساتھ ہمہ سے فوقان بھی اس حق میں سے و جہی میں سے

دین سے خارج گمراہ اور ناری ہے اگرچہ وہ اپنے نفس کو بھی سمجھے۔ اہل بدعت کے غلط
مذہب رکھنے اور انہیں اہل حق ٹھہرانا مباحیوں کا مذہب ہے۔ مباحیوں کی طرح مقلد وہابی
یعنی استماتی نو۔ بھی اسلام و سنیت کے دعوے کے ساتھ ارتدادی اور کفری دعوے کی
تصدیق کرتے رہتا ہے۔ مورنا فضل رسول بدیوتی بوارق کے ص ۲۵ میں فرماتے
ہیں ہا جو موافقت باہل اسلام اعتراف حقیقت دین یہود و نصاریٰ و عہدائے مسمیٰ
نمایدات شادکام مسلمان باشندہ سنی اندام عمل مدین جہت موافقت باہل سنت قطعاً
محروم و حضرت عقیدہ حقیقت اسماعیلیہ بایش لازم و مزوم و گلاب ہائے ناب حکم
شراب دار و ایں فرقہ ہم در شمار دخل اسماعیلیہ است ۱۲۔ سنیت کے دعوے کے ساتھ
ایسا کہنے والوں کو مباحی اور وہابی مرتد سمجھو۔

وسیت ششم یہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں آہستہ آہستہ مقلد وہابیت یعنی دیوبندیت
شائع ہوتی جا رہی ہے جو معتزلہ کا دین ہے ان کی حقیقت کے دعوے کے میں آکر انہیں سنی
نہ سمجھو اور ان سے عینحد و اور بیزار رہو۔ حضرت قطب گوگی شریف (والد ماجد حضرت
قطب راچپور) فرماتے ہیں کہ فرقہ معتزلہ سے جو فرقہ و ماخفی ہے در سنیت کا دعویٰ کرتا
ہے پر ہیز کرنا اور احناف سے جو ترقیدی ہیں متعلق رہنا ضروری ہے۔

موجودہ دور میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی طرف جو اس صدی کے مجدد ہیں رجوع
لانا اسلام و سنیت کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ دیوبندی وہابی اور مباحی دونوں
فرقے اسلام و سنیت کے دعوے کے ساتھ تحریر و تقریر ہزار ہا مکالموں سے وہابی
اور مباحی ارتداد اور دنائت کی اشاعت کرتے ہوئے کفر و دنائت پھیلا کر اہل سنت کو
مرتد اور دنی بنانے میں مشغول ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب مجدد ملت حاضریہ کی
طرف سے سنیت حقہ کی اشاعت اور وہابی اور مباحی کید کا پردہ چاک ہوتا رہتا ہے۔
میری اوماد کے لیے لازم ہے کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو پناہ مذہبی پیشوا
اور اس صدی کا مجدد بنے اور آپ کی کتب پر عمل اور یقین ضروری ہے۔ موجودہ دور
میں صحیح عقائد اسلام کا علم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتب کے بغیر ممکن نہیں۔

میرے جد امجد نے زندگی بھر مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں کام کیا اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے استقامت
سے دو سال قبل ۱۳۳۸ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کے جد آپ کے بڑے صاحبزادے میرے تایا نے سجادگی کے فرائض انجام

دینی اور انیس اولاد کو نہیں تھی آپ نے بھی ۱۳۵۲ھ میں انتقال کیا۔

راپنچور میں تاریخی دور کا آغاز

میرے تایا حضرت سید شاہ احمد حسینی مرحوم کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے میرے والدہ جد شیخ الشیخ عسکرمہ مولانا سید تاجہ حسینی صوفی، شریٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے خاندانی و دینی وصایا کی بنیاد پر ۱۳۵۲ھ میں تاجہ عسکرمہ کے چار بیٹوں کو عہدہ خلیفہ مقرر ہوئے چونکہ آپ دکن میں مشہور و معروف علوم متعالیٰ و معقولات میں مامورین تھے اور گھر سے ماحول میں ہر وقت علی حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں فضل بریلوی قدس سرہ کا تذکرہ اور سنی کتب سے لکھنا کتب خانہ راستہ و راستہ و راستہ و راستہ رحمت کے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل پیرا رہنے کی وصیت نے علی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے والدین نہ محبت پیدا ہونا ماری تھی جہاں آپ کو اپنی کتب کا شوق تھا وہیں اعلیٰ حضرت کی کتب کو دل و جان سے سینے سے لگا کر رکھنا کافی حد تک مشغول تھا۔

بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عقیدت و محبت دل میں بیٹھ چکی تھی۔ مسند تاجہ کی یاد ہونے کے ساتھ ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت کا کام اتنی تیزی سے شروع کر دیا کہ چار چار باب طلبہ و مسکن اعلیٰ حضرت کی حیثیت سے منہر ہو گئے۔ درگمراہ و باطل پرستوں کے دس دہل اٹھے بالخصوص سادات کے مشائخ و بزرگوار۔ اعلیٰ حضرت کی شاعت کی بنیاد پر دشمنی اور حسد کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ہر طرف آپ پر قلم و ستم کی انتہا ماری۔ وادگر می نے اس کی پروا کیے بغیر اپنے کام کو جاری رکھا۔

آپ کا تعلق فی امدین مشہور ہو چکا تھا علماء کرام کا کہنا تھا کہ حضرت صاحب تاجہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہر کتاب و اپنے سینے کے اندر محفوظ کر لیا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے۔ فقہ و فقاہت و تصوف کی کتب نے ساتھ ساتھ مجدد اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کو مع صفحہ و سطر کو صرف نقش ہی نہیں کر لیا تھا بلکہ ہر کتاب پر برزخ شیعہ آپ کے خدایا و علم نصب کو ہر کتاب آج آپ کا کتب خانہ ہم فقہ و اصول و فقیر، عقائد و کلام و تصوف و غیرہ میں یعنی فارسی و عربی زبانوں میں نہ کاسب سے بڑا ذاتی کتب خانہ کی حیثیت سے مسم ہے۔ بڑے بڑے علماء کرام جزئیات کو ٹول کر کتابوں کی چھان بین کر کے کیا کرنا کیا کرتے تھے والدہ جد رحمۃ اللہ علیہ زبانی بتا دیا کرتے تھے آپ کے بتانے پر جب علماء تلاش کرتے، برابر وہ ملتا ہیں ملتا۔

آپ تقسیم ملک اور تحریک جناح کے سخت مخالف تھے اس مسئلہ میں شیر پیشہ اہل سنت مولانا شمس علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے آپ کو سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر عشق تھا کہ بعض بعض عبادات اور اشعار پر گھٹنوں روتے سنے اور آپ پر گھٹنوں و جد کا لم طاری رہتا۔ وادگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں وہابیوں اور دیوبندیوں، قادیانیوں بالخصوص انہوں نے صوفیوں کے گمراہ عقائد کے خلاف کام کیا وہیں پر آپ نے گمراہ مشائخ و سادات کے گمراہ عقائد کے خلاف بھی متنبہ کیا۔ سادات و علماء کے روشتاں کر دیا۔ ان گمراہوں و بد مذہبوں بالخصوص گمراہ سادات و مشائخ کہلانے والوں کی جانب

سے جو ظلم و ستم ڈھائے گئے اور غلط پروپیگنڈے کیے گئے، ان کی بہت بڑی دردناک کہانی ہے۔

آپ کی اپنی اولاد کے لیے وصیت

والد گرامی عبد الرحیم نے اپنی اولاد کے لیے یہ وصیت فرمائی:

”میری اولاد ہمیشہ اخلاقِ حسنہ پر عمل پیر رہے اور فساق و فجار، کفار و مشرکین و مرتدین اور بد مذہبوں سے نفرت رکھے اور ان کی صحبت سے بچے میرے بعد آستانہِ عالیہ قمیہ کا سجادہ نشین وہی ہوگا جو علمِ دین ہو اور مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ و پنا مذہبی پیشوا تسلیم کرے آپ کی تمام تصنیفات کو حق جانے بالخصوص مسماہِ اعراسین، خالص الاعتقاد، الدوۃ المکیہ، لکھنؤ الشہابیہ، المستند المستند کو حق اور صحیح تسلیم کرے اسکے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ اکثر خانقاہوں میں رخصت یا تفصیلیت عام ہو چکی ہے اس لیے اعلیٰ حضرت کی کتاب رد الفتنہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحفۃ الیوم عشریہ کو حق جانے و اس کے ساتھ میری کتاب مرآۃ المہاجر، اشرف الاخلاق، شمس الحق، الاخلاق المرصیہ پر اس کا عمل ضروری ہوگا اگر خدا نخواستہ مرنے ہو کم از کم فارسی و اردو کا اچھی طرح سے جاننے والا ہو، اور بہارِ شریعت کے پسے چھ حصے اچھے سے یاد ہوں اور ان پر عمل ہوا سکے ساتھ اعلیٰ حضرت کی کتاب تمہید الایمان حفظ ہو، اور اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے محبت ضروری ہوگی ورنہ اسکی بیعت باطل ہوگی اور اس کو عاقبت سمجھ جائے گا۔“

میرے جد امجد اور والد گرامی رحمۃ اللہ علیہما کے مذکورہ وصایا سے انکی مسلکِ اعلیٰ حضرت سے وابستہ محبت کا پتہ چلتا ہے تقریباً ایک صدی سے ہمارا خاندان مسلکِ اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہے میرے والد گرامی تقریباً پچپن برس تک مسلکِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت کی زندگی بھر مذہبِ اہل سنت و مسلکِ اعلیٰ حضرت اور عظمتِ رسول اللہ ﷺ کا پرچم بھرا لیا۔ آپ کی فقہ و عقبری و علمی شخصیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے، آپ نے ۱۰ رسال کی عمر سے تصنیف و تالیف و حواشی کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے اپنی عمر کے آخری لمحات تک تصنیف و تالیف کا کام کیا۔ ایک سو پچیس سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرما کر رتی دنیا تک رسد دہدیت کے انمول تحفے چھوڑ کر ۲۸ جمادی الآخری ۱۳۰۲ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۸۲ء بروز جمعہ دس بجے صبح اپنی جانِ جانِ سقری کے سپرد کر دی آپ کے بعد یہ حق سجادہ نشین کے فرائض کو پورا کر رہا ہے۔

القول الہدایت فی احکام البیعت مسمی بہ حقیقت بیعت

بیعت خالص اسلامی طریقہ ہے اور اس کا ثبوت کلام الہی اور احادیث رسال سے تین سو ست چوبیس ک۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ان الذین یبایعونک اثمًا یبایعون اللہ یدانہ فوق ایدھم (پارہ ۳۶ سورہ فتح)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں ان سے ہاتھوں پر اللہ ہاتھ ہے۔ (تہجد ضویہ)

بیعت کی قسمیں

بیعت کی پانچ قسمیں ہیں:

[۱] بیعت علی ماسلام

[۲] بیعت علی الجہرۃ

[۳] بیعت علی عباد

[۴] بیعت علی ترک معصیت

بیعت کی یہ چاروں قسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں واقع ہوئیں۔

[۵] بیعت علی طاعۃ الامیر والسلطان

یہ بیعت واقع ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں، جیسے کہ بھی پڑا کر ام کی بیعت حضرت خفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عنہم کے ساتھ۔ اس کتاب میں اس پانچویں قسم سے بحث مقصود نہیں ہے بلکہ صرف اس کتاب میں بیعت اور بیعت ۴۔ سے بحث کی جائے گی۔

بیعت [۱]

حضور اکرم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قوموں کو ایمان کی دعوت دی جنہوں نے اس دعوت کو قبول کیا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ہستی کے سامنے اپنے پیچھے کفر و شرک اور معصیت سے اجتناب کر کے معبود حقیقی خدا کے وحدۃ شریک کو وحدۃ لشریک اور معبود برحق مان کر اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و رسالت کو تسلیم کر کے اور مجاہد ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خداوند قدوس کے پاس سے احکام لیکر تشریف لائے ہیں، اس پر ایمان ل کر مومن کہلائے اور

اپنے کلمہ اور ایمان کا گواہ حضور رسالت مآب ﷺ کو قرار دیا یہاں تک کہ تم ویش ایک آٹھ ۲۲ مرتبہ ارضیہ و سماویہ رسول اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ہر کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جمیع جہاں جہاں پہنچے اس سلسلہ جاری رہے۔ ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اسی طرح دنیا کے گوشے گوشے میں ایمان کی دعوت دی اور کلمہ حق جو حق دعوت ایمان کو قبول کرتے گئے اور اپنے شرک و کفر اور معصیت سے دور رہنے کا گواہ اپنے سابقین دین والوں کو بہت سابقین ایمان والوں نے اپنے مابعد ایمان لانے والوں سے کفر و شرک سے بچنے کا عہد لیتے رہے، جنہی کلمہ ہو۔ کفار و مشرکین کو دعوت ایمان دینا اور ان کے ایمان لانے کے وقت کلمہ طیبہ پڑھا کر کفر و شرک اور باطل عقائد سے اجتناب، معبود برحق کی وحدانیت و شریک تسلیم کر دانا، ورنہ نبی کریم ﷺ کی رسالت کو قبول کر دانا اور جمیع احکام اسلام کو تسلیم کر دانا یہ بھی ایک بیعت ہے جو ان تک جاری ہے۔

بیعت [۳]

بیعت کی ایک قسم مسلمانوں ہی سے معصیت و نواہی سے بچنے کے لیے عہد و پیمان ہے جس طرح ایک مشرک جو یہ کرتے وقت اپنے مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں بیکر معصیت و نواہی سے اجتناب اور اوامر کی بجا آوری کا عہد و پیمان کرتا ہے، یہ طریقہ صالحین و مشائخ میں چلا آ رہا ہے۔ جو تہذیب دین کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس بیعت کا ثبوت بھی حدیث رسول اللہ ﷺ میں ہے، جسے ہم آگے پیش کریں گے، لیکن یہ کام ہر نا اہل کا نہیں ہے اس کے لیے صلاحیت اور اہلیت کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ بیعت ساقط اور مرید جو کسی نا اہل کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو وہ شیطان کی مریدی میں آکر من لا شیخ لہ فشیخ الشیطان کا مصداق ہو جاتا ہے۔ (جامع الاصول فی الاولیاء ص ۱۸۰ بحوالہ)

شمس العقائد میں ہے کہ کوئی سادہ لک بھرا ایصال کے بغیر افکار و شغلاں میں لگ جائے تو اس پر شیطان ظفر پاتا ہے کیوں کہ باطل عقائد یا عقائد اسلامیہ میں آمیزش کے ساتھ مشنیت کا دعویٰ دہرا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ شیخ اپنی کامل توجہ سے اپنے مرید کو معصیت و نواہی کی گنگ سے نکال کر جنت کی خوش گوار میں پہنچاتا ہے۔ اگر تہ اس سے کام نہ ہو سکے تو وہ اپنے شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے اگر اس سے بھی نہ ہو سکے تو وہ اپنے شیخ کی طرف توجہ کرتا ہے، یہاں تک کہ یہ سلسلہ رسول کریم ﷺ تک پہنچ جاتا ہے۔ رسول ﷺ اور اس مرید کے تمام مشائخ سلسلہ سبب حق ہوتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کرتے ہیں تو یقیناً اس کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔

یہ سب اس وقت ممکن ہے کہ جب مرید کا عقیدہ درست ہو، اور جس کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے اس کا بھی درست اور نہ فاسد اور خود ساختہ عقائد پر صحت شفاعت پیر تک رسائی ممکن نہیں، درمیان ہی میں اس کا رشتہ کٹ جائے گا، اور شیطان اس پر ظفر پائے گا۔ بیعت کا یہ پہلو اور ادنیٰ درجہ ہے کہ مرید کو مقام شفاعت میں پائیں گے۔ (شمس العقائد)

بیعت کا تصور

آپ اپنے ذہن میں اس تصور کو جمائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حق سے مرام سے بیعت لی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے ہاتھوں کو اپنے دست مقدس میں لیا، اپنے ان جال نثاروں سے چند باتوں پر مجسدا لیا۔ (ان کا ذکر آگے آ رہا ہے) چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے جن باتوں پر عہد کیا تھا "خزائن تک اس عہد پر قائم رہے، یہی تصور اس وقت قائم ہوتا ہے جب کوئی حیرا اپنے مرید سے معاصیت کے ترک پر عہد دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں بزرگان دین نے بڑی مریدی کے ذریعہ قائم رکھا ہے، یہ بھی آپ ذہن میں رکھیں کہ سب سے پہلے عہد لینے والے اللہ کے رسول ﷺ اور عہد کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، جو امت میں سب سے افضل والی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں ہے کہ بحیثیت نبی اپنی امت سے ترک معصیت کا عہد لے۔ اب اس کام پر فزادہ حضرات ہوں گے جو صورت و سیرت علم و عمل کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے صحیح جانشین ہوں چنانچہ اس بہترین امر کی ذمہ داری بزرگان دین اور صالحین امت پر رکھی گئی ہے۔

ایک سوال

جب آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی کہ بیعت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور سب سے بیعت لینے والے رسول اللہ ﷺ تھے۔ کیا آپ کے بعد ہر ایرا غیر اہل علم و عمل فاسق و فاجر اپنے ماننے والوں سے اس طرح کا عہد لے سکتا ہے؟
 او خود گم است کر رہبری کند

عہد لینا بھی اس لائق ہو کہ جو رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و علم کا مظہر ہو اس لیے کہ ایک کامل شخصیت کے سامنے عہد کرنے والے نے عہد کیا۔ اگر خدا نخواستہ باغواء النفس و شیطان عہد شنی کا مادہ دل میں پیدا ہو تو اسی وقت فوراً دل میں یہ تصور آئے گا کہ میں نے فلاں کامل شخصیت کے سامنے عہد کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے علم و اخلاق کا مظہر ہے، بیعت قائم رکھنے کا یہی ایک تصور ہے کہ عام گنہگار مسلمان کسی کامل شخصیت کے سامنے عہد کرنے کے بعد گنہگاروں سے بچ سکتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے دین و دنیا کی بھلائیاں حاصل کر سکتا ہے۔ اور اللہ و رسول کی اطاعت کا جذبہ دل میں پیدا ہو سکتا ہے اور یہی چیز نجات آخرت کے لیے سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ کیا کسی نااہل شخصیت کے سامنے عہد کرنے سے یہ چیز حاصل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی سبب طریقت نے اس سلسلہ کو جاری رکھا تھا اس لیے یہ تبلیغ سلام اور رشد و ہدایت کا بڑا ذریعہ ہے۔

بیعت کا مقصد یہ ہے کہ مرید کو اسلام و سنیت پر ثابت قدمی کیساتھ صاحب شفاعت پیر کو پانا ہے اس کو وہ اپنے اس موجود پیر سے لیکر آگے جہاں کہیں بھی ملے جیسے حضور شیخ الجن و اناس حضرت سیدنا سید شاہ شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ اس کی ایک صورت ہے کہ موجودہ دور میں کوئی خلاق حمیدہ کا حامل پیر جو صحیح عقیدہ سنی ہو، جو گنہگار کا مرکب نہ ہو اور جو سنیت و سنیت عقائد باطلہ رکھنے والے جیسے مباحی، دیوبندی، دہائی، صلح کلی، مودودی، تبلیغی، قادیانی وغیرہ کے عقائد باطلہ سے پاک ہو، اور کسی ولی کامل و پیر واصل کی مریدی میں داخل ہو جائے اور زندگی کی آخری سانس تک سلام و سنیت کے عقد بندگی

تہم نے کا جذبہ مسلمانوں کے دل میں کس طرح قائم رہتا ہے، ایک حدیث سے معلوم کریں جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے:

وروی ابن ماجہ انہ با یبع ناساً من فقراء السہا جریین علی ان لا یسنس
الناس شیئاً فکان احدہم یسقط سوطہ فی نزل عن فرسہ فی اخذہ
ولا یسنل احد:

اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے
بیعت کی اس پر کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوا نہ کریں تو پھر ان میں کسی شخص کا یہ حال تھا
کہ اس کا کوڑا بھی گر جاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کو اٹھا لیتا کسی کو کوڑا اٹھانے
کا سوال بھی نہ کرتا۔ (نقول الجلیل)

ملاحظہ فرمائیے، بیعت کے ذریعہ مسلمانوں کے دل میں کسی قدر پختہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر وقت وہ اس بات کا خیال
رکھتا ہے کہ میں نے ان باتوں پر اپنے پیر سے عہد کیا ہے کہ میں عہد شکنی نہ ہونے پائے۔ تبلیغ سہام حفاظت ارکان اسلام کے قی
م رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ بیعت ہے جب کہ عہدے کرام اپنی زبان و قلم اور اخلاق و کردار علم و عمل سے شریعت کی
حفاظت کرتے ہیں۔ اسی طرح عہدے باطنی یعنی اصحاب طریقت مذکورہ ان طریقوں کے ساتھ بیعت کے ذریعہ بھی اسلام کی
حفاظت کرتے ہیں۔

بیعت لینے کے شرائط

پیر کے اندر چار شرطیں ہونا ضروری ہیں جس کی تفصیل نخبۃ المقاصد مصنفہ حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ بن حضرت
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ اور کتب شمس احمد ند (مولفہ سیدی الدی رحمۃ اللہ علیہ) عوارف المعارف، اقوال الجلیل،
مید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اعزیز کی تصنیف فتاویٰ افریقہ میں موجود ہے۔ ان شرائط پر تعمیل کے لیے
ہم سب سمجھتے ہیں کہ فخر امثال استاد گرامی حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپور خلیفہ مفتی اعظم ہند رحمۃ
اللہ علیہ کے بیعت کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے:

پیر و مرشد بننے یا نہ بننے کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے فتاویٰ عالیہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں
جنہیں ہم فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۱ سے نقل کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اوم حاصل کہ بندہ کسی عام سنی صحیح العقیدہ، صحیح ادعا، جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔ یہ مرشد خاص جسے
شیخ کہتے ہیں۔ پھر دو قسم ہے اول شیخ اتصالی یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔ اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

پہلے۔ شیخ کا سلسلہ با اتصال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو بیچ میں (عقائد باطلہ کی وجہ سے) منقطع

ہے اور فسق کی توہین واجب۔ دونوں کا اجتماع باطل۔ تین لمحق اور مزیدی وغیرہ میں دربارہ فسق ہے فی تقدیمہ
للامامة تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ یعنی فاسق کو مامت کے لیے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے اور
لوگوں پر شرعاً واجب ہے کہ اس کی اہانت اور توہین کریں۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۱۳۱-۱۳۲)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی کتاب فتاویٰ افریقہ سے عبارت نقل فرمانے
کے بعد تحریر فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے شرط چہارم میں فرمایا ہے کہ وہ فسق معص نہ ہو یعنی ملانہ حرام کا
ارتکاب نہ کرتا ہو مثلاً غلامیہ و نمزیں، روزے، باعذر شرعی ترک کرتا ہے، شراب پیتا ہے، بدایینوں، بد مذہبوں سے تعلق رکھتا
ہے، حرام چیزیں کھاتا ہے، وغیرہ کا مرتکب ہے تو فاسق معصن ہے لیکن ان فاسقانہ اعمال سے سلسلہ منقطع نہیں ہو جاتا، سلسلہ ابھی
متصل رہتا ہے مگر جب شیخ فاسق معصن ہو تو سوال ہوگا کہ مرید کیا کرے؟

مرید کو چاہیے کہ نہایت نرمی اور حسن تدبیر سے شیخ کو توبہ و رجوع کی طرف مائل کرے اور خدائے قدوس کی بارگاہ میں
اس کے رجوع کی دعا کرتا رہے تاکہ وہ توبہ کرے فسق چھوڑ دے اور فسق کو برا جاننا رہے اور اگر اس کی طرف سے کوئی امید نہ
ہو تاکہ شیخ فاسق کا فعل لوگوں کے لیے دلیل جواز اور ان کے اس میں جسد ہونے کا خطرہ ہو، یا اس کا فسق انتہائی خبیث و شنیع
محرکات تک پہنچا ہوا ہو تو اس کی بیعت توڑ دے اور کسی جامع شرائط شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اور اگر شیخ توبہ نہ کرے اور
فسق چھوڑ دیا ہے تو چونکہ سلسلہ کا انحصار باقی ہے اس لیے جدید بیعت کی نہ پیر کو ضرورت ہے نہ مرید کو۔ انشاء اللہ تبارک و تعالیٰ
سلسلہ کا فیض تار ہے گا۔ ایک شیشہ تھا کہ دھو میں سے آلودہ ہو گیا تھا صاف ہوتے ہی روشنی پھوٹ پڑے گی۔ شیخ اتصال کے
لئے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے جو چار شرطیں بیان فرمائی ہیں عنوان کے اعتبار سے یہ ہیں:

[۱] پیر کا سلسلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک صحیح انحصار کے ساتھ ماہوا ہو۔

[۲] پیر کی صحیح العقیدہ ہو۔

[۳] عالم ہو کہ بیان و کفر کو اچھی طرح جانے اور ضرورت کے فقہی مسائل سے آگاہ ہو۔

[۴] فسق معصن نہ ہو، چونکہ شیخ اتصال کی بیعت سلسلہ کی برکت کا فائدہ دیتی ہے اور مرید ہونے والے کا مقصد بھی ضرور

سلسلہ کی برکت حاصل کرنا ہوتا ہے (نہ کہ اپنی اکی ورمی تحریر کی بیعت کو حقیقی بیعت سمجھنا مقصود ہوتا ہے جیسا کہ آج کل کے
اکثر مرید کرنے والے اور مرید ہونے کے بعد سمجھ بیٹھے ہیں کہ مرید ہوتے ہی وہ بننا آسان ہو جاتا ہے) اس لیے پیر
میں (یعنی رمی تحریر کی بیعت کے لیے) یہی چار شرطیں دیکھ لینا کافی ہے۔

حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ کی کتاب فتاویٰ افریقہ کی روشنی میں جو رشار فرمایا
ہے اس کا خلاصہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اس سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آگئی کہ موجودہ دور میں جو بیعت جاری ہے تحریر کی بیعت
سے جامع شرائط مذکورہ پیر سے مرید ہو کر پورے تک یکے بعد دیگرے سلسلہ ایب متصل رہے کہ چند سلسلوں کے بعد اس شیخ سے

اتصال ہو جائے جسے شیخ ایصال کہتے ہیں۔

مثلاً موجودہ دور میں کسی جامع شرائط مذکورہ پیر سے آپ مرید ہو گئے آپ کا وہ پیر کی جامع شرائط پیر کا خلیفہ بنے اور وہ بھی کسی جامع شرائط پیر کا خلیفہ ہے یہاں تک کہ سلسلہ برابر متصل ہوتا ہوا حضرت سیدنا شیخ لجن والانس ٹوٹ صدیقی محبوب سبحانی سید شاہ شیخ عبدالقدور جیلانی قدس سرہ العزیز تک پہنچتا ہے۔ اب تسلسل کے ساتھ اس شیخ ایصال کے پائے جانے کے بعد اس لجن ایصال کے ذریعہ سے وہ فیضان نبوت سلسلہ بہ سلسلہ مرید برابر پاتا رہے گا۔ میں اور بھی واضح طریقہ سے عرض کر دوں مثلاً سیدنا اکرمیم استاذی انعم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ یاسیدی الکریم استاذی النعم محمد مجیب اشرف صاحب قدس حضرتات کے علاوہ دیگر علماء جو حضرت سیدنا شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ شیریشہ اہلسنت حضرت مولانا شمس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جنہیں شرف خلافت حاصل ہے ان حضرات نے حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیریشہ اہلسنت جیسا جامع شرائط پیر سے شرف خلافت حاصل کر لیا۔ اب ان دونوں پیر و مرید کا اتصال نہایت مفید طریقہ سے ہو گیا اور حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا اتصال اپنے شیخ سیدنا سید شاہ احمد نوری، ربردی و قدس سرہ العزیز اپنے والد ماجد سیدنا اعلیٰ حضرت امام ہمدرد خاں فاضل بریلوی قدس سرہ سے ہو گیا۔

اب اسی سلسلہ میں دور جانے کی ضرورت نہیں، صرف ایک ہی واسطے سے مجدد وقت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کا دامن ہاتھ آ گیا۔ مجدد خود قطب الرشاد ہوتا ہے ان حضرات نے صرف ایک واسطے سے پیر کامل شیخ ایصال کو پایا۔ اب ان حضرات کو فیض اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے پیر سے ان کو اس سلسلے سے یعنی مثلاً ربرہ مصبرہ سے فیض ملتا رہے گا۔

ایسے ہی وہ حضرات جو امیر الخطبات شیخ المتکلمین حضرت محدث اعظم ہند کچھو چھو قدس سرہ سے حلافت حاصل کر کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد وہ پیر و اصل شیخ ایصال کے کا دامن کر مل جاتا ہے یہاں تک کہ حضرت سیدنا تارک اسطنت مخدوم سمنانی سید شاہ مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ العزیز کا دامن رحمت ہاتھ آ گیا چونکہ حضور سیدنا محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد اس جامع شرائط پیر کے ذریعہ پیر کامل شیخ و اصل حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی قدس سرہ العزیز کے فیضان کا سلسلہ بربر جاری رہے گا جب مخدوم فیض کا سلسلہ جاری ہے تو ان کے ذریعہ سے آئے فیضان نبوت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا اس لیے جامع شرائط پیر کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہونے کے بعد کسی شیخ ایصال اور پیر کو پانا مقصود ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ پیری مریدی تبرکی ہے اس کو حقیقی بیعت سمجھنا اور اس سے ولایت کا دعویٰ کرنا اس کو مباحیت کہتے ہیں۔ عام طور پر اکثر پیر اپنی بیعت کے حقیقی سمجھ کر گمراہ ہوتے ہیں، اسی وجہ سے یہ لوگ وہ افکار اور معنومات جو خاص اویسائے کرم کے لیے ہیں، اختیار کرتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ ولی کا فعل قابل عمل نہیں ہے، اولیائے کرام میں بعض اولیائے کرام کے وہ فعال ہیں بلکہ

قوال ہیں اگر ان کو اختیار کیا جائے تو دارہ ایمان سے باہر ہو جائے۔ اب آپ حضرت مفتی علامہ محمد حسان صاحب قند کے فتوے کا وہ حصہ ملاحظہ فرمائیے کہ جسے آپ نے شیخ ایصال کی ذمہ داری کے سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے۔

وہ اگر مرید سلوک و حسان کا صاحب ہے، قرب نبی کے مدارج طے کرنا چاہتا ہے تو شیخ ایصال کو بیعت کرنے کے ضرورت ہوگی، شیخ ایصال کی ذمہ داری بہت بڑی ہے شیخ ایصال کے لیے بھی اپنی ذمہ داری کو بھاری چٹھیل طبع ضروری ہیں ان کے علاوہ چند اور ہیں جو سخت اور کٹھن ہیں (جو اپنی بیعت کو حقیقی بیعت سمجھنے والے خاص طور سے توجہ دیں) علیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”دوم شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ (چار اوپر بیان کی ہوئی شرطوں) کے ساتھ مفاسد نفس (یعنی نفس کو فتنہ و فساد میں ڈالنے والے مقامات) مکارند شیطان (یعنی شیطان کس کس طرح مکاری کرتا ہے فریب دیتا ہے۔ مصداق ہو، یعنی ہو، وہ کس سے کس کس جگہ شکار کیا جاتا ہے) سے وہ پیر آگاہ ہو (تاکہ اپنے مریدوں سے بچ سکے) دوسرے کی تربیت کا چارہ و توسل (مرید) پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر سے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں اس کو حل فرمائے۔ (مثلاً حضور سیدنا غوث اعظم و حضور سیدنا خواجہ مندوستان خواجہ غریب نواز و سیدنا خواجہ بسندہ نورانی و سیدنا حضور سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمٹانی و حضور سیدنا قطب راہنچر سید شاہ شمس المہسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ) یہ محض سادک یونہی مجذوب۔

عوارف شریعت میں فرمایا دونوں قبل پیری نہیں، اس لیے کہ اوں (یعنی سادک محض) خود ہنوز راہ میں ہیں اور دوسرے (یعنی زامجذوب) طریق تربیت سے ناقص بلکہ مجذوب سادک ہو یا سادک مجذوب اوں اولیٰ ہے۔

- مندرجہ مباحث کا حاصل یہ ہے کہ مرید بننے کے دو ہی مقصد ہوتے ہیں:
- [۱] بیعت کا سلسلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک متصل کر کے سلسلہ کی برکتیں حاصل کرے اور عوام کے لیے یہی بیعت جاری ہے۔ (اسی کو تہریکی بیعت کہتے ہیں اس کو حقیقی سمجھنا گمراہی ہے۔)
 - [۲] فلاح احسان قرب الہی کے لیے مجاہدہ کرنا، (یہ چیز عوام کا، رسوہ کے لیے نہیں ہے بلکہ خاص اولیائے کرم کے لیے ہے) (در اس میں مخصوص حضرات ہی داخل کیے جاتے ہیں۔ سی طرح پیر بننے کے لیے بھی دو صورتیں ہوتی ہیں:
- [۱] مریدوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک صحیح طور پر متصل کر کے مریدوں کو سلسلہ کی برکتیں پہنچانے کا ذریعہ بننا۔
 - [۲] فلاح احسان قرب الہی کے لیے مرید کی رہنمائی کرنا، بلاکت سے بچانا۔

ہر دو صورت میں ان شرطوں کے بغیر چارہ نہیں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں۔ مجذوب محض اس بحث سے خارج ہے۔ اگر یہ شرائط نہیں دیکھے جاتے ہیں اور ان کالی ظہنیں رکھا جاتا ہے تو پیر اور مرید دونوں کے دونوں پیری مریدی کے مقاصد سے دور ہیں۔ اور وہ پیری مریدی جو ان مقاصد کے خلاف ہے صرف دنیوی اغراض فاسدہ کے لیے ہوگی اس سے بھوے بھالے انسان کو اغوا کیا جائے گا اور اس ذہن سے پیر صاحب بہر حال قبل تقلید و احترام میں ہوا خواہی و نا عاقبت اندیشی میں دین و دنیا میں

فقد وفساد ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی چیزیں خریدیں اور اس کی اصل برہان دہیں۔

خلاف بیسبر کے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جو راہ بھی کوئی اختیار کرے گا وہ منزل کو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا۔ جس میں یہ خطرات ہیں کہ آخرت میں نجات نصیب ہی نہ ہو، العیاذ باللہ تعالیٰ۔

جس کو ساری صورت میں عوام کو اس پر فتنہ زمانہ میں پہنچنے بچانے کے لیے یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی دیوبندی رافضی، قادیانی وغیرہ بد مذہب بد دین پیروں سے آگ کی طرح دور رہیں اور ایسے ہی متحج جو ولایت کے دعویدار ہیں اور بیعت کو حقیقی سمجھ رہے ہیں جو اباحت فی لدین کے بد میں گرفتار ہیں۔ جیسے خاص ریشم کے کپڑے پہننا، حرام میر کا سننا، وغیرہ، شریعت میں حرام اس کو مباح جاننے والے یعنی فرقہ مباحت کی مریدی سے آگ کی طرح بچیں اور وہ سنی خوف حق معلن ہے ان سے بھی بیعت نہ کرے۔

بیعت کی دو قسمیں ہیں

بیعت سے متعلق مذکورہ بالا صورتوں سے ذکر کرنے کے بعد ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بیعت کے بارے میں ایک بار پھر تفصیلی بحث کریں۔ بیعت کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم کی بیعت ارادت کی ہے یعنی حقیقی بیعت یہ خاص ولیاء کرام کے لیے آئی۔ بیعت ارادت اور اس کے عمل و اذکار کے لیے اصحاب طریقت کے نزدیک بالاجماع پیروصلوں کامل کی اجازت اور اسکی رہبری شرط ہے۔ (شمس العقائد)

مکتوبات حضرت یحییٰ منیری مخدوم بہار رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۶ میں آیا ہے بیعت ارادت کا استحقاق درجہ زد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (بحوالہ شمس العقائد)

زہد اصحاب طریقت کے پاس ایک درجہ ہے جس کا نفس نفس امارہ اور مدسہ سے پاک ہو۔ (یعنی اس کا نفس خواہشات نفسانی مادہ ثبوتی، فحور و زنا، ہم سے پاک ہو۔) تب وہ کسی پیر کامل ولی واصل کی نگرانی میں ساری ارادت کا ریاضات و مجاہدات اور اعمال شاقہ کا خود پر اصرار کر لینے کے بعد اس کا نفس نفس مطمئن بن جاتا ہے تمام عداوت سے پاک ہو کر اپنے رب کا قرب حاصل کرنا ہے، جیسا کہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنا دیکر اویسائے کرام کا درجہ زہد پر فائز حضرات کو مرید فرماتا اسی قبیل سے ہے۔ وہ اس منزل پر فائز ہونے کے بعد فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ حضرات اس درجہ پر فائز ہو کر اولیائے کرام کی دعوت کے لیے مازون ہوتے ہیں اور انہیں مکتوبی قدرت دی جاتی ہے۔ اور وہ ہر برات امر میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (الفتح اربانی شرح فتح الغیب بحوالہ شمس العقائد)

جیسا کہ فتاویٰ افریقہ میں اعلیٰ حضرت مجددات ماضیہ سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فیض بریلوی قدس سرہ العزیز

ارشاد فرماتے ہیں:

بیعت رضویہ ہے جو اپنے ارادہ و اختیار سے بالکل متحد ہو کر اپنے آپ کو شیخ و ہادی اور مرشد برحق و اصل برحق (یعنی اہل کامل کے ہاتھ میں بالکل سپرد کر دے اسے بالکلیہ طور پر شیخ کو اپنا عالم اور مالک و آقا مختار جانے اس کے پسینے پر راہ سوک ملے کرے جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی و خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی و حضرت سید شاہ شمس سالم حسینی قطب راہپور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دست ہائے مقدسہ پر بیعت کرنے والے حضرات) اس کے حکم کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے اگرچہ اس کے درمیان اس کے بعض احکام یا اس کے کچھ کام میں اس کے نزدیک صحیح نہ معلوم ہوں اپنے شیخ پر طعن نہ کرے بلکہ اپنی صلاحیت اور سمجھ کا قصور جانے۔ (اس پر آج کا کوئی پیر دلیل نہ بنائے کہ ہمارا حکم مانو چاہے تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ساری عمر خلاف شریع امور میں گزار دی دے اور مریدوں پر دھونس جمائے کہ تم ہمارے ہاتھوں پر یک گئے ہو اگرچہ ہمارے احکام تمہاری سمجھ میں نہ آئیں اس میں تمہاری سمجھ کا قصور ہے۔ وغیرہ وغیرہ)

یہ جو فرمایا گیا ہے کہ اپنے شیخ پر طعن نہ کرے بلکہ اپنی صلاحیت اور سمجھ کا قصور جانے یہ صرف ولی کامل پیر و اصل کے بارے میں حکم ہے۔ ذرا برابر اس کی بات پر اعتراض نہ کرے اور اپنی ہر مشکل شیخ پر پیش کرے یعنی اس کے ہاتھ میں مسرودہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ (جیسے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے خفائے کرام اپنے شیخ کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ تھے۔ ایسے ہی ہر پیر و اصل دلی کامل کے مریدین اپنے پیر کے ہاتھ پر مردہ بدست ہو کر زندہ رہے) یہی بیعت، بیعت ارادت اور بیعت سالکین ہے اور یہی بیعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے لی جب کہ حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

ہایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع والطاعت فی العسر والیسر: یعنی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہم ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم مانیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چوں و چاند نہ کریں گے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم میں مجال انکار نہیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

گر چہ از حقوم عبد اللہ بود

اور یہی بیعت ہر پیر و اصل دلی کامل نے اپنے مریدین سے لی۔

پیر کے لیے شریعت اصل ہے

سید السادات قطب الارشاد حضرت سیدنا شاہ اکبر حسینی قدس سرہ خف اکبر حضرت خواجہ دکن خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

قدس سرہ فرماتے ہیں:

ہاتھ کسی ایسے مرد کا مل (ولی واصل) اور شیخ مقتدی کے ہاتھ میں نہ ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں حصہ نہ لے ہو اور شہود جن کا مشہدہ (یعنی معرفت الہی) سوائے من سائے کرتا ہو اور دعوت کے لیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرے اور اپنے شیخ کی طرف ماذون نہ ہو اس وقت تک ان مقامات عالیہ اور درجات متعالیہ وصولی نہیں ہو سکتی۔ ثانی بیان اور یہ ثانی شرح کے سوا اصل نہیں ہو سکتا۔

جان لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوام و خواص کی طرف مبعوث تھے اور شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے تھی۔ صریحت خواص کے لیے، اور حقیقت جو طریقت کی میراث ہے جو طریقت پر عمل کیا وہ حقیقت پر پہنچا۔ پس مرتبہ دوسری شریعت عوام کی پر رہیں اور اسی پر قناعت کریں وہ اس سے ہرگز ہرگز نہ گزریں۔ ان کو خود ہی مطلوب ہے اس سے دوزخ سے نجات، جنت میں دخول قطعاً یقیناً حاصل ہے۔ عوام کی کامیابی یہی ہے اس سے نہیں گزریں اگر وہ شریعت کے عہد کو پورا کریں تو یہی ہے کہ یہ بہت ہے مگر وہ مدعو بہ شریعت ہیں اس کے بعد مدعو بہ طریقت ہیں (شمس العقائد)

پیسروں کو تنبیہ

پیر حضرت اب تک کی مذکورہ بحث جو مضبوط حوالے جات سے جکڑی ہوئی ہے اس کو پڑھنے کے بعد سمجھ گئے ہوں کہ شریعت سے علیحدہ ہو کر طریقت کا دعویٰ محض شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں، شیطانی فریب کا شکار ہو کر جاہل پیر اپنے آپ کو اور اپنے پیروں کو ولی اور اپنی پیری مریدی کو حقیقی بیعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ پیر بننے کے بعد شریعت کا استہزاء اور سخت و مضبوط ہو جاتا ہے اس لیے جو کہ اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے، مریدین کو شریعت پر چلانا اور گنہوں سے بچنے کی تلقین کرنا یہ اس کی اہم ذمہ داری ہے۔ جب پیر ہی بے علم و بے عمل ہو گا، دلیائے کرام کی نقد میں پہنچنے پہنچانے اور حقیقت و معرفت کے دعوے کے ساتھ پیسروں مریدین کا بازار گرم کرنا صرف شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں۔ چونکہ ان پیروں کی حرکتیں اور کثرت ایسے ہیں جن پر شریعت کی گرفت ہے اس لیے وہ ۱۴۰۰ سے دور بھی گئے ہیں اور اپنے مریدین کو علماء سے بدظن کراتے ہیں کہ یہ عالم لوگ صرف غلام پرانے لگانے والے حقیقت و معرفت کو کیا جانیں ہم طریقت والے ہیں اور وہ اہل شریعت دونوں کے راستے الگ۔ وہ صرف ظاہر پرانے لگائیں اور ہمت و دل کے جاننے والے ہیں لہذا ائمہ علماء کی بات پر دھیان نہ دو، صرف ہمارے کہنے پر عمل کرو وغیرہ۔

ایسے پیر اچھی طرح جان لیں کہ شریعت کو طریقت کی ضرورت نہیں ہے اور طریقت کو ہر وقت شریعت کی ضرورت ہے اگر کوئی شریعت سے گرجائے گا وہ شیطان کا آلہ کار بن جائے گا۔ پیری مریدی آئی اسی لیے ہے کہ پیر اپنے مریدین کو گناہوں سے بچائے اور اس کی شریعت کے مطابق صحیح رہبری کرے اور خود بھی باعمل ہو اور مریدین کو بھی شریعت پر چلائے۔ میں نے لکھا ہے کہ اب کو مرشد کی احتیاج نہیں اسے فقہائے کرام نے جو خبر دی ہے وہی کافی اسی پر عمل پیرا ہے اگر وہ نہ کہے درجہ پہنچے تو اسے لازم و ضروری ہے کہ وہ ولی کامل صاحب بصیرت سے دریافت کر کے زہد کے کام میں مشغول ہو جائے اس لیے فقہ

قدس سرہ: شہدائے حق:

ما تھ کسی سے سروکار (وہی اصل)۔ شیخ مقتدی کے ہاتھ میں نہ ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ظاہر اور باطن میں
و جزاء اور شہود جس کا مشاہدہ (یعنی معرفت الہی) ساتھ میں ساتھ کرتا ہو اور دعوت کے لیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ
و جہہ اکرم اور اپنے شیخ کی طرف ماذون نہ ہو اس وقت تک ان مقامات عالیہ و درجات متعالیہ کی وصولی ہو گئی ہو سکتی ہے اور
شافی بات وہ یہ شافی شرح کے موصل نہیں ہو سکتا۔

جہاں کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عوام و خواص کی طرف مبعوث تھے اور شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے لاہ اور
طریقہ خواص کے لیے درحقیقت جو طریقہ کی میراث ہے جو طریقہ پر عمل کیا وہ حقیقت پر پہنچا۔ پس مرتبہ اول شریعت سب
عوام اسی پر رہیں اور اسی پر قیامت کریں وہ اس سے ہرگز برگزیدہ نہ گزریں۔ ان کو خود ہی مطلوب ہے کہ سے دوزخ سے نجات اور
جنت میں دخول قطعیٰ حاصل ہے۔ عوام کی کامیابی یہی ہے اس سے نہیں گزریں اگر وہ شریعت کے عہد کو پورا کریں تو یقیناً
کے لیے بہت ہے مگر وہ عوام شریعت ہیں اس کے بعد عوامہ طریقہ ہیں (شمس الحقاہد)

پیسروں کو تنبیہ

پیر حضرت اب تک کی مذکورہ بحث جو مضبوط حوالے جات سے جکڑی ہوئی ہے، اس کو پڑھنے کے بعد سمجھ گئے ہوں گے۔
شریعت سے عیسیدہ ہو کر صریقت کا دعویٰ محض شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں، شیطانی فریب کا شکار ہو کر جاہل ویر پہنے آپ کوئی
دور اپنے پیر کو دی اور اپنی پیروی کو حقیقی بیعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ پیر بننے کے بعد شریعت کا استزمام اور سخت و مضبوط ہو جاتا ہے۔
اس سے ویر کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری ہے، مریدین کو شریعت پر چلانا اور گناہوں سے بچنے کی تلقین کرنا یہ اس کی اہم ذمہ داری
ہے۔ جب پیری ہے تم وہ عمل ہو گا اولیائے کرام کی نقای میں پہنچنے پہنچنے اور حقیقت و معرفت کے دعوے کے ساتھ پیروی
مریدی کا باز رگرم کرنا صرف شیطانی فریب کے سوا کچھ نہیں۔ چونکہ ان پیروں کی حرکتیں اور کروت ایسے ہیں جن پر شریعت کی
حکومت ہے اس لیے وہ علماء سے دور بھاگتے ہیں اور اپنے مریدین کو علماء سے بدظن کراتے ہیں کہ یہ عالم لوگ صرف ظلم پر نڈی
لگانے والے حقیقت و معرفت کو کلیہ جانی ہم طریقت والے ہیں اور وہ اہل شریعت دونوں کے راستے الگ۔ وہ صرف ظاہر پر نڈی
لگائیں اور ہم تو دل کے جاننے والے ہیں لہذا اتم علماء کی بات پر دھیان نہ دو، صرف ہمارے کہنے پر عکس کرو وغیرہ۔

لگائیں اور ہم تو دل کے جانے والے ہیں لہذا ہم علماء کی بات پر یقین نہ کر سکتے ہیں۔
ایسے پیر اچھی طرح جان لیں کہ شریعت کو طریقت کی ضرورت نہیں ہے اور طریقت کو ہر وقت شریعت کی ضرورت ہے
اگر کوئی شریعت سے گر جائے گا وہ شیطان کا آلہ کار بن جائے گا۔ پیری مریدی آئی اسی لیے ہے کہ پیر اپنے مریدین کو گنہگار
سے بچائے اور اس کی شریعت کے مطابق صحیح رہبری کرے اور خود بھی باطل ہو اور مریدین کو بھی شریعت پر چلائے۔ عین العدل
میں ہے کہ عابد کو مرشد کی احتیاج نہیں اسے فقہائے کرام نے جو خبر دی ہے وہی کافی سی پر عمل پیرا رہے۔ گروہ زہد کے درجہ
پہنچنے تو اسے لازم و ضروری ہے کہ وہ ولی کامل صاحب بصیرت سے دریافت کر کے زہد کے کام میں مشغول ہو جائے اس لیے کہ فقہ

ہرگز نہ کرے (یعنی جو ذرا فکر جو غلط فہم وں کامل و پیر و صل جیسے حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ بند نواز مسعود رزوی رحمہ اللہ) جن بغیر علم فقہ و حدیث کے نہ ہرگز نہ کرے (یعنی جو ذرا فکر جو غلط فہم وں کامل و پیر و صل جیسے حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ بند نواز مسعود رزوی رحمہ اللہ) شرف جہاںگیر سمنانی و عبد واحد بلگرامی و شرف الدین مینی مینی سید شاہ شمس مہر سینی رحمۃ اللہ علیہم نے جو معمولات اور ذکر و قہ و غلط فہم کیے ہیں ہرگز نہ کرے) اس سے وہ شیطان کے سر و فریب کا شکار ہو کر وہ کافر یا دیوانہ یا کسی مرضِ مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ (یعنی معافی شامل تھی بکوالہ شمس عقائد)

اس کا تورات و دن کا مشہدہ کہ یہی سننے میں آتا ہے کہ فرار پیر صاحب اپنے پیر کے بتائے پرہیزگاری کے تھے پاگل ہو گئے یا خودکشی کر لیے، معاذ اللہ کلمات کفر تک جتنے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی سے جانتا ہے کہ وہ وہ غلط فہم معمولات میں اولیائے کرام کی نقیصہ نہ کرے تھوڑے عمل میں اپنے آپ کو بہت جتنے جتنے اسی وقت شیطان اس کے دل و دماغ پر حاوی ہو جاتا ہے اور روایت کا دعویٰ کر دیتا ہے اس طرح سے اس کو بدعتیہ و کافر بنا کر ہمارے گرد و پیش لگا دیتا ہے۔

اندازہ لگائیے، انہیں اذکار و غنائ کی منزل میں شیطان بڑے بڑے دیوانے کرام و دھوکے دینے والی کوشش کی ہند۔ یہاں تک بھی آیا ہے بڑے بڑے راہ سلوک طے کرنے والے ایسے کرام پر چار قصہ جم کر روایت چھین لیا۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ النجاشی و ماس غوث صمدانی محبوب سبحانی غوثِ اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ و بھی بہکانے کی کوشش کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم و بخشش و فضل و احسان سے اس سخت منزل سے آسانی سے گزر گئے۔ اور شیطان کو ذلیل و خوار کر دیا لیکن سب پیروں کی حالت ملاحظہ کیجئے:

ہرگز نہ کرے تو تم نے نہیں اور رات دن ان کے مریدیں اپنے پیچ کو آسمان پر اڑانے کے لیے عوام مسیحین خواجہ خواجہ کرامتوں کو گڑھ شریعہ کر دیا اور لوگ زیادہ سے زیادہ گمراہ ہوئے گئے۔ خبردار! رات کا دعویٰ اور ویسوں کے اذکار ہرگز نہ کریں۔ ورنہ شیطان ذلیل و خوار کر دے گا ورنہ عذابِ آخرت میں الگ گرفتار ہوں گے۔ سیدی والدی مرشدی حضرت مولانا شاہ چندا حسین صاحب قبیلہ صوفی شرفی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ شمس راچنور ارشد فرماتے ہیں:

تھوڑے کتب میں وہی چیز عوام کے لیے ہے جن میں اسامی سنی عقائد و خلاق و اعمال بیان کیے گئے ہیں ان کے سوائے جو تصوف کی کتب میں آیا ہے اس سے ہم عوام کو کوئی تعلق نہیں ہے کہ وہ علم و ریت ہے اس میں جانے سے سب حیلے نے مباحث اختیار کر کے اومانی ولایت اختیار کیے ہیں۔

ولی بستان عوام کا کام نہیں

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ عوام بلکہ عام و خاص طور پر یہ حضرت برحق کو ولی بنانے میں درگزر کرتے ہیں۔ مسیحین عقائد و نظریات ہیں۔ وہ اچھی طرح سے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وہ بنانا یا نہ بنانا کسی عوامی بلکہ عام کا کام نہیں ہے۔

ولی کو بچپن کے لیے اسی معیار کا وہ شخص جو ولی کامل ہو، اور مدنی معیار کو طے کر لیں ہو وہ اس کے مقابلہ میں بچپن کا جب اللہ تعالیٰ نے فتنے سے کسی کو ولایت عطا ہوئی تو وہ اپنی ولایت اور منصب کو عوام سے اس قدر پوشیدہ رکھتا ہے کہ کوئی اس کو نہ پہچانے وہ اپنے منصب کو چھپانے کے لیے عوام سے دور جنگل و بیابان میں قدم رکھتا ہے۔ ولی کو حکم بھی یہی ہے کہ وہ اپنی کمزوری چھپائے، تب اللہ تبارک و تعالیٰ مخلوق کے تقویٰ کو ن کی طرف پھیر دیتا ہے وہ مخلوق کی مرکز توجہ بن جاتے ہیں

دوسرا فتنہ

گذشتہ صدی اور اس سے پہلے سے وہ فتنے اٹھائے گئے ایک فتنہ ولایت کے انکار کا ہے جیسے وہابیہ و ہندو وغیرہ کا فتنہ اور دوسرا فتنہ خود کو ولی کہلو کر یا کسی نا اہل یا کسی غیر ولی کو ولی کہنا، جہاں ولایت کے انکار کا فتنہ سخت ہے وہیں غیروں کو ولی کہنے کا فتنہ کم نہیں ہے اس فتنہ سے آبادی کی آبادی بھری پڑی ہے۔ غیر ولی کو ولی کہنے والوں سے یہاں تک کسی خلاف شرع چیزوں کی ولایت کے ڈنکے بجنے لگے اور ان کے مرنے کے بعد ان کے عرس بھی ہونے لگے۔ یہ درکھیے، ولایت کا عطا کرنا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کام ہے۔ مخلوق کا نہیں، اور ولایت کا پہنچنا تو خاص کام ہے عوام کا نہیں۔ یہاں تک کہ علمائے رسوم کا کام نہیں کہ ولایت کو پہنچائیں۔ ورنہ غیر ولی کو ولی کہہ کر عتاب خداوندی کا شکار ہوں گے۔ ہر کسی کو مرنے کے بعد اس کا جواب دینا ہوگا۔ ہر پیر کے لیے ضروری ہے کہ ولایت کے دعوے سے گریز کرے، مذکورہ چار شرطوں کا حامل ہو، اور شریعت مصطفویٰ پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اپنے مریدین کی صحیح رہنمائی کرے، ورنہ عذاب خداوندی کا انتقام کرے۔

موجودہ دور میں

ہر پیر مرشد کو مجدد و امامت ماضیہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصنیفات جو فقہ اور عقائد پر مشتمل ہیں ان کا جاننا اور سمجھنا اور ان کی تصنیفات کے ذریعہ سے اپنے مریدوں کی رہنمائی کرنا ضروری ہے، یاد رکھیے کہ گذشتہ صدی سے دو عظیم فتنے اٹھائے گئے ہیں طریقت کے نام پر فرقہ مبہیہ نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں (یعنی غیر ولی کو ولی کہنے والا فرقہ اور اس کے ساتھ شریعت میں حرام کردہ چیزوں کو مباح جاننے والا فرقہ جیسے ریشم کا کپڑا، اور مزار امیر اور بہت ساری چیزیں یہاں تک کہ فرائض و وجہات کو ترک بلکہ غیر ضروری کہنے والا فرقہ) اور شریعت کے نام پر علمائے سوء جیسے وہابی، دیوبندی، و ستادینی، مودودی، تبلیغی، وغیرہ فرق باطلہ نے اپنا جال بھیلایا۔ اس لیے صحیح اسلامی عقائد سے واقفیت حاصل کرنا ہر پیر کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے برابر وہ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا کی تصنیفات سمجھے اور اس پر عمل پیرا رہے۔

میں خاص طور سے اپنے بھائیوں اور اولاد کو اور ہر خاندان کے ہر فرد کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خاندان والے سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتب کے بعد میرے والد ماجد حضرت سید شاہ چند حسین صوفی اشرفی سجادہ نشین تھانہ قاسمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ برابر جاری رکھیں اس لیے کہ حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ نے دکن کے اندر ساٹھ سال سے

زیادہ عرصہ تک اپنا خون جگر بہا کر وہاں کے مشائخ اور علماء بہانے و اوس کی جانب سے صرف مسلک اہل حضرت کی حمایت کی پاداش میں ہزاروں مصائب و آں کو برداشت کر کے اسد م و سنیت کا علم بند کیا اور شریعت و طریقت کی حفاظت میں خود کو فوج سردیا کے جذبات، احساسات انگلی کتبوں کے ذریعہ سے ظاہر ہیں۔

بیعت کی دوسری قسم

بیعت تبرکی ہے جسے اکی درکی بیعت بھی کہتے ہیں جو عوام اہلسنت و عہدہ، وغیرہ کے لیے آئی ہے۔ عوام ہنسنت و عہدہ اور یہ جامع شرائط صرف حیر القصار ہیں۔ حیر القصار نہیں۔ (یعنی اویسئے کرام نہیں) لہذا انہیں بیعت و ارادت میں کسی کو لینے کی جازت نہیں ہے اور نہ اس کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ اہل حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں فضل بریلوی قدس سرہ فقاوی فریقہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بیعت برکت کہ صرف برکت کے لیے داخل سلسلہ ہو جائے۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض و فساد کے لیے ہوتی ہے اس بیعت کے لیے شیخ تصاص شرائط اربع کا جامع ہو بیکار یہ بیعت بھی نہیں مفید و نہ بہت مفید دنیا و آخرت میں بکار آمد ہے محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان سے متصل ہو جانا فی نفسہ سعادت ہے۔

پیر کو کن صفات کا حامل ہونا چاہیے

پیر بننے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ پہلے اپنے نفس کا محاسبہ کریں۔ پیر کس مسلمان کو بننا چاہیے۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، اس کا اقتباس ہدیہ ناظرین ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- (۱) ایمان (۲) ورع (۳) تقویٰ (۴) حلم (۵) سنتوں پر عمل (۶) ترک ریافتفاق (۷) گناہوں سے ہر وقت توبہ
- (۸) احسانات ربانی کا ہر وقت شکر ادا کرنا (۹) عہد کو پورا کرنا (۱۰) ترک شہوت (۱۱) مصائب پر صبر بردہنا (۱۲) قضائے ربانی سے راضی رہنا (۱۳) تواضع و فروتنی اختیار کرنا (۱۴) بزرگوں کی توقیر (۱۵) چھوٹوں پر رحم (۱۶) چندار اور گھمنڈ کو ترک کرنا۔
- (۱۷) حسد اور کینہ کو ترک کرنا (۱۸) اور غضب کو ترک کرنا (۱۹) زبان کا ہر وقت ذکر رہنا (۲۰) تلاوت قرآن مجید کرتے رہنا
- (۲۱) حضور نبی کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھتے رہنا (۲۲) استغفار کرنا (۲۳) لہو و لعب و دنیا پرستی سے دور رہنا
- (۲۴) حسی و حکی طہارت کرنا (۲۵) فرض و واجبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرنا (۲۶) ہر فرض ہر واجب کی ادائے گی کے ساتھ
- حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرنا (۲۷) زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کرنا (۲۸) صدقہ دینا (۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا رہنا (۳۰) معمولات اہلسنت کا پابند رہنا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیر کے اندر مذکورہ باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ (شفاء العلیل)

فرقہ مباحیہ کی تعریف

فرقہ مباحیہ کی تعریف کرنے سے پہلے ہم آپ سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مسلمانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے دو گروہ معصوم ہوئے۔ ایک گروہ کا نام عمامے شریعت ہے جنہیں عمامے ظہور بھی سنت ہیں۔ شریعت و اہلسنت کے دعوے کے ساتھ جو بھی گمراہ فرقہ عالم وجود میں آیا، اس کے عقائد باطلہ سے عوام کو آگاہ کرنا، ایمان کی حفاظت و صیانت کرنا ان حضرات کی فہم دہی ہے۔ جیسے پچھلے دور میں شریعت کے دعوے کے ساتھ حنبلت و شافعی فتنہ اٹھا۔ عمامے اس کا رد و ابطال کیا۔ پھر خوارج اور معتزلہ کے فتنے جگائے گئے۔ عمامہ کرام نے سیکڑوں کتابیں لکھ کر اس کا رد و ابطال کیا۔ ایسے ہی گذشتہ صدی میں وہابیت، نجدیت و صلح کلیت و نیچریت و مودودیت، تبلیغیت کے فتنے اٹھے۔ عمامہ اہلسنت برابر اب تک اسکے رد و ابطال میں مصروف ہیں۔ ایسے ہی حریقت کے نام پر ہر دور میں فتنے اٹھائے گئے، اصحاب طریقت نے اس فرقہ کا رد و ابطال کیا جو فرقہ صدیوں جوشتر طریقت کے نام پر اہل سنت کے دعوے کے ساتھ مودودیت میں آیا۔ اس فرقہ کو فرقہ مباحیہ کہتے ہیں۔

آج کل عمامے شریعت بہت سارے ایسے ہیں جس کو جانتے بھی نہیں۔ میں بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں سیدی والدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سینکڑوں کتب کے ذریعہ دونوں فرقوں کا رد و ابطال کیا۔ خاص طور سے فرقہ مباحیہ کے رد و ابطال کا سہرا موجودہ دور میں حضرت سیدی والدی مرشدی حضرت علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حمید راہچور رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے آپ کی کتاب مرآۃ مباحیت سے فرقہ مباحیہ کی تعریف میں اقتباس ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں، ملاحظہ فرمائیے:

سوال:- مباحی کس فرقہ کو کہتے ہیں؟

جواب:- مباحیہ اس فرقے کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو سنی سمجھتے ہوئے اپنی مریدی و خلافت کو ارادت بیعت و خلافت کہتے ہیں (یعنی اولیائے کرام کی بیعت و خلافت سمجھتے ہیں) اور اپنے اس باطل عقیدے اور جہل مرکب سے ولایت کے دعوے کے ساتھ اولیاء و اصحاب کے دو گروہ اور طہان آخرت کے چار گروہ کی باطل مشابہت کرتے ہیں۔ (لفظ اشرفی۔ نفحات الانس)

سوال:- اولیائے و اصحاب کے دو گروہ اور طہان آخرت کے چار گروہ کون کون سے ہیں؟

جواب:- اولیائے و اصحاب کے دو گروہ میں سے ایک گروہ ان شیوخ کاملین کا ہے جو ولایت کے درجہ پر پہنچنے کے بعد اپنے پیرو اصل ولی کامل کی اجازت و خلافت سے سلوک کی تربیت کرنے اور زہد کی ریاضتوں میں سالک کو اپنی نگرانی اور رہبری میں رکھنے پر مجاؤ اور ماذون ہیں۔ (جیسے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ، اپنے پیرو اصل ولی کامل حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کی جناب سے اور قطب راہچور حضرت سید شاہ شمس عالم قدس سرہ اپنے پیرو اصل ولی کامل

پنے و مدد حضرت سید شاہ چندا حسینی قدس سرہ قطب گون شریف التونی سے ۸۳۳ھ کی سرکار سے مجاز اور مازون تھے) ویسے مسین کا دوسرا گروہ ادیانے کرام کا ہے جو روایت کے مرتبہ پر پہنچنے کے بعد ایسے مست و بے خود ہوئے کہ انہیں دنیا و مافیہ کا حس نہ رہا اور اس کی تمیز ان سے اٹھ گئی۔ اس جذب کی وجہ سے اللہ و رسول جل جلالہ نے مخلوق کی دعوت پر مامور نہیں کیا۔ (جیسے حضرت موسیٰ سہاگ اور حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ، ان اولیا کو مجذوب کہتے ہیں۔)

حالبان آخرت کے چار گروہ میں سے ایک گروہ عبد کا ہے۔ عابد وہ حضرات ہیں جو فرائض و واجبات و رموکدات کو ان کے وقت پر کامل طور پر ادا کرنے کے بعد ان عبادات میں جو نقص ملے ہیں جیسے مستحب و غل و تہجد و اشراق و تسبیح اور درود و تہجد و تہجد میں ایسے مشغول رہتے ہیں کہ ان کا کوئی لمحہ ان عبادات سے خالی نہیں جاتا (عابد کو بیعت ارادت کی حاجت نہیں ہے یعنی وہ بیعت ارادت پر مکلف نہیں ہے۔ اگر وہ بھی عابد کے درجے پر پہنچے تو سے بیعت ارادت میں ممانہ ضروری ہے یعنی زہد بیعت و ارادت پر مکلف ہے۔) (عین المعانی ص ۲۳۸)

جیسا کہ حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ خف کبر حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کتاب العقائد کی دوسری فصل کے کتبوں سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: ”جان لے لے کہ رموں مقبول ملے تہذیب عوام (غیر زہاد) اور خواص (زہاد) دونوں کی طرف مبعوث تھے شریعت عوام و خواص دونوں کے لیے لے لے۔ پھر مرتبہ عوام یعنی غیر زہاد کا ہے ان سے یہی مطالبہ ہے اس سے دوزخ سے نجات و درجہ میں داخلہ قطعاً و یقیناً حاصل ہے عوام اگر شریعت کا حق ادا کریں تو ان کے لیے یہی بہت ہے سیکھ خواص عوام اولاً مدعو بہ شریعت ہیں پھر مدعو بہ طریقت۔ اس سے ثابت ہوا کہ عوام اہل سنت و جماعت بیعت ارادت پر مکلف نہیں ہے۔ اس حقیقت کے خلاف عوام کا اپنی بیعت کو ارادت کی بیعت جاننا مباحیت ہے اس باطل عقیدے اور جہل مرکب میں گرفتار کومباجی کہتے ہیں۔ (لطائف اشرفی لیلیہ چہارم)

مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے ملفوظات

اس باطل عقیدے کی وجہ سے مباحی اہلسنت و جماعت سے خارج و مبتدع ہیں۔ (از تبصرہ علی اصطلاحات اصفویہ ص ۱۲۶) حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ اسی لیے اہلسنت و جماعت میں سے موروٹی اور غیر موروٹی مشائخ بیعت ارادت کے مدعی نہیں ہیں کہ انہیں اس عامی کے ایمان سب کیے جانے کی سزا کا علم ہے جو اپنی بیعت کو ارادت کی بیعت جانتا ہے۔ (اشکال الانقیاد ص ۳۵)

حالبان آخرت کا دوسرا گروہ فقراء کا ہے وہ حضرات ہیں جنہوں نے آخرت کی طلب میں دنیاوی مال اور اس کے اسباب کو ترک کر دیا۔ فقراء کی اس حقیقت کو صوفیہ کرام نے ان اشارات میں بیان کیا ہے:

ن: سے فاقہ

ق: سے قناعت

کے یہ حیرت انگیز تصرف میں رہنا ضروری ہے اس لیے قرب کے درجات کے درجات کی اصولی کے لیے وسیلہ شرط ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے بچہ کے کی قوت سے آسمان اور آسمانیوں کی راہ چلنا چاہے تو وہ چل نہیں سکتا جب وہ شیطان کی مدد سے پہلے آسمان پر پہنچتا ہے تو دروازہ پر مقررہ دربان اس سے پوچھتا ہے کہ اے فلاں! تو کس وسیلہ سے آیا؟ اور پھر وہ کس، اصل بحق اور مامور بہ موت فتن (میں حضرت خوجہ بندہ نواز گیسو دراز، مجدد و اشرف جہانگیر سمنانی اور قطب راہچہ حضرت سید شاہ شمس مام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رہبری میں ملے کی۔ اگر اس کا مرشد شیخ ایسا دن کا نہیں ہے۔ (اگر وہ پیرو ایصال نہیں ہے صرف یہ اتصال ہے تو اس سے کہتا ہے کہ یہ دروازہ خود بخود آنے والے کے لیے نہیں کھولتے) (یعنی وہ شیطان یہاں تھرجم کیا جاتا ہے)

حضرت و مدی مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش عبارت حوالہ لیں جو اسے جات سے جکڑی ہوئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ مامور پر کثرت و بیشتر ہر کھل پیری و مریدی و خلافت تہ کی وائی وری و مجازی ہے۔ اس رسالہ کو میں نے حساس طور پر اپنے حوالہ دے لیے اور عمومی طور پر ہر سنی مسلمان صاحب فرست اور مسلک اہل حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیے گئے تھے اور ان حضرات سے گزارش ہے کہ میرے اس پیش کیے ہوئے مضمون سے متفق نہیں ہیں وہ مجھے — اٹھنے کے بجائے دلائل و براہین سے میری اس تالیف کا رد لکھیں اور مجھے آگاہ کریں بیکار اپنے مریدین اور معتقدین میں زبانی و لکھی ہر ناہی انسانیت کے خلاف ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد والہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین

برحمتہ یاربہم الراحمین: مورخہ ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۳ جون ۱۹۸۵ء

پاسان ملت علامہ نظامی علیہ الرحمہ بھی داغِ مفارقت دے گئے

اس دنیا کے کوئی میں ہر ایک کوئی ہونامی ہے، انہیں میں بعض انسان ایسے ہیں جن کے جانے کے بعد دنیا کو ہفت ل
تلفی نقصان ٹھان پڑتا ہے اس کی جگہ کا پر ہونا بظاہر محل معلوم ہوتا ہے۔ ایسے علماء اور نیک بندوں کا اس عالم فانی سے م
جاودانی کی طرف منتقل ہونا کہ جن کے وجود سے عالم مستفیض ہو رہا تھا، انکی موت عالم کی موت ہے، اسی سے کہا گیا، موت اللہ
موت اللہ یعنی ایسے عالم کی موت جس کی زندگی کا ہر پہلو اس دم و رسلانوں کی خدمات اور ان دکھ درد، فوج، بیہوشی،
آخرت کی بھلنیوں کے لئے وقف تھا جو خود کے لئے نہیں بلکہ قوم و مذہب و ملت کی حفاظت و مسلک کی حیانت کے لئے جیتا
دیکھے اللہ جانے کے بعد قوم و ملت کا ہر فرد سہیں بھر کر رہ جاتا ہے، جانے والا تو جچکا، اب اس جانے والے کی کس کس ان کو یاد
کے روئیں۔ ایسے انسانوں کو کہاں سے، ائیں، وہ انسان، پانے اور ”واپس آئے“ کی منزل دور بہت دور جا چکا، ہندوستان میں
انسانوں کی طویل فہرست ہے، لیکن جس عظیم الشان جامع اصناف شخصیت کا ذکر مقصود ہے وہ ذات ہے جس کو زمانہ پاسان ملت
خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب رحمہ اللہ آبادی کے نام سے یاد کرتا تھا۔

آہ اس عالم فانی سے وہ عالم با صفا چاہیہ جو مسلک اہل سنت کے لئے حیات نو کا ترجمان تھا۔ اس عالم کشمکش کے
وہ راج زندگی تھا وہ ہر صغیر کو نیم جاں کر کے چلا گیا، ایسا عام بے نفس کہ جس کا دل و دماغ علم و نگہی کے نور سے معمور تھا۔ اور وہ
فکر و فن کا صحیح گراںمایہ بھی تھا، وہ کہ جس کے دل و لب پر عشق و محبت رسول پناہ و واخکاف تھے، اور ساتھ ہی بزم ارباب دانش کا
راز دار بھی، وہ کہ جس کی نگاہ پر کیف میں حیا و رنجر میں سوز عشق تھا وہ مرد پاسبان کہ جس کا وجود باطل کے لئے وہ گرسخت، وہ کہ
جس کی لطافت طبع و نرم دنواز طرز تکلم اپنوں کے دل میں حلاوت گھونٹنے والا اور بد مذہب و باطل پرست جس کی گنگو میں مجسبی کی
چمک اور بادلوں کی گرج محسوس کریں، ایسی گھن گرج کہ دشمنان دیں وہ مذہب پر وعدہ برق بن کر لوٹ پڑے وہ کہ جو مسلک اہل
مذہب اہل سنت کی خاطر دنیوی مصلحت کے آگے کبھی بھی گمراہوں اور باطل پرستوں سے صلہ بھیکوں، وہابیوں، ویوہندہ یوں کے
سامنے سر نہ جھکایا وہ ایسا حق پسند و حق بیان کہ جس کی مثال زمانے میں نہیں جس کی انکساری میں شانِ خوراک کی پنہاں تھی نہ
تا جو رنطہ، و امیرا باء تھا، وہ جاں و شقاں کہ جس نے رکھوں دکھ سینوں میں اپنی خطابت سے عشق رسول علیہ السلام کی راہ
دولت سے بیز کر کے ساتھ خطابت کی دنیا میں ایسے بے متارفن کے ایسے جہ نقوشِ محبت سے کیا کرتے تھے خطبہ

وادیہ کے لئے اس عظیم خطیب وادیہ کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے الفاظ مثال بن گئے، وہ خطیب بے مثال کہ جس کی ہیبت قہر مجبور و پند میں زلزلہ پیدا کر دے، وہ بد مذہبوں اور باطل پرستوں کے لئے ایسا سخت کہ اشداء علی الکفار کی شان نمایاں اور ہنوں پر یہ نر کہ رحماء بینہم کی جھلک محسوس ہو، اگر کوئی اپنا ہم مسلک کسی وجہ سے روٹھ جائے وہ جب سامنے ہو جائے تو سکود کچ کر س طرح سترادیں کہ ان کے روئے درخشاں کو دیکھ کر دل سے رنجش و ناراضگی دور کرے اور وہ ان کی دلنواز مسکراہٹ سے دس میں محبت انبساط محسوس کرے وہ کہ جس کی سوج جہیں ہمیشہ اپنوں کے لئے اخلاص و وفا کی خاطر چمکتی رہتی تھی جس کو اہل سنت اپنے دل کی دھڑکن قرار دیں۔

وہ خطیب نادر اور موجود کہ جسکی ذات آئینہ دور حیات تھی جس کو اہل نظر و فکر و فن احترام کی نگاہ سے دیکھیں کہ جس نے مال و زر و شہرت سے ہمیشہ بے نیازی اختیار کی اس خاص صفت کی وجہ سے صاحب ثروت و شہرت جس کے گن گاتے تھے وہ ایسا خطیب لایٹنی کہ جس کے دم سے ہمیشہ باطل سرنگوں رہا۔ جس طرف وہ خطیب ہا کمال نکل پڑا فتنہ گردوں اور بد مذہبوں کی حسرتوں کو پامال کر دیا، وہ جس نے ہند میں اپنے وجود سے شمع ایمان و یقین کو فروزاں کیا، جس نے اپنی پرسوز تقریروں سے خطباء اسلام کو ہمیشہ کے لئے موضوع سخن دے گیا، نہ جانے کتنے علامہ اور مقرر و خطیب خود ان کی ذات کی طرف منسوب کر کے بلکہ ان کے اوصاف حمیدہ سے کچھ وصف حاصل کر کے زمانے میں ممتاز ہو گئے۔ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی الہ آبادی علیہ الرحمہ کی ذات کے اندر جو خوبیاں تھیں ان میں سے کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ حمد ان کی ذات پر بالکل طور پر صادق آتا ہے۔ "جامع الصفات اور تاریخ ساز شخصیت کے مالک تھے"۔

ہر عالم کے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوتی ہے کوئی تدریس میں ممتاز ہے تو کوئی تحریر میں تو کوئی میدان منظرہ میں شہرہ تو کوئی تفہیم و تدبیر و تقریر میں یتائے روزگار، کسی کے اندر قوی تنظیم کی حدیت ہے تو کسی کے اندر قوم کی گمراہیت و بد مذہبت سے بچانے کی صفت موجود، غرض کہ علماء اہل سنت کے اندر انفرادی طور پر جو خوبیاں تھیں، وہ تمام خوبیاں خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اندر موجود تھیں۔ خطابت میں انفرادیت کا یہ عالم تھا کہ برصغیر میں خطابت کو یک نوا موزونے والی تھا آپ کی ذات تھی، اپنے زور خطابت سے باطل کے رد و ابطال کے ساتھ اپنے مافی الضمیر اور اسلامی عقائد کو ایک عام انسان سے لے کر اونچی فکر و فنی و اعلیٰ رفیع و مرمو صاحب علم انسان کے دل و دماغ بھٹ کر عشق رسول ﷺ کو سینوں میں بھر دینا آپ کی خطابت کا معمولی کرشمہ تھا، نہ صرف ایسی جاوید بیانی کہ صرف جاوید بیانی ہی میں محو ہو کر رہ جائیں کہ اصل مدعا و مقصد غائب ہوں وہ جاوید بیانی ضرور تھے۔ ایسے جاوید بیانی کہ زمانہ ان کی مثال نہ لاسکے جن کی جاوید بیانی شعلہ افگنی بذریعہ خطابت ایسی کہ اپنے دور کے بڑے بڑے جاوید بیانی ان کے آگے گھٹے ٹیک دیں فصاحت و بلاغت کے، ہر فن فصاحت و بلاغت تشبیہ و استعارات میں اپنا نام تسخیم کرنے پر مجبور ہو جائیں نہ اتنے اونچے جاوید بیانی ہونے کے باوجود بی نوع آدم انصاف کی صحیح عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں عظمت سرور کو یمن سناتا ہے کہ جلوسے دکھانے کے ساتھ باطل پرستوں،

مہر مہر، بدایوں، مایوں، دیوبندیوں کا مسکت انداز میں رد و بدل ان کی خط بہت کا اصل مقصد تھا۔ وقت مہر مہر
 علی حضرت و معنوں، اہلسنت کا اثبات ہی کی خط بہت کا اصل مقصد تھا، جب وہ اپنی پوری شان خط بہت سے، جو
 سیکڑوں علماء و دانشوروں و مدبروں کی موجودگی میں، کھول کر دکھوا کر سامنے جلوہ گر ہوتے زمانہ یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ
 پر شان خط بہت و عظمت و اعلیٰ قربان، انصاحت و با غلت علامہ نقی کے حرز تنگم سے نکلنے کے لئے سب جھلسا، دسب سب
 مدبرین و ہرین علم تشبیہ و استعارہ و حدیث کریمین تشبیہ و استعارہ کے لحاظ علامہ نقی کی تقریر و تقریر سے جاری ہو سکتا
 محتاج خط بہت میں گھن گرج ہی کہ جیسے باد گرج رہے ہو باطل کا کچھ جن کی گھن گرج سے کانپ اٹھت ہے، اہل
 دیوبندیوں، بد مذہبوں کے بڑے بڑے خودری جو اپنی جماعت میں اپنے علم و فن کی مصنوعی دھڑک سے اپنا ہونا چاہتے
 لئے سخت جدوجہد میں مصروف رہنے والے جب علامہ نقی کے سامنے آئے تو ان کی ایک معمولی گرج سے ان سواروں و سپہ
 منہ کو آئے ستا تھا۔ زبان ایسے گنگ ہو جاتی تھی کہ جیسے منہ میں دی جی ہوئی ہے۔ یہ کانپنے لگتے تھے کہ جیسے شیر ہرے ہرے
 کھڑے کانپ رہے ہیں، منظر ایسا کہ وہاں دیوبندیوں، گرجوں کے بڑے بڑے منظر علامہ نقی کا نام نہ کر رہے
 کھڑے ہوتے تھے، جب کبھی ان کا نقی صاحب سے سامنہ ہو جاتا تو اس وقت اہل سنت ان منظر اعظم کے جوہر دیکھ
 کے، کت ہوتے تھے، آپکا وجود وہاں دیوبندیوں کے لئے ایسا بھی رہی پڑتا تھا کہ پوری جماعت وہابیت میں کر عہد ملکہ
 صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استدلالات کو توڑنا چاہے تو نہیں توڑ سکتی تھی ایسا معلوم ہوتا کہ خداوند قدوس نے علامہ نقی صاحب
 صرف منظر کے جوہر دکھانے کے لئے پیدا فرمایا ہے جس فن کے وہ جوہر دکھانے پر آتے تو یہی محسوس ہوتا تھا کہ اسی فن کے
 وہ پیدا ہوئے ہیں۔

تقریر ایسی کہ خاص احمدی عقائد و معنوںات اہل سنت و باطل پرست کے رد و بدل کو ادبی رنگ میں ڈھب ہے،
 علامہ نقی پہلے علامہ مشتاق احمد صاحب نقی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ ادب بھی اتنا اونچی کہ زمانے کے ماہرین عصر
 و ادب ان کی تحریر کو دیکھنے کے بعد اپنا است و تسیم کر لیں، ماہنامہ پاسان اور دیگران کی تالیفات و تصنیفات میں پھیلی ہوئی ہزاروں
 صفحات کی تحریریں اس بات کی گواہ ہیں کہ علم و ادب ان کی تحریروں پر ناز کرے، ان تصنیفات میں ”خون کے آنسو“ اس کی جیتی
 جاگتی تصویر ہے، جس کی ایک سطر پر آج تک وہابی، دیوبندی خون کے آنسو رو رہے ہیں، غرض کہ علامہ نقی صاحب کی ہر
 شخصیت کے چلنے سے ایک تاریخ مکمل ہو گئی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی تنظیمی صلاحیت سے سرزمین ہند کو ہار ڈیپ
 بنانے والی عظیم جامع شخصیت کے چلے جانے پر مسلک اعلیٰ حضرت کو جو نقصان ہوا ہے بظاہر سکی تلاقی ناممکن نظر آتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عشقان پاک طینت را

(ماہنامہ سنی آواز جنوری ۱۹۹۱ء)

صیانت مسلک اعلیٰ حضرت

سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مگر یہ حکومت کے جبر و تشدد اور ظلم و بربریت کے آغاز ہی سے اس کی پسیدہ کردہ و پروردہ گمراہ بد مذہب جماعتوں کی وجہ سے سلام و سعادت کو جو نقصان ہوا، اس کی تفصیل کے لیے ہزاروں صفحات بھی کافی ہیں۔ اس کے لیے غازی ملت اسید السنۃ حضرت علامہ مولانا مفتی الشہ محمد محبوب علی صاحب علیہ الرحمۃ وارضوں کی تصنیف "طیف" تاریخ عیان ۱۰۲۱ء "خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا الشاہ مشتاق احمد صاحب نطفائی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "خون کے نسو" میرے والد ماجد شیخ المصباح حضرت علامہ سید چندا حسین صوفی اشرفی سجادہ نشین آستانہ عالیہ ممبئی شرفیہ رحمۃ اللہ علیہ، انجور (کرناٹک) کی تصنیف "اسباب زوال مسلمان در ملک ہندوستان" اور "شمس التواریخ" حضرت علامہ حسین رضا حسنا صاحب بریلوی کی تصنیف "اسباب زوال مسلم" اور حضرت علامہ مولانا ارشد القادی مدظلہ کی تصنیف "زلزلہ" کا مطالعہ ہر سنی مسلمان کے لیے بے حد ضروری ہے۔ موجودہ دور کے دین شکن گمراہ و مرتد مسلکوں کے مقابل ہم نے اہلسنت کو یہ غرہ پایا ہے کہ 'مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔ دین و ایمان کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر صاحب سلسلہ اور ہر مشرب اور ہر خاندان ہر درگاہ مدرس گاہ و اے ایمان و عقیدہ کی حفاظت صرف مسلک اعلیٰ حضرت میں ہے۔

موجودہ کچھ چھوٹی گمراہ کن سے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ان کے رد و ابطال میں ہماری تصنیفات، ہدیہ ہاشمی، گل نشانی، نوکھ نور کی برسات، ہاشمی کیسٹ پر معروضات حسینی، بدلتے زوئیے وغیرہ کا مطالعہ ہر سنی کے لیے ضروری ہے مولوی علامہ مدنی میاں آچھو چھو بھی جب تک مسلک اعلیٰ حضرت کو عین دین اسلام سمجھتے تھے یعنی اپنے والد ماجد حضور محمد ست اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے اصول و نظریات سے ان کے تینوں شہزادے باغی نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت ان کے کیا نظریات تھے، ملاحظہ فرمائیے۔

وہ مقدس ہدایت یافتہ و نجات یافتہ جماعت حضور آریہ رحمت علیہ السلام نے، ماانا علیہ الصحابی، سے جس کی پہچان کرائی تھی اور ید اللہ علی الجماعۃ فرما کر جس کا تعارف کرایا اسی جماعت کو ہندوپاک کے ایک بڑے حصے میں بریلوی کہا جاتا ہے، مجدد مآیۃ حاضرہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی فضیلت و رفعت شان کے گمے اس گوشے کو نمایاں کرتا ہے جو مجدد دین سابقین کی صف میں آپ کی ذات کو منفرد و ممتاز کر دیتا ہے۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ لفظ 'بریلویت' کو غسیب شعوری طور پر ہی کسی

منیت کے ہم معنی ایک وسیع مفہوم میں استعمال کے آغاز کا سہرا خود انہیں منکر بن عفتت نبوت کے سر بے جنبوں نے تقدیس رسالت کی نفی ہی کو توحید الہی سمجھ رکھا ہے۔

اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا تردید یہ ہے۔ خفی یا شفی، ممالکی ہو یا غنوی۔ اگر وہ صحیح طور پر مسک اہلسنت و جماعت پر ہے تو مذکورہ صدر و مروجہ اصطلاح کی روشنی میں ”بریلوی“ ہے۔

ب بریلوی ہونے کے لیے فاضل بریلوی کی ذات گرامی تک کسی سلسلہ علمی یا سلسلہ نبوی یا سلسلہ بیعت و ارادت کا پہنچنا یا شہر بریلی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا۔ اس لیے ایسوں کو بھی بریلوی کہا جاتا ہے جس نے عمر بھر بریلی شریف کو خواب میں بھی نہیں دیکھا نیز جس کا بھی یا کسی کسی طرح کا کوئی سلسلہ فاضل بریلوی تک نہیں پہنچتا بلکہ جہاں فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہنچتی اس اصطلاح نے ”بریلویت“ کو ہاں تک پہنچا دیا۔ اب دنیا کا ہر فرد ”بریلوی“ ہے جو مسک اہلسنت پر واقعی طور پر گامزن ہے۔

(۱۰ ہنامہ حج زجدیر واپسی۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۸۹ء)

مولوی علامہ مدنی میاں کچھو چھوی کی مذکورہ وضاحت کے بعد معلوم ہوا کہ ”ہمارا دایا ہوا انفرہ حق ہے کہ مسک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے“ مگر افسوس کہ اسی شہزادہ محدث اعظم ہند علامہ مدنی میاں صاحب نے اپنے والد ماجد اور اکابر علماء اہلسنت سے بغاوت کر کے اور اپنے اقرار سے منحرف ہو گئے اور یہ لکھ کر اپنے آپ کو ایک ناکام باغی مسک اعلیٰ حضرت کے روپ میں پیش کیا ہے جس پر اہلسنت حیران و ششدر ہیں۔ حضرت محدث اعظم ہند کے تینوں شہسزادے کبھی کبھو کچھ دواں منزل میں داخل ہو گئے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے ان کا باخیر نہ انداز۔

اس کے برخلاف جو واقعی اہلسنت ہیں وہ اپنے آپ کو بریلوی قرار دے رہے ہیں اور لفظ بریلویت کو اپنا علامتی نشان بنا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ وہ تھا جو دشمنوں نے دیا تھا یہ تاثر نہ ہر کرنے کے لیے کہ یہ ایک الگ فرقہ ہے جس کے بانی ام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ ہیں۔ الخ

(تحریک دعوت اسلامی ص ۲۵)

اہلسنت نے علامہ مدنی میاں کچھو چھوی کی تضاد بیانی ملاحظہ کیا ہوگا، ان کی تنہائی پر مشتعل ہم نے دور سے لکھا ہے ”بدلتے زوئے، ناقدا نہ نظر“ میں انکی تضاد بیانی کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ملک کا سنجیدہ اہل علم و فہم طبقہ علامہ مدنی میاں کی صلاحیت اور قابلیت پر سوالیہ نشان لگا چکا ہے۔ کچھو چھوی برادران ثلاث اپنے ہی متضاد اقوال و تحریر سے اور مسک اعلیٰ حضرت سے انحراف کرنے کی وجہ سے اہلسنت سے کٹ چکے ہیں مسک اعلیٰ حضرت یا بریلوی ہر گمراہ و باطل و مرتد مسکوں کے مقابلے میں دین اسلام کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو جان بوجھ کر ترک کرنے یا

نہنے کی کوشش کرنا یقیناً ہنسٹ و کفر و ارتداد کے قعر مذلت میں گرانا ہے اور بغیر کفر کا ارادہ کیے ہوئے مسک علی حضرت سے ثابت ہونا یہی صورت حال پیدا کرنا جس سے ہنسٹ مسک علی حضرت سے برگشتہ ہو جائیں جس کے نتیجے میں سنی مسلمان بددینی و بد مذہبی و کفر و ارتداد میں پھنس جائیں یہ یقیناً گمراہی و گمراہ گری ہے۔ یہ تحریک کسی کی جانب سے ہو یا کسی کا یا دیگر گاہ والے کی جانب سے ہو۔ یہ کسی سچے دانشور و غیر ذادگان اور مودوں کی جانب سے ہونے سے ہنسٹ سخت نفرت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے جو بھی مسک علی حضرت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرے وہ سانپ سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ ہندوستان کی گمراہ گرو خاندانوں کے ساتھ کہیں پھلواری کے مشائخ کا معاملہ بھی نہیں ہے جو بے حد مسک علی حضرت کے اصول کی وجہ سے برسوں پہلے سے ہنسٹ سے تو نہیں کٹ چکے ہیں؟ پھلواری کے شاہ امان اللہ ہوں یا در کوئی شاہ صاحب یا سچے دانشور یا پیر صاحبان، گروہ علماء و دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں ہیں یا مرتد علماء دیوبند کی کفری عورت کو جان بوجھ کر اور سمجھ کر کف لسان کرتے ہیں یا انہیں زیادہ سے زیادہ غلطی مانتے ہیں ان کا حکم عام مرتد علماء دیوبند کے حکم سے یکساں نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ماہ مئی و جون ۱۹۹۵ء کے ہندوستانی آؤز میں جانشین حضور مفتی عظیم ہند حضرت علامہ ازہری میاں مدظلہ العالی اور العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب عظمیٰ مدظلہ العالی نے شاہ مان کا نام لیے بغیر مشروط طریقے سے حکم کفر و ارتداد دیا ہے، جو صحیح و درست ہے۔ جب شاہ امان اللہ صاحب زندہ تھے جو علماء ان کے کف لسان کو حساب نہ تھے ان کی دینی اذنی و مدد رسی تھی کہ ان کے سامنے معتبر و متشرع گروہوں کی موجودگی میں حسام الحرمین پیش کر کے اس کی تصدیق حاصل کر لیتے، رواں سے انکار کرتے یا کف لسان کرتے یا تذبذب کا شکار ہوتے تو معتد علماء اہلسنت کی بارگاہوں میں اس مسئلہ کو پیش کرتے اور ان کو شرعی مراحل سے گزار کر حکم شرع نافذ کر دیتے تو آج یہ نوبت نہیں آتی تھوڑی سی غفلت بہت بڑی مصیبت میں جڑا کر دیتی ہے۔ اب باری ہے مولوی ظفر ادیبی کی۔

معتد علماء اہلسنت

مولوی ظفر ادیبی کی زندگی ہی میں حکم شرع نافذ کر دیں

مولوی ظفر ادیبی کچھ چھوٹی برادران ثلاثہ کے تسیم کیے ہوئے استاذ اور محسن ہیں جنہوں نے آج تک حسام الحرمین کو حق و باطل و دیوبند کی تکفیر نہیں سنا ہے اسی لیے میں نے اپنی حالیہ تصنیف 'ہدیہ ہاشمی' میں صاف طور پر تحریر کیا تھا جس کی معائنہ نہ کر کے کچھ چھوٹی غلاموں یعنی شہزادگان محدث اعظم ہند سے نہیں ہو سکی۔

صبح کلی اور بعض وہ سنی کہو نے اسے بھی جو اللہ عزوجل اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان دیوبندی اکابر کی شدید گستاخیوں اور کفر و ارتداد کو نظر انداز کر کے ان پر رحم کھائے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ جوش امدادی میں ان کو کافر و مرتد کہنے سے انکار کرتے ہیں اور وہ کفر و ارتداد جو مذہب

متکلمین پر بھی کفر و ارتداد ہے اس کو اسلام و ایمان قرار دینے کے مجرم ہیں لہٰذا میں سے کوئی حنفی
اویسی بھی ہیں جو مولوی ہاشمی میں کے تحریری و اقراوی استاذ ہیں۔ یہاں یہ خیال رہے کہ وہ چاروں
بڑے بڑے دیوبندی مولوی:

مولوی رشید، حمد سنگوی

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مولوی اشرف علی تھانوی

مولوی فیصل احمد ایٹھنوی

پر کفر و ارتداد کا حکم لگانے میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور عرب و عجم کے بکثرت مستند و معتمد عظیم
المرتبہ علامہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے ساتھ ہیں جن کے علم و فضل اور
ان پر اعتماد کا بھی اقرار ہے۔ حضرت محدث اعظم ہند فرماتے ہیں۔

”دیوانے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں کے ساتھ دوش بخ کے سامنے ننگا کھڑا کر دیا ورنہ عادی
مجرموں کو جل و حرم میں اکابر عہد دوش بخ نے مجرم کفر و ارتداد کا نستوی دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی
فرقے کے کسی فرد پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں“ (مجدد اعظم از محدث اعظم)

ان چاروں دیوبندی مولوی اور ان پر حکم کفر سے مولوی ہاشمی چھٹی طرح واقف ہیں، یہ اور بات ہے
کہ ان پر مرتد دیوبندیوں کے کفر و ارتداد و دشنام الوہیت و رسالت میں ان کی خبیث گستاخوں
پر مولوی ظفر ادیبی کی سادہ عقیدت و محبت پھر غلبہ ہو گئی۔

مولوی ظفر ادیبی، مولوی ہاشمی کے وہی اقراوی استاد محترم ہیں جو میرے زمانہ قیام اشرفیہ میں مدرس
و معلم تھے اور اپنے زمانہ تدریس میں کف لسان تحریر کے بانی تھے۔ یعنی وہ چاروں دیوبندی اکابر
جن پر دنیا کے معتمد و مستند علماء دین نے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ ان کو کافر و مرتد ماننے سے انکار
کیا حسام الحرمین پر دستخط کرنے کے منکر ہوئے۔ یہ وہی ظفر ادیبی ہیں جنہوں نے حسام الحرمین
کا مذاق اڑایا کہ چاروں کتابوں کے بعد پانچویں کتاب حسام الحرمین پر ایمان لانا ضروری ہے۔
یہ وہی ظفر ادیبی ہیں جنہوں نے حضور سید العلماء کے ساتھ بکثرت علماء اہلسنت مبارک پور میں
رواقی افروز تھے، اس فتنہ کف لسان سے متعلق سوالات مرتب کر کے مولانا عبید الرحمن رضا صاحب
کے ذریعہ علماء اہلسنت کی خدمات میں انہیں نیچا دکھانے کے لیے پیش کیے تھے یہاں تک کہ یہ امر
انتہائی اہم ہے کہ میرے استاد محترم حافظ ملت عبید الرحمن نے اسی کف لسان کی بنیاد پر مولوی خضر

ادبی کی سخت مخالفت کر کے اشرفیہ مبارک پور سے الگ ہونے پر مجبور کیا تھا اور اسی سلسلہ میں حضرت نے اپنے مال کی بھی پروا نہیں کی تھی۔

ہمارے علم کے مطابق مولوی ظفر ادبی صاحب بھی تنہا کی طرف سے ایب کوئی عداوت کرنے یا سننے میں نہیں آیا کہ انہوں نے مرتد اکابر علماء دیوبند کے کفر و ارتداد کا اقرار کیا ہو بلکہ چند سال پہلے انہوں نے آنجناب مولوی خلیل احمد بدایونی کے کف لسان کی حمایت کی۔ (ہدیہ ہاشمی ص ۱۹۳۲)

مذکورہ بالا طویل عبارت کے ذریعہ میں نے اپنی تالیف ہدیہ ہاشمی کے ذریعہ مولوی ظفر ادبی کے کف لسان کو خوب ہر کر کے عوام و خواص اہل سنت کو گاہ کیا تھا کہ مولوی ظفر ادبی صحیح کلی ہیں اور ابھی تک وہ کف لسان کی پابندی پر قائم ہیں۔ اس قسم کے دُشمنانہ کلمے گمراہ و بد مذہب و مرتدوں سے زیادہ خطرناک ہیں اس لیے کہ یہ اپنے اندر چھپے ہوئے ہیں۔ مولوی ظفر ادبی زندہ و موجود ہیں۔ علماء اہل سنت کی ذمہ داری ہے کہ اب وہ باقاعدہ طور پر مندرجہ گواہوں کی موجودگی میں حسد و الحرمین دھاک مرتد کا برعہ دیوبند پر جو حکم شرع نافذ کیا گیا ہے، ان پر پیش کر کے اس کی تصدیق حاصل کر لیں۔

ثبت یا منفی پہلو پر ان کا جیسا بھی رد عمل ہوگا اہل سنت کے معتقد و معتمد علماء ان پر حکم شرع نافذ کر کے اہل سنت کو ان سے بچائیں، اس شرعی فیصلہ پر اعتماد کی تصدیق حاصل کر کے اجماع قائم فرمائیں۔ ورنہ ان کی وفات کے بعد پھیلواری کے شاہ اصوات اللہ ولی نوبت آئے گی کہ ان کی زندگی ہی میں ان پر حسام الحرمین پیش کرتے گروہ اس کے انکاری ہوتے تو شرعی مراحل سے گزار کر حکم نافذ فرما دیتے اور اس پر بکثرت علماء اہل سنت کی تصدیقات حاصل کر کے شاہ اصوات اللہ کے کفر و ارتداد پر اجماع قائم فرماتے تو آج اہل سنت میں یہ مسئلہ ختم ہو جاتا، ایسا نہیں ہو سکا، واری جماعت کے معتقد علماء اہل سنت کی یہ دینی و شرعی ذمہ داری ہے کہ سترہ کے دہائیوں پر ان کی زندگی ہی میں شرعی مراحل سے گزار کر حکم شرع نافذ کر دیں ہم پر جتنی ذمہ داری تھی عوام و خواص اہل سنت کوئی آواز کے ذریعہ ان سے محفوظ رہنے کا سامان مہیا کر دیا۔

مسئلہ اعلیٰ حضرت کیا ہے؟

اس خیر امت میں شروع ہی سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ سلامی عقائد و اصول کو مسخ کرنے کے لیے اسلامی لہجہ ہی میں ایسے دُشمنانہ کلمے پیدا ہوتے رہے ہیں کہ جو صحیح اسلامی عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے اس کے مقابل نئے عقائد و نظریات کو امت پر مسلط کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اسی لیے ہر صدی میں ایک ایسی جامع کمالات شخصیت کی ضرورت پڑتی رہی کہ جو غلط و باطل عقائد و نظریات کو صحیح اسلامی عقائد سے الگ کر کے امت کو فساد سے محفوظ رکھے، اسی لیے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان الله عز وجل يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من بعد دلتها امر دينها

تذکرہ اہل امت کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسی ذات مبعوث فرماتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید

کرے گی۔

(ابوداؤد ز مشکوٰۃ ص ۲۷۲)

اللہ تبارک و تعالیٰ دین میں فتنہ پیدا کرنے والوں کی فتنہ گری کو ختم کرنے کے واسطے عطا کردہ نظریات کو منسوخ کر کے لیے ہر صدی میں ایک مجدد کو جلوہ گر فرماتا ہے جو دین متین اور سنت بیضا کو پھر سے اس کی اصلی حالت میں کھنسر دیتا ہے۔ غفلت سے پاک و صاف کر کے امت کے سامنے پیش فرماتا ہے۔ ان کی بڑی طویل فہرست ہے اب ہم پچھتے دور میں کے صحاف اٹھنے والے فتنوں پر ایک نظر ڈالتے ہیں جسے ہم مدنی تجہیبات ناگپور کے مجدد و عظیم نمبر سے نقل کر رہے ہیں۔

پچھلی تاریخ کی فتنوں پر ایک نظر

عفت مدظلہ :

- [۱] حکم (ٹالٹ) بنانا شرک ہے۔
- [۲] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریک نبوت ہیں۔
- [۳] قرآن کریم پورا محفوظ نہیں ہے۔
- [۴] روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا۔ (تجسّس)
- [۵] قرآن عظیم مخلوق ہے۔
- [۶] عرش قدیم ہے۔
- [۷] بندہ اپنے فعل نیک و بد کا خالق ہے۔
- [۸] حساب و کتاب میزان وغیرہ کی کوئی حقیقت نہیں۔
- [۹] زکوٰۃ دینا فرض نہیں۔
- [۱۰] اہل جنت کے لیے سونا مرنا دونوں ہوں گے۔
- [۱۱] بندہ مجبور محض ہے۔
- [۱۲] ایمان کے بعد کوئی چیز فرض نہیں ہے۔
- [۱۳] شیطان کا کوئی وجود نہیں ہے۔
- [۱۴] عذاب قبر، منکر نکیر کا سواں حوض کوثر ملک الموت کی کوئی حقیقت نہیں۔
- [۱۵] صفات الہی مخلوق ہیں۔
- [۱۶] صفات الہی حادثات ہیں۔
- [۱۷] حق تعالیٰ مکان میں ہے۔

۱۸۔ یہاں صدیوں چلے آئے۔

۱۹۔ جنت دوزخ اقیامت کے دن ہی پیدا کیے جائیں گے۔

۲۰۔ جنت اور دوزخ فنا ہو جائیں گے۔

۲۱۔ جو صرف اللہ لا الہ الاہ وہ ہے اور جو چاہے کرتا رہے اس پر مذہب نہ ہوگا۔

۲۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کو برقرار رکھنے کے لیے عذاب اور کافروں کے لیے جہنم۔

۲۳۔ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مقبول و رستہ و گمراہی سے بچا کر نہیں دیتا۔

۲۴۔ ایمان عمل ہے۔

۲۵۔ ہر مذہب و دین کی باتیں اسلام کا فتنہ رہے۔ وغیرہ۔

یہ سب کچھ دور کے باطل عقائد و نظریات کی فہرست میں سے چند عقائد ہیں جن کے خلاف ہر دور کے مجددین اسلام کی

خدمات موجود ہیں۔ انہوں نے سخت محنت و مشقت کر کے کلفت و تکلیف اٹھا کر امت مسلمہ کو ابھری جہنمی سونے سے بچا لیا۔ کون

کہہ سکتا ہے اسلام کے خلاف مذکورہ باطل اصول و نظریات کے بعد اسلام باقی رہے گا۔ نیک ہر صدی میں مجددین کی جماعت نے

دین کو بھروسے سے بچا لیا اس پر اگر لکھ جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو۔ اس لیے میں صرف نشانہ ہی کر کے آگے بڑھ رہا

ہوں۔ سب بارہویں صدی کے آخر و تیرہویں صدی کے شروع میں اٹھنے والے فتنوں پر ایک نظر ڈالیے۔

گزشتہ صدی میں برپا ہونے والے فتنے

عقائد باطلہ:

۱۔ اللہ تعالیٰ جہت نہایت و مکان سے پاک نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دوسرے نقائص پر قادر ہے۔

۳۔ نبی کی حیثیت گاؤں کے چودھری اور زمیندار کی سی ہے۔

۴۔ دوزخ و جہنم کا کچھ نہیں۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ و السلام کی عظمت کو گھٹانا، بھائی بتانا۔

۶۔ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن بتانا۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہر میں آ جانے کو اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔

۸۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔

۹۔ اپنے شیخ و پیروند اے قدوس کا جیس بتانا۔

۱۰۔ اپنے پیغمبر کے لیے وحی حقیقی ماننا۔

[۱۱] اپنے پیہ کا حق خود کے ہاتھ میں ہاتھ دینا بتانا۔

[۱۲] شرک اور غیر شرک، کفر و ایمان، حرام و حلال، مختلف ال حکام مسل کا بڑا زبان ایک ہی حکم بتانا۔

[۱۳] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس اور بعد میں کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت میں فرق نہ دیتا۔

[۱۴] شیطان کے حکم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے بڑھانا۔

[۱۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اقدس کو جانوروں سے پانگوں، بچوں، دوندوں جیسا بتانا۔

[۱۶] اپنی نبوت کا دعویٰ کرنا۔

[۱۷] اپنے کلام کو خدا کے وحدہ لا شریک کا کلام بتانا۔

[۱۸] خود کو نبی سے بہتر بتانا۔

[۱۹] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی، الہام کو غلط بتانا۔

[۲۰] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزے کو مسمریزم بتانا۔

[۲۱] حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شیطانی الہام بتانا۔

[۲۲] نبی کو شریر، مکار، بد عقل، فحش گو بتانا۔

[۲۳] اپنی جھوٹی نبوت کو سچ ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام کو جھوٹا بتانا۔

[۲۴] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں ناپاک گائیوں اور گستاخوں۔

[۲۵] صرف لا الہ الا اللہ مدارجیہ رکھنا۔

[۲۶] جنت و دوزخ، حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔

[۲۷] اپنی رائے سے غلط تفسیر قرآن کرنا۔

[۲۸] مختلف گمراہ فرقوں کو ایک مسلک پر راکر نئے دین کی بنیاد ڈالنا۔

[۲۹] ائمہ دین سے آزاد رہ کر اپنی روش بنانے کے لیے ائمہ دین کی قدروں کو گھٹانا۔

[۳۰] ائمہ فقہ سے مسلمانوں کو آزاد کر کے اپنے فقہ کو ان پر مسلط کرنا، نعوذ باللہ تعالیٰ من کلہا۔

(ماخوذ از مدنی تجلیات کا مجدد اعظم)

گذشتہ صدی اور اس سے پیشتر والی صدی میں مذکورہ بالا دین شکن فتنوں کی موجودگی میں کون کہہ سکتا تھا کہ ساما ہے صحیح خدو خال کے ساتھ باقی رہے گا۔ ملحدوں و بے دینوں اور صلح کلیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں وغیرہ نے اپنے منصوبہ علم اور رنگین نمائشوں کے ذریعہ اسلام کو مٹانے کے کیسے کیسے سامان مہیا کیے۔ ان کے علاوہ نئے نئے عقائد و مذہب و باطلہ و رکیکی گستاخیاں ایجاد کر کے ملت میں کتنے بڑے بڑے فتنے پیدا کیے۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی حد

صدیق و قدرت کی تھی کہ یہ بدعتیں ایک ایک کشتی، مگر ہی اور خطہ مسند کا اہل کثیر و افراد ہوتے رہے ان مردان، ستائیسوں، گمراہوں، مجددوں، صلح کلیوں کو الٹ کر رکھ دیا، اور انہیں تحت الشی تک پہنچا، یہ سوائے ان کے جنہیں مسند نقول سے ہدایت نصیب فرمائی۔

آپ کے زمانے کا کوئی فتنہ ساز، مخالف دین و ادارہ، دارالعلوم، مہتمم ایہ نہیں بیہوگا جس کو اعلیٰ حضرت نے اپنی تہنیت یا اپنی خط و کتابت سے تنبیہ کر کے راہ حق نہ دکھائی ہو۔ قدیم سنی اداروں کے جدید کارگزاریں سپردہ رومی پر گرفت کر کے راہ راست پر لگانے کی انتہا کو شش ندی ہو۔ علماء اہلسنت کو بیدار و مستعد رکھنے کے لیے تہیہات کے انبار نہ لگا دیئے ہو۔ یہ اعتدال کا پنے بندوں پر انتہائی کرم، حسان تھے کہ اس نے سیدنا اعلیٰ حضرت، مہم بریلوی قدس سرہ کو حیرت انگیز طہ قیاس عطف فرما کر دین امت کے صرف چند مسائل ہی کی نہیں بلکہ لاکھوں امور کی خدمات لی ہیں۔ اسی لیے حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

”چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ جرائم پیشہ مجرموں سے ایک ایک جرم کو آشکارہ اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے مجرموں کو عرب و عجم کے علماء، مشائخ کے سامنے بگا کر کے کھسٹا کر دیا اور ان عسادی مجرموں کے ایک ایک جرم کو آشکارہ اس طرح کر دیا کہ کفر و ارتداد کے مجرموں کو حل و حرم کے علماء و مشائخ نے مجرم کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا کہ چودہ صدیوں میں کسی فرقہ کے کسی مجرم مسند پر اتنی بڑی تعداد کا اتفاق تاریخ میں موجود نہیں۔“

(مجدد اعظم از محدث اعظم)

سیدنا اعلیٰ حضرت کا گزشتہ صدی میں قیامت تک مت مسلمہ پر حسان ہے کہ انہوں نے سلامیان عالم کے دین و ایمان کی حفاظت فرما کر اسلام کی لاج رکھ لی اسی سے اس مسلک کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ اکابر علماء دیوبند نے کفری مہرتوں کے ذریعہ دین میں فتنہ برپا کیا تب ۱۲۹۰ھ میں جب ان کے کفر کی ابتدا ہوئی تو المستند لکھ کر ۱۳۲۰ھ میں ان کا ہمارے دیوبند کی تکفیر کا شرعی فریضہ دیا۔ تیس سالہ مدت انہیں سمجھنے بچھنے نے خوف خدا و خطرہ روز جزا یاد مانے کے لیے گزری۔

اس کے دوران علماء اہلسنت و روہانی، دیوبندی کے علماء کے درمیان متعدد مناظرے ہوئے۔ ان کی کفری عبارات کو جاننے کے لیے سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں۔ بچے ان کے اپنے کفر کو تسلیم کرنے اور توبہ کرنے کے انہوں نے بے جا تاویل کا پوریاں سب مرتد علماء دیوبند نے اپنی کفری عبارات کو تسلیم کیا کہ یہ عبارات ہماری ہیں انہوں نے کفری عبارتوں کو بدل کر آئینہ بیکارہ اسی پر ڈالے۔ تب ناامید ہو کر ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ حضرت نے تکفیر کا فریضہ انجام دیا۔

اعلیٰ حضرت کے اس فتوے کفر پر سیکڑوں علماء حرمین حبیبین نے سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوے سے مکمل اتفاق کرتے

ہوئے تصدیقات ثبت فرمادیا۔ اس کے بعد سیدنا اعلیٰ حضرت نے الدولۃ المکیہ اور کفشل العقبیۃ الفہم پر بھی اپنی تقریفات سے کتاب کو مزین فرمایا۔

سیدنا علی حضرت امام بریلوی کا آج تک حریمین طہیین میں ایب اعزاز و اکرام کسی اور عالم دین کا نہ ہو سکتا تھا۔ آپ نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں جن میں بعض الاما جازت المتیئہ میں موجود ہیں۔ علماء حریمین طہیین نے سیدنا اعلیٰ حضرت، مرجع خلائق، مرکز دائرہ تحقیق، بحر العلوم، امام زمانہ، یگانہ روزگار، اور چودھویں صدی کا مجدد و نامدار تقسیم کیا اور شید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی، فضیل احمد انیسٹروی، اشرف علی تھانوی، مرتضیٰ حسن درہنگوی، غلام احمد قادیانی سرخیل جماعت مرتدین کے بارے میں عام اسام کی سب سے بڑی دینی و شرعی صداقت، عدالت حریمین شریفین سے ان کے بارے میں یہ فیصلہ شرعی سنایا کہ یہ لوگ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو تران کے غیر مسلم ہونے میں جو شک کرے وہ کافر و مرتد ہو جائے گا۔

یہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت، علماء حریمین شریفین کی مذکورہ قسم شرع کی تصدیق کے مجموعے کا نام حسام الحرمین علی مخر انصر و الحیمین ہے جو ۱۳۲۲ھ میں اس کے اردو ترجمہ تمہید ایمان کے ساتھ ۱۳۲۶ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر جلوہ گر ہوئی۔ اسی حسام الحرمین کی دل و جان سے تصدیق کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ باغیان مسلک اعلیٰ حضرت علماء کے درمیان فقہی اختلافات کا ذکر کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ علماء کے درمیان ایسا اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے۔ امت میں ائمہ و رسما کے درمیان ایمانیات اور عقائد میں کبھی اختلاف نکس رہا۔ اعلیٰ حضرت کا جو اقتیاز ہے وہ عقائد میں بگاڑ پیدا کیے جانے پر بد مذہب اور کافر و مرتدین کے رد و ابطال میں ہے اس میں اختلاف پیدا کرنا دین میں اختلاف پیدا کرنا ہے۔

مولوی ظفر، دہلی اور ان کے قبیحین عوام اہلسنت کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے چار نازل شدہ کتب پر ایمان لانا فرض ہے حسام الحرمین پر نہیں اس لیے کہ حسام الحرمین خدا کی جانب سے نازل شدہ نہیں ہے۔ میں انہیں صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ یقیناً حسام الحرمین منزل من اللہ نہیں ہے۔ ایمان صرف منزل من اللہ کتب پر فرض ہے لیکن حسام الحرمین میں کفار و مرتد پر شدت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ منزل من اللہ ہے وہ حکم شرع ہے اور اس حکم شرع کو تسلیم کرنا کامل ایمان والے کی علامت ہے اس سے انکار کفر و ارتداد میں مبتلا ہونا ہے اسی کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ حسام الحرمین کے حکم شرع کو تسلیم کریں۔

اسی حسام الحرمین شریفین کی تصدیق عالم اسلام کے ان علماء نے فرمائی جو اپنے زمانہ میں مرجع علماء مرکز عوام و خواص تھے مثلاً مکرمہ، مدینہ طیبہ، مصر، اندلس، تونس، یمن، عراق وغیرہ ممالک عرب کے سیکڑوں علماء اعلام نے اعلیٰ حضرت کو اپنا پیشوا اور امام و مجدد تسلیم کر کے سیدنا اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ اس حکم شرع کو جو قرآن و حدیث، فقہ، اصول فقہ کے حوالوں اور اقوال سے مزین ہے، اس کی تصدیق فرمائی۔ اور انجی ممالک میں افغانستان، انڈونیشیا، ترکستان اور دیگر ممالک کے سیکڑوں علماء

تصدیق فرمائی۔ اور غیر منقسم ہندوستان میں سندھ کے صہ کرام کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں علماء کرام نے تصدیق فرمائی۔ جن میں چند مشہور مقامات کے نام یہ ہیں مارہ، مظہرہ، کچھوچھو مقدسہ، جہلم پور، علی پور، انجیر مقدس، مراٹھا پور، ترہ، پٹنہ، سیتا پور، ریاست جلال آباد، پوٹھوہار، ریاست بہاولپور، گڑھی بختیار خان، ٹولہ لوہاراں، پاکستان کھوٹہ سیدان (پاکستان) چٹوڑ، مدھیہ، دہلی، سہارن پور، مدراس، جہلم (پاکستان) سہیل، علی گڑھ، شاہجہاں پور، نکوہ، مٹوا، مظہر گڑھ، مہار پور، بنگور، مردہ، کھنورہ، وزیر آباد، ریاست رام پور، کانپور، آٹوہ، اہدوانی، مان بھوم، ریاست حیدر آباد، کن، سورت، بھسٹو، سہی، بدایوں، بھیرزی، جام جو دھپور، پٹی بھیت، آگرہ، پشاور، فرنگی گل، کھنور، ریاست بنگال، پارہ کریم، فتح پور مہوہ، ریاست رام پور، جودہ، ننگل گونڈل، جونا گڑھ، راجپور دکن، بریلی شریف، ڈیرہ نازی خاں اٹھ کہ وغیرہ کے ہزاروں علماء ہنسٹ نے علی حضرت کے مذکورہ فتویٰ سہار کہ پر تصدیق فرما کر مسلک اعلیٰ حضرت کو حق تسلیم کیا۔

ان میں سے ہم صرف کچھ مقدسہ کے اس فتوے کو تحریر کر رہے ہیں صہ کچھوچھو مقدسہ نے سیدنا علی حضرت کے فتویٰ سہار کہ کی تصدیق میں ارشاد فرماتے ہیں،

تصدیق ۳۰

الجواب صحیح

بیشک مرزا انعام احمد قادیانی، دعویٰ نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلاشبہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد ٹیہنی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت و دربار رسالت میں گستاخی اور منہ زوری کی جس کی بناء پر مردود بارگاہ ہوئے و ذریت بیس میں پناہ پایا۔ صہ حرمین نے جو فتویٰ ن کے حق میں صادر فرمایا ہے اس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق و درست ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر حب الیہ منافق۔ اور اسی بناء پر ہم ان لوگوں کو کافر و مرتد جانتے ہیں اور عقائد رکھتے ہیں، اور ہر وہ شخص جو اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو، اس پر فرض ہے کہ ان گستاخان بارگاہ محبوب ذوالجہال والہ کو کافر جانے اور ال میں ایسا ہی عقائد رکھے کہ من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر، فقہاء کرام کا قانون ہے۔ هذا ما عندی والعلم عند الله سبحانه و تعالیٰ و علمہ اتم و احکم صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا محمد افضل العالمین۔

کتبہ اعدا المسلمین محمد لہ عوباً بفضل البہاری غفرلہ الباری من المآقاء فی الجامعة الشریفہ الکائنہ محضرۃ کچھوچھو مقدسہ ضلع فیض آباد۔

تصدیق ۳۱

نعم الجواب وجہ التحقیق وبالقبول والاتباع حری حقین واللہ تعالیٰ

اعلم وانا العبد الفقیر الیہ احمد اشرف قادری، شفیق، عیدنی کان اللہ فی فضلہ ربانی۔
تہذیب ۳۲۔

لاریب ان فتویٰ علیہاء الحرمین لمتحرمین فی تکفیر هؤلاء المذکورین
صیحۃ وانا الفقیر ابو المعتمد السید محمد الاشراف الجیلانی عفی عنہ اللہ
الصمد (محدث اعظم ہند)

(ماخوذ از، الصوارم الہندیہ)

کچھ چھ مقدس کے دو قابل قدر معارف و معتد و مستند علماء، جنی موجودہ مجاہدہ نشین جناب۔ سید شاہ مختار شاہ صاحب
کے والد ماجد خلیفہ و شاگرد اعلیٰ حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف صاحب و حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہما کی تصدیقات سے
بعد کچھ چھ مقدمہ میں سب سے زیادہ قابل قدر شخصیت شیخ متغی حضرت سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میں علیہ رحمۃ اللہ
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے اکابر دیوبند کے اسی مجمع مدیہ کفر و ارتداد کے فتوے پر خود بھی عمل کرتے رہے اور اپنے
مریدین و معتقدین کو بھی اسی فتویٰ پر عمل پیرا رہنے کی تعلیم دیتے رہے۔

اپنے مریدین کے نام سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں پر عمل کرنے پر اس طرح زور دیتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:
”مولانا احمد رضا خاں صاحب عام اہست کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے، کافروں کا ساتھ دینا
ہرگز جائز نہیں ہے“

(الصوارم الہندیہ ص ۱۴۵)

مذکورہ اس رشاد سے کچھ چھ شریف کے ماضی قریب کے بزرگوں میں سب سے بزرگ شخصیت اور موجودہ مجاہدہ نشین
المعارف بہ سرکار کراں کے جدِ حقیقی و در حضور محدث اعظم ہند کے حقیقی نانا کے دل میں اکابر ملہ دیوبند جن پر ان کی کفری عبارتوں
کی وجہ سے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر ہو ہے ان سے کہہ کہ نفرت تھی کہ آپ اپنے مریدوں پر سیدنا اعلیٰ حضرت کے فتوؤں پر عمل
کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ اسی میں حضرت اشرفی میاں نے نجات سمجھی۔ اسی صفحہ میں چند سطر آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”مولانا بریلوی (اعلیٰ حضرت بریلوی) اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے

فتوؤں پر میں اور میرے مریدین عمل کرتے ہیں“ (الصوارم الہندیہ ص ۱۴۵)

حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ اکابر ملہ دیوبند پر ان کی کفری عبارتوں کی وجہ سے انہیں کافروں
مربطہ مانا اس میں دونوں کا مسلک ایک ہے۔ اسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ حضرت اشرفی میاں سے صاف تحریر فرمادیا کہ
اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے میں اور میرے مریدین اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ میں مولوی
ہاشمی کچھو چھوی نے اپنی نادانی کی وجہ سے کہہ دیا کہ:

”اعلیٰ حضرت امام کا مسلک صرف وہ باتیں ہیں ایک احترام مسلمات، دوسرے ولوی سائیل دہلوی کا کافر و مرتد کہنے سے زبان زد کتب۔ اگر کف لسن یعنی اہل حضرت کا مسلک چھوڑ دیا جائے جب بھی مسلک اہلسنت باقی رہتا ہے اس لیے کہ معتدعہ اہلسنت و اہل بائیس نے مولوی سائیل کو کافر کہا ہے۔“

(ہاشمی کیسٹ پر حقیقی معروضات ص ۶)

اکابر علماء دیوبند پر ان کی کفری عبارتوں کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت نے شرعی مراحل طے کر کے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر امت مسلمہ کے کروڑوں افراد کو کافر و مرتد ہونے سے بچا لیا۔ اس پر عرب و عجم کے ہزاروں علماء کا ہمنام ہے جس پر کروڑوں اہلسنت عمل پیرا ہیں اس کے خلاف میاں ہاشمی کی کھلی ہوئی بغاوت ہے خود اپنے ساندانی بزرگوں کے خلاف ان کا عمل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اہل سنت میں ناقابل اعتبار ہو گئے ہیں اور ان کی وجہ سے دین میں بڑے بڑے خطرات پیدا ہو گئے ہیں جس سے بچنا اور بچانا اہلسنت کے لیے ضروری ہو گیا ہے۔

میاں مولوی ہاشمی نے سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے جن الفاظ سے بحث کر کے حکم شرعی بیان کیا ہے اسی کو ناقابل اعتبار ٹھہرانے کی پوری کوشش کی ہے۔ (دیکھئے ن کی کتاب ”کملی“ اور تحقیق ہاشمی وغیرہ) جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل استناد و غیر معتبر ٹھہری و آپ کی ذات کو لفظ و معنی کے اعتبار سے سند کے طور پر نہیں پیش کیا جاسکتا تو عقائد کے عدوہ ہزاروں فقہی احکام شرع جن کو اردو الفاظ و معانی کی تحقیق پر اعلیٰ حضرت نے صحت و حرمت اور اہانت کے ابواب میں بیان کیے ہیں جیسے طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق، جہیز، معاملات وغیرہ کے معامل جن سے ہزاروں صفحات بھرے پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے تمام کے تمام میاں مولوی ہاشمی کی ایک جنبش قدم غیر مستند و ناقابل اعتبار ہو گئے۔

وہابیوں اور دیوبندیوں کی بھی یہی کوشش ہے۔ جب اعلیٰ حضرت بریلوی کی لفظی و معنوی تحقیق ناقابل اعتبار و غیر مستند ٹھہری اور آپ کی ذات کو سند کے طور پر نہیں پیش کیا جاسکتا تو عقائد میں رد و الفاظ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بیان و اسام کفر و ارتداد کا شرعی حکم بیان کرنا ناقابل اعتبار ٹھہرے گا۔

اب کیا ہے خوشی سنائیں، دیوبندی، وہابی، رافضی قادیانی کہ ہمارے محسن میاں مولوی ہاشمی کچھ چھپوئی نے ہمارے لیے غرور و ارتداد سے نجات و عافیت کا راستہ نکال دیا ہے اب ہم بچے مسلمان اور ہماری بارگاہ رسالت الابیۃ و رسالت میں گستاخیاں بکایاں اور کفریات عین دین اسلام بنادی گئیں ہیں، جو کام ہم برسوں میں نہ کر سکے کچھ چھپو کا ایک طفل نادان نے وہ کام کر دکھایا۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی سے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا، میاں مولوی ہاشمی نے خدائے اعلیٰ حضرت کے قوس سے ہی رد کر دیا اور ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا ہے اور سید مولوی ظفر ادینی کے کف لسن کا رستہ دکھایا ایسے علماء سے اہلسنت کو بچنا اور بچنا ضروری ہے۔

(ماہنامہ سنی آواز جولائی اگست ۱۹۹۵ء)

بریلی کی مرکزیت اور مدار نجات

آپ قرآن اول سے لے کر آج تک تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجئے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ اسلام میں عقائد باطلہ کے جہلین کے خلاف دین اصول اور حقہ مد باطلہ سے حفاظت اور اپنے ایمان و عقیدے کی سلامتی کے لیے آپ کو کسی ایسی ذات یا کسی شہر کی طرف منسوب یا یہاں جو زمانے میں دین و ایمان کا ضامن سے ورنہ نہ مسلمان مد عین اسلام کے دعوہ اسلام و ایمان و نظام کی چمک و دمک کی وجہ سے گمراہیت میں مبتلا ہو جاتے۔

گریہ ضروری نہ ہوتا تو چاروں مسلک حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے ساتھ عقائد میں دو مسلک ماتریدی اور شعری ویر میں نہیں آتے حالانکہ اس وقت جلد سادات کرام اہل بیت طہر موجود تھے۔ حضور سیدنا علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ ۲۰۳ھ سیدنا امام موسیٰ بن جعفر کا طہر ۱۸۲ھ حضور سیدنا امام جعفر صادق ۱۴۸ھ حضور سیدنا امام محمد بن علی باقر ۱۴۳ھ حضور سیدنا زین العابدین ۹۴ھ اور حضور سیدنا سید الشہداء علی بن ابی طالب ۶۱ھ رضی اللہ عنہم کے بڑھ کر اہل بیت میں نہ ہو سکتا تھا۔

ان حضرات سے مراتب سے امت اچھی طرح واقف ہے۔ ہدایت و رہنمائی کے لیے کیا ان حضرات کی ذوات مقدسہ کافی نہیں تھی؟ اگر کوئی اپنے آپ کو مسلک علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ یا مسلک کاظمی یا مسلک جعفری یا مسلک باقری یا مسلک عب بدیہ مسلک حسین کا مقدمہ ہونے تو یہ نجات کے لیے کافی نہیں ہے! یقیناً ان حضرات کی طرف نسبت کرنی نجات کے لیے کافی ہے تو پھر کیوں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا امام مالک، سیدنا امام شافعی، سیدنا امام احمد بن حنبل و سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کرتے ہوئے، مسلک حنفی، مسلک مالکی، مسلک شافعی، مسلک حنبلی، مسلک ماتریدی، مسلک اشعری و جو میں آئے کہ جن مسلکوں اور مذہبوں پر امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام، انوار و قطاب و بدو و عجب و فقہاء و مشائخ، علماء و عامۃ المسلمین قائم ہیں اور ان مذہبوں اور مسلکوں پر فخر کرتے ہیں۔

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مسلک جعفری و باقری وغیرہ مسابک حق پر نہیں ہیں، یقیناً یہ مسلک حق ہیں اور مدار نجات ہیں۔ آپ دیکھ جائیے حضور سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہم سے سیکر ائمہ اہل بیت اطہار تک کے نام لے لیں ان کی تائید بدترین گمراہ بدین و مذہب فرقتے وجود میں آئے۔

ہمارے مدار وائے فقہاء رضی اللہ عنہم کا حسان سے کہ انہوں نے مسلک حنفیت، مسلک ماتریدی و مسلک

باقی مسلک جعفری کے نام پر باطل و شرعاً حلال و حرام کے فرق نہ کر کے نام یہ اس سے ممتاز کر کے اعلیٰ حسینی
مسلک، مابقی مسلک، باقری مسلک، جعفری مسلک کے صحیح خصوصاً کو پیش کرنے سے یہ اور عقائد کی درستگی اور نجات آخرت
کے لیے حقیقی، حقیقی، شافعی، حنبلی، ماتریدی، اشعری مسلک پر اجماع ہو گیا۔ جس پر امت کے کابر اولیاء کرام سے لیکر بڑے
بڑے فقیہ محدثین ائمہ و اہل وقت و قبلہ، انہیں مسلمانوں پر قائم رہے اور اس پر خود چھ اور امت و اہلسنی پر چلنے کی
تجربہ و تاکید فرماتے رہے۔

حالات ہمارے ائمہ، ربیعہ و امام ابو منصور ماتریدی، امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ عنہم وہی فرماتے ہیں جو حضور سیدنا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم و سیدنا امام باقر و سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما ارشاد فرما چکے ہیں۔ اس کے باوجود حسینی
مسلک، مابقی مسلک، باقری مسلک، جعفری مسلک کا نام امت میں رائج نہیں ہے۔ یہ مذکورہ مسلک نجات کے لیے کافی نہیں
تھا۔ چونکہ ان مسلک کا نام لیکر گمراہ و بد مذہبوں و مرتدوں نے دین کے اندر عقائد اسلامیہ کے خلاف نئے نئے فتنے پیدا کیے،
نہ ان سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے تقلید ائمہ کو جب قرار دیا۔

اسی طرح جب حنفیت، مالکیت، شافعییت و حنبلیت و ماتریدیت و اشعریت کے نام پر نئے نئے عقائد جنم لینے شروع
ہوئے تو اصل حنفیت و مالکیت و شافعییت و حنبلیت و ماتریدیت و اشعریت کو عقائد باطلہ سے چھانٹ کر مرادیت و بدعتیت
سے ممتاز کر دیا۔

جس ذات نے یہ فریضہ انجام دیا اس ذات کی طرف منسوب کر کے یا جس شہر کے علماء نے یہ جدوجہد فرمائی ان علماء
نے شریک حرف اپنے آپ کو منسوب کرنا اصل حنفیت، مالکیت، شافعییت، حنبلیت، ماتریدیت و اشعریت پر قائم رہنے کے لیے
ضروری ہو گیا۔

اس کی ایک تاریخی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ ہیں، تاریخ کا قاری جانتا ہے کہ اکبری دور استلا
میں جب حنفیت کے نام پر دین الہی قائم کر کے دین متین میں فتنے برپا کیے گئے، اصل حنفیت کو باقی رکھنے کے لیے اکبری فتنے
کے زمانے میں اپنے آپ کو مسلک مجدد کا حامل کہلوانا کافی تھا۔

مسلک مجددی سے مراد اس زمانے میں سنی مراد لیا جاتا تھا جو حنفی و ماتریدی ہے اس سے کوئی یا مذہب یا نیا دین مراد نہیں
ہو سکتا۔ اسی طرح پھر جب مسلک حنفیت کے نام پر دین کے خلاف فتنے برپا کیے گئے یہاں تک کہ انگریز کا تسلط ہوا اور اس
"دین" اسمیٰ فرقیہ یا اسماعیلی مسلک، وہابی مسلک، دیوبندی مسلک، قادری مسلک، پنجری مسلک، صبح کلی مسلک و جود میں
آئے اور سب کے سب سنی حنفی بن کر دین میں فتنے برپا کیے۔

ان کے عقائد باطلہ سے بچنے اور وہ اپنے عقائد اسلامیہ پر کاربند رہنے اور نجات آخرت کے لیے مذکورہ گمراہ و مرتد
سائناتوں و مسلکوں سے الگ رہنے کے لیے عرب و عجم کے اکابر ائمہ و علماء و فقہاء نے مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلویت کے

حضرت بریلوی قدس سرہ کے خوشہ چین رہے اور آپ کی صحبت یافتہ اور حسن تربیت سے آراستہ ہو کر دنیا سے نیت مسیں ایسے معروف ہو گئے کہ زمانے میں مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت کہلائے۔ زندگی بھر دین متین کی حفاظت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت سے عظیم حافظہ بکری زبانی میں ممتاز ہو گئے۔ ورنہ دیکھیے اہلسنت میں جو شہرت اور عظمت حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں اور ان کے صاحبزادے سید شاہ احمد اشرف اور حضرت محدث اعظم ہند کو نصیب ہوئی اس سے پہلے اس خاندان میں کسی اور کو نہیں۔ ان کی شہرت اور عظمت کو چار چاند لگانے میں اکابر علماء اہلسنت کا ہاتھ رہا ہے۔ ان کو قریب کر کے رکھا تھا اور کیوں قریب ہوئے اور شہرت کی بندیوں پر کیوں کر پہنچے، ماربرہ مقدسہ کے مقدس سادات اور سیدنا اعلیٰ حضرت اور اکابر علماء اہلسنت نے انہیں کیا دید۔ اس پر ہم تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں گے۔

حضور مفتی اعظم ہند کا انتقال اور آزادی کی طرف دوڑ

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ کے خلقاء اور شاگرد پھر ان حضرات کے خلقاء و شاگردوں کا ایسا فوجہ دور تھا۔ بڑے بڑے دہائی، دیوبندی، صلح کلی، نیچری، سورماؤں کو ہا جو دان کے مصنوعی عس دھاک کے نہیں زمسین چڑائی، ان گمراہ و مرتد بد مذہب رہنماؤں، کے گلے جڑے چھاڑ کر رکھ دیئے۔

ہر میدان اور ہر محاذ میں انہیں ایسی شکست فاش دی کہ ندوہ اور دیوبند سے لے کر متحد تک زلزلہ آگیا۔ ان کے بڑے بڑے قلع و محاذ اپنے انہیں منظرے اور مباحث میں شکست فاش دیکر ان کی گردنیں پکڑ پکڑ کر زمین پر پٹک پٹک کر ان کی کمر توڑ دی۔ تحریک ذریعہ علم و عرفان کے موتی لٹا دیئے۔ درس گاہوں سے ایسے ایسے شاگرد نکالے کہ تحریروں و تقریریں، درس و تدریس، بحث و مباحثہ، مناظرہ ہر میدان میں یگانہ روزگار کہلائے گئے، صاحبان علم و فن نے اپنی بلند پیش نیاں ان کے سامنے جھکا دیں، اس محاذ میں کام کرنے والوں میں اکابر کچھوچھ میں حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی ہیں وہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے رہے۔ اسنت نے ان کو خوب سراہا اور انہیں اپنے سروں پر رکھا۔

اکابر کا دنیا سے چلا جانا انتشار کا سبب بنا

خداوند قدوس بے نیاز ہے اپنے مخصوص بندوں میں سے جس سے جو خدمت لے لے اس کی شانِ مصدیت ہے آخر ہر کسی کو اس سرائے فانی کو چھوڑنا ہے اکابر علماء میں سے جب اس دنیا سے فانی ہو چھوڑنے کا سلسلہ شروع ہوا تو یکے بعد دیگرے اسنت کے کیسے کیسے اکابر چلے گئے دنیا دیکھتے رہ گئی جانے کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ ان حضرات میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مفرد شخصیت تھی جہاں وہ علم و آگہی میں کوہِ گراں مایہ تھے وہیں پر زہد و تقویٰ میں ایسی مثال و نمونہ تھے کہ صاحبان علم و فن اور ماہرین زہد و تقویٰ کو دنیا میں دور دور تک کوئی دوسرا اس منزل اور مقام پر فائز نظر نہیں آتا تھا، پوری دنیائے سنیت کو اپنی علمی جلالت اور کامل زہد و تقویٰ اور ماہراندہ دینی صلاحیت کے ذریعہ دین و سنیت کی ایسی مضبوطی سے باندھ رکھا تھا کہ ہر کسی اس دھارے سے بندھے رہنے میں اپنی نجات سمجھ رہا تھا۔ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے اسی زہد و تقویٰ، ہم عمل کی

حیرت انگیز واقعہ

ہندوستان میں بہت سارے لوگ اس بات کو چاہتے ہیں کہ وسط ہند جو پہلے سی پی اینڈ برار کے نام سے معروف تھا اس کی راجدھانی ناگپور میں سی پی اینڈ برار میں بہت دور، دور تک جہل و نادانی کا بازار گرم تھا۔ ایسے ماحول میں استاذ العلماء علامہ مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ مستقل طور پر ناگپور میں سکونت پذیر ہو کر درس گاہ قائم کر کے تشریف لائے۔ ان کے علم و دین سے آراستہ کرنے والے پہلے عالم دین ہیں۔ اگرچہ آپ سے پہلے جید علماء کرام کا ناگپور میں ورود ہو چکا تھا ان حضرات نے بھی انفرادی طور پر سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے بہت کام کیا تھا۔

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ نے سی پی کی راجدھانی ناگپور میں جامعہ عربیہ کا مستقل قیام عمل میں لا کر بے شمار بندگانِ خدا کی علمی پیاس بجھانے کا سامان مہیا کیا۔ جامعہ عربیہ کے قیام کے بعد اپنے اپنے وقت کے کیسے کیسے ماہر اساتذہ و علماء تشریف لاتے رہے، لوگ صرف ان کی زیارت کر کے ہدایت پاتے رہے۔

ناگپور میں پہلی بار

حضور مفتی اعظم ہند کی آمد اور حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ

۱۹۵۳ء تک ناگپور میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف نہیں لائے تھے اور استاذ اساتذہ حمیدہ العتقین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ ناگپوری مدظلہ العالی مفتی اعظم مہاراشٹر نے کسی سے بیعت و خلافت حاصل نہیں کی تھی، دل بے چین رہتا تھا کہ کس سے بیعت کی جائے۔ اسی درمیان آپ کی نظر اکابر اور مذہبی و دینی پیشوا پر لگی رہتی تھی۔ جب یہ حضرات تشریف لاتے آپ ہر ایک پر گہری نظر ڈالتے رہے لیکن دل کسی پر جمتا نہیں تھا۔

آخر کار ایک دن اپنے استاذ گرامی استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب فقہوری علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ ناگپور سے عرض پر داز ہوئے کہ حضور میں ابھی تک کسی سے شرف بیعت سے مشرف نہیں ہوا ہوں۔ بہت ساری شخصیات کو دیکھا مگر دل نہیں جما، بے چینی بڑھ گئی ہے۔ ان کے مشفق استاد حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی اس بڑھتی ہوئی بے چینی کو اچھی طرح ملاحظہ کر لیا اور ایسی ذات کا پتہ بھی بتا دیا جو بے قراری کو دور کر دے اور قلب و روح کو سکون بخشنے اور شریعت و طریقت و مسلک پر مضبوطی سے قائم رکھے وہ فرماتے ہیں:

”مولانا، اب کہاں ایسے لوگ رہ گئے جو شریعت و طریقت میں کامل ہوں، سوائے

حضرت مفتی اعظم ہند کے“ اب وہ چند دن کے بعد آنے والے ہیں دیکھیے گا اگر آپ کا

دل جم جائے تو مرید ہو جائیے۔“

پھر کیا تھا، اس کے بعد دل کی تڑپ اور بڑھتی گئی، وقت کا انتظار ہونے لگا، دن بیت گئے۔ اب وہ دن قریب آنے لگا جس کا بے چینی سے انتظار تھا۔ ناگپور میں ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ پہلی بار شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند ناگپور

آنے والے ہیں ہر سنی دل و نگاہ فرش راہ کیے ہوئے تھا۔

دھوم ہے آج ان کے آمد کی

اپنی پلکوں کو ہم بچھڑائے ہیں

آخر کار وہ دن آ ہی گیا جس کا ہر سنی کو انتظار تھا، خاص طور پر استاذِ ارستادہ حضرت علامہ مفتی غلام محمد خاں صاحبِ قبلہ ناگپوری مدظلہ العالی سمیت ہزاروں افراد کا دار فتنگی کے عالم میں لوگ استقبال کے لیے موجود ہیں جن کی قیادت استاذِ ارستادہ حضرت شیخ الحدیث مفتی عبدالرشید خاں صاحب فرما رہے ہیں۔

اسٹیشن پر ریل آگئی، بدلیوں میں بہت جستجو و تلاش کے بعد جب ہلالِ عید نظر آتا ہے، دیکھنے والا پکاراٹھتا ہے وہ رہ چاند۔ اسی طرح ہر شخص بے چینی سے ہلالِ رضویت کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔ جیسے ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے جلوہ زیبا پر نظر پڑی سوگ پکاراٹھے یہ ہیں شہزادہ اعلیٰ حضرت، وہ ہیں مفتی اعظم ہند، دیوانگی دوار فتنگی میں نعرہ نکسیر و نعرہ رسالت میں، والہ نہ شاہانہ استقبالات ہوا۔

اب کرب و بے چینی کی لذت اس ذات سے پوچھیے کہ جو ذات کسی مرد حق آگاہ کے دستِ حق پرست پر ہاتھ دینے کے لیے سیکڑوں ماہرینِ علوم و تقویٰ پر نظر ڈال چکی تھی مگر دل و نگاہ میں کوئی چھ نہیں۔ جب اس ذات نے اسی بے قراری و بے چینی سے حضور مفتی اعظم ہند کے چہرہ پر ضیا کو دیکھا ہوگا تو صرف ایک عقیدت مند کی نظر سے نہیں کچھ نہ کچھ نظر کی گہرائی و گیرائی کام کر رہی ہوگی۔ اس لیے اب اس ذات سے ایسا تعلق قائم کرنا جو دین و دنیا اور آخرت میں کام آئے۔

جب ہر طرح سے دیکھ لیا، اب مفتی اعظم ہند نگاہوں سے اتر کر قلب و روح میں بیٹھ چکے تھے۔ حضرت استاذی علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب نے اپنے قلب و نگاہ کو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی تقدس شعار ذات کے سامنے ٹھکرا کر دیا۔ قیام گاہ پر حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ بانی جامعہ عربیہ ناگپور نے حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کا تعارف کرایا۔ جس پر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت شفقت بھرے انداز میں مسکرا کر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا، اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ خلافت بھی عطا فرمایا جس پر حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ کو بے حد خوشی ہوئی، حالانکہ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالرشید خاں صاحب علیہ الرحمہ خود شرفی تھے اور حضرت شاہ علی حسین السعیدی اشرفی میاں کچھوچھو علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

۱۹۵۳ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے عہدۃ الحقیقتین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب مدظلہ العالی کو اور آپ کے ساتھ رئیس المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد رضوان الرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ مفتی مالوہ اندور کو بہت خوبصورت کاغذ پر سند خلافت تحریر فرما کر سپرد فرمایا۔

مسک اعلیٰ حضرت کی ترویج میں وسط ہند اور جنوب میں تاریخی و انقلابی اقدام
 عمرہ الحقیقین استاذ الاساتذہ کا ۱۹۵۳ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے شرف بیعت سے مشرف ہونا مسک اعلیٰ
 حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں تھا۔ آپ پر حضور مفتی اعظم ہند نے ایسی توجہ ڈالی کہ آپ کے عظیم
 جوہر ابھر کر سامنے آ گئے۔

ہندوستان میں نصف سے زائد حصے میں استاذ الاساتذہ عمرہ الحقیقین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ
 مفتی اعظم مہاراشٹر کی انقلاب انگیز مساعی جمیلہ کی وجہ سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ذریعہ جہاں دین و
 سلطنت کو فروغ ملا تو وہیں سلسلہ رضویت کو اتنا عروج عطا ہوا کہ اب گمراہی و بد مذہبیت کا ہلکتا خیز طوفان بھی اس شجر اسلام و
 سلطنت کے برگ و شاخ کو بھی ہلا نہیں سکتا۔ پھر وسط ہند اور دکن میں مسک اعلیٰ حضرت کو اس قدر تیزی سے فروغ ملا، اس سے
 پھر وسط ہند اور دکن کے وسیع و عریض علاقے میں اس کی مثال نہیں ہے۔

مسک اعلیٰ حضرت اور سلسلہ رضویت کے فروغ کے لیے طریقہ کار

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مسک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور سلسلہ رضویت کی
 اشاعت کے لیے یہ طریقہ کار اپنایا تھا کہ جب اچھی طرح اندازہ کر لیتے کہ فلاں علاقہ میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کو
 ہوا کر دین و سلطنت کی خدمت انجام دی جاسکتی ہے۔ جب آپ کسی مقام کا انتخاب فرماتے تو وہاں کے احباب و مخلصین کے ذریعہ
 بہت بڑے اجلاس کی تعین فرما دیتے۔

چونکہ پہلے ہی چند ہفتہ یا چند دن حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملے لیے جاتے تھے، حضرت کے ساتھ چند ایسے
 واعظین و مقررین کا انتخاب ہوتا کہ ان میں سے کوئی صاحب دلائل و براہین سے مراسم اہلسنت کو مثبت انداز میں عوام کے دل و
 دماغ میں بیٹھا دیتے۔ پھر ان مراسم اہلسنت کے خلاف وہابیہ دیوبندیہ کے اعتقاد کو ظاہر کر کے عوام میں ان سے نفرت پیدا کر دی
 جاتی۔

امت مسلمہ میں دور صحابہ سے لیکر موجودہ دور تک امت کے اکابر اور ائمہ المسلمین میں جو عقائد و مراسم چلے آ رہے ہیں
 ان کے صرف یہی لوگ مخالف ہیں اور ان کی کفری عبارت پڑھ کر عوام کے سامنے سنا دیا جاتا، ان سے سخت نفرت و بیزاری کا
 اظہار کر کے مسک کو دل میں بٹھاتے اور اسی پر مضبوطی سے گمازن رہنے کا عزم مستحکم کر لیتے اس کے بعد کوئی ایسا واعظ خوش ہیاں
 جو اپنی خدا و اتوات گویائی اور شان خطابت سے وہابیوں، دیوبندیوں، صلح کلیوں، مہلخیوں اور مودودیوں کو آ کر رکھ دے۔ اور
 اس سے ایک سال پیدا ہو جاتا، ایک کیفیت سامعین کے دل و دماغ پر برپا ہو جاتی پھر حضور مفتی اعظم ہند کی جامع شخصیت پر
 بحمدہ و روشنی ڈالی جاتی۔

جلے کے بعد عوام و خواص اہلسنت میں دار فستکی کا عجیب عالم ہوتا جو ش عقیدت اور ایمانی حلاوت سے سرشار ہو کر

مذہبوں کی تعداد میں لوگ صرف بیعت حاصل کرتے اس لئے بعد میں ۲۱ سہ ماہی میں اسی طرح کی بیعت حاصل کی۔ اس سے پہلے بھی دینے میں نہیں آتی تھی۔ اس طرح ملائے ملائے شہر، شہر، گاؤں، دیہات، حق و سبکیں سے دی گئیں۔ ایسا نہیں کہ کبھی کبھار ایسا ہوتا تھا ۱۹۵۲ء سے لیکر ۱۹۵۳ء تک مسلسل یہی طوفانی دور رہا ہے۔ "سب" تو اب پروگرامات منعقد کروائے جاتے۔ سال کے اکثر یہ محضر مفتی اعظم ہند مدیہ ائمہ حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب قلم، مولانا فرہاتے، ناگپور ہینڈ کوارٹر ہوتا، یہاں علاقہ تحقیق گڑھ امہاراشٹر، آندھرا، کرناٹک، جرات کے تاریخ ساز دور سے موت اس سے وہابی، دیوبندی، جمہوری، صبح کلی، مودودی کی تھرا گئے۔

فتح برار اور حضور مفتی اعظم ہند

وسط ہند میں برار ایک ایسا مقام ہے جہاں پر دکن کے فرماں روا نظام حیدر آبادی حکومت تھی۔ انھوں نے شاہ انگلستان کی بیٹی کے جہیز میں برار کو دیدیا۔ وہاں صدیوں پہلے سے ایسے ایسے اولیاء کرام زیر زمین آسودہ ہیں کہ جن کی روحانی حکومت تک قائم ہے جو علم و فن کا گہوارہ، ناچا تھا۔ بڑے بڑے ماہرین علوم و فنون وہاں پر مڑے ہیں، لیکن جب وہابیت و نجدیت کی مسموم ہوا چلی اس وقت سے وہابیت و نجدیت نے برار میں مضبوط قلعے تعمیر کر دیے۔

پہلے وہاں جب عمدة المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قلم سنیت کا پتہ کام کرنے سے لیے جو سنیت وہابیت سے محفوظ تھے انہیں ساتھ بیکر جسدہ کروانا چاہتے، اگرچہ ٹوٹ تیار ہو جاتے جسے کی تیاریاں شروع ہو جاتیں لیکن وہابیوں دیوبندیوں کی جانب سے ان پر جو حاکمات پیدا کیے جاتے اس سے مجبور ہو کر سنیت عہد کو آمد کے وقت ہی واپس کر دیتے یہ حضور یہاں کے حالات کی وجہ سے اب جلسے نہیں ہو سکیں گے۔

ایسے اہم شگن حالات تھے کہ وہاں مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے کام کرنا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا تھا لیکن حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب قلم یوں نہیں ہوتے، افراد اور عدوت کو چھٹنے میں لگے رہتے، چنانچہ ان کی نظر برار میں "کوہ ضلع" میں ایک مقام کرم پر پڑی وہاں پہلے ہی جو شیے جو بہت سنی موجود تھے جو وہابیت و دیوبندیت، تہلیفیت سے محفوظ تھے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قلم نے کل برار سنی کانفرنس کے لیے وہاں کے حوصلہ مند سنیوں کو چاروں جس کے لیے کل برار سطح پر فروغ سنیت کے لیے کام کرنے کے لیے ایک فعال کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے صدر کرم کے ایک صاحب حیثیت و جانبازی سنی جناب عبدالغنی صاحب بنائے گئے۔

اب زور و شور سے کانفرنس کی تیاری شروع ہو گئی، کرم کے احباب اہلسنت جناب عبدالغنی صاحب کی صدارت اور حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب کی سرپرستی میں وہابیت و نجدیت و تہلیفیت کے ہونے والے ہر حصے کے مقابل ڈٹ گئے اور کانفرنس کو کامیاب بنانے کا عہد و پیمان کر لیا اور سر سے کفن باندھ کر جدوجہد میں لگ گئے۔

ادھر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب نے اپنی دینی قائد نہ صلاحیت سے اپنی پوری توجہ کرم میں مونس

والی کل برادری کا غرس کی طرف مرکوز کر دی۔ حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ساتھ حضرت برہان ملت مفتی اعظم ایم پی علیہ الرحمہ حضرت شیخ الحدیث استاذ الاسلام علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی اور حضرت علامہ مفتی محمد رضوان الرحمن صاحب فاروقی اندور خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا ابوالوفاء نعیمی غازی پوری عظیم، لرحمہ اور جناب اسرار الحق صاحب سابق ایم پی مرحوم اور حضرت علامہ مولانا سید مظہر ربانی مدظلہ العالی اور خطیب ہندوستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مجیب اشرف قبلہ مدظلہ العالی اور دیگر علماء اہلسنت مدعو کیے گئے۔

کانفرنس کیا تھی فروغ مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے ایک تاریخ ساز لائحہ عمل تھا۔ معرلوگ بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں علماء اور عوام و خواص کا اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا۔ وسط ہند خاص طور پر برار کے ہر مقام سے لوگ اس قدر کثیر تعداد میں جمع ہو گئے تھے کہ میدان عرفات کا منظر نکا ہوں کے سامنے آتا تھا۔ علماء کرام کی مقدس شخصیات اور خاص طور پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مبارک و مسعودات کو اور اس قدر بڑی تعداد کو دیکھ کر وہاہیوں اور دیوبندیوں، جمہیٹیوں کے دل لرز گئے۔ ان کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسکتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔

جلسے کے بعد اتنا عظیم الشان مجمع حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دامن کرم سے وابستہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی سے اب ان لوگوں کے اندر سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی لہر پیدا ہو گئی۔ اسی طرح مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، کرناٹک، گجرات تک کے علاقوں میں حضور مفتی اعظم مہاراشٹر علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب کے ذریعہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مسلسل طوفانی دورے شروع ہوئے۔ جس سے آبادی کی آبادی پلٹ کر رکھ دی گئی۔ ہندوستان میں حضور مفتی اعظم ہند کے انقلابی تاریخ ساز دوروں نے اہلسنت میں وہ اتحاد و قوت عطا فرمائی دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتیں حیرت زدہ تھیں۔

خطیب ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اشرف صاحب قبلہ کی اور حضرت مفتی اعظم ہند کی ہمراہی

۱۹۶۲ء میں جو مسلسل دورے ترتیب دیے گئے ان میں اکثر خطیب ہند استاذ العلماء استاذی حضرت علامہ مولانا محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ بانی و مہتمم دارالعلوم، مجددینا گپور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ آپ کی خطابت نے بھی وسط ہند اردکن میں بہت بڑا عداقہ فتح کیا ہے ان علاقوں میں سنیت کا علم گاڑ دیا۔

خطیب ہند حضرت علامہ مولانا مفتی مجیب اشرف قبلہ نے زمانہ طالب علمی سے لیکر ناگپور کے انقلابی دوروں میں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر حضرت سے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور آپ ان تاریخ ساز دوروں میں حضور مفتی اعظم ہند کے جو حیرت انگیز واقعات رونما ہوتے تھے ان کی بہت بڑی تاریخ رکھتے ہیں۔

ادارہ سنی و زنا گپور حضرت سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہے کہ ان تمام واقعات کو صفحہ قرطاس پر ثبت فرما کر محفوظ کر لیں اور اشاعت کے لیے سنی آواز کو عایت فرمائیں۔ ادارہ بصدر شکر یہ اس زمر میں دور کے عہد ساز تاریخی واقعات کو اشاعت کرنے کا شرف حاصل کرے گا۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی علالت

ہندوستان کا ہر حاسد بغض و حسد کی آگ میں جل رہا تھا کہ یہ حضور مفتی اعظم ہند کے کاڈ پلٹ دور سے دیکھے نہیں جاتے تھے۔ ہندوستان میں اپنے وقت کی ایک ہی شمع ایسی تھی کہ پورا ملک جس کا پروانہ تھا حضور مفتی اعظم ہند کے آگے کی کی جتنی تھی تھی، قدرت خداوندی پورے ملک ہی کو نہیں بلکہ دنیا کے اکثر ممالک کو حضور مفتی اعظم ہند کے لیے مسخر فرما دیا تھا۔

عین ایسے موقع پر ۱۹۷۱ء میں کوٹارہ جستان کے دورے میں حضور مفتی اعظم ہند کے ساتھ زہر خورانی کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے تاریخ ساز انقلابی دوروں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مخالفین و معاندین و حاسدین اسی دن کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ جسمانی طور پر کمزور تو ہو گئے تھے لیکن دل و دماغ شری مور میں اور زہد و تقویٰ کی ادائیگی میں مضبوط تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی مثال ایسی تھی کہ شیر ہر اگرچہ لاغر و کمزور ہی سہی لیکن جنگل میں موجود ہے وہیں زمانہ کے اندر ہیبت و لرزہ طاری ہونے کے لیے اس کا وجود کافی ہے۔ اس طرح مخالفین و حاسدین اگرچہ اندر ہی اندر دھج جتانے میں مصروف تھے لیکن حضرت کی ہیبت و خوف کی وجہ سے کھن کر سامنے نہیں آ سکتے تھے۔

حضور مفتی اعظم ہند کا وصال اور فتنہ و فساد کا آغاز

۱۹۸۱ء میں حضور سیدنا مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد دنیائے سنیت میں جو کھرام مچا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد خانوادہ رضویہ میں حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ربیعان رضا خاں صاحب عرف رحمانی میاں علیہ الرحمہ اور جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مور نامفتی اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری میاں مدظلہ العالی کی شکل میں دو عظیم ستون موجود تھے۔

دنیا نے سنیت کی نجاہیں ان عظیم الشان خانوادہ رضویہ کے دارشین علوم رضویت کی طرف اٹھیں۔ ہر بھائی اپنی جگہ پر بہت ساری خوبیوں کا جامع تھا ان میں حضرت ربیعان ملت دینی علوم کے ساتھ، دنیاوی سیاست اور تفکر و تدبیر حکمت عملی بدرجہ اتم موجود تھی۔ حضرت ربیعان ملت علیہ الرحمہ نے محسوس کیا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کے انتقال کے بعد کچھ چھ سے کہیں مرکز سے علیحدہ ہونے کے جذبات نہا بھریں، اس لیے انہیں اور قریب تر کرنے اور گھیر کر رکھنے کے لیے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے مولوی محمد مختار اشرف صاحب عرف محمد میاں المعروف بہ سرکار کلاں کو دعوت دی۔

انہوں نے موقع کو غنیمت جانا وہ فوراً حیلے آئے۔ اور انہوں نے نماز جنازہ پڑھا دی۔ حضرت ربیعان ملت علیہ الرحمہ کے اخلاق اور حسن نیت پر کوئی شبہ نہیں۔ بعض مرتبہ ایسا بھی حدیث روٹھا ہوتا ہے کہ انسان کسی اچھی نیت اور اخلاص اور تفکر و تدبیر کی خاطر کوئی کام کرنے کے لیے لکھتا ہی ہے آخر کار وہ کام کر جاتا ہے اس کے جوہر دشات پیش آتے ہیں وہ منفی ہوتے ہیں۔

کبھی کبھار ہمارے گھر دوں میں اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی واقعہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

کی نماز جنازہ کو لے کر سامنے آیا کچھ چھوٹی اسی دن کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر کار اس سانحے کو انہوں نے دیکھا اور حضرت کی نماز جنازہ بھی پڑھا دی۔

اس کے بعد ان کچھ چھوٹیوں نے حضرت مفتی اعظم ہندی نماز جنازہ کا سہارا لیکر جو فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کی اس سے اہلسنت کو دلی صدمہ ہوا۔ اس کے بعد یہ لوگ اہلسنت کے مرکز بریلی سے علیحدہ ہوئے اور حضور سمنانی قدس سرہ کے نام پر کچھ چھوٹے مرکز بنائے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی سعی حاصل میں مصروف ہو گئے۔ اور مولوی ہاشمی کو ۱۹۹۳ء کے مدھیہ پردیش کے ایک مقام خیر ہاضع ہندول میں بائنگ دہلی یہ کہنے کا موقع ملا۔ ”حضرت مفتی اعظم ہندی موت کو ہم نے معتبر بنا دیا۔“

حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کا اکابر پر گہرا اثر

ملک ہندو بیرون ہند جو علماء اکابر موجود تھے ان پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ انہیں آئندہ خطرات ہی خطرات نظر آتے تھے۔ سرزمین دکن میں سجادگان آتہ عالیہ ہمسید اشرفیہ رانچور تقریباً ایک سو پچیس سال سے نہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہے بلکہ گمراہوں و بد مذہبوں، مرتدوں کی طرف سے برپا کیے جانے والے مصائب و تکالیف کے باوجود مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و اشاعت کرنے میں مصروف رہے۔

ان میں خاص طور سے میرے والد ماجد شیخ الشریح حضرت علامہ مولانا چندا حسین صاحب صوفی اشرفی علیہ الرحمہ سجادہ نشین پانڈویم آستانہ عالیہ ہمسید رانچور کی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے سلسلے میں انقلابی و مصائب و آلام سے بھری زندگی کو دیکھ کر بچے وقت کے اکابر علماء حیرت زدہ تھے کہ دکن جیسی سرزمین میں گمراہوں اور بد مذہبوں و مرتدوں کی جانب سے اس قدر شدید تکالیف و مصائب کو برداشت کر کے نہ صرف مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا بلکہ اس کی ترویج و اشاعت میں لگے رہنا یک بہت بڑا تاریخی کارنامہ ہے۔ ان کی ایک سو پچیس سے زائد تصنیفات و تالیفات اور عربی و فارسی و اردو کتب پر ان کے ماثی گواہ ہیں کہ اس بطل جلیل نے دکن جیسی سنگلاخ سرزمین پر بیٹھ کر کس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت انجام دی بقول اکابر علماء دکن کے شیر بیہ اہلسنت تھے۔ وہ بھی اگر چہ عمر کی وجہ سے کمزور ہو چکے تھے لیکن دل و دماغ اپنی جگہ پر توانا تھے۔

جب آپ کو حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کی خبر پہنچی اس قدر روئے ہیں کہ روتے روتے بے حال ہو گئے۔ بارہا یہی کہتے جاتے تھے کہ اب سنیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اب مسلک میں طرح طرح کے فتنے اٹھیں گے ان کو کوئی دبانے والا نہیں رہا۔ فتنوں کی شورش اس قدر تیزی سے برپا کی جائے گی کہ جو قابل صلاحیت علماء فتنوں کے سد باب کے لیے موجود ہیں ان فتنہ انگیزوں کے شور بے ہنگم کی وجہ سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اب کوئی کسی کی سننے والا نہیں ہے۔ سب سے پہلے فتنے کچھ چھوٹی سے اٹھیں گے، اس لیے کہ میادت کے نام پر جو فخر و غرور و کبر و تعلیٰ ان کے اندر ہے وہ بہت کم سادات میں پائی جاتی ہے۔ اس پر ان کے طرز خطابت اور خود کو انچار کھنے کی صفت کسی کی بات ماننے نہیں دے گی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جدالت مآب شخصیت نے اکابر و اصاغر اور عوام و خواص اہلسنت کو اپنی قاہر علمی و دینی و شرعی جلالت شان سے سب کو رسی میں مضبوط باندھ کر

رکھا تھا، اب وہ ری ٹوٹ گئی۔ اب پھر مضبوط باندھنے والا کوئی نہیں رہا۔

آخر کار آپ پر حضرت کے انتقال کے بعد اس قدر تیزی سے ضعف و نقاہت طاری ہونے لگی یہاں تک کہ آپ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ بروز دوشنبہ مبارکہ صبح خلاف توقع آستانہ مبارکہ پر تشریف لائے۔ حضرت قطب راہنچر قدس سرہ کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر جس رقت انگیزی سے زیارت کی ہے سب کو حیرت ہو رہی تھی۔

زیارت کے بعد اپنے خاندانی قبور پر حاضر ہوئے۔ زیارت قبور کے بعد بغور قبور کو ملاحظہ کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ اپنی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ اور آپ کی بڑی بہن کے قبور کے پاس صرف ایک قبر کی جگہ خالی تھی جو لوگ حاضر تھے ان سے فرمایا کہ مجھے ان دو قبروں کے درمیان دفن کر دینا، اور ضروری ہدایت فرمائی۔ اپنے گھر واپس آ کر زندگی کا آخری رسالہ تحریر فرمایا، جس میں تحریر تھا کہ میرے بعد میری اولاد میرے متعلقین و معتقدین مگر ہوں و مرتدوں سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ذات اعلیٰ حضرت کے ساتھ عقیدت قائم رکھ کر کتب اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہیں خاص طور پر حسام احمدین کے حق و گنج ہونے پر یقین رکھیں اور بعد وصال میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے اور کیا مراسم انجام دئے جائیں دینی و شرعی مورد ذکر کر کے رسالہ مکمل کیا اسی وقت ہمارے خاندان کے پرانے جانثار خاندان کے ایک فرد محمد اعظم صاحب کلری مرچنٹ راہنچر کو سس رسالے کی طباعت کے لیے حیدرآباد بھیجا اور یہ تاکید کی کہ یہ رسالہ پر سوں تک طبع ہو کر آ جانا چاہیے۔

آخر کار اعظم صاحب نے جمعرات کے روز ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۳ھ کو رسالہ طبع کر کے لے آئے اور اس کو تقسیم کیا اور جو لوگ محفل میں حاضر تھے اس کو پھر زبانی دہرایا جس میں دین و سنیت کی حفاظت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا ذکر تھا۔ آخر کار ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۲۳ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعہ صبح ۹ بجے کلمہ طیبہ پڑھ کر زوار سے اللہ غنی کا نعرہ لگا کر ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں۔

اس کے بعد دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت و اشاعت کی ذمہ داری مجھ کمزور و ناتواں پر سونپ دی۔ میں اس ذمہ داری کو خدا اور رسول جل مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے کس طرح نبھ رہا ہوں، وہ ملک کے اہلسنت پر ظاہر ہے۔ السعی ملئ والالتماء من اللہ: اکابر اہلسنت پر جو غم و اندوہ کا عالم طاری ہوا پیہے کسی کے وصال پر دیکھنے کو نہیں ملا۔ آخر کار حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مسلک میں کچھ چہرے جو فتنے اٹھے ہیں، اس کو اہلسنت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد فتنوں کا آغاز

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں جو لوگ مرکز اہلسنت کو کمزور کرنے اور علیحدہ ہونے کے لیے پرتول رہے تھے بعد وصال انہیں کھلی فضا مل گئی جس میں انہوں نے اپنی قوت پر داؤد کھانا شروع کیا۔ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے تحت تمام اہلسنت صحیح النسب سادات کی بارگاہوں میں بہت مؤدب ہیں اور کچھ چہرے کا معاملہ بھی ایسا ہی

جب سے اکابر کچھ چھ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات سے وابستہ رہے انہوں نے اپنے آپ کو گناہی سے نکال کر شہرت کی بند یوں تک پہنچا دیا۔ بالخصوص حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و سیانت میں صرف کر دی۔ اہلسنت نے ان کی سیادت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی وجہ سے اپنے سرور و تکریم پر بخوبیاں ۱۹۶۲ء میں حضرت محدث اعظم ہند کے وصال کے بعد ان کی اولاد میں جن میں خاص طور پر مولوی مدنی میاں کچھو چھو یہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں علم کی بھیک مانگنے میں مصروف تھے۔ ان کا یہ آخری سال تھا، والد ماجد کے وصال کے بعد پڑھے ہوئے علم کو مضبوط کرنے اور اسکو پختہ کرنے کے لیے انہوں نے نہ کسی درس گاہ میں بیٹھ کر تعلیم و تدریس کا کام انجام دیا نہ کسی مشائخ وہ بر تہجریہ کا مفتی کے خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تھی۔

اپنے والد ماجد کی بنی بنائی خطابت کی فضائل گئی لوگوں نے ان کو عقیدت میں سروں پر اٹھالیا۔ لغافلہ اور خطابت ان کا خاندانی پیشہ تھا جیسا کہ بعض شیعوں میں غافلہ تک بندی، خطابت خاندانی پیشہ کے طور پر ملتی ہے اسی طرح ان کچھو چھو برادران کو بھی ملی۔ لوگوں نے عقیدت میں انہیں اٹھایا اور اتنا چڑھایا کہ انہیں زمین کم آسمان زیادہ دکھائی دینے لگا۔ مگر انہیں اصل خوف حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا تھا اور ان کے ساتھ دیگر کا براہلسنت کا بھی۔

اکابر علماء اہلسنت میں بہت جلد علماء اہلسنت وصال فرماتے گئے آخر میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وصال ہو گیا۔ موقع غیبت جان کر مسلک اعلیٰ حضرت سے آزادی کی راہ اپنائی۔ چنانچہ انہوں نے کسی سے مرتب کرائے ہوئے سوال پر ویڈیو کے مشرورہ جواز کا فتویٰ دیدیا۔ مسلک میں سب سے بڑا اور پہلا فتنہ برپا کیا۔

ویڈیو فتنے کا سبب کیوں بنا

ہم مولوی مدنی میاں کچھو چھو کے ویڈیو کے جواز پر فتوے کے رد میں دلائل شرعی سے ہٹ کر فطری طور پر اٹھنے والے اعتراض کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ مولوی مدنی میاں کچھو چھو نے جب ویڈیو کے جواز کا مشرورہ فتویٰ دیا اس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز ویڈیو میں آنے سے پہلے ناجائز و حرام تھی وہ چیز ویڈیو کیسٹ بننے کے بعد بھی ناجائز و حرام ہے۔ اور جو چیز ویڈیو کیسٹ بننے سے پہلے جائز تھی ویڈیو کیسٹ بننے کے بعد جائز ہے۔ ویڈیو میں جو چیز آئی ہے وہ تصویر نہیں عکس ہے۔ یہیں پر مولوی مدنی میاں کچھو چھو کو سخت دھوکا ہوا۔ جس کو وہ اور ان کے ماننے والے سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔

ہم تقریری دیر کے لیے ویڈیو کے جواز پر مولوی مدنی میاں کچھو چھو کی یہ دلیل تسلیم کرتے ہیں کہ چلیے صاحب ویڈیو مل آنے سے پہلے جو چیز جائز تھی وہ ویڈیو میں آنے کے بعد جائز ہے۔ آپ کے کہنے کے مطابق جیسے وعظ کے چلے، میلاد پاک تقریریں، تلاوت قرآن مجید، حمد باری تعالیٰ، نعت پاک کے اشعار پڑھنا وغیرہ۔

مثلاً آپ کی اپنے مخصوص فن سے آراستہ بار بار دہرائی وہ تقریر زبان کھلتے ہی ٹیپ ریکارڈ کی طرح جاری ہو گئی اس کو

کسی نے ویڈیو کیسٹ کیا۔ ب یہ بتائیں کہ یہ ویڈیو کیسٹ تیار ہوتے ہی صرف کیسٹ کے نیتے سے پورا منظر دکھایا دیتے تھے گا؟ ہرگز نہیں۔

اس کو چلانے کے لیے ایک مشین کی ضرورت پڑتی ہے جس کو دی سی آر کہتے ہیں۔ اب وی سی آر بھی لایا گیا۔ اس میں کیسٹ کو ڈال گیا۔ کیا وی سی آر میں ڈالتے ہی کیسٹ میں جو فلمایا گیا ہے، دکھائی دینے لگے گا؟ ہرگز نہیں۔

اس کو دیکھنے کے لیے ٹی وی لانا ہی پڑے گا، بس یہیں سے فتنہ اور خلاف شرع حرکات کا ارتکاب ہوتا ہے وہ کہیں سینے ابھی تک وہ مسلمان حوثی وی کو حرام و ناجائز سمجھتے تھے، اور وہ آپ کا مرید ہو گیا، آپ سے اعتقاد کا رشتہ مضبوط ہو گیا۔ وہ انصر ابھی تک ٹی وی دیکھنے کو ناجائز و حرام سمجھتے تھے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جہاں چیز کو پیر صاحب نے ٹی وی میں دیکھنے کو ناجائز کر دیا ہے۔ لندن میں کی ہوئی پیر صاحب کی تقریر کا کیسٹ آیا ہوا ہے اس کو دیکھیں اور تقریر سنیں اس نے وی سی آر منگوایا اور اس کے ساتھ ٹی وی بھی منگوایا اس کو حسب ترتیب ایک دوسرے کو مربوط کر دیا اور ٹی وی کو چالو کر دیا۔ اب اس کے اندر اس چیز کو گھر میں لانے اور دیکھنے کا جذبہ پیدا ہوا جس کو وہ پہلے ناجائز و حرام سمجھتا تھا وہ اس قدر ارتکاب گناہ کو گوارا کر لیا۔ ب خوش عقیدگی میں اس پروگرام کو گھر کے تمام افراد مرد و عورت بھی دیکھ رہے ہیں۔

ایک قاری صاحب نے اپنی دلکش آواز سے تلاوت قرآن مجید کیا۔ اس کے بعد ایک حسین و جمیل و سحر انگیز آواز سے کس شاعر نے نعت گو نے نعت پاک کے اشعار پڑھے۔ ایک کنواری لڑکی اس نامحرم کی ادا اور آواز سے مسحور ہو کر دل دے بیٹھی۔ اس نامحرم کو دیکھنے کا گناہ اس کے نامہ عمال میں لکھا جائے گا یا نہیں۔ پھر اس کے بعد آپ تصنع و بناوٹ و رنگین جبہ اور مخصوص دستار سے آراستہ ہو کر ٹی وی میں جلوہ گر ہو گئے۔ رنگین ٹی وی میں صحیح خدا و خال رنگ برنگے کپڑوں کی رنگارنگی اور آپ کی مخصوص لہجہ اور ادا اور انداز مسکراہٹ اور دادخواہی کے لیے آپ کا مصنوعی فنی لا کر دانتوں کی کوٹھلیاں دکھاتے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھنا، اپنی گردن اور جسم کو ایک خاص انداز سے حرکت دینا وغیرہ دلربائی اور دلفریبی کیساتھ داد و تحصہ بہت حاصل کرنا، یہ وہ چیزیں ہیں جو چاہنے والوں کے دلوں میں سامنے کے لیے کافی ہیں۔

آپ کے لیے یہ کب جائز ہے کہ آپ اپنی اداؤں کو نامحرم عورتوں کے سامنے دکھاؤ۔ جناب شیخ جی آپ شیطان و نفس کے دھوکے میں کیسے آگئے ہیں۔ اس کو اور آگے دیکھیے:

ٹی وی گناہوں پر بیباک بنانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے

سپ نے ابھی پہلے منظر مداح نظر کیا، اب دوسرا منظر مداح نظر کیجئے، وہ شخص جو ٹی وی کے رکھنے و اس میں جو پروگرام آتے ہیں، کو دیکھنے اور سننے کو حرام و گناہ چلاتا تھا، جب پہلے پہل آپ کی عقیدت میں صرف میلاد کے جلسے کے نام پر ویڈیو کیسٹ میں فلمائے پروگرام کو دیکھنے کے لیے گھر میں ٹی وی خرید لایا۔ گھر میں رکھا کچھ چھوٹی شیخ جی یہ کچھ چھوٹی غبازی جی کے عقد کے پروگرام کو ٹی وی کے ذریعہ دیکھا۔

اب اس کے دل میں اتنی جرأت تو پیدا ہو گئی کہ ٹی وی گھر میں لے آیا وعظ و تقریر کے پروگرام میں شرعی قباحتیں تھیں، ان کو بطیب خاطر گوارا کر لیا، اس کو احساس تک نہیں ہوا کہ مجھ سے شرعی قباحتیں سرزد ہو رہی ہیں۔ اس پر تفصیلی کی حاجت ہے اور ہم نے صرف اشارہ کر دیا ہے وہ اپنی جگہ قائم ہیں۔

پیر صاحب کی عقیدت میں میں مرید نے ٹی وی کو لایا وعظ وغیرہ کے پروگرام کو دیکھا، ٹی وی گھر میں موجود ہے۔ اس کچھوچھو شیخی کے مرید صادق کے دل میں شیطان نے پھر وسوسہ پیدا کیا کہ ابھی خبروں کا وقت ہے خبریں سن لیں، ٹی وی چالو کیا، خبریں شروع ہو گئیں، خبروں کے درمیان کہیں ڈانس کا پروگرام تھا اس کی جھلک اس میں بتایا جس میں ایک نوجوان حسین دھنیزہ نیم عریاں لباس میں تھرکتی، پلکتی، بل کھاتی، اپنے پیار کی بانہوں میں باہیں ڈال کر سی، اپنا ڈانس دکھائی، جسم کا آدھے سے زیادہ حصہ عریاں ہے اپنے کرتب اور ڈانس کو پیش کر رہی ہے۔

کیا اس وقت کچھوچھو کے شیخی سووی مدنی اور غازی جی اور ولی عہد سجادہ کھلانے والے یا سجادہ نشین سرکار کال کھلانے والے تکھیں بند کر لیں گے، ان کے وہ مرید صادق جو ٹی وی کو دیکھ کر حرام و ناجائز سمجھتا تھا اس کے اندر انہیں کچھوچھو شیخی کی عقیدت میں وہ گناہوں پر اس قدر بیباک ہوتا گیا کہ ٹی وی کے پروگرام کو دیکھنا اب اس کے لیے سرور قلب کا ذریعہ بن گیا۔

پہلے پہل شیطان اور نفس نے یہی دھوکا دیا کہ یہ چیز بہت معمولی ہے اور اس کو حقیر جانا اور اس کے بعد گناہوں پر بیباکی بڑھتی گئی یہاں تک کہ ٹی وی میں ہونے والے ہر پروگرام کو دیکھنے کا عادی ہو گیا۔ اب گناہوں پر اس کا دل اس قدر مہسری اور بیباک ہو گیا کہ غیرت اسلامی اور دینی و شرعی حیثیت کو بالائے طاق رکھ کر ان پروگراموں کو بھی دیکھنا شروع کیا۔ جو سراسر کفر و شرک پر مشتمل ہیں۔

انہیں دین کے بے غیرتوں نے رامائن جیسی کفر و شرک سے بھری فلم دیکھی اور انہیں احساس تک نہیں تھا کہ ہم کس کس پر ہیں۔ عوام کے دلوں میں اس قدر جرأت و بیباکی پیدا کرنے والے یہی کچھوچھو غیر مغال ہیں اب سب کے گناہوں کا بوجھ نہیں کے سر پر مسط ہے لیکن تکبر و انا، گھمنڈ، کبر و غرور کی وجہ سے احساس تک نہیں ہے۔

اسے کچھوچھو شیخی جی! سن لو

یہ ٹی وی۔ وی۔ سی آر کا چلن صرف ان کے خلاف شرع ناجائز و حرام گندے فحش پروگراموں کی وجہ سے ہے۔ جو آپ نے اپنے زعم باطل میں یہ سمجھ لیا ہے کہ ٹی وی کا شرعی استعمال ہو گا یہ سراسر شیطان اور نفسانی دھوکا ہے۔ تمہاری روح مردہ ہو چکی ہے درجہ ہوش نہیں ہے تم صرف اپنی خاندانی اکڑوں میں مبتلا ہو۔ اگرچہ تم نے مشروط طور پر جائز کی آڑی ہے اگر ٹی وی کے ٹکڑے تمہیں کو سریراہ بنا دیا جائے اور اپنے زعم باطل سے جو جائز کے لیے جو شرط رکھی ہے اسی شرط کے ساتھ ٹی وی کے ٹکڑوں میں پروگرام چلان شروع کیا دیکھیے پھر ٹی وی کے دیکھنے والے کتنے ملتے ہیں اور ٹی وی۔ وی۔ سی آر کا کچھوچھو ہوتا ہے۔

فی الی، موجودہ دور میں صرف اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے، اسی کو آپ نے عطا مشروط سے پار کر دیا۔ لوگ بلکہ خود آپ کے شاگردوں نے وی مشروط سے فائدہ اٹھا کر لی۔ وی، وی، وی۔ اسی آردیخت شروع کیا۔ یقیناً موجودہ دور میں ٹی وی سے کوئی گھر خالی نہیں ہوگا ہر کوئی ٹی وی رکھتا لیکن وہ اس کو گنہ سمجھتا اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو گنہگار خیال کرتا لیکن آپ نے اسی احساس گنہ کو لفظ مشروط سے ختم کر دیا اور دنیا کی کارروائے کھول دیا۔ اگر کچھ چھوٹی شیخ الاسلام ٹی وی، یہ لفظ مشروط کی آڑ میں جواز کا فتویٰ صادر نہیں کیا ہوتا، اس گنہ پر مسلمان جری نہ ہوتے احساس گنہ باقی رہت۔

بریلی تیری عظمتوں کو سلام

گزشتہ صدی اور موجودہ دور میں یقیناً بریلوی مسلک دین و ایمان کی حفاظت کا ضامن ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت، ماحو رضا کے دور مسعود سے لے کر آج کے دور تک بریلی ہی اہلسنت کا مرکز ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے اصا کے بعد آپ کے دونوں شہزادے حضرت حمزہ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم ہند اور میرہ اعلیٰ حضرت جیلانی میاں ان کے خلفہ شاگرد مجسم اللہ تعالیٰ نے دین متین کی تاریخی خدمات اور فرق باطلہ کے رد و ابطال میں کارہائے نمایاں انجام دی ہیں، ان کو باوجود تبدیلی ازمنہ کے بھلایا نہیں جاسکتا۔

خاص طور پر حضرت حمزہ الاسلام، اور حضرت مفتی اعظم ہند و حضرت مفسر اعظم ہند جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہم نے مرکزی دینی خدمات انجام دیکر قیامت تک کے لیے رہنما خطوط متعین فرمادیئے۔ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ملت کے شیرازے کو منتشر کرنے کے لیے کچھ چھوٹی شیخ الاسلام جی نے لفظ مشروط کی آڑ میں ٹی وی، ویڈیو کے جواز کا فتوہ برپا کیا تو اس وقت بریلی میں موجود عظیم ذمہ دار شخصیت آبروئے اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری مدظلہ العالی نے اس فتوہ پر پاکرے والے فتوے پر چند سوالات قائم فرما کر انہیں متنبہ فرمایا۔

اس پر عقل و ہوش سنبھالنے کے بجائے حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ کے درپے آزار ہو کر انہیں مطعون کیا، پھر جب خواجہ عجم و فن ذالعلماء حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قیدہ اور ان کے شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمن صاحب نے اپنی پوری علمی جدالت سے اس فتوے کا ردِ بلیغ فرمایا۔ دینی علمی و شرعی گرفت فرمایا، پورا کچھ چھوٹی گمراہ فرقہ بلہا اٹھا، ان دونوں قابل تدرعہاء کرام کی شان رفیع میں جو ٹی وی و سخی حرکتوں سے اہلسنت کو تکلیف پہنچانی ہے اس کو دیکھنے کے لیے غازی کچھ چھوٹی کی بدنام زمانہ کتاب "سعی آخر" کافی ہے۔

اپنے علم اور خاندان پر گھمنڈ و غرور و ان کے نشہ میں چور ہو کر دوسرے صاحبان علم و فن، زہد و تقویٰ کو ذلیل و خوار سمجھنا ان کی سرشت میں ہے۔ علمی بے بسی اور مغلوبہ نفسی کی وجہ سے ان کی رگ انا کو نہیں پہنچی اس لیے یہ لوگ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری اور حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب اور حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب کے درپے آزار ہو گئے۔ حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے ٹی وی کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیکر اسلامیان عام کی لاج رکھ لی ایسے کہ کوجس میں صرف

منہ ہی منہ دکھائی دے فحش و فحش تصاویر کے ساتھ ناپاک و حرام تصویریں دکھائی جاتی ہوں وہ سراسر حرام ہیں۔ اس میں جو بھی چاند کی تصویر آتی ہے وہ عکس نہیں وہ صرف تصویر ہے جو حرام ہے۔ جہاں سے انسان بیباک و بے خوف ہو کر گنہوں کا مرتکب ہو سکتا تھا اسی کو ناجائز و حرام قرار دیکر ملت اسلامیہ کی لاج رکھ لی۔ اور خواجہ علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبدہ نے اپنی قلمروانہ و عالمانہ دلائل سے ٹی وی کے ناجائز و حرام ہونے پر کتاب تصنیف فرما کر شیخ جی کچھو چھو کی کے ان تمام دلائل کے تار و پود کھیر دیئے جن کو شیخ نے اپنی قوت سے اٹھا کر اپنے حلقہ اثر میں اپنے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ یہ واقعی شیخ اسلام ہیں اس کے بعد مجدد اسلام کی منزل ہے یہ سب کچھ دھرا کا دھرا رہ گیا ہے اب ان کے لیے سوائے ماتم کے کچھ نہیں رہ گیا۔ غرضکہ بریلی نے ہر دور میں جو جو فتنے برپا ہوئے ان کا رد و ابطال کر کے دین و ایمان کی حفاظت کی ہے۔

حضرت ریحان ملت اور حضرت ازہری صاحب قبدہ

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کے نواسے حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمانی میاں اور حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں اور حضرت علامہ قمر رضا خاں اور حضرت عدیمہ مولانا منان رضا خاں جیسے خانوادہ رضوی کے شہزادگان با کمال موجود ہیں۔

ہر شہزادہ اپنی جگہ الگ خوبی سے آراستہ تھا، ان میں دو اول اند کر شہزادے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے اندر جو خوبیاں اور کمالات جو صدقتیں انہیں خاندانی وراثت میں ملی تھیں اس پر پورے ملک کے اہستہ کی نگاہیں لگی ہوئی تھیں۔ حامدین و معاندین کے اندر سب سے بڑی ہیبت اسی کی تھی کہ یہ دونوں شہزادے ابھی اپنی پوری علمی و دینی قابلیت اور قائدانہ صلاحیت کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

عبداللہ بن سہ کے چھوڑے ہوئے اصول پہ ان سبائیوں نے مکر و دجل سے وہی حرکتیں کیں جو پچھلے دور میں فت مدین اسلام اور دینی رہنماؤں کے ساتھ کی گئیں، یعنی نفرت و پھوٹ پیدا کرنا، تفرقہ ڈالنا وغیرہ اسی پلان کے تحت ان دونوں عظیم الشان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ دونوں طرف سے دو گروپ مقرر ہو گئے۔ ہر گروپ ایک دوسرے کے حشلاف بھڑکانے اور نفرت پیدا کرنے اور پھوٹ ڈالنے کے کام میں مصروف ہو گیا ہر وہ جھکنڈہ اختیار کیا جس سے دونوں بھائیوں کے درمیان ایک دوسرے سے نفرت و دوری پیدا ہو۔ لیکن انہیں ہر جگہ ناکامی ہوتی رہی۔ آخر کار دونوں گروپ والوں نے دونوں بھائیوں کے خلاف خود ہی اس انداز سے پوسٹر بازی کی کہ معصوم ہو کہ یہ دونوں بھائی آپس میں ایک دوسرے کے خلاف الزام لگا رہے ہیں۔ خاص طور پر وہ پوسٹر جس میں ازہری صاحب قبدہ کو کافر لکھا گیا ہے۔

اس پر ان حامدین و معاندین نے سارا زور لگایا کہ ازہری صاحب قبدہ پر حضرت ریحان ملت ہی کے ذریعہ انہیں کافر قرار دیکر محروم و خواص میں بے وقعت کر دیں، جیسا کہ میری تصنیف ہدیہ ہاشمی کے رد میں کچھو چھو میم نے مل کر کوئی مولوی سید احمد اشرف احسن الاشرافی کے نام سے ”تحفہ نور برائے بریلی اور ناگپور“ چھاپی ہے۔

اس میں کچھ چھوٹی عقل و فہم سے عاری ٹیم نے اپنے آقا مودودی مدداری انتخاب قدیری کی بدنام زمانہ مطلوبہ تقریر کے حوالہ سے حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر سب سے بڑا الزام لگا ہے۔ اس کو دیکھیے:

”ہمیں نے (حضرت ازہری صاحب قلم نے) ایک پوسٹر چھاپا ہے اور اپنے بھائی سے کہا، مولوی رحمان رضا خاں سے چند سوالات“ اس پوسٹر میں لکھا ہے اپنے بھائی سے کہا کہ آپ نے مفتی اعظم کے چالیسویں کے موقع پر اور ۲۹ شعبان کو رضا مسجد میں مغرب کے وقت جب مسجد بھر رہی تھی، مجھے کافر کہا ہے کافر، مجھے کافر کہا اور یہ کہا ”تیری بیعت فسق، تیرا ایمان بھی ختم، کھرا ہو گیا، چوبیس ہو گیا تو بھی بے ایمان ہو گیا، یہ بڑے بھائی نے اختر رضا کو کہا، در اختر رضا نے چھاپا حدیث میں آیا ہے جب کوئی مسلمان کسی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر ضرور ہوتا ہے۔

اگر آپ نے صحیح کہا ہے تو جس کو کہا ہے وہ کافر ہے اور جھوٹ کہا ہے۔ غلط کہا ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ اب یہ بتاؤ تمہیں تمہارے بڑے بھائی نے کافر کہا ہے۔ تم کافر ہو۔ مسلمان نہیں ہو یہ بتاؤ بھائی سچا ہے کہ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو تو بھیا کافر اور وہ تو دنیا سے گئے اب تو تو بہ بھی نہیں کر سکتے وہ سچے ہیں تو تم کافر، تو کافروں سے بیعت کرانے لائے ہو تم“ (تحفہ نور ص ۲۹، ۳۰۔)

اس کو سند بتا کر کچھ چھوٹی غازی مولوی ہاشمی نے اپنی بدنام زمانہ کتاب ”تحقیق ہاشمی“ میں اس طرح لکھا ہے:

”مگر ان کے (حضرت حجۃ الاسلام کے پوتے) اختر رضا خاں“ کو ہرگز معاف نہیں کر سکتے جب تک وہ رجوع الی الحق نہ کر لیں۔ ازہری صاحب کی تکفیر ان کے استاد، ان کے حقیقی بڑے بھائی اسی حضرت کے سجادہ نشین نے کی ہے“ (تحقیق ہاشمی ص ۲۸)

(۲۹)

اسی کو انتہائی بدترین کتاب ”اختری مذہب“ میں اس طرح لکھا ہے۔ مفتی مصنف لکھتا ہے:

”مجھے مولانا اختر رضا خاں کا کفری قول اور اس سے متعلق شرعی حکم کسی ایرے غیرے اور غیر مذہدار سے نہیں بلکہ رحمان ملت، جانشین اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی مولانا رحمان رضا خاں صاحب کے ارشادات کچھ مختص رضوی حضرات کے اعلانات اور محمود مولانا اختر رضا کے اعترافات سے علم ہوا“ (اختری مذہب ص ۱۵)

حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی پر معاندین و حدس دین کم علم و جہل مرکب و پندار

گزشتہ مغزیوں کے دینی و شرعی رد و ابطال میں میں نے اپنی تصنیف سے کچھ چھوٹی مذہب سے انوکھے نور کی برسات میں جو لکھا ہے اس پر نہیں ہوش آنا چاہیے تھا لیکن ضد، ہٹ دھرمی، پندار، جہل مرکب حسد و کینہ کا کوئی علاج نہیں ہے۔ ابھی ان ناقص عقل چملا نے برابر اس کے افتراء کا سلسلہ جاری رکھ کر اپنے ہی کینے و حسد کی آگ میں جل بھن رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے اس پرچہ وارد و ابطال:

”فاضل علوم اسلامیات شاہزادہ سید احمد اشرف احسن کچھو چھوئی نے حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب کے کفر و ارتداد اور ان کے کافر ہو جانے پر فاضلانہ مہارستہ اسلامیہ کو دکھایا ہے، مولوی انتخاب قدیری کے اقوال نقل کر کے فخر کے سب تھن کی پیٹھ ٹھوکی ہے اور اس تو سل پر بھروسہ کر کے جو افسوسناک غلطیوں کی ہیں۔ انہیں دیکھ بیٹے۔ (ص ۱۳)

اس کے بعد میں نے کچھو چھوئیوں کے آقا مولوی انتخاب قدیری کی غلیظہ و گندہ طویل عبارت کو تحریر کیا ہے۔ اس کے بعد ہماری عبارت دیکھیے۔

”شاہزادہ صاحب کچھو چھو شریف فاضل علوم اسلامیہ نے حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری پر جو حکم کفر لگایا ہے وہ ان کی تحریروں کے سامنے ہے کہ ازہری صاحب جاہل، گستاخ، کاذب، سفید رینچہ، کافر، یزید، و غلیظ ہیں، پھر مولانا اختر رضا خاں صاحب کی تو بہ کو یوں فرض و واجب قرار دیا ہے کہ ازہری صاحب کو توبہ سے پہلے علماء اہلسنت میں داخل کرنا علماء اہلسنت کو گالیاں دینا ہے“ (تحفہ نور ص ۳۶)

شاہزادے صاحب فاضل علوم اسلامیہ نے دلائل اسلامیہ و نصوص شرعیہ کی گہرائیوں میں ڈوب کر جو افسوس موقی لگائے ہیں، وہ اس طرح ہیں۔

۱۔ مولانا ریحان رضا خاں صاحب اعلیٰ حضرت کے سجدہ نشین نے ایک اشتہار چھپوا کر مولانا اختر رضا خاں کو کافر کہا۔

۲۔ مولانا ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے اس اشتہار کو شہزادے صاحب کے منظر اعظم مولوی انتخاب قدیری نے شہر سورت میں ۱۹۹۱ء میں دہرایا۔

۳۔ سورت کی اسی تقریر کو ان ہی مولوی انتخاب قدیری نے چھپوا کر شائع کر دیا۔

۴۔ کسی نے شہزادے صاحب کے منظر اعظم مولوی انتخاب قدیری کی اس تقریر اور ان کی مطبوعہ کتاب پر اعتراض نہیں کیا۔

۵۔ حضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری نے خود ایک اشتہار چھاپ کر اپنے بڑے بھائی سے پوچھا ہے کہ آپ نے مجھے کافر کہا اور یہ کہا ہے کہ تیری بیعت ختم میری بیعت بھی ختم، حیرانیمان بھی ختم آخر وہ کفر کیا ہے؟ اے شاہزادہ ذی وقار! آپ نے فاضل علوم اسلامیہ ہونے کے باوجود مولوی انتخاب قدیری کی زد میں کیسے بہہ گئے کہ حکم کفر لگانا بچوں کا کھیل ہے یا پازاری گھبروں کا کام ہے۔ کیا آپ کے نزدیک کچھ مقدسہ اہل علم سے خالی تھا جو آپ نے مولوی انتخاب قدیری کو اپنا پیشوا بنایا۔ اور اپنے حضور غازی ملت (مولوی ہاشمی) کی حمایت میں غینہ و غضب سے مغلوب ہو کر ان کی پیشوائی پر اعتقاد کر لیا ہے۔

۱۔ شاہزادے صاحب مولانا رحمان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کا وہ اشتہار حکم شرع ہے یا نص شرعی ہے، بڑے بھائی یا کسی بھی شخص یا سجادہ نشین کا بغیر کفریات کو بتائے ہوئے کفر کا حکم جزو دینا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔

۲۔ مولوی انتخاب قدیری کی گالیوں بھری تقریر جس میں صرف اشتہار اور بڑے بھائی کو بار بار نام بیکر مولانا اختر رضا خاں صاحب کو کافر کہا گیا ہے۔ اس پر آپ کے نزدیک کافر ہونے پر کیا شرعی دلیل ہے۔

۳۔ مولوی انتخاب قدیری کی مذکورہ کتاب جس کی عرض صرف گایاں دینا، بہتان باندھنا، ایذائے مسلم، من گھڑت احکام شرع بیان کرنا، اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی توہین و تحقیر کرنا ہو۔ اور یہ ساری باتیں عادتاً صادر ہو رہی ہوں تو اس پہلے میں پاؤں ڈالنے اور مطبوعہ کتاب کے تمام جزییات پر نظر ڈالنے کی علماء اہلسنت کو کیا پڑی ہے اور آپ کے نزدیک ان کا اعتراض نہ کرنا کفر کے ثبوت پر کیسے دلیل شرعی بن جائے گا۔

۵۔ شاہزادے صاحب!

مولانا اختر رضا خاں صاحب کا جو اشتہار جو کفر اور بیعت کے لوٹنے، ایمان کے باقی نہ رہنے کے بارے میں اپنے بڑے بھائی سے استفسار ہے جس سے غرض یہ ہے کہ بتاؤ میرا وہ کفر کیا ہے، جس کی وجہ سے تم نے مجھ پر قائم کیے ہیں، بتائیے یہ کس دلیل شرعی سے الٹا ازہری صاحب کے کفر کا اقرار بن گیا۔

کہا آپ کے نزدیک شرعاً مولانا ریحان رضا خاں صاحب کے اشتہار حکم کفر کی یہ ایسی تائید ہے جس کی وجہ سے کفر وغیرہ کے احکام ازہری صاحب پر شرعاً جاری ہو سکتے ہیں۔

شاہزادے صاحب!

یہاں سے وہاں تک کہیں بھی آپ لوگوں کے پاس دلیل شرعی نہیں کہ آپ حضرات۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب ازہری پر حکم کفر ثابت کریں، آپ دونوں کے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ آپ اپنے مناظر اعظم مولوی انتخاب مستدیری کے توکل سے اپنی کتاب ”تحفہ نور“ میں بارہا راسی پر ڈھالنے پر زور دیا ہے اور آپ یہی دہرائیں گے کہ ان سارے جرائم کے مرتکب مولانا ریحان رضا خاں صاحب مرحوم ہی ہیں تو ہم عرض کرینگے کہ شرعی جرم پھر آپ سے بھی ثابت ہوگا۔ اگر آپ نے گھپیٹ کر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کو مجرم بنانے پر اصرار بھی کیا تو کس دلیل شرعی قانون خاتمی سے وہی جرم کرنا آپ کے لیے جائز و باعث ثواب ہوگا اور آپ سلوک کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں گے۔

اگر زید سے چوریاں کرنا ثابت ہی نہیں یا خالد اس کو چور بنانے پر ہی بضد ہے تو خالد کے لیے کب جائز ہوگا کہ وہ زید کو سند بنا کر چوریاں کرتا پھرے۔ اور باز پرس پر کہہ دے کہ ہم نے اس لیے چوریاں کی ہیں کہ زید نے چوریاں کی ہیں۔ اور جواز کے لیے زور پیدا کرے کہ زید سجادہ نشین ہے اور سجادہ نشینی سے اپنے تعلق کو اچھا سال کر رعب ڈالے۔

شاہزادے صاحب!

آپ اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم دونوں شرعی تعزیر اور قانونی سزا کی زد میں ہیں، گالیاں دیکر اور بہتان دھر دھر کر آپ جرم سے نہیں بچ سکیں گے۔ ایک طرف مولانا ریحان رضا خاں صاحب مرحوم پر اقراری جرم ثابت کرنے کے لیے کوئی صورت نہیں اور کفر بیان کرنے کے لیے آپ شرعی گواہ پیش نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف مولانا اختر رضا خاں صاحب کے سوالات والے اشتہار کو اپنے گالیاں نامے ”تحفہ نور“ میں شائع کر کے خود ہی انہیں شرعاً بری کر دیا ہے اور بری طرح دلدل میں دھنس چکے ہیں۔

آپ ہوئی باتوں اور گالیاں دیکر بچ نہیں سکیں گے۔

شاہزادے صاحب!

یہ تو ایک رخ تھو دوسرا رخ یہ ہے کہ تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں بلا دلائل شرعیہ ہوئی باتوں پر مولانا ریحان رضا خاں صاحب کی تقلید کرنا آپ اور آپ کے پیشوا منظر اعظم مولوی انتخاب قدیری کے لیے کیسے جائز ہوگا جبکہ آپ دلوں کا اجتہادی مقام اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہا کے بیان کردہ فقہی احکام کی پیروی کرنے کی جائز نہیں دیتا بلکہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی سے نفرت پیدا کرنے میں سرگرم ہے۔

شاہزادے صاحب!

دیکھیے آپ کا ”تحفہ نور“ ص ۲ اور ص ۳۳ جس میں آپ لکھتے ہیں اور بعد کے فقہاء اس شرعی حق کا استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے بھی فقہی مسائل میں اختلاف کیا ہے جس کا ذکر مناظر اعظم ہند مفتی انتخاب کی مطبوعہ تقریر میں اس طرح ہے۔

”بھئی! اعلیٰ حضرت کے ہم پابند ہیں عقائد میں، اس کا یہ مطلب تھوڑے ہی ہے کہ اعلیٰ حضرت حقہ پیٹتے تھے تو ہم بھی پیئیں، اعلیٰ حضرت پاخانہ میں جا کے حقہ پیٹتے تو ہم بھی پاخانہ میں جا کے حقہ پیئیں، یہ مطلب تھوڑے ہی ہے۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں، تو ابلی ہی سہی اور مسائل ہیں۔ سیپ کے چوٹنے کے بارے میں بھی ہے، اپلا جو ہوتا ہے گوبر کا۔ اس کی راکھ کے بارے میں بھی ہے۔ علماء اہلسنت سے اختلاف ہے۔“

شاہزادے صاحب!

جب آپ کا اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم کا اجتہادی مقام اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر اپنی تحقیق کے حق کو مسائل فقہ میں باقی رکھتا ہے تو تکفیر جیسے نازک مسئلہ میں بد تحقیق شرعی مولانا ریحان رضا خاں صاحب کی پیروی کے لیے کیسے جوش میں آگئے۔

شاہزادے صاحب کے پیشوا مناظر ہند مولوی انتخاب قدیری نے مولانا اختر رضا خاں صاحب کی عداوت میں تکفیر کا جو جہتہاد فرمایا ہے اور ان کی تقلید میں شاہزادے صاحب نے کافر بننے کی غریبہ سعی فرمائی ہے، اس کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں: مولوی انتخاب قدیری سے آپ نے ”تحفہ نور“ کے ص ۲۹ ص ۳۰ پر یہ عہد رتیں نقل

کی ہیں۔ ”حدیث شریف میں آیا ہے جب کوئی مسلمان کسی کو کافر کہتے ہیں تو دونوں میں سے ایک کافر ضرور ہوتا ہے۔“ اگر آپ نے صحیح کہا ہے تو جس کو کہا ہے وہ کافر ہے اور جھوٹ کہا ہے تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

اب یہ بتاؤ کہ تمہارے بڑے بھائی نے کافر کہا تم کافر ہو مسلمان نہیں ہو۔ یہ بتاؤ بھائی سچا ہے کہ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو تو بھی کافر، اور وہ تو دنیا سے گئے۔ اب تو یہ نہیں کر سکتے اور وہ سچے ہیں تو تم کافر۔ تو کافروں سے بیعت کرانے کے لیے لائے ہو تم۔ مسلمانوں کو کافروں کے حوالے کر رہے ہو تم۔ ہم نہیں کہتے اختر رضا خاں کو کافر، اس کے بڑے بھائی نے کہا ہے۔ ہم کفر کا فتویٰ نہیں دے رہے ہیں۔ (تحفہ نور ص ۲۹ ص ۳۰)

شاہزادے صاحب کی ان منقولہ عبارتوں میں کیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ حدیث شریف سے غلط مفہوم لینا۔

۲۔ خلاف واقعہ سے تعلق جس سے صرف عداوت و حسد کا اظہار۔

۳۔ شاہزادے صاحب! حدیث کے الفاظ کیا ہیں، مفہوم کیا ہیں۔ شارحین اور فقہاء نے کیا کیا فرمایا ہے۔ کسی نے کسی کو غلط کافر کہا تو کیا کیا مسائل پیدا ہوتے ہیں اور قائل کو کہاں کہاں کافر کہا جاتا ہے۔ کہاں کہاں کافر نہیں کہا جاتا۔ کہاں سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کی تو ہوا بھی آپ کو اور آپ کے پیشوا مناظر اعظم کو نہیں لگی ہے اور حکم لگانے کے لیے شرعی تقاضے کیا ہیں۔ آپ لوگ سرے سے کچھ نہیں جانتے۔ آپ اور آپ کے مناظر اعظم کے نزدیک بس اتنا ہی کافی ہے کہ بڑے بھائی سجادہ نشین نے اشتہارات میں کافر کہہ دیا ہے اور آپ نے حدیث شریف کو اسی پر غلط چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ قول و فعل کیا ہیں جس پر حکم کفر ہو سکتا ہے اس کو آخر کیوں نہیں بیان کیا گیا۔ مولانا اختر رضا خاں صاحب کے اشتہاد کے ذریعہ پوچھنے پر کیا امور سامنے آئے اور ان کی شرعی تحقیق آپ کے لیے سند بن گئی۔ اس کے بغیر اب یہ ایسے جرائم ہیں کہ آپ دونوں تعزیر و سزا کی گرفت میں ہیں اور مولانا ریحان رضا حسنا صاحب مرحوم اور مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر آپ کے الزامات اور توہم طبعی باطل ہے اگر دینی تعصب ہے تو یہ آپ دونوں کو کرنی چاہیے الخ:

جامعین حضور مصلیٰ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی مدظلہ العالی پر لگائے گئے کفر

کے الزامات پر مذکورہ بالا طویل عبارت کے ذریعہ ہم نے وہ دینی و شرعی گرفت کی تھی کہ معاندین و حامدین، فاسق افکار و مرد آزار، کینہ پرور، بغض و عناد کے مجسموں کو بغیر توبہ کے اس سے خلاصی و چھٹکارا نہیں تھا۔

ان مردم آزار فاسق و فاجر کو ہوش آجانا چاہیے تھا اور اپنے کیے پر نادم و پشیمان ہو کر معافی کے طلبگار ہو کر بارگاہِ خداوندی میں بصدق و توبہ و رجوع کر کے پاک و صاف ہو کر سرخرو کی حاصل کرنے کی بجائے اسی گناہ کبیرہ پر اور زاریاں دینا چاہیے گئے۔ اس کے بعد نہ صرف زبانی طور پر پروینندہ جاری رکھا بلکہ تحریری طور پر بھی اس میں شدت پیدا کی۔ کئی اشتہار و کتابچے یہاں تک کہ لکس و نعت و رذالت و کمیگی و نجی و سطحی حرکات والے، برین فن کو جمع کر کے بڑے بڑے تقیہ بازوں کو ترست مہ لاکر ایک کتاب لکھوایا جس کا نام "اختری مذہب" رکھا۔

اس میں بار بار انہیں باتوں کو دہرایا ہے جن کو ہم نے اپنی تصنیفات بدیہ ہاشمی، محل افشا نیاں، بدستے زاویہ بلوری، برسات، ہاشمی کیسٹ پر حسینی معروضات، انوکھا احترام، رہنما، اصول، ناقدانہ نظر میں اور ماہنامہ سنی آواز کے مضامین وغیرہ کتب و رسائل میں جوابات دیکر علم و تحقیق کے خنجر سے ان کے کھلے جڑ بے پیٹ پھڑکڑکھ دیے۔ جس کے درد کی لذت اور کرب سے چھینی کا مزہ کچھ چھوٹی شیخ جی اور غازی جی اور مسٹر جیرمین صاحب اور ان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک تبعین اور ان کے آلت و پڑ مولوی مدار کی مراد آبادی سے پوچھئے نہ جائے مآندن نہ پائے رفتن، گویم مشکل و نہ گویم مشکل، کا منظر سامنے ہے۔

ہماری اس جہد مسلسل کے علاوہ کلکتہ کے ان جیالے و بہادر اور مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار حضرت مولانا سیدنا رسول صاحب اور آبروئے مسلک اعلیٰ حضرت آرزو اشرفی اور ان کے احباب و مخلصین کی سعی مسلسل اور ان کی جانب سے کی جانے والی خدمات دینیہ و شریعہ اور اشتہارات و رسائل وغیرہ کے مضبوط ہتھوڑے سے ان کی سرکوبی کی جارہی ہے۔ ان کا طعنہ "جوابات رضویہ بر خرافات ہاشمیہ" نامی کتاب نے ان کی پسی چور چور کر کے رکھ دی ہے۔ ابھی ہماری نظر ایک کتابچہ پر پڑا ہے، جو "اختری مذہب" جیسی گندی کتاب کے مختصر رد پر مشتمل ہے جو کچھ چھوٹی فریب کاریاں کے نام پر ہے جس میں ان کے خباثت کی ہوا اکھول کر رکھ دی ہے۔

پھر اس کے بعد اسی اختری مذہب جیسی ناپاک کتاب کا مختصر رونا پیور سے "شیخ الاسلام کا علمی جنرل" نامی کتاب سے ہوا گیا ہے، مکمل رد بہت جلد بدیہ ناظرین کیو جائے گا۔ ان کچھ چھوٹی رذالت و نعت کے مجسموں کو چیلنج کر رہے کہ تم اور تمہارے حمایتی تقیہ باز اور وفادار تمہارے جتنے بھی گمراہ ہیں وہ سب کے سب مل کر ان سے زیادہ اتہام و بہتان، دنائت و کینگی سک اعلیٰ حضرت سے علیحدگی کے لیے جتنے بھی جھگڑائے ہو سکتے ہیں، آزمالو، اور اپنی خرافات کو تم مختلف ناموں سے چھاپ کر رہے لاؤ۔ مجھ و تعالیٰ ہندوستان کے صاحبان علم و فہم سنی علماء موجود ہیں بالخصوص سنی آواز، ناگیور تو خنجر بک ہے۔ تم اور تمہارے مددگار حتیٰ کہ وہابی، دیوبندی، مجددی، تبلیغی، مورودی، ندوی، کو اسی خنجر خو غار برق بار سے چیر پھاڑ کر رکھ دے گا۔

دلائل قاطعہ سے عاجز آ کر ایک ناسعد و قاجرہ و فاحشہ بدکردار، ہزاری دنی عورت جو ہر جگہ سے ناکام ہو کر کمر میں لپیٹ

پہن کر، دانت و زبان نکال کر ہاتھ ہلا ہلا کر منہ میں جھجک لاکر، گالیاں بک کر یہ سمجھتی ہے کہ اب میں دنیا کو تسخیر کر رہی ہوں، میرے مقابل کوئی جواب دینے والا نہیں ہے۔

اسی طرح ان کچھوچھوی فرقیہ مضالہ و مضلہ اور اس فرقے کے آقا و پیروان کا امام و مقتدا مولوی مدار علی قندری مراد آبادی بھی انہی حرکات کے مرتکب ہو کر یہ سمجھ رہے ہیں دنیا میں ہماری دھاگ جمر رہی ہے جس طرح وہ قاشد و گلیر بازاری عورت یہ دیکھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ دنیا مجھے کیا کہے گی اسی طرح یہ فاسق و فاجر، دنی و بازاری حرکات کے مرتکب دیکھنے اور سمجھنے کے لیے تیار نہیں کہ صاحبان عقل و فہم کے پاس ہماری کیا پوزیشن ہے۔ ان کے پاس وہی حقد ہے جو ان کی پیٹھ ٹھونک۔ نبوی کریمؐ کی شاہی دیکر ان کو گالیاں بکنے کے لیے ابھار رہا ہے۔ یہ اسی گمن میں ہیں کہ بس سیدنا اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند اور دیگر اکابر علما و روضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رد میں لکھتے اور بولتے جاؤ۔

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری اور موجودہ علماء کرام کے خلاف بہتان و الزام تراشی کیے جاؤ، گالیاں بکے جاؤ، اسی میں ہماری کامیابی ہے حالانکہ یہ لوگ اہل علم و فہم و شرفاء اور عوام و خواص اہلسنت سے کٹ چکے ہیں۔ اپنے حلقے میں کاہنہ رہ گئے ہیں۔

حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری پر جو کفر کا الزام لگایا ہے، اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں صاحب ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی تحریر ملاحظہ کریں گے کہ حضرت ازہری قبلہ نے ناگپور کے ایک جاٹار مسک اعلیٰ حضرت الحاج محمد شفیع سیٹھ صاحب اشرفی فروٹ مرچنٹ (جو ابھی حال میں ہی انتقال کر گئے، خدائے قدوس انہیں دائمی چین اور بہشت سے نوازے) کے استفسار پر جو جواب عنایت فرمایا ہے، وہ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں جس کو ادارہ ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے ہندو بیرون ہند میں تقسیم کر چکا ہے۔

گرامی منزلت حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ سجادہ نشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ہدیہ سلام و قدم بوسی

عرض خدمت ہے کہ بعض مخالفین و حاسدین بڑی شدت سے یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ آپ کے برادر گرامی مولانا ریحان رضا خاں صاحب نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ آخر اس امر کی حقیقت و واقعیت کیا ہے؟ اہلسنت میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے، لہذا آپ اصل حقیقت سے آگاہ فرمائیں، نوازش و کرم ہوگا،

نیاز کیش

حاجی محمد شفیع (مرحوم) فروٹ مرچنٹ شطرنجی پورہ، ناگپور

بسم الله الرحمن الرحيم
 محمدؐ و لصلی علی رسولہ الکریم

اس الزام کی واقعیت بتانا میری ذمہ داری نہیں ہے۔ لہذا اس کے بارے میں مجھے سوال کرنا چہ معنی دار اور جو لوگ یہ الزام مجھ کترین پر رکھ رہے ہیں اس کا ثبوت ہم پہنچائیں کہ فقیر کو میرے بھائی مولانا ریحان رضا خاں صاحب نے کافر کہا ہے اور ساتھ یہ بھی بتائیں کہ کس بنیاد پر کافر کہا ہے۔ اور ان کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ جس بنیاد پر وہ دعویٰ کر رہے ہیں مدوح مذکور نے مجھے کافر کہا ہے اس بنیاد کا بھی وہ ثبوت ہم پہنچائیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے اور ہم کہہ دیے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مدعیان قیامت تک مطلوبہ ثبوت لانے سے عاجز رہیں گے۔ تو اب یہ لوگ یہ بھی بتائیں کہ بے ثبوت شرعی کسی مسدین کو کافر کہنے والے کا کیا حکم ہے؟ اب کھلے گا کہ یہ الزام جو مجھ فقیر کو دیا جاتا ہے وہ مجھہ تعالیٰ میرے سر نہیں۔ بلکہ الزام دینے والے سلسلہ رضویہ کے حاسدین اور ہم دونوں بھائیوں کے بلکہ پورے خانوادہ رضویہ کے یہ دشمن اس میں گرفتار ہیں۔ واضح رہے کہ انہوں نے صرف مجھے ہی مورد الزام نہ ٹھہرایا بلکہ میرے برادر بزرگوار کو بھی میری رسی میں گرفتار کرنے کی کوشش کی اور اس طرح ان معاندین نے ایک تیر سے دو شکار کیے۔

مجھہ تعالیٰ، میں اور میرے بھائی اس الزام بے بنیاد سے بری ہیں اور یہ الزام انہیں حاسدین رضویت کے سر ہے کہ جو کسی کو بے ثبوت شرعی کافر کہے۔ بحکم حدیث کفر اسی پر لوگ ہے۔ ان حاسدین کے ہاتھ سوائے ان چند اشتہارات کے کچھ نہیں جن میں میرے برادر بزرگوار کا نام بھی ہو تو محض اشتہاری باتیں حجت شرعیہ نہیں تو ثبوت سے ان کے ہاتھ مجھہ تعالیٰ خالی ہیں اور میرے لیے بفضلہ تعالیٰ برأت کے لیے یہی کافی ہے۔ مزید برآں یہ امر ہے کہ میرے برادر بزرگوار اشتہار راست سے بیٹری کے جلسہ عام میں برسر منبر اپنی برأت و بیزارگی کا اعلان بے تک دہل فرمایا، اور جب وہ اس الزام سے انکاری ہیں تو نہ میں ملزم اور میرے بھائی پر کوئی الزام ثابت اور جب الزام ثابت ہی نہیں بلکہ سرے سے الزام ہی نہیں کہ وہ اس سے منکر ہوئے اب اسے انکار مانیں یا کچھ اور۔ بہرحال الزام تکفیر زائل۔ اور جب اس سلسلہ میں جو انہیں چاہیے تھا وہ خود کر گئے، تو ان کی توبہ کی تشہیر کی کیا ضرورت؟ مجھے نہیں معلوم کہ یہ

تشہیر کس نے کی۔ قال بفہمہ وامر برقبہ۔

(دستخط مبارکہ)

(حضرت علامہ مولانا مفتی) الفقیہ محمد اختر رضا خاں صاحب القادری الازہری غفرلہ

شب ۲۶ رزوالحجہ ۱۴۱۵ھ ۲۶ مئی ۱۹۹۵ء

کچھ چھوٹی فرقہ ضالہ کے افراد اور ان کے امام و پیشوا مولوی مدار کی انتخاب قندیری! اگر تم میں ذرہ برابر خوف خدا ہے اور دینی و شرعی غیرت و حمیت موجود ہے تو بتاؤ اس کے بعد بھی تم کفر کے الزام میں بیباکی دکھاؤ گے؟ اور اپنے آپ کو قہر قہسار اور غضب جبار میں گرفتار کرواؤ گے؟

یہ قہر و قہار غضب جبار سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ان پر دلائل و براہین کے جبار بے سود ہیں۔ یہ اتنے بڑے شقی القلب سیاہ دل بن گئے ہیں کہ اپنی قبیح و خلاف شرع گندے حرکات کو چھوڑ کر توبہ کر کے واپس آنے والے نہیں ہیں۔ چونکہ یہ اہلسنت و جماعت سے کٹ چکے ہیں اور انہوں نے اہلسنت سے الگ ایک نیا گمراہ فرقہ بنا لیا ہے اس لیے ان پر مذکورہ دلائل کا کچھ اثر ہونے والا نہیں ہے۔ یہ ان شریف النفس و باغیرت خداوند قدوس کی بارگاہ میں خاکف رہنے والے اہلسنت کے لیے ہے جو صراطِ مستقیم پر قائم ہیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حقیقی معنوں میں جو مسلکِ اہلسنت ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہیں یہ ان کے لیے ہے، ہر اندھ بھول و ما علیہا الا الہلاک ہے۔ بھگدہ تعالیٰ ہم اپنے فرائض منصبی کو مکمل ادا کر رہے ہیں۔ پروردگار اسی کی ہمیں توفیق بخشنے، آمین۔

فرقہ ضالہ کی قوت آزمائی اور بریلی کی مرکزیت

زما نے کا ہر گمراہ و بے دین مرتد فرقہ اچھی طرح جانتا ہے کہ صرف بریلویت ہی ہماری ساری طاقت اور قوت۔ پر پانی بھرا رہتی ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت اپنی قوت و سطوت کے ساتھ قائم رہے گا۔ اس کے خلاف ہماری ہر محنت رائیگاں حساب آئے گی۔ قادیانی بریلویت سے لرزاں ہے وہابی و یو بندی بریلویت سے خائف ہے۔ نیچری و صلح کلی و مودودی بریلویت سے ہر ماں ہے حتیٰ کہ شہابی حکومت بریلویت ہی کے خلاف اپنا زور حکومت خرچ کر رہی ہے۔ غرض کہ ہر گمراہ و بے دین و مرتدین پر صرف بریلویت کا خوف جاری ہے۔ ہر دور میں بریلویت کو کمزور کرنے اور اس کو توڑنے کی سازشیں ہوتی رہی ہیں۔ وہ ہر بار ناکام رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند عید الرحمن کے وصال کے بعد انہیں گمراہ مرتد و بے دین طاقتوں نے بریلویت کو کمزور کرنے کے لیے طرح طرح کی سازشیں رچیں، پہلی کوشش یہ ہوئی کہ ذاتِ اعلیٰ حضرت اور تحقیقاتِ اعلیٰ حضرت اور فتاویٰ اعلیٰ حضرت کو عوام و خواص کی نظر میں بے وقعت ثابت کیا جائے۔ پھر شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند اور اکابر علماء جو گزر چکے ہیں اور جو موجود ہیں انہیں خوب خوب ذلیل کیا جائے جس کا سہرا حضرت محدث اعظم ہند کے صاحبزادے برادرانِ اہلسنت اور ان کے آقا مدار کی



مولوی انتخاب قدیری کے اور ان کے چہرے چپانے کے سر باندھا گیا، دیکھیے محدث اعظم ہند کے ایک سپوت چیمز مین مسٹر جسٹی انور ایم۔ اے کچھ چھوی کیا لکھتے ہیں:

”اس نفسیاتی الجھن کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات کو نقطہ پر کا حق مان کر دائرہ بنادیا گیا ہے“ (رسالہ بوالعجیباں ص

(۶۷۵)

چیمز مین مسٹر مٹی میاں علی گڑھی منیر لے کر کس طرح مسلک اعلیٰ حضرت پر گھونپنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو ان کا کہنا یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات اور آپ کے فتاویٰ اور تصنیفات کو نقطہ پر کا حق مان لینا یہ سب سے بڑی الجھن ہے۔ یہ بولی، وہی بولی ہے جس کو فتادی، وہابی، دیوبندی، نیچری، صلیح کلی، مودودی، ندوی جیسے گمراہ و سبیل دین و مرتد بول چکے ہیں۔ اب محدث اعظم ہند کے چھوٹے سپوت نازی میاں مولوی ہاشمی کی بولی سنئے جس کو کوئی صاحب ایمان بروشت نہیں کرے گا۔

”مکھڑا کو چہرہ کا ہم معنی اور ایک مستقل لفظ نہ سمجھ پانے کی غلطی ہمارے بعض بزرگوں سے بھی ہوئی ہے اور چوں کہ اس غلطی کا تعلق زبان و بیان اور عرف و حفت سے ہے، اس لیے ان کی دینی عظمت اور شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ مثلاً ایک سوال کے جواب میں لفظ مکھڑا کو تصغیر لکھ دیا گیا ہے۔ مل حظہ ہو مسئلہ ۷ ”مجھے اپنا مکھڑا دکھا شاہ جیلوں“ میں لفظ مکھڑا کا استعمال ٹھیک ہے یا نہیں۔ بینواتو جروا۔

الجواب:

یہ لفظ تصغیر کا ہے اکابر کی مدح میں منع ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (عرفان شریعت حصہ دوم ص ۳۵ روض ۳۶ بحوالہ لفظ کملی)

کچھ چھوی گمراہ فرقے کے ایک سربراہ مولوی غازی کچھ چھوی اپنی اسی کتاب کملی میں مذکورہ عبارت کے آگے لکھتے

ہیں۔

”الحاصل مکھڑا، منہ، چہرہ، کچھ اور ف، وجہ سب ہم معنی اور اپنی اپنی زبان کے مستقل الفاظ ہیں، کوئی کسی کی تصغیر نہیں، مذکورہ الفاظ میں کسی لفظ کو تصغیر قرار دینا چوک ہے اور یہ چوک کسی بھی زبردست عالم ہو سکتی ہے، کیوں کہ استاذ العلماء ہونا اور ہے اور استاذ اہل زبان ہونا اور ہے۔ خود اعلیٰ حضرت کو اعتراف ہے کہ اردو کے لیے ذوق مرحوم کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ (کملی ص ۵۱)

اس بحث کی تردید ہم اپنی حالیہ تصنیف ”ہدیہ ہاشمی میں تفصیل کے ساتھ کر چکے ہیں۔ یہ کچھ چھوٹی گمراہ فرقہ بنی بنائی نعرہ انگ اسکیم کے تحت، مسلک اعلیٰ حضرت اور تحقیقات و تصنیفات اعلیٰ حضرت کو اس قدر بے وقعت و ناقابل اعتنا اور بے حیثیت ثابت کرنے کی سعی لا حاصل میں مصروف ہے کہ وہابی دیوبندی وہ کام نہ کر سکا جو یہ سو رہا کر رہے ہیں۔

اہلسنت سے گزارش ہے کہ لفظ کملی وغیرہ کی تحقیق و بحث میں نہ پڑیں۔ کچھ چھوٹی برادرانِ ثلاثہ اور ان کی لولی نے سیدنا اعلیٰ حضرت پر اور ان کی تحقیقات اور فتاوے پر جو ضرریں لگائی ہیں اس پر بحث کر کے ان کی گمراہیت کو خاہر کریں، جس طرح وہ وہابیوں دیوبندیوں سے میلاد، قیام، سلام، فاتحہ و دیگر مراسم اہلسنت پر بحث نہیں کی جاتی ہے بلکہ ان کی کفری عبارت پر ہی کی جاتی ہے۔ اسی طرح فروعی مسائل پر ان سے ہرگز بحث نہ کریں۔ مسلک اعلیٰ حضرت اور ذات اعلیٰ حضرت کو بے وقعت و جہر نامے کی جو کوشش کی ہے اس پر بحث کریں یہ بڑی چالاکی سے فروعی مسائل کی طرف گھم کر اپنی اصلی تحریک پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی کو ہم نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ اسی کو ہم نے اپنی تصنیف ”ہدیہ ہاشمی سے اس کا رد کیا ہے مدظلہ فرمائیے:

”یہاں پہنچ کر میاں مولوی ہاشمی صاحب نے وہ خطرناک دین شکن انداز اختیار کیا ہے جو ہمارے اس ناک اور ناکڑا میں دخل کا سبب ہے۔ جو مولوی ہاشمی میاں صاحب اپنی نصیحت کے بعد لکھتے ہیں کہ: ”مضمرات کی مثالیں صحیح صحیح دینی چاہیے متصل ص ۴۹ پر لکھتے ہیں ناکڑا تو پالی پس ہے ایک بیماری ہے جس میں ناک پک جاتی ہے اس کو تصغیر برائے تعظیم لکھنا زبانِ دانی کے خلاف ہے۔ یہ تصغیر برائے تعظیم لکھنے والے کون ہیں ان کو مولوی ہاشمی میاں نے اپنی ”کسی کے ص ۴ پر پہلے بتا دیا کہ مقالہ نورانی ۲ حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب مدظلہ العالی ۳۔ مولانا مفتی شفیق احمد صاحب۔

مگر مولوی ہاشمی صاحب کو معلوم تھا کہ ان تینوں کی حیثیت صرف ناقلمین کی ہے ناکڑا کو تصغیر برائے تعظیم کہنا یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق زبانِ دانی کے خلاف ہے اور خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے قول پر ناقابل اعتبار اور رد کر دینے کے لائق ہے، ان کی عبارت دیکھیے وہ لکھتے ہیں: ”لہذا الفاظ ومعنی کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کی ذات کو بطور سند پیش کرنا خود اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے خلاف ہے اور ان کی بتائی ہوئی راہ سے انحراف ہے۔“

الاماں والحفیظ، معاندین و حاسدین کو چھوڑ کر کسی نے اعلیٰ حضرت کے لفظ و معنی کی

تحقیق کا تو اہل حق پر تو ادا ہے کہ جرات نہیں دی تو وہ ان اہل حق صاحب نے اس
سبب سے ان میں انہما کو دیا اور اپنے اہل حق میں سے نہ اپنے ان کے دشمنوں سے۔
یہ غیور اہل حق کے ساتھ ان میں رہ گئے کہ امامت مجددانہ و جنتہ و تحقیق و تاریخ کے سبب
"اول شرط" فقہ اعلیٰ اور آپ کے تمام تعلقات پہ قابل ترین مہارت و مہارت کی
ہے۔ اگر یہی نہ ہے تو کیا امام مہارون سے مجددانہ کی تاریخ و تحقیق اور یہاں کا قیاس
اجتہاد۔ جب اہل حضرت امام مہارون قدس سرہ کی شخص و معنوی تحقیق کی نسبت میں
اعتبار و غیر مستند اور آپ کی ذات و سند کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا تو عقائد میں اردو
انداز پر تحقیق کر کے خرد و ارتداد کا حکم کیا تھا اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود مسی
حضرت قدس سرہ کے قور سے ہی رد کر کے ان قور میں اعتبار و غمہ ان اور سید محمد قور
اہل حق صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے۔

شاہ اش! جب اہی حضرت قدس سرہ کی غلطی و معنوی تحقیق ہی، تو قبل اعتبار و عنایت
 ٹھہرے گی۔ اب کیا ہے خوشی منائیں، دیوبندی، وہابی، نقشبندی رافضی کے جوہرے
 محسن قاسم تجدید و امامت میاں مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوٹی نے ہمارے نیچے کھرو
 ارتداد سے نجات و حافیت کا راستہ کال لیا ہے۔ اب ہم اپنے مسلمان اور ساری
 گت خدیں گالیاں اور کفریات عین اسلام بتادی گئیں ہیں اس لیے کہ اہی حضرت امام
 بریلوی نے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کھرو ارتداد کا حکم لجا دیا تو ہمارے
 مولوی ہاشمی میاں نے خود ہی اہی حضرت کے قول ہی سے رد کر کے ناقابل اعتبار
 ٹھہرا دیا اور سید عالم مولوی ظفر اویسی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے، شاہ اش۔
 جب اہی حضرت قدس سرہ کی غلطی و معنوی تحقیق پر اہی حضرت قدس سرہ نے صحت و
 حرمت اور اہانت کے ابواب میں بیان کیے ہیں۔ طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج،
 نکاح، طلاق و نکہار، معاملات وغیرہ کے مسائل جن سے ہزاروں صفحات بھرسے
 پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے۔ تمام کے تمام میاں مولوی ہاشمی
 صاحب کی ایک جنبش قلم سے غیر مستند و ناقابل اعتبار ٹھہر گئے۔ (بدیہ ہاشمی ص ۵۹ و

کچھ جھوٹی فرقہ خالہ کے ماننے والوں نے ذاتِ اعلیٰ حضرت اور تحقیقاتِ اعلیٰ حضرت پر بر طبع کی ضرریں کی۔

تحقیق کو ناقابل اعتبار قرار دینے کی جرأت نہیں کی جو مولوی ہاشمی صاحب نے دسم سادات میں انہماں دیا اور اپنے ہاتھوں دین کے پرچے اڑانے کی کوشش کی ہے۔ یہ مضبوطی کے ساتھ ذہن میں رکھیے کہ امامت، مجددیت، اجتہاد، تنقیح و ترجیح کے لیے ”اول شرط“ غلط و معنی اور اب کے تمام مشغلات پر کامل ترین عبوریت و مہارت کی ہے۔ اگر یہی نہ سب تو کیا امام کون سا مجدد، کہیں کی ترجیح و تنقیح اور کہاں کا قیاس و اجتہاد۔ جب اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل اعتبار و غیر مستند اور سب کی ذات کو سند کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا تو عقائد میں اردو الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود، علیٰ حضرت قدس سرہ کے قول سے ہی رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا نا اور سیدھا مولوی ظفر ادہبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے۔

شاہ باں! جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق ہی ناقابل اعتبار و عقائد میں اردو ٹھہرے گی۔ اب کیا ہے خوشی مناہج، دیوبندی، وہابی، قادیانی، رافضی کہ ہمارے حسن قاسم تجدید و امامت میں مولوی ہاشمی صاحب کچھ چھوٹی نے ہمارے لیے کفر و ارتداد سے نجات و عافیت کا راستہ نکال لیا ہے۔ اب ہم بچے مسلمان اور ہماری گستاخیاں گالیاں اور کفریات عین اسلام بنادی گئیں ہیں اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے جو ہمارے اکابر کے الفاظ پر تحقیق کر کے کفر و ارتداد کا حکم لگایا تھا، اسے مولوی ہاشمی میاں نے خود ہی اعلیٰ حضرت کے قوس سے ہی رد کر کے ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا اور سیدھا مولوی ظفر ادہبی صاحب کا کف لسان کا راستہ دکھایا ہے، شاہ باں۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی لفظی و معنوی تحقیق پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حلت و حرمت اور احکامات کے ابواب میں بیان کیے ہیں۔ طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نکاح، طلاق و ظہر، معاملات وغیرہ کے مسائل جن سے ہزاروں صفحات بھرے پڑے ہیں اور قوم ان سے استفادہ کر رہی ہے۔ تمام کے تمام میں مولوی ہاشمی صاحب کی ایک جنبش قلم سے غیر مستند و ناقابل اعتبار ٹھہر گئے۔ (بدیہ ہاشمی ص ۵۹ و ۶۰)

کچھ چھوٹی فرقہ سالار کے ماننے والوں نے ذات اعلیٰ حضرت اور تحقیقات اعلیٰ حضرت پر ہر طعنے کی ضرر میں لگائی

جیسا کہ فریقہ نے ایک کتاب ”آئینہ“ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ پر ایک چارہ کی حیثیت سے حملہ کیا تھا، ان کا جواب ”ماہنامہ“ سنی آواز ناگپور نے ”شفاف آئینہ“ نامی رسالہ سے دیا تھا۔ اسی پر انہیں خاموشی اختیار کر مینی چاہیے تھی، لیکن وہی مشہور مقولہ

بے حیاباش و ہرچہ خواہی کن

کے تحت تمام تر بے جہتی و بے غیرتی کو اپنایا ہے۔ بار بار اسی کو دہراتے ہیں کسی گناہ نے ”تحقیق کیجئے، کے نام سے تین حصے شائع کیے ہیں جس میں لکھا ہے ”از انجمن غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

ملک نگر واپس پوسٹ دیپ (مراد آباد) نشاط پریس ٹانڈہ سے بھیجی ہے، جس میں لکھا ہے:

”صاحب فتاویٰ امجدیہ کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟ جو خود عدوہ احمد رضا خاں حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے منقول ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ فتاویٰ امجدیہ میں کئی جگہ فتاویٰ رضویہ سے علمی اختلاف کیا ہے مثلاً:

اگر کوئی شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ سورہ اخلاص پڑھے تو رضوی فتوے کے مطابق واجب قنوت ادا ہو گیا، مگر امجدی فتوے کی روشنی میں واجب ادا نہ ہوا۔ اسی طرح انصاف پسند تحقیقی مطالعہ کرنے والوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ منقولات رضویہ میں کئی جگہ تعارض نظر آتا ہے“ (تحقیق کیجئے ص ۸۷)

اس پر وہی عرض یہ ہے کہ، ائمہ کرام، علماء عظام کے درمیان فقہ میں اور بعض فروعی مسائل میں اختلاف ہوتے آئے ہیں۔ لیکن ان حضرات کا عقائد اور ایمانیات میں کہیں بھی اختلاف نہیں ہے۔ وہابیوں، دیوبندیوں، قادریوں، نیچریوں، صوفیوں سے اختلاف فقہی مسائل پر یا چند فروعی مسائل پر نہیں ہے عقائد میں اختلاف ہے۔

مسائل فقہیہ یا چند فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر و مرتد یا گمراہ بے دین نہیں ہوتا۔ بلکہ مسائل فقہیہ میں اختلاف جو ائمہ و علماء میں خطائے اجتہاد کی بنیاد پر واقع ہوئے ہیں ان میں بھی ایک گونہ ثواب ہے، لیکن ایمان و فقیہوں میں اختلاف کی وجہ سے مسلمان کافر و مرتد یا گمراہ و بے دین تک ہو جاتا ہے۔

اپنی حماقت اور جہالت و سفاکی و گمراہی سے ایمان و عقیدے میں اختلاف کو مسائل فقہیہ یا چند فروعی مسائل کے خلاف پرتیس کرنا دین میں فتنے پیدا کرنا ہے، گمراہیت سے نیکر کفر و ارتداد کی راہ ہموار کرنا ہے۔ اس کا جواب، ”ماہنامہ سنی آواز ناگپور“ میں دیا گیا ہے۔ انہوں نے پھر اسی کو دہرایا ہے:

”نام نہاد شیخ الاسلام کے والد ماجد حضور محدث اعظم ہند کچھو چھو علیہ الرحمۃ نے اسامی اہلسنت اعلیٰ حضرت علی الاطلاق فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ رضویہ کو

کہ سید انوار اشرف میاں کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ یہ نہ اس خط اور بہتان ہے۔ جب یہ ولز امرضا اکیڈمی پر لگایا گیا تھا تو کسی وقت رضا اکیڈمی کے ذمہ داروں نے مایگاؤں کے مرکزی ورلعموم حنفیہ منیہ کے شیخ الحدیث کے سامنے حلفیہ بیان دیا تھا کہ ہم نے ایسی کوئی بھی تحریر یا گستاخی نہیں کی ہے ورنہ ہی اپنے لیٹر پیڈ پر کسی قسم کی تحریر دی ہے اس کے باوجود بھی مفتی صاحب کے کہنے پر ان لوگوں نے جبر 'معافی' مانگی تھی۔ اسی اخبار کے اندرونی صفحات پر شعور احمد قدیری نے فوہ ساختہ مفتی انتخاب قدیری سے چند سوالات پوچھا ہے جس میں نہ کارمفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام سے متعلق آل رحمن کہنا یا اس قسم کا نام رکھنا کیسا ہے۔

اس پر جواب دیتے ہوئے موبوی انتخاب قدیری نے سرکارمفتی اعظم ہند کو فاسق و فاجر لکھا ہے اور ان سے بیعت و خلافت ناجائز لکھا ہے۔ آگے اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جس نے مفتی اعظم سے یا ان کے خلیفہ یا رضوی پیروں سے بیعت کی ہو وہ ناجائز ہے۔ خدمت عایدہ میں اخبار کی زیر اس کا پی روانہ کی جاتی ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ (۱) رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہنے دار از روئے شرع کیسا ہے جبکہ یہ جی تی مریدی بھی کرتا ہے اور خلافت بھی بانٹتا ہے (۲) رضا اکیڈمی جو ایک تنظیم کا نام ہے اور یہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام سے منسوب ہے اسے گدھا اکیڈمی کہنے والا کیسا ہے؟ (۳) آل الرحمن جس کا نام ہو (مراد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) وہ فاسق و فاجر ہے (معز اللہ) ایسے پیر کی خلافت ناجائز و حرام ہے، نیز رضوی پیروں سے بیعت ناجائز و حرام ہے۔ رضوی پیروں سے بیعت ناجائز و حرام، ایسا کہنے والا از روئے شرع کیسا ہے؟ (۴) کیا ایسے شخص کے پیچھے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں؟ پھر ایسا عقیدہ رکھنے والے پیر سے بیعت کرنا کیسا ہے؟ اور جن دو گوں نے ان سے بیعت کی ہے یا خلافت لی ہے؟ ان مریدوں کے لیے کیا حکم ہے؟ (۵) کیا ایسا آدمی منبر رسول پر بیٹھ کر تقریر کر سکتا ہے؟ نیز ایسے آدمی سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

برائے مہربانی مذکورہ سوالات کے جوابات عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔
الاستفتی: ماسٹر خلیل احمد رضوی، محمد سمکیر، گھر ۵۹ مایگاؤں۔ ضلع ناسک

حکیم الملک حضرت علامہ مفتی ناظر اشرف قید

[۱] جواب بعون الملک العزیز اجبار صورت مسکونہ میں رضویوں اور حشمتیوں کو کئے اور سور کہسار اور شہ: مسلمانوں کی دل آزاری ہے اور مسلمانوں کی دل آزاری حرام سرکار عالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: من اذى مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذى الله: جس نے کسی مسلمان کا حق دل دکھایا اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی ہے ملک اس نے حق تعالیٰ کو ایذا پہنچائی۔

لہذا، ایسا پیر جو ناحق مسلمانوں کو کتے اور سور کہتا ہے وہ فاسق معطل ہے اور تعزیر کا مستحق ہے کہ اگر سلطنت اسلامیہ کو کوڑے حسب رائے قاضی لگا دیئے جائیں، یا قاضی اپنے صواب وید پر دوسری سزا دیں۔ اور فاسق معطل سے مرید ہونا شرف نا جائز ہے سب سے متاثر شریف میں ہے:

”سے برادر پیری و مریدی رے واسے پیش نہاندہ است۔ وآں رسم واسم نیسین معنی بچند شرائطی وآں کہ با آن شرائط اصلا و مریدی درست نیست، با محنت از شہر نہ پیری کیے نست کہ پیر مسلک صحیح داشته باشد۔ دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر در ادائے حق شریعت قاصر و بہتاون نہ باشد۔ سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر راعقادہ درست بود۔ موافق مذہب سنت و جماعت۔ پس ایں رسمے کہ از پیری و مریدی مانده است بے ایں ہمہ شرائط اصلہ درست نیست۔

لہذا جو لوگ بھی ایسے پیر جی سے مرید ہوئے ہیں جس نے رضویوں اور حشمتیوں کو کتے اور سور کہتا ہے یا کہنے لگئے، چھاپنے کو جائز قرار دیا ان تمام لوگوں کی بیعت و ارادت ناجائز ہے۔

جواب [۲]۔ یقیناً رضا اکیڈمی جو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ امویٰ تعالیٰ عنہ وارض عا کی طرف منسوب ہے اس کو رضا اکیڈمی کہنے والا حد و سعادہ اور فاسق و فاجر ہے ایسے ناشائستہ کلمہ کہنے والے پر عملیہ تو بہ ضروری ہے۔ اگر نہ کرنے سے انکار کرے تو اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

جواب [۳]۔ مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی ہوں یا کوئی اور جس نے بھی یہ کہا یا لکھا کہ جس کا نام آل رضی ہوا فاسق و فاجر ہے ایسا شخص بہت جری بے باک اور اولیائے کرام اور صائے اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ گستاخ ہے۔ اعلیٰ حضرت علی الاطلاق فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے خود ہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ وارضوں کو صل الرحمن فرمایا ہے اور ایک شعر میں استہل بھی کیا ہے، فرماتے ہیں:

آل الرحمن، برہان الحق

شرق پہ برق گراتے سیہ ہیں

اگر یہ نام ناجائز ہوتا تو امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کیوں فرماتے۔ اور اگر آل رضن کونا جائز کہنے والے مدعی کا یہ دعویٰ براشتہا رکہ قرین ہم تاجدار بریلی حضور مجدد دین و ملت علیہ الرحمہ والرضوان کے ہم عقیدہ وہم مسلک ہیں۔ تو پھر امام احمد رضا علیہ الرحمہ والرضوان کے فرمان عالیشان کے باوجود اعتراض کی کیوں ٹھنی۔ دور حال سے خالی نہیں یا تو فلسفہ پرستی نے اعتراض پر ابھارا یا نری جہالت نے تو جاہل پر واجب تھا کہ آل الرحمن سے متعلق سوال نہ کرتا اور آل اللہ سے متعلق۔

مستفی نے آل خدا اور آل اللہ سے متعلق سوال کیا ہے، رضوی مفتیوں نے اسم ذاتی کے مطابق جواب دیا۔ رضوی مفتیوں سے اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام رحمٰن ورحیم وغیرہ سے متعلق آل رضن و آل رحیم کہنے لکھنے کا سوال نہیں کیا گیا اور مستفی نے سول کے مطابق جواب کو سمجھ نہیں، اور بغیر سمجھے ہوئے یہ عنوان کہ بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہوگئی۔ "ہاندھ کر اپنی حماقت کا ثبوت دیا۔ معاذ اللہ صد ہزار ہا معاذ اللہ۔

معلوم ہوتا ہے کہ صاحب مضمون کا عقیدہ اہلسنت وجماعت سے جدا ہے اسی لیے اس نے اہلسنت وجماعت کے مقتدا قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور ان کے مریدین متوسلین اور خلفاء کی شان میں بے جا من گھڑت اور بے بنیاد اتہامات لگائے ہیں۔ آل رحمٰن نام رکھنا از روئے شرع شریف جائز و مباح ہے کیوں کہ اس کا معنی اہل یعنی والا کے ہیں تو آل الرحمن کا معنی رضن والا کے ہوئے مختصر المعانی ص ۶ پر ہے کہ:

وعلى آله اصله اهل بدليله اهيل خص استعماله في الاشراف

واولح: یعنی اس کی اصل اہل بمعنی والا ہے۔ کیوں کہ اس کی تغیر اہل آتی ہے اور آل

کا استعمال اشراف اور پاکیزگی والوں کے لیے خاص ہے۔

صدر العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اشرفی میرٹھی علیہ الرحمۃ الباری البشیر الکامل ص ۳ پر و علی آلہ کے تحت رقم طراز

ہیں کہ آل کے معنی ہیں:

[۱] اہل و عیال

[۲] پیرو

[۳] دوست

تو آل الرحمن کا معنی رضن کے پیرو، متبع اور رحمٰن کے دوست ہوئے، تو پھر کیوں کر ناجائز ہوگا۔ الحواشی الزاحد یہ عملی

الرسالۃ القطبیہ ص ۲ پر حاشیہ نمبر ۱۱ پر ہے۔

اختلف في آل النبي صلى الله عليه وسلم فقليل له بنوه اشهم

وبنوا المطلبون المسلمون وقيل امة وقيل اتباع وقيل اصحابه: یعنی

آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں علمائے کرام نے اختلاف کیا ہے بعض علماء کے نزدیک حضرت

ہاشم اور حضرت عبدالمطلب کی مسلم اولاد آل نبی ہیں اور بعض علماء کے نزدیک امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور بعض کے نزدیک حمد قہین، اور بعض کے نزدیک جسد اصحاب رسال کریم آل نبی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آل کا معنی قبیح بھی کیا جاسکتا ہے۔ تو ب آل رحمن کا معنی رحمن کے متبع ہوا۔ یہی عبارت بعیدہ شرع و تقویٰ حاشیہ وحید بحث امور عامہ موقف ثانی ص ۳ پر ثبت ہے کہ آل کے معنوں میں سے ایک معنی اتباع کے بھی ہیں۔ مولانا عبدالفرغی محی لکھنوی نے بھی اپنی کتاب التعلیق العجیب لحد حاشیہ الجرس المنطق التہذیب ص ۱۴ پر لکھا ہے کہ:

الآل فیہ خمسة مذاهب احوال ان الآل من یجمع النبی ﷺ وثانیہا ذریۃ النبی وازواجہ وثالثہا مذہب المیہ بوحنیفہ من انہ بنو ہاشم فقط واختار بعض المالکیۃ واربعہا مذہب المیہ الشافعی من انہ بنو ہاشم والمطلب وخامسہا ان الآل بمعنی الاتباع ورجحہ السنووی۔ یعنی آل میں پانچ مذاہب ہیں ان میں سے ایک تو وہی ہے کہ نبی کریم و رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اقرب پر جن مقدس ہستیوں نے جہاد کیا۔ اور دوسرا معنی اولاد نبی کریم و ازواج رؤف و رحیم ہیں۔ اور تیسرا معنی فقط بنو ہاشم ہیں جو امام اعظم کا مذہب ہے اور ماکیوں کے نزدیک یہی مختار ہے اور چوتھا معنی بنو ہاشم و بنو مطلب کے ہیں جو اہل شافعی کا مذہب ہے۔ اور پانچواں معنی یہ ہے کہ آل اتباع کے معنی میں ہے اور آل کے معنی کوئی امام نوادی نے ترجیح دی ہے تو اس سے صاف ظہر ہو گیا کہ آل الرحمن کا معنی رحمن کا متبع ہے۔

نورالانوار ص ۳۳۔ ج ۱ ص ۱۳۔ کے ذیل میں ہے۔

وآل الرجل ذریۃہ و اہل بیتہ وقیل قومہ وآل النبی متبوعہ فی التقویٰ

یعنی ان کی اولاد اور اہل بیت ہیں اور کچھ علماء کے نزدیک ان کی قوم۔

انسان کی آل ہے در آل نبی کا ایک معنی پرہیزگاری میں حضور اکرم نور علی نور ﷺ کے متبعین کے ہیں۔ تو اس سے وضاحت ہو گئی کہ آل کے معنی قبیح کے بھی ہیں۔ تو آل الرحمن کا معنی رحمن کے متبع ہونے۔ نہ کہ معاذ اللہ شتم استغفر اللہ خدائے پاک کی اولاد اور اگر آل الرحمن نام رکھنے پر اعتراض کا گولہ داغنے والے زاجا اہل اور ان پڑھ نہیں ہے تو فقہ کی مشہور و معروف استدلالی کتاب قدوری ص ۳۲ حاشیہ ۷ ہی طحاوی کے حوالے سے دیکھ لے آل کے تحت تحریر ہے کہ:

المواد بالآل خہنا سائر امة الاجابة مطلقا وقوله ﷺ آل محمد کل تقی

حمل علی التقوی من الشریک یعنی آل سے مراد تمام امت اجابت مطوع ہیں اور سرکار عیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول آل محمد کل تنقی کا معنی یہ ہے کہ شریک سے بچنے والا ہر فرد آل محمد ہے۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر مومن آل نبی ہے تو آل الرحمن کا ایک معنی یہ بھی ہوا کہ رحمٰن پر ایمان لایا ہوا۔ ہر قسم کے شر سے محفوظ و مامون اور صاحبِ نوا اور الاصول فی شرح الفصول نے مسند جواز کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ اگر مذہب ہنسنت و جماعت سے تعصب و جنگ نظری کی عینک تار کر دیکھے تو شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے نام پاک آل الرحمن کے جائز ہونے میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے آل الرحمن کو ناجائز کہنے والے مفت کے مفتی لوگ شریعت سے جاہل اور فقہ سے غافل ہیں، سی نو در الاصول کے ص ۹ پر ہے

لہا روی: عن افضل العرب العجم صلی اللہ علیہ وسلم الہ کل مومن تلقی الی یوم القیامۃ واما ہا غیتان معنی در آ۔ پنج مذہب است اول بمعنی الال و بمعنی اتباع۔

وہو ا مذہب جابر بن عبد اللہ و سفیان الثوری و مختار بعض اصحاب الشافعی و المہر حج عند النووی و الازہری۔ دوم بنو ہاشم و بنو المطلب و ہو مذہب الشافعی سوم بنو ہاشم فقط۔ و ہو مذہب امامنا الاعظم و مختار بعض المالکیہ چہارم ازواج بنات و دامادان حضرت و اولاد شان نزد بعض خدمت گزار بنو ہاشم اہل بیت بالجملہ معنی اول مصداق آل حسبی است و بواقی مصداق آل نسبی یعنی افسح الحرب و العجم صلی اللہ علیہ وسلم: سے مروی ہے۔

سرکار عیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت تک آنے والے ہر مومن تنقی میری آل ہے۔ لیکن معنوں کے اعتبار سے اس میں پانچ مذہب ہیں۔ پہلا مذہب بمعنی اتباع، یہی حضرت جابر بن عبد اللہ و سفیان ثوری اور بعض اصحاب شافعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔ اسی کو امام نووی اور علامہ ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ترجیح دی ہے۔ دوسرا مذہب آل بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں، یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔ تیسرا مذہب صرف بنو ہاشم آل میں داخل ہیں، یہ امام عظیم کا مذہب ہے اور بعض مالکیوں کا مختار۔

چوتھ مذہب حضور نبی کریم ہادی عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ازواج و بہت پاک و دھار
و اول و شہن آل نبی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک خدام بھی آل نبی میں داخل ہیں۔
پانچواں مذہب اہل بیت۔ حاصل کلام یہ کہ اول معنی کا مصداق آل جسی ہیں اور باقی
معنوں کے مصداق آل نبی ہیں۔

تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ صاحب نو در کے نزدیک آل کا اول معنی اتباع کے ہیں اور یہی معنی مرتب ہیں، تو آل الرحمن کا معنی معنی
رحمن ہوا نہ کہ اولاد رحمن۔ نیز صاحب نو در اصول نے ص ۸ سطر نمبر ۷ پر ہے کہ اللہ سم جہالت ہے۔ جمہور کے نزدیک درمت
نکلیں اسے بھی صاحب قاموس کے نزدیک جائز لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

لیکن صاحب قاموس کی آرد آل اللہ در سولہ ادیا ۲۳۔ یعنی آل اللہ اور آل الرسول

دونوں جائز ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اولیاء یعنی مقربین و محبین ہیں۔

تو جب صاحب قاموس کے نزدیک آل اللہ جائز ہے تو آل الرحمن کے ناجائز ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ندائے اہلسنت اخبار کے اس کالم میں جس میں آل خدا اور آل اللہ سے سوال درج ہے، شاہ مرنی کے طور پر عنوان
باندھا گیا ہے کہ بریلی میں خدائے پاک کی آل پیدا ہو گئی۔ اور اس عنوان کے تحت پہلی سطر میں یہ لکھا ہے کہ۔

”بریلی میں ایک مولانا صاحب کا نام آل الرحمن ہے جسے سکرذہن فور اس طرف جاتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی صاحب اولاد ہو گیا“

تفسیر کے پاس جتنی کتابیں آل سے متعلق موجود ہیں حوالہ دیدیا ہے اور یہ دلائل و براہین ثابت کر دکھایا کہ آل الرحمن
جائز و مباح ہے۔ شرماس میں کوئی قباحت نہیں اور نہ ہی تبادر ذہنی اس طرف کہ خدائے پاک کی آل بمعنی اولاد پیدا ہو گئی۔ یا
خدائے تعالیٰ صاحب اولاد ہو گیا۔

حضرت مفتی اعظم ہند عبد الرحیم الرحمن و الفضلہ تعالیٰ اپنے دین دار، متقی، پرہیزگار سنی صحیح العقیدہ و مطہر عام
تھے جن کے بارے میں بکثرت معتمد علماء اہلسنت کی گواہی موجود ہے۔ ان کو فاسق و فاجر کہنے والے یا لکھنے والے کسی عالم دین
متین متبع شریعت مطہرہ کی بدگوئی کرنے والے کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ وہ منافق ہے اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ
وہ کافر ہے۔ کتاب التوخیخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت موجود ہے۔ رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
ارشاد فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ لَا يَسْتَغْفِرُ بِحَقِّهِمُ الْإِنْسَانُ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ الْفَاسِقُ وَالشَّيْبِيُّ فِي

الْإِسْلَامِ وَخَوَالِدُ الْعِلْمِ وَمُعَلِّمُ الْخَيْرِ فَتَأْوِيهِ رِضْوَانُ جَلَدِ شَمْسِ ص ۲۳

پر مجمع الانہر کے حوالہ سے درج ہے کہ الاستغفار بالاشرف والعلماء

کفر ومن قال لعالم عوبح اولعلوی عبوی قاصدا به الاستغفاف
کفر تو اگر قصد بطور تحقیر و تنقیص حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو فاسق و فاجر کہا ہے تو
وہ اپنے حکم فقہی دیکھ لے۔

اور پھر انہی رضوی مفتیوں سے استفتاء کر لے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو بالقصہ تحقیر افسق و فاجر کہنے والے اور
ان کا مذاق اڑانے والے کا کیا حکم ہے تو یقیناً ایسے خود ساختہ مفتی کے لیے بھی توبہ، تجدید ایمان، تجدید بیعت، تجدید نکاح ہی کا حکم
ہے۔ نیز تفسیر خزائن العرفان ص ۶ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب اشرفی مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے پیشویان
دین کا مذاق اڑانے کو کفر لکھا ہے لکھتے ہیں کہ

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام و پیشویان دین کا تمسخر اڑانا یعنی مذاق بنانا کفر ہے۔ تو ان پر افتراء بدرجہ اولیٰ کفر ہوا۔

مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی نے ماہنامہ ”استقامت“ ڈائجسٹ کانپور کے مفتی اعظم ہند نمبر مطبوعہ ۱۹۸۳ء میں
ایک مضمون، مفتی اعظم کے مقدس جنازے کا آنکھوں و دیکھ حال تحریر کیا ہے جس میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو مذہبی پیشوا
اور قطب عالم لکھا ہے۔ تو کیا کوئی فاسق و فاجر ہی ان کے مذہب رذیلہ خبیثہ میں (جو مذہب اہلسنت و جماعت سے خارج ہے اور
مولوی انتخاب قدیری کا کوئی نیا دین ہے) جس میں مذہبی پیشوا اور قطب عام وغیرہ وغیرہ فاسق و فاجر ہوتا ہے۔ بیٹو اشرف۔

ایسے ہی جاہل ضال مضل نام نہاد مفتیوں کے بارے میں صحیح حدیث شریف میں ہے کہ

”بغیر علم فتویٰ دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسرے کو گمراہ کریں گے“

جواب: [۴] ایسا پیر جو فاسق و فاجر ہو اس کے پیچھے نمازیں پڑھنی مکروہ تحریمی و اسے امام بنانا گنہ اور اس کی اقتدا

میں پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا واجب ہے اور اس کی گواہی مردود ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۷۹ میں ہے کہ:

لو قد موافا سقا یا ثمون ہناء علی ان الکراہیۃ کراہیۃ تحریمہ۔ تبیین

المحققین میں ہے لان تقدیمہ تعظیہم وقد وجب علیہم اہالۃ شرعاً:

یعنی علی الاعیان فسق و فجور کرنے والے کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور فسق

معلن کی ابانت از روئے شرع شریف واجب ہے۔

نیز ایسا شخص جو علماء کرام و پیشویان دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہو۔ اس کا حکم جواب ۳ سے ظاہر ہے۔

خلافت تو درکنار وہ اپنے اسلام کے بارے میں سوچے اور جب اس کا اسلام ہی خطرے میں ہے تو وہ کیسا پیر اور کہاں

کی خلافت سب باطل و زائل ہی رہے گا۔ تو اس سے مرید ہونا کیوں کر جائز ہوگا۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۷۲ پر پیر کے لیے

شرط طریح درج ہے:

۱۔ اس صحیح عقیدہ ہو۔

۲۔ بتناظم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔

۳۔ فاسق معلن نہ ہو۔

۴۔ اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے۔

لہذا، خود ساختہ مفتی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی اور جب وہ فاسق و فاجر اور پیشوا یں دین کی بارگاہوں کا گستاخ ہے جس کا حکم کفر تک پہنچ سکتا ہے تو اس سے مرید ہونا چاہئے آپ کو تعزیدت میں ڈھکیلنا ہے۔

جواب: ۱۵۔ ایسا آدمی جو غیر شرعی افعال و اقوال کا مرتکب ہو۔ وہ مولوی انتخاب قدیری ہوں یا کوئی ور، اور وہ منہ رسول پر بیٹھ کر ہرگز ہرگز دینی و مذہبی وعظ نہیں کر سکتا ہے۔ اس سے اس وقت تک وعظ نہ کرا میں جا میں جب تک علی لا اعلان توبہ نہ کریں۔

عابدیں، سلاطین کرام، بزرگانِ امت جن کی ولایت و تقویٰ و ورع و متبع شریعت عزاء ہونے پر اجماع ہے۔ ان کی توثیق کرنے والے کا حکم فسق و فجور تک پہنچتا ہے، ایسے بدتروں سے میل مدپ وہی کرے گا جو خوف خدا اور شرم نبی نہیں رکھے گا۔ واللہ لہادی الی صراط السبیل وهو الموافق

کتبہ فقیر محمد ناظر اشرف پور لوی

خادم: دارالافتاء دارالعلوم احمدیہ بخدادیہ

محمد شطرنجی پورہ، ناگپور ۸ مہ راشٹر، ۲۳ رجب دی ۱۴۱۵ھ

دستخط علمائے کرام و مقتدیان عظام

الجواب صحیح: بوالقیس مصباحی دارالعلوم امجدیہ ناگپور ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح: محمد کمال الدین قدیری مدرس دارالعلوم بخدادیہ،

الجواب صحیح: سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، چیف ایڈیٹر "ماہنامہ سنی آواز ناگپور"

الجواب صحیح: محمد عابد حسین مدرس دارالعلوم بخدادیہ مستقیم احمد رضوی، مدرس دارالعلوم بخدادیہ

الجواب صحیح: محمد خیر الحق رضوی، آصف آباد (آندھرا)

الجواب صحیح: محمد عبدالرحمن رضوی

الجواب صحیح: احقر غلام مصطفیٰ خاں رضوی

الجواب صحیح: محمد عتیق الرحمن / محمد نذیر احمد / عبدالمنن رضوی

الجواب حق: محمد عبدالرشید رضوی جہلمواری / سید قمر علی قادری / غلام یزدانی رضوی شانی نگر۔ ناگپور۔

لجوب ماحسن جواب: محمد تراب الدین رضوی، خادمہ اور احمد غوثیہ رضویہ، اندریز۔

شہزادگان ریحان ملت غیر سنجیدہ ہیں؟

کچھ چھوی فرقہ خالہ سے ایک ستون خازی، ولوی ہاشمی نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام محمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سیکر چ نشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مفتی اختر رضا خاں مدظلہ العالی تک جو بغض و عناد مسبین چو رہو اگر جو بہت سا طرازیوں اور توہینیں کی ہیں جس سے ہر شایف انفس خجیدہ انبیا کا دل تڑپ اٹھا۔ جب انہوں نے یہ محسوس کر لیا کہ ہم نے مقدور بھرازم ہی صاحب قبلہ پر لفظ ”کلی“ کی سڑ میں اتھام و بہتان طرازی اور مردہ آزاری سے ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا، اس کے بعد ایسا نہ ہو کہ عوام اہلسنت شہزادگان ریحان ملت کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ اس لیے کہ ہمیں بریلی کی مرزیت تو توڑنا ہے و شہزادگان اعلیٰ حضرت اور خانوادہ اعلیٰ حضرت کی عزت و آبرو سے کھیل کر نہیں ڈیل و سو کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ہر وہ جھنڈ و استعمال کیا جس سے اکابر علماء اہلسنت اور خانوادہ رضویہ کے شہزادے ذلیل و رسوا ہوں۔ حضرت ازہم ہی صاحب قبلہ پر وارد حملوں کے بعد ابتدائی منزل میں ہی سبھی شہزادگان ریحان ملت کی بھی تحقیر و تذلیل کی جیسا کہ مولوی ہاشمی نے ”کلی“ میں لکھا ہے:

”نیز موجودہ اہل سوداگران بریلی سے نو خیز شہزادوں کی غیر سنجیدگی سے متنبہ ہوں ہیں کہ وہ صرف اپنی ذات کو متمول و مالدار بنانے کے لیے پہلے جنگ کا، حول بناتے ہیں پھر اعلان جنگ کرتے ہیں پھر معتقدوں سے آراءت جنگ خریدنے کے لیے آہیل کرتے ہیں۔ (کلی)

مذکورہ بالا حوالے سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف انہیں حضرت ازہری صاحب قبلہ کی تحقیر و تذلیل مقصود نہیں بلکہ ان کے ساتھ شہزادگان ریحان ملت بھی ان کے نشانے پر ہیں، صاف یہ لکھ دیا کہ (موانا اختر رضا خاں صاحب قید کو موجودہ اہل سوداگران بریلی کی نو خیز شہزادوں (یعنی شہزادگان ریحان ملت) کی غیر سنجیدگی (یعنی ان کی تلون مزاجی، ناعاقبت اندیشی وغیرہ جو بھی مراد بیچے ان سے مولانا ازہری صاحب اتنے مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ صرف اپنی ذات و متمول و مالدار بنانے کے لیے جنگ کا، حول بناتے ہیں پھر اعلان جنگ کرتے ہیں۔ پھر معتقدوں سے آراءت جنگ خریدنے کے لیے پیل کرتے ہیں۔ یہ وہ خلاف شرع الزامات اور بہتان طرازیوں ہیں جن کو ایک بھی سنی برداشت نہیں کر سکتا چہ بیکہ خانوادہ رضویہ کے اونچے ظرف کے شہزادے اس کو کیسے بھلا سکیں گے ان کی خاندان کی شرافت اور ان کا صبر ہے کہ انہوں نے اس کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی۔

کچھ چھوی مردم آزار اور فی فرقہ خالہ والوں کے بارے میں بریلوی کا کوئی فرد غازی مولوی ہاشمی اور مولوی مہدی کچھ چھوی اور ان کے ہم عقیدہ و ہم مسلک فرقہ والوں کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ انہیں بریلی جانیں اور عرس اعلیٰ

حضرت کے ذمہ دارا شیخ سے ان کی تقریر کروائیں، یہ سراسر مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ظلم ہوگا۔

ہندوستان کے سنی حضرات اس افواہ پر قطعی وہیاں نہ دیں نہ عرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر تقریر سے یہ بھجوبن برادران کو دعوت دی گئی تھی، یہ صرف پروپیگنڈہ ہو سکتا ہے کچھ بھی ہو شہزادگانِ ریحان ملت اتنے سنجیدہ اور متین ہیں کہ ان سے ایسی کوئی حرکت نہیں ہو سکتی جس سے بریلی کی مرکزیت کمزور ہو، اہلسنت کو یہی امید ہے کہ شہزادگانِ ریحان ملت اپنی تادمِ قاندانہ صلاحیت کے ساتھ اہلسنت کو متحد رکھیں گے اور گمراہ کچھوچھوی برادران کو اپنے سے قریب نہیں ہوسنے دیں گے۔ اگر یہ شہزادے ازجری صاحبِ قبلہ کی سرپرستی میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہو جائیں تو یہ طوفانِ قدحوں پر سرچشکِ کرم توڑ دے گا۔ اہلسنت کو بریلی کے ہر شہزادے سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

ماہنامہ سنی آواز نومبر دسمبر ۱۹۸۵ء

سُونے والو جاگتے رہیو (گل و برگ)

اسلامیان ہند کے سنے وہ کھڑی انتہائی سخت تھی کہ جب اکابر علماء دیوبند، مولوی قاسم نانوتوی مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی فیصل احمد انیسوی کی کفری عبارتوں کی اشاعت بڑے زور و شور سے ہونے لگی تھی۔

پنی پوری نا غوثی طاقت کے ساتھ مسلمانان ہند کو گمراہ کیا جا رہا تھا۔ اُس سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریونی کا وجود مسعود نہ ہوتا۔ انگریز حکومت کے اشارے پر اٹھائے ہوئے قتلوں کا شکار ہو کر پورا بڑا عظیم الشان شخص ملک ہند خالص نجد بن گیا ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا صاحب فاضل بریونی قدس سرہ العزیز کی شکل میں دین اسلام کی لاج رکھ لی۔ آپ نے اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارات کا بروقت ہی سہ فرمایا جہاں تک ہو سکا آپ نے ان اکابر دیوبند کو کفر و ارتداد سے بچانے کے لیے ہر ممکن تاویل سے کام لیا فقہائے کرام کے اصول کے بجائے علماء متکلمین کی راہ اختیار فرمائی کافی سوں تک بحث و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ علماء متکلمین کے اصول پر کہیں سے بھی سو پہلوؤں میں ایک پہلو بھی اسلام کا نکل آئے تو انہیں کفر سے بچا لیا جائے جب آپ نے اپنی کل علمی بصیرت سے علماء متکلمین کے طریقے پر جانچا پرکھا۔

ہائے افسوس کئی سالوں کی بحث و تحقیق و تدقیق کے بعد بھی مذکورہ علماء دیوبند کی ان کفری عبارات سے ایک پہلو بھی اسلام کا نہ نکل سکا تب آپ نے ان کفری عبارات کا شرعی محاسبہ کرنے کے بعد صرف شرعی احکام کے نفاذ اور مسلموں کو کفر و ضلالت سے بچانے کے لئے کامل جذبات ایجابی کے ساتھ بد خوئی لومہ لائیں ان کفری عبارات پر شرعی احکام کا نفاذ فرمایا اور ان کفری عبارات کی عربی کر کے علماء حرمین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریونی قدس سرہ العزیز کی دریافت ایمانی ملاحظہ فرمائیے کہ عربی کے ترجمہ میں اس بات کا پورا پورا خیال رکھا کہ۔ کار دو میں ترجمہ کیا حساب ہے تو ترجمہ میں وہی عبارت نکلے جو مذکورہ علماء دیوبند نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے، صرف مشہوم و مطلب سے کام نہیں لیا پھر ان عبارات کو علماء حرمین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ علماء حرمین نے کافی غور و خوض و بحث و تحقیق کے بعد ان عبارات کی بنیاد پر قائلین پر حکم کفر و ارتداد صادر کیا اور علماء حرمین کے فیصلے اور حکم کفر پر پورے عرب و عجم کے علماء کا اتفاق ہو گیا، جتنی علماء دیوبندی کفری عبارتوں کی بنیاد پر قائلین کے کفر و ارتداد ہونے پر اجماع امت ہو چکا، تب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریونی قدس سرہ نے امت محمدیہ علی صاحبہ الصلوٰۃ و التحیہ کو گمراہی و کفر و ارتداد سے بچانے کے لیے حسام الحرمین کی شکل میں علماء عرب و عجم کے فیصلوں کی پورے ملک میں اشاعت کی۔

علمائے دیوبند کی ریشہ دوانیاں

جب حرمِ اعرین کی شعلت ہوئے گی تو علماء دیوبند بھلا کسے پھر انہوں نے تار و فریب کی نئی راہ اختیار کی۔ مولانا احمد رضا صاحب نے احمد انیسٹروی ورن کی ذریت نے علماء حرمین کے پاس نئے نئے فتنے برپا کرنے کی دھشش کی۔ مولانا احمد رضا صاحب نے حرمِ اعرین میں علماء دیوبند کی کتب سے جو حوالے دیے ہیں اور کتب نہیں ہیں، بدلتے عبارت یہ ہیں کہ ان فتنہ گیارہ علماء دیوبند نے اپنی کفری عبارت کو بدل دیا ایک عبارتیں گڑھ میں جس سے قاضیین پر قہر آفرین بد نہیں ہوتا چنانچہ ”المصنف“ علماء دیوبند کی شرع اور کذب و افتر خبیثت و رواست کا حقیقہ گتہ ثبوت ہے۔ یہ دھاندلی چھپنے کی نہ تھی کفری عبارت سے پھر کفری کتبوں کی ترست برسوں سے ہو رہی تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر ملک و بیرون ملک میں عام ہو چکی تھیں۔ آخر کار علماء حرمین پر بھی ان علماء کے مکر کا جادو نہ چل سکا۔ علماء حرمین و دیگر ممالک کے علماء ان کے کفر و فریب سے آگاہ ہو گئے پھر ہر طرف سے نفرت و پھینکا ہونے لگی اس محاذ پر بھی ناکام ہوئے گئے بعد چنانچہ تاویلات کا سہارا لیا گیا، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے خلفاء و شاگرد اور سیکڑوں علماء اہل سنت نے بے شمار کتب تصنیف کر کے ان کی بیجا تاویلات کے تار و پود بھیر دیئے، علماء دیوبند کی جانب سے ان کفری عبارت کو بے داغ ثابت کرنے اور اسکو پورے ملک میں پھیلانے کی ناپاک جسارت پورے زور و شور سے کی جائے گی تو علماء اہل سنت نے عوام اہل سنت کو گمراہی کفر و ضلالت سے بچانے اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیے منظر وں کا سہارا لیا چنانچہ ہندوستان کی سرزمین پر تاریخ گواہ ہے ایسے ایسے زبردست مناظرے ہوئے ہیں کہ کچھ صدی پیشتر دیکھنے دور میں اتنی شیرتعداد میں مناظرے شاید ہی ہوئے ہوں۔ خدا کا فضل و احسان ہے کہ اس محاذ پر بھی ہر جہد اہل سنت ہی کو نصیب ہوتی رہی اور باطل کا منہ کالا ہوتا رہا اس سلسلہ میں حضرت مولانا سر دار احمد صاحب لاہوری اور شیریشہ اہل سنت مولانا حسرت علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو علماء دیوبند کے لئے قہر الہی تھا۔ آپ نے ایک تاریخ مرتب کر دی آخر کار علماء دیوبند میں بڑے بڑے۔ جنادریوں نے مناظرے کی لنگوٹ اتار کر پھینک دی ان میں بہت سارے سرگرمی میں مل گئے۔ ان مسیوں سے مولوی منظور نعمانی لی ایک ذات بچی ہوئی ہے آج بھی مناظرے کے نام سے ان کا رواں رواں کا ٹپ ٹپتا ہے۔

سب و شتم کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی دہائی

پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ ہندوستان میں بڑے بڑے مایہ ناز علماء اہل سنت کو گالیاں دینے کے لیے ملک میں چھوڑ دیئے گئے رات دن جلسوں اور محفلوں میں علماء اہل سنت کو بالخصوص سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب و شتم کرنا اور ان حضرات کے خلاف بہتان تراشی ان دیوبندیوں کا خاص مشغلہ بن گیا۔ علماء اہل سنت نے ان کی اس رذالت و کمینگی کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ جب یہ دیکھ کر یہ طبقہ برابر علماء اہل سنت پر کچھڑا چھا کر ان کے تمسخر کے ساتھ معمولات اہل سنت کو شرک و بدعت کہہ کر ان کا رد و ابطال کرنے اور اپنے اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں پر پردہ ڈالنے کی ناپاک جسارت کر رہا ہے تو مجبوراً علماء اہل سنت نے ان کا جواب جلسوں اور رسالوں کی شکل میں دینا شروع کیا تو انہیں دیوبندیوں، دہائیوں میں کا ایک طبقہ جو اپنے آپ کو غیر جانبدار اور قوم کا

ہر دور میں کرسا نے آثار ہاب یہ طبقہ بہت جلد ہی محفل اور ہر شہر دیہات میں یہ شوریٰ مٹا دیا۔ سب کے کافر کا فائدہ کیا۔ سب میں ان میں اتحاد و اتفاق کا زمانہ ہے۔ آپس میں تفرق نہیں ڈالنا چاہیے، ہم اقلیت میں ہیں اس طرح کے فروعی مسائل میں ابرار اور بھی قلت میں ہوجائیں گے۔ تو رگڑ گواہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہے بغیر آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہنا چاہیے فرقہ اور مسلک و عقیدے سے ہمیں کیا مطلب ہے۔ تمام فرقے اور مسلک کلمہ گو بننے کی وجہ سے سب برابر ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح یہ فرقہ علماء اہل سنت کو تفرقہ اور پھوٹ ڈالنے والا ثابت کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرتا رہا۔ ان کا یہ حساب اور پورے ملک میں چل گیا۔ صحیح کلیوں اور نیچریوں نے اس کو خوب ہوا دی ان کا سر راز و رعلہ اہل سنت نے منہ بند کرنے اور کتب نقد کی شاعت سدود کرنے میں خرچ ہونے لگا تھا۔ علماء دیوبند کا وہ عقیدہ جو علماء اہل سنت کا تحسین اور انہیں سب و شتم کرنا اپنا مشغفہ بنا رکھا ہے وہ برابر اپنا کام کرتا رہا بلکہ اس طبقے نے اپنے اس کام میں شدت پیدا کیا۔ اس طبقے کی ان نازیبا حرکات کی وجہ سے پورے ملک میں اختلاف و انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔ اسکے شععوں سے پورے ملک لپیٹ میں آ گیا اس طبقے کو اسی میں مزہ آنے لگا۔ وہ لوگ جو اتفاق و اتحاد کی دہائی دیکر قوم و ستم کے تفرقہ اور اختلاف و انتشار کے علم میں گھلے جانے والے علماء دیوبند کی ان نازیبا حرکات پر ایک حرف بھی کہنے کی جرأت نہ کر سکے بلکہ اس طبقے نے سب و شتم کرنے والے علماء دیوبند کی کافی ہمت فزائی کی، جب مجبور ہو کر صرف قوم کو گمراہیت سے بچانے کے لئے علماء اہل سنت اپنی تحریر و تقریر سے ذریعہ نکار و ابطل کریں تو اتحاد و اتفاق کی دہائی دینے والا وہی طبقہ قوم کے سامنے اتحاد و اتفاق کی دہائی دیکر پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ علماء اہل سنت کو بدنام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور آج بھی یہ کام برابر جاری ہے۔ علماء اہل سنت ان کی پرواہ کے بغیر برسرپنہ مسلک کی اشاعت اور احقاق حق و ابطل ہائیں میں لگے رہے۔ ابھی بھی اسی میں مصروف ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی طرح رو ابطل ہوتا رہے گا۔

کف لسان کا فتنہ

دہلیاں زمانہ نے ہر دور میں عوام اہل سنت کو گمراہ و بدوین کرنے کے لئے کئی محاذ کھول رکھا ہے۔ ان میں زبردست فتنہ اکابر علماء دیوبند کہ جن پر ان کی کفری عبارات کی بنیاد پر تمام عالم اسلام کے علماء کرام بالخصوص علماء عرب نے کفر و ارتداد کے شرعی فتوے صادر فرمائے تو عوام کو کفر و ارتداد میں پھانسنے کے لئے بیجا تاویلات کا سہارا لیا اسی سلسلے کی ایک کڑی کف لسان ہے یعنی اکابر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارات کے باوجود کافر کہنے سے زبان کو روک رکھیں یہ فتنہ برسوں سے سپیل رہا تھا۔ ملا علی ظفر اسی کی شکل میں اہل سنت کی عظیم دینی و سرگاہ و العلوم اشرفیہ مبارکپور پولی ہی سے اس فتنے کی آگ بھڑکنے لگی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۶۳ء سے ۱۹۶۵ء تک میرے زمانہ طالب علمی میں یہ بات اچھی طرح پھیل چکی تھی کہ ملا علی ظفر اسی اکابر علماء دیوبند کی کفری عبارتوں پر کف لسان کرتے ہیں اور کسی کی تردید نہیں کرتے بلکہ تردید کرنے والوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے یہ بھی مجھے یاد ہے بہت سہل انداز سے مسلک اعلیٰ حضرت سے برگشتہ کرنے کی طلبہ کے سامنے جسارت بھی کیا کرتے تھے۔ مثلاً غلط مسلک اعلیٰ حضرت کا تمسخر اور حسام الحرمین کے بارے میں صاف طور پر کہنا کہ حسام الحرمین نص قطعی نہیں ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے چار کتابیں نازل فرمائی ہیں۔ بھائی وگوں نے سمجھ لیا کہ پانچویں کتاب مسام الخیرین ہے، اس قسم کی باتوں سے صاف طہر ہوتا تھا کہ آنجناب اکابر علماء دیوبند کی کثرت و شیر مادریہ مزید ارجح ہو سمجھ رکھا ہے۔ مجھ جیسے چند طلبہ بلکہ اکثر طلبہ نہیں غرضت لی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے میرے ۱۹۶۶ء میں فراغت کے بعد وہ واقعہ سامنے آیا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارتوں پر علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ فضل رسول بدایونی اور دیگر علماء اہل سنت کا دہلوی پر کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر کرنے کے بعد باوجود اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے کف سان فرمائے و دین بنا کر کا برعلاء دیوبند کی کفری عبارتوں پر کف سان اختیار کرنے کا زبردست فتوہ کھڑا کیا۔ میرے ساتھ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تمام اساتذہ و راہبوں اشرفیہ اور ہندوستان کے اکابر علماء اہل سنت فوراً اس فتنے کی طرف متوجہ ہو گئے کفر و زندقہ الہی کی بخشش حسل پڑیں، آخر کار تمام علماء اہلسنت نے اس فتنے کا زبردست مقابلہ کیا اور اپنی علمی صداقتوں سے اسے کارروابطاں فرمایا۔ آخر کار یہ فتنا دب گیا۔ میرے استاد گرامی حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا کے سنیت پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اپنی چوری میرانی جرأت کے ساتھ اس فتنے کی سرکوبی فرمائی یہی نہیں بلکہ علامہ خضر ادیبی کو درالعلوم اشرفیہ سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش فرمایا اسے بعد حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف جو فتنے اٹھے ہیں انہی مستقل تاریخ ہے ان فتنوں کا تذکرہ اور ان کا سد باب کرنا یہ حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے حصے میں تھا اور آپ ہی کا دس و گراہ تھا کہ اتنی زبردست فتنہ انگیزوں و حوادثات کا مقابلہ کیا اور اشرفیہ مبارکپور کو اس طرح استحکام بخش کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کسی زبردست سے زبردست سبب مگر اہیت وضالہ سے اشرفیہ مبارکپور کا کچھ گون نہیں سکتا حضرت حافظ ملت کا اس دارہ کو شہرت و دوام کے ساتھ مرکزی و دینی و علمی و عالمی درجہ کی شکل میں اس کو مستحکم کرنا، اسکی تاریخ بہت طویل ہے اسکا موضوع نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے مجھے صرف کف لسانی کے فتنے کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

مولوی خلیل بدایونی کا فتنہ

مولوی خلیل بدایونی کس گرت صفت اور عجیب روزگار شخصیت کا نام ہے اسکو جاننے کے لئے آنجناب کی حب قوتوں اور جہالتوں سے بھری ہوئی کتاب ”کشف حق“ کے رد و ابطال میں استاد محترم محمدہ تحقیقین حضرت علامہ مولانا مفتی عثمان محمد خاں صاحب قلم مفتی اعظم مہاراشٹر کی کتاب ”عجائب الکشف“ دارالعلوم امجدیہ گانج کھیت ناگپور کے سپتے پر حاصل کر کے ضرور اسکا مطالعہ کریں اس کتاب کے مقدمے کے ص ۱۸ سے ص ۲۲ تک کے صفحات میں آگاہی آنجناب کی رنگ بدلتی زندگی کے چار رنگوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کب اور کونسا رنگ اختیار کیا ہے، مرنے میں مسک اعلیٰ حضرت کے خلاف کون کون سی فتنہ انگیزی کا فرما تھی ضرور اسکو ما، حفظ فرمائیں۔

حماقت آپ مولوی خلیل بدایونی نے کف سان کا فتنہ کھڑا کرنے سے پہلے کتنے رنگ بدلے ہیں آپ کو وہیں اندازہ ہوگا بہر صورت دنیا کے سنیت میں فتنہ خلیل زبردست فتنہ تھا۔ آنجناب نے اپنی خود ساختہ علمی و حاک سے کف لسان کا ایسا زبردست فتنہ کھڑا کیا کہ اچھا خاصا ایک گروپ تیار ہو گیا، اس فتنے کے بعد ہندوستان میں تیس گروپ بن گئے۔ پندرہ گروپ

ہنسنت اجماعت کا کہ اکابر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارتوں پر انکو کافر امرتہ تسلیم کرنے والا، ان سے مقابلہ میں وہابیوں اور دیوبندیوں کا ٹروپ باوجود ان کے کفریات کے اکابر علماء دیوبند کو مسلمان تسلیم کرنے والا۔ اور تیسرا اگر وہ کفر لسان والا اس تیسرے گروپ کا فتنہ مسلح کلیوں اور اپنے آپ کو یونزل بہلنے والوں کو بہت پسند آیا اسلئے یہ فتنہ ملک ہند میں بہت تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ اچھے خاصے لوگ اس فتنے میں پھنس گئے علماء اہلسنت کے اس فتنے کی سرکوبی کی بہت کوشش کی گئی بارے میں بحثیں بھی ہوئیں۔ لیکن معلوم نہیں قدرت کو کیا منظور تھا کہ فتنہ کا یہ سلسلہ خاطر نہ وہ کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکا اس پر مولوی خلیل بدایونی اپنی اس نازیبا حرکت پر اور جری ہو گیا۔

علمائے اہلسنت کا رول

اکابر علماء اہلسنت نے جتنی المقدور کوشش کیں کہ مولوی خلیل بدایونی راہ راست پر جائے اس پر حضرت علامہ مولانا مفتی شاہد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی قابل مبارکباد ہیں آپ کی طرح اور چند علمائے اہلسنت نے بھی دنیائے سنیت پر حسانت ہیں مولوی خلیل بدایونی کو راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی اس لئے کہ مولوی خلیل بدایونی جوانی سے بڑھا پتک کے زمانے میں اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد کہنے میں گزار رہے تھے انہوں نے علماء دیوبند پر حکم کفر لگانے میں علماء اہل سنت سے زیادہ شدت اختیار کر رکھی تھی۔ وہابیوں اور دیوبندیوں نے کھلے عام مناظرے بھی کئے تھے۔ آخر اس بڑھاپے میں یہ کونسا رنگ چڑھ گیا کہ اب اخیر زمانے میں کفر لسان (یعنی کافر کہنے میں خاموشی اختیار کرنے) کا فتنہ کھڑا کیا علماء اہل سنت نے کئی سالوں تک بحث و تمحیص کے بعد بھی مناسب سمجھا کہ یہ پاگل معلوم ہوتا ہے لہذا اسکو اسی کے حال پر چھوڑ دیا جائے، لیکن حقیقت یہ تھی کہ یہ پاگل نہیں تھا بلکہ دیوانہ بکا سرخویش ہوشیار کے مصداق یہ فرنٹ اپنی مستحکم تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی پوری قوت و حرکت میں لے آیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں اس کا اچھا خاصہ رنگ جم گیا باخصوص بدایوں اور اسکے آس پاس کے علاقوں میں اسے علم کی مصنوعی دھاگ بیٹھ گئی ہزاروں اسے مرید ہو کر اسکے دام فریب میں پھنس گئے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ کی توجہ

استاد محترم حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ ٹانگپور نے مولوی خلیل بدایونی سے کفر لسان کے موضوع پر ٹانگپور سے خط و کتابت کا آغاز فرمایا، حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی اور مولوی خلیل بدایونی کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ تاریخی اہمیت کی حامل ہے جو حضرت علامہ موصوف کی تصنیف ”عجائب الکشاف“ کے مقدمہ میں چھپ چکی ہے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب قبلہ نے صرف اعلاء کلمۃ الحق اور مسلک اہل سنت کی اشاعت اور احقاق حق و بطلان باطل کے لئے بلا خوف و لومۃ لائے مولوی خلیل بدایونی سے ٹکرانے کا عزم محکم کر لیا خط و کتابت میں مولوی خلیل بدایونی کا جو حشر ہوا ہے آپ ”عجائب الکشاف“ حصہ اول کے مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ آخر کار اس پرانے گھاگ دیوبندی کا سارا غرور علم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی اور اسماعیل دہلوی

مولوی اسماعیل دہلوی کے کف لسان کے معاملہ کو لیکر مولوی ظفر ادینی نے برسوں پہلے اعلیٰ حضرت کے خلاف ایک شور شراب کی تھی، اس وقت کے معتمد و مستند علماء کرام نے سنجیدہ و مسکت جوابات سے اس فتنے کو دبا دیا تھا۔ پھر مولوی ظلیل بدایوں نے اپنی کتاب ”انکشاف حق“ میں اسی بات کو ابھارا۔ عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب، مفتی اعظم مہاراشٹر، نے ”عجائب انکشاف“ جیسی عظیم تصنیف سے اس کو کفیر کردار تک پہنچایا۔ پھر مراد آباد کا عجوبہ روزگار جہل و پندار و صفت جاموسیت سے آراستہ بدخلق انسان مولوی انتخاب مداری نے اپنی کم علمی و نادانی سے اعلیٰ حضرت کی شان ارفع میں گستاخی و بے ادبی کی انتہا کر دی۔ اس کی ایک عبارت ملاحظہ کیجئے۔ اس کی دریدہ دہنی پر رخت بھیجیے، وہ لکھتا ہے:

”مجھے احمد رضا بریلوی کے نام سے گھن ہو گئی ہے اور جب میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی اور علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ وارضوت نے اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا ہے اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جو اسماعیل دہلوی کو کافر سنہ جانے وہ بھی کافر ہے اور احمد رضا بریلوی نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں لکھا، کف لسان کیا ہے، منہ بند رکھا ہے، اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے میں اس کی زبان گنگ ہو گئی ہے تو بدایوں و خیر آباد کے فتوے کی روشنی میں احمد رضا کے ایمان پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے کہ احمد رضا مسلمان بھی ہے کہ نہیں؟“ (ہفت روزہ، ندائے اہلسنت، مراد آباد، ۱۸/

ستمبر ۱۹۹۸ء)

انتخاب قدری نے اعلیٰ حضرت پر یہ الزام لگایا کہ آپ نے اسماعیل کو اس کی کفری عبارات کے باوجود کافر نہیں لکھا اور کف لسان کیا، انہیں باتوں پر مجھے گفتگو کرنی ہے۔

[۱] پہلا الزام مولوی اسماعیل کو سنہ گندہ عبارات کے باوجود کافر نہیں لکھا، اس پر ہماری عرض ملاحظہ کیجئے:

اعلیٰ حضرت نے اسماعیل کو فقہی روشنی میں جن الفاظ سے کافر لکھا ہے۔

دیوبندی وہابی آج تک بیلا رہے ہیں۔ اس مسئلہ میں وہابیہ نہ تو علامہ عبدالقادر بدایونی اور نہ علامہ فضل حق خیر آبادی وغیرہمیں رحمۃ کا نام لیتے ہیں، صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی شان ارفع میں قدری جیسی بدتمیزی کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے علماء متکلمین کی راہ سے ہٹ کر فقہاء کرام کی روش پر جب کلام کرتے ہیں تو سخت الفاظ استعمال فرماتے ہیں، اس کو دیکھیے:

”کلمہ گوئی عذر جوئی کو مردود ٹھہرایا یہاں انکے کفر سابق مخفی کی بحث نہیں کہ قد کفر تم بعد ایمان کھ: فرمایا ہے مسلمان ہو کر کافر ہو گئے سنہ کہ قل کنتھ کافرین، تم پہلے ہی کافر تھے۔“ (الکوہۃ الشہابیہ ص ۸)

مذکورہ ارشاد میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت کے دیکھنے کے بعد یہ عذر است کرے کہ وہ کلمہ گو ہے، جب کفر کا ہے۔ اس کی کلمہ گوئی کام نہ دے گی وہ کافر ہی رہے گا اس کی کلمہ گوئی کو مردود ٹھہرایا گیا۔ ارشاد خداوندی کو پیش کر کے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ تم مسلمان تھے (یعنی اسماعیل دہلوی وغیرہ) پھر کفر کیا، کفر کے بعد تم کافر ہو گئے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی پر یہ تاویل کام نہ دے گی کہ وہ کلمہ گو ہے، کفر بکتا رہے چونکہ وہ کلمہ گو ہے، مسلمان بھی رہے گا پہلے مسلمان تھا پھر کفر کیا اس کے بعد وہ کافر ہو گیا، ایسے ہی تمام مرتدوں کا حکم ہے۔ اسکے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”اس آیت سے دو قائلے ملے ایک یہ کہ بخار کے ساتھ (یعنی کفر کے ساتھ) زبانی اقرار اور کلمہ گوئی کی پکار کوئی چیز نہیں، دوسرے یہ کہ دل کا بخار زبانی باتوں سے ظاہر ہو جاتا ہے۔“ ص ۹

یعنی، دل میں کفر کا بخار ہے جو مرتدین کے اقوال و عبارات سے ظاہر ہے جیسے اسماعیل دہلوی اور دیگر مرتدوں کی کفری عبارات ان کے دل کے اندر کے کفری بخار سے ظاہر ہوئیں، اس پر طرفہ یہ کہ زبان پر بجز کلمہ گوئی کا شواہد و عبارات و اسلامی احکام پر عمل پیرا رہنے کا اقرار کچھ کام نہ دے گا۔ آگے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”تقویۃ الایمان میں (جیسے کہ وہابیہ اس کو معاذ اللہ کتاب آسمانی کے مشمل اور اپنے مذہب کی مقدس کتاب مانتے ہیں) اپنے اور اپنے پیروؤں کے کلمہ کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے ان کا وہ اقراری کفر نقل کروں پھر بطور ضمونہ صرف ستر کفریات ان کے اور لکھوں۔“ ص ۱۱۔

تقویۃ الایمان وہابیہ کے پاس آسمانی کتاب سے کم مرتبہ نہیں رکھتی ہے، اس کتاب میں امت کے اکابر کو کلمہ کھلا کافر ہونے کا صاف اقرار کیا ہے۔ ان میں سے اعلیٰ حضرت بطور ضمونہ ستر کفریات نقل فرما رہے ہیں، آگے ارشاد فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا ہے کہ زمانہ فتنانہ ہو گا جب تک لات وعزلی پرستش نہ ہو، اور وہ یوں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھائے گی جس کے دل میں رانی برابر بھی ایمان

ہو گا وہ اٹھ سیا جائے گا، جب زمین میں نرے کا فرہہ حبائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری رہے گی۔ (تقویۃ الایمان مطبع داروقی دہلی ۱۲۹۳ھ ص ۲۴ پر یہ حدیث بحوالہ مشکوٰۃ نقل کی اور خود (یعنی اسماعیل دہلوی نے) اس کا ترجمہ کیا پھر بھیجے گا اللہ باؤ (ہوا) اچھی سوچا نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا ایک رائی کے دانے بھر ایمان سورہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھد کی ہو، پھر جائیں گے داداؤں کے دین پر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صراحتاً ارشاد فرمایا تھا کہ وہ ہوا خروج دجاں لعین و نزول عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ و السلام کے بعد آئے گی۔ تقویۃ الایمان میں حدیث کے یہ غلط بھی خود ہی نقل کیے اور اس کا ترجمہ کیا ص ۴۵ پر پٹکے گا دجاں سو بھیجے گا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو مودہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ (ہوا) ٹھنڈی شام کی طرف سے سونہ باقی رہے گا زمین پر کوئی اسکے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اس کو۔ بایں ہمہ حدیث مذکورہ لکھ کر، ہی صفحہ پر صاف لکھ دیا۔ سو بغیر خدا کے موافق ہوا۔ اب نہ خروج دجاں کی حاجت رہی نہ نزول مسیح کی ضرورت۔ بلکہ ان کے نصیبوں میں وہ ہوا چل چکی اور جس کے دل میں رائی برابر ایمان تھا مر گیا اب تمام دنیا میں نرے کا فرہہ ہی کا فرہہ گئے۔ تو یہ شخص (اسماعیل دہلوی) خود وراس کے سارے ہیر و کیا دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستے ہیں۔ یہ خود یعنی (اسماعیل دہلوی اور اس کے قبیعیں) اپنے اقرار سے ٹھیک کا فرہہ کے بت پرست ہیں۔ یہ خود ان کا اقراری کفر تھا۔ اب گئیے کہ علماء کرام فقہاء و عظام کی صریح تصریحوں سے ان پر کتنی وجہ سے کفر لازم، یہی اقرار کفر کہ جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچ کا فرہہ ہے۔ (ص ۱۱ او

(۱۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی کتاب ”الکوۃ الشہابیہ“ کی مذکورہ طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ قربِ نبوت ند علی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان باقی ہے اس کو بھی اٹھ لیا جائے گا۔ اس کے بعد صرف ناص کا فرہہ جائیں گے۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ”تقویۃ الایمان“ میں لکھ مارا کہ، وہ ہوا چل چکی تو اس پر اعلیٰ حضرت فرماتے تھے کہ چلنے کے بعد جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے دی وہ چل چکی جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان تھا وہ مر چکا، اسی

کے قول (یعنی اسماعیل دہلوی کے قول) کے مطابق دنیا میں نرے کافر ہی رہ گئے تو خود (یعنی اسماعیل دہلوی) اور اس کے پیروں نے وہابیہ و دینہ ٹھیٹ کافر کے بت پرست ٹھہرے۔

علی حضرت فرماتے ہیں، یہ ان کا اقرار ہی کفر تھا۔ اب اعلیٰ حضرت فقہاء کرام کی زبان میں فرماتے ہیں:

”اس کا اقرار کفر خود اس کو کافر بنا گیا جو اپنے کفر کا اقرار کرے وہ سچا کافر ہے۔“

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے اسماعیل دہلوی کے کفریات پر گفتگو کی ہے تو علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبد القادر بدایونی رحمہما اللہ تعالیٰ اور ہم عصر علماء سے زیادہ سخت حکم بیان فرمایا ہے۔ پھر اعلیٰ حضرت مولوی اسماعیل دہلوی پر حکم کفر بڑھانے کا اس طرح بیان فرماتے ہیں:

نور فقہ ابواللیث پھر خاصہ پھر تلمذ لسان اعکام مطبوعہ مصر ص ۷۵ رجل قال انما ملحد یکفر ترجمہ: جو اپنے اہل کا اقرار کرے کافر ہے۔ اشباہ فن ثانی کتاب السیر بالردۃ قبیل لہانت کافرة فقلت انما کافرة کفرقا۔ (ترجمہ) کسی نے کہا تو کافر ہے، کہا میں کافر ہوں وہ کافر ہوگئی۔ (فتاویٰ عالمگیری مطبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص ۷۹) مسلمہ قال انما ملحد یکفر ولو قال ما علمت انه یکفر لا یحذر بہذا: (ترجمہ) ایک مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے، کافر ہو جائے گا اور کہے کہ میں جانتا تھا کہ اس میں مجھ پر کفر عائد ہوگا یہ خذر نہ سنا جائے گا۔ (ص ۱۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی کس کس طرح سے مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر ثابت فرما رہے ہیں، اس پر کسی بد نصیب شقی دریدہ وہن کا یہ کہنا کہ:

”مجھے احمد رضا بریلوی کے نام سے گھن ہوگئی ہے اور جب میں نے بخوبی سمجھ لیا ہے کہ حضرت علامہ عبد القادر بدایونی اور علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسماعیل دہلوی کو کافر لکھا ہے، الخ۔۔۔“

فری جہالت یا ہمت دھری، جرم ہی جہالت کی وجہ سے ہی ظالم نے یہ عبارت لکھ مارا، یہ حقیقت ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی کو سوا فرماتا ہے تو اسے پہلے بزرگوں کا گستاخ بنا دیتا ہے اور اسے پندار دجہل مرکب میں گرفتار فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ خود کو زمانے میں سب سے بڑا عالم و فاضل و مفتی و مناظر نہ جانے کیا تصور کرتا ہے۔ اگر اس شقی و مغرور کو مذکورہ صفت کا حال دیکھنا ہے تو اس کے ہفت روزہ اخبار کو دیکھیے، صرف خود کی ہی تعریف میں وہ بھرا ملے گا۔

غرضیکہ حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی و حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہما الرحمہ نے فقہی روشنی میں اسماعیل کو کافر قرار دیا، اسی روشنی میں اعلیٰ حضرت ان سے سخت الفاظ میں اسماعیل کو کافر قرار دے رہے ہیں۔

وہابیہ کے کف لسان اور اعلیٰ حضرت کے کف لسان میں کیا فرق ہے

اکابر علماء دیوبند جس پر سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی نے کفر ثابت فرمایا کہ جس پر عرب و عجم کے معتد و مستند علماء کرام کا اجماع ہو چکا کہ ان کے کفریات کے جاننے کے بعد جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ ان چاروں اکابر دیوبند مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انیسطوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے تبعین نے آج تک نہ اپنی کفری عبارات کو بدل اور نہ انہیں کفری عبارات جانا بلکہ ان عبارات کو اپنی جگہ قائم رکھ کر اس میں تاویلات کا سہارا لیتا یا کف لسان کرنا صرف یہ ہے کہ چاروں اکابر دیوبند کو باوجود کفری عبارات کے فقہاء کے روشنی پر انہیں مسلمان ثابت کرنا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو دیکھیے، مولوی اسماعیل کو کس شد و بد کے ساتھ اس کی عبارات کو پیش فرما کر ”کافر“ ثابت فرما رہے ہیں۔ اس کے لیے ”الکو کتہ الشہابیہ“ سبحان السدوح“ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اعلیٰ حضرت نے اس کی کوئی رعایت نہیں فرمائی ہے۔ فقہاء کرام کے نزدیک اس کا کفر ثابت کرنے کے بعد جب علماء متکلمین کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں تو علماء متطہین کے مسلک پر کف لسان فرماتے ہیں۔ (اس کی تفصیل آگے آئے گی۔)

کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ اعلیٰ حضرت، مولوی اسماعیل کو مسلمان ثابت فرما نا چاہتے ہیں، اسی کو جہلاء و حقہاء و بد باطن، بد زبان، دریدہ و ہن، گستاخ و بیہ ادب نے سمجھ نہیں اور پندار و جہل مرکب کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت برباد کر ڈالی۔ فرقہ انتخابیہ جیسے ضال و مضل فرستے نے لفظ کف لسان کا فائدہ اٹھایا۔ ہر کف لسان کا حکم برابر نہیں ہوتا ہے مجمع علیہ، کفر، یعنی عند الفقہاء و عند المتکلمین کسی کا کفر ثابت ہو جائے تو اس میں مقابل کف لسان خود اس کو کافر و مرتد بنادے گا۔ جیسے چاروں اکابر دیوبند کا کفر و ارتداد اس میں ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد کف لسان کرنا ایمان سے خارج کرنا ہے۔

اکابر دیوبند کی تکفیر پر ان کی صریح عبارات کی موجودگی میں ان کی بیجا تاویلات کا سہارا لیکر ان کی عبارات کو بے غبار ثابت کرنے اور انہیں سچا و پکا و پندار و متقی مسلمان ثابت کرنے کے لیے کف لسان کرنے میں اور اعلیٰ حضرت کے عند الفقہاء مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر ثابت کرنے کے بعد عند المتکلمین کف لسان کرنے میں بہت بڑا فرق ہے۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کی ابتدا مولوی ظفر ادینی سے ہوئی، اور اسی حالت میں وہ ابھی تک قائم ہے۔ بلکہ ان چاروں اکابر دیوبند کے کفر پر مطلع ہونے کے باوجود کف لسان کرنے کی وجہ سے، موجودہ اکابر علماء ہند نے اس پر کفر و ارتداد کا فتویٰ نافذ فرمادیا۔ اس کے بعد خلیل بدایونی نے کف لسان کی آڑ میں چاروں اکابر دیوبند کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ ابھی اہلسنت سے علیحدہ ہونے والے فرقہ انتخابیہ کے بانی مولوی انتخاب بدایونی نے بھی اپنے اخبار میں وہی باتیں

نکلیں، جو اس سے پیش رو مادی ظفر ادبی و مولوی خلیل بدیونی نے نکھی تھی، بلکہ اپنے پندار و جہل مرتب کی وجہ سے اہل حق کی بارگاہ میں اور بھی سخت طردیدہ رہی کا مظاہرہ کیا۔ کہ تو اہلی حضرت بھی کف لسان کی تڑپ میں فقہاء کی روش پر ہونے والا تھا۔ اسی دلیل دہوی کی کفری عبارتوں کی موجودگی میں بیجا تاویلات کا سہارا لیکر اس کو مسلمان ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ (معاذ اللہ)

احکام فقہاء کی روشنی میں مولوی اسماعیل دہوی پر اس کی کفری عبارتوں پر کیسے کیسے کفر لازم آتا ہے، آپ برہمہ جہل فرما رہے ہیں اور لزوم کفر کے لیے کتنے سخت الفاظ استعمال فرما رہے ہیں، ان کو بھی دیکھیے۔ کہاں چاروں اکابر دہوی ہند کی صریح ناقابل تاویل کفری عبارتوں پر عند المتکلمین حکم کفر نہ ہونے کے بعد کف لسان کی آڑ میں نہیں بے غبار ثابت کرنے کی کفری ناپاک کوشش اور کہاں اہلی حضرت کا مولوی اسماعیل دہوی پر عند الفقہاء حکم کفر ثابت کرنا، اور اس کے لیے سخت سے سخت الفاظ استعمال فرما نا اور عند المتکلمین تاویل بعید کی وجہ سے علماء متاخرین کی روش پر کف لسان فرمانا۔

چہ لبست خاک را بعباد پاک

کعب مہدی کعب دجال ناپاک

اس کے باوجود فرقہ اختیار کا یہی کا علی حضرت پر اعتراض اور آپ کی بارگاہ میں گستاخی صرف حرمان نصیبی و شقاوت و بدعتی کے موافق نہیں۔ آج اہلی حضرت امام بریلوی قدس سرہ مولوی اسماعیل دہوی کے کفریات شمار فرماتے ہیں:

[۲] اسی قول میں مت کو کا فرمانا یہ خود کفر ہے شفا شریف امام قاضی عیاض ص ۶۲ و ۶۳

۳۶۳ یقطع بت کفر کل قائل قال قولاً بتوصیہ الی تظلیل ترجمہ:

جو کوئی ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی طرف رہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔ (ملوکۃ اشہابیہ)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ مولوی اسماعیل دہوی نے خود اقرار کیا اب امت میں جو نیچے ہیں وہ نرے کافر ہیں۔ اس پر اہلی حضرت فرماتے ہیں جس نے پوری امت کو کافر کہا یا گمراہ بنا دیا خود کافر ہو گیا، لہذا وہ یعنی اسماعیل دہوی یقیناً کافر ہے۔ پھر علی حضرت فرماتے ہیں:

[۳] تقویۃ الایمان ص ۲۰ رغیب کا در یافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے معلوم کر بیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے یہاں نہ سبحانہ کے علم کو لازم و ضروری نہ چاہا اور معاذ اللہ اس کا جہل ممکن مانا رغیب کا در یافت کرنا اس کے اختیار میں ہے چاہے دریافت کر لے چاہے جا لے رہے یہ صریح کلمہ کفر ہے۔

عالمگیری جلد ۲ ص ۲۵۸ یکفر اذا وصف اللہ بما لا یلیق بہ او تصبیہ اللہ

الجهل او العجز او النقص (ترجمہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ (بحر الرائق طبع مصر جلد ۵ ص ۱۲۹ برزازیہ مطبع مصر جلد ۳ ص ۳۳۳ مع الفصولین مطبع مصر جلد ۲ ص ۹۲ الووصف اللہ تعالیٰ ہم لا یلیق بہ کفر (ترجمہ) اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہو گیا۔

[۳] جب چاہے دریافت کر لے کا صاف مطلب ابھی تک دریافت ہوا نہیں، ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کر لے تو علم الہی قدیم نہ ہوا، اور یہ کھوا ہوا کلمہ کفر ہے۔ انگیری جلد ۲ ص ۲۶۲ لوقال عدم خدا قدیم نیست یکطرفہ کذا فی التاتارخانیہ۔ ملخصاً: ترجمہ: جو علم خدا کو قدیم نہ مانے وہ کافر ہے۔ ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے۔

مذکورہ بالا عبارت میں اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کے کفریات کو گنوا کر حکم کفر اس طرح ثابت فرما رہے ہیں کہ اسے بننے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ صاف فرمادیا کہ کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں وہ کافر ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے عند الفقہاء جو کفر کا حکم ہوتا ہے وہ حکم مولوی اسماعیل دہلوی پر عائد کرنے میں ذرہ برہنہ تامل نہیں فرمایا۔ اس طرح اپنی تصنیف لطیف ”الکوکتہ الشہابیہ“ میں ستر کفریات گنوا کر اس پر حکم کفر نافذ فرمایا۔ اعلیٰ حضرت نے فقہی روشنی میں اسماعیل دہلوی پر جن سخت الفاظ سے حکم کفر نافذ فرمایا ہے اتنے سخت الفاظ علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبدالقادر بدایونی وغیرہما رحمہم اللہ تعالیٰ کے حکم میں بھی نہیں ہیں۔ اسی لیے آج تک وہابیہ دیوبندیہ اعلیٰ حضرت کی شان ارفع میں مذکورہ دونوں اکابر سے زیادہ گستاخی و بے ادبی سے پیش آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسماعیل پر اعلیٰ حضرت نے جن قاہر دلائل سے فقہی روشنی میں حکم کفر نافذ فرمایا ہے وہ اتنے سخت و روزنی ہیں کہ ہر حکم اٹھائے سے نہ اٹھے۔

ہم نے صرف ”الکوکتہ الشہابیہ“ سے بطور نمونہ چند دلائل تحریر کر کے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت، مولوی اسماعیل دہلوی پر فقہی روشنی میں حکم کفر نافذ کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پھر ”سبحان السبوح“ اور دیگر تصنیفات میں دلائل قاہرہ آگ ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں عنقریب علامہ فضل حق خیر آبادی و علامہ عبدالقادر بدایونی کی تصنیفات سے دلائل جمع کر کے پھر اعلیٰ حضرت کے دلائل کو پیش کرنے کے بعد ثابت کروں گا کہ آپ کے قاہر نہ دلائل کس قدر روزنی و بھاری ہیں آج تک ایوان دیوبند قاہر دلائل سے لرز رہا ہے۔

اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور اعلیٰ حضرت کا اتفاق
پچھلے مضامین سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام بریلوی کا اسماعیل دہلوی پر فقہی روش پر تکفیر آپ نے مدح فرمایا کہ اعلیٰ

حضرت نے اسماعیل دہلوی عبارت پر عند الفقہاء جن سخت الفاظ میں شرعی گرفت کے بعد تکفیر فرمائی ہے، وہ طبر ہے۔ اب تحریک و ہدایت کے خلاف جہاد کرنے والے سرخیل جماعت اہلسنت حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کا موقف دیکھیے۔

پہلے یہ بات ذہن نشین ہو جائے کہ اسماعیل دہلوی کی گندہ و کفری عبارات کے خلاف اس زمانے کے علماء اہلسنت نے جو جہاد کیا تھا اس جماعت سہ سرخیل کی حیثیت سے علامہ فضل حق خیر آبادی کا نام لیا جاتا ہے، آپ کے بعد علامہ عبد القدور بدایونی علیہ الرحمہ مولیٰ کا برہان، اہلسنت سے کوئی اور شخصیت ہو، وہ سب حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے پیرو و تبعین کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

اب اسماعیل دہلوی کے کفریات پر آپ کا موقف دیکھیے۔ صاف تحریر فرمادیا کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر عند الفقہاء کی ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت کا موقف بھی یہی ہے۔ وہ حضرت علامہ فضل حق اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تحقیق الفتویٰ“ کے مقدمہ لرایع میں فرماتے ہیں پہلا عنوان ہی دیکھیے، وہ کیا فرماتے ہیں:

المقام الرابع

در حکم اقتضات استخفاف بہ شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت سائر انبیاء علیہم السلام و حال مرتکب این جرمہ شنیعہ عند الفقہاء و علماء الشریعہ۔

پہلے اس کا ترجمہ دیکھیے:

چوتھا مقام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی تحفیف شان کے ارتکاب کا حکم اور فقہاء اور علماء شریعت کے نزدیک اس جرم شنیع کے مرتکب کے حال میں۔

عنوان سے ہی معلوم ہوا کہ اب جو مضمون آئے گا اسماعیل دہلوی کی فقہی تکفیر کے بارے میں آئے گا۔ عبارت دیکھیے:

از آنجا کہ حول شیاء بمقابلہ احوال اضداداً نہ آسان تو ان دریافت کہ الاشیاء تعرف باضدادہا مناسب چنانچہ نمایہ کہ اول از اجلائی و اکرام شان واجب الاعظام آن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ متصوص کلام معجز نظام و معمول صی بہ و اہلبیت کرام و علماء مجتہدین و ائمہ اہل اسلام بودہ است اند کے از بسیرے کہ مشتے از خراورے با شد بہ نگارش آید، بعد ازاں حال مستخفف و استخفاف شرعاً از روئے روایات فقہ گزارش باید تا در اذہان اوقع مسترشد رافع باشد۔ (تحقیق الفتویٰ ص ۳۹۹)

ترجمہ:

چونکہ الاشیاء تعرف باضدادہا، شیاء کے احوال اضداد کے احوال کے معتابلہ سے ہے

سنانی معلوم ہو سکتے ہیں اس سے منہ سب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضور سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شہداء از روئے قرآن واجب اور صحابہ کرام، اہل بیت علیہم السلام، علماء
مجتہدین اور ائمہ اسلام کا معمول رہتی ہے کا مختصر بیان بطور مشتے (خروارے) تحریر کیا
جائے۔ پھر استخفاف اور استخفاف کرے والے کا حال شرعی طور پر فقہی روایات کی
روشنی میں پیش کیا جائے تاکہ ذہن میں زیادہ راسخ ہو، اور طب لب ہدایت سے لیے
زیادہ مفید ہو۔

سماعیل دہلوی کے کفریات پر علامہ فضل حق خیر آبادی کا موقف واضح ہو گیا کہ دہلوی کی تائید عند الفقہاء فرمائی ہے نہ کہ
عند متکلمین یہی موقف آپ کے پیرو تہجی علماء کرام کا ہے جس میں خاص طور پر حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کا ہے۔
کوئی شخص اپنی نا سچی، بغض و عناد، پندار و غرور جیسی صفت رذیلہ کا حامل ہو کر یہ بکواس کرے کہ مجھے احمد رضا دہلوی کے نام سے
تکس ہوئی ہے الخ، یہ جہالت و سفاکی کے ساتھ بزرگوں کا بدترین ستار ہو کر اپنے لیے اذیت و رسوائی کی راہ اپناتا ہے۔

کف لسان کیا ہے؟

کف لسان، اصطلاح شرع میں کسی کے کفری قول کو کفر تسلیم کرتے ہوئے کسی عذر شرعی کی وجہ سے ہی حکم کفر لگانے
سے زبان کو روک لینا۔ پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی ایک عند الفقہاء، کفر یعنی غیر مجمع علیہ۔ دوسرا کفر ظاہری یعنی مجمع علیہ کفر۔
عند المتکلمین جو کفر ثابت ہو جائے فقہاء کے پاس بھی اس کا کفر مسلم ہے یہ ضروری نہیں کہ جو کفر فقہاء کے پاس مسلم ہو وہ
عند المتکلمین بھی مسلم ہو، ان کے پاس تاویل کی گنجائش ہے۔ اور فقہاء سب کے قول کفر پر حکم فرمادیتے ہیں لیکن یقینی کافر ہونے
کا اطلاق سب پر چھوڑ دیتے ہیں کہ واقعی یہ عند لکھنؤ کافر ہے اس کے لیے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے تو زید کافر ہے اور متکلمین
یقینی قطعی کافر ہونے کا حکم دینے سے پہلے اس کے ہر پہلو کو شرعی مراحل سے گزارتے ہیں اگر سو میں سے ایک پہلو بھی اسد کا لکھ
تو قطعی و یقینی کفر کا حکم دینے سے زبان کو روک لیتے ہیں۔

جیسے چاروں اکابر دیوبند کے کفریات ان کا کفر مجمع علیہ کفر ہے یعنی عند الفقہاء و عند المتکلمین مسلم ہے اس کی قدرے تفصیل
بیان کر لی جائے۔ کسی نے ضروریات دینیہ میں سے کسی بھی ضروری دینی کا انکار کیا وہ عند الفقہاء و المتکلمین کافر ہو جائے گا جیسے حنہ
نبوت کا انکار یا بعد زمانہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی نبی کے آنے کو ممکن ماننا جیسے مہدی قاسم نانوتوی وغیرہ اور دعویٰ نبوت کرنا جیسے
مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ پر فقہاء کرام اور متکلمین دونوں کفر کا حکم دیں گے، صرف متکلمین کو اس کے لیے شرعی مراحل طے کرنے کی
تحرک و شش کرتے ہیں کہ یہ عبرت اسی قاتل کی ہے یا نہیں، کسی نے اس کی طرف منسوب تو نہیں کیا، اگر قاتل زندہ ہے تو پہلے اس
سے پوچھا جائے کہ یہ کفری عبارت جو تمہاری طرف منسوب ہے وہ واقعی تمہاری ہی ہے تم نے یہ بہوش دحو اس یہ عبارت تحریر کی ہے
انفیہ۔ قاتل جواب میں اپنی کفری عبارتوں سے انکار نہیں کرتا ہے بلکہ اقرار کرتا ہے کہ وہ عبارت میری ہی ہے۔

عبادت کے اقرار کے بعد تاویلات کا سہارا لیتا ہے پھر سنی کفری عبارات کی تاویلات کو متکلمین سے پہلو بہلو نکالتے ہیں کہ اگر تاویل میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہیں، ایک پہلو اسلام کی طرف جاتا ہے تب متکلمین کف لسان فرماتے ہیں۔ (نکار ختم نبوت میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں یہ صریح ہے۔)

اس کا یہ مصعب نہیں کہ فقہاء کرم نے کفر کا جو حکم لگایا ہے اس کو کم درجہ قرار دیکر اس حکم کو کثرت متکلمین مسلمان ثابت کرتے ہیں فقہاء کے حکم کو اپنی جگہ پر قرار رکھ کر کف لسان فرماتے ہیں۔

دہا بیہ دیو بندیہ کی کفری عبارات پر تاویلات کا مقصد صرف یہ ہے کہ باوجود کفری عبارت کے قائل کو مسلمان ثابت کرنا ہے، یہ خود کفر ہے۔ ان کی تاویلات مجمع علیہ کفر کے بعد مسوع نہ ہوں گے۔ یا ایک گروہ جو اکابر دیو بندیہ کی باوجود کفری عبارتوں کے عند الفقہاء کفر ہونے پر بھی کف لسان کرنے کا عذر کرتا ہے اس کا کف لسان کرنا قائل کو مسلمان ثابت کرنا ہے۔

پہلے وہ کف لسان کی منزل پر تہا ہے پھر دہابیوں دیو بندیوں کی طرح قائل کو مسلمان ثابت کرتا ہے جیسے مولوی ظفر ادیبی، مولوی خلیل ہدایونی پہلے چاروں اکابر دیو بندی کفری عبارات کے ثبوت اور یقین کے بعد عند الفقہاء کفر کہنے پر بھی کف لسان کیا یہ ان کا کف لسان کرنا اس کو مسلمان کہنا ہے۔ پھر اس کے بعد دہابیہ کی طرح اس کو حکم کھلا مسلمان کہا۔ یہ ایسا کفر ہے جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہو جائے گا۔

اسماعیل دہلوی پر اعلیٰ حضرت کے کف لسان کا یہ معاملہ نہیں ہے بلکہ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت نے فقہی روشنی میں اس کی کفری عبارات کو کفری ثابت کرنے کے بعد عند الفقہاء کفر کا حکم صادر فرمادیا۔ اس کے بعد عند المتکلمین ایک ایک پہلو پر تحقیق و تدقیق کرنے کے بعد تاویل بعید کی وجہ کف لسان فرمایا۔

مولوی اسماعیل دہلوی سیدنا اعلیٰ حضرت سے پہلے پیدا ہوا۔ اعلیٰ حضرت کی پیدائش ۱۸۵۶ء ہے۔ اسماعیل دہلوی اس کے معاصر علامہ نے جو کفر کا فتویٰ دیا، بر بنائے مذہب فقہاء ہے، اعلیٰ حضرت کا زمانہ اسماعیل کے بہت بعد کا زمانہ ہے۔ اس وقت وہ شرعی مراحل جو اعلیٰ حضرت نے اپنے ہم زمانہ مرتدوں سے گزارے وہ مراحل اسماعیل دہلوی پر بھی گزارتے ممکن نہیں تھے۔ زمانہ کا غاوت جس کو حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا، شہرت تو بہ دیگر باتوں کے ساتھ یہ بات بھی محل نظر تھی۔ اس پر عمدۃ المحققین استاذ الاما تہ علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قیام مفتی اعظم مہاراشٹر کی تصنیف لطیف ”عجائب انکشاف“ دیکھی جاسکتی ہے۔ جو پہلا حصہ طبع ہو کر عوام و خواص میں مقبول ہوا۔ دوسرے حصے کے مضامین ساتویں مقالے تک ماہنامہ سنی آواز میں بال قسط شائع ہو چکے اور دوسرے حصے کو کتب بی شکل میں دارہ ماہنامہ سنی آواز سے، نشاء امولوی تعالیٰ بہت جلد شائع کیا جا رہا ہے۔ ”عجائب انکشاف سے ایک عبارت دیکھیے:

”اس حکم میں ان کے (یعنی چاروں اکابر دیو بندیوں کے متبعین کے) زبانی جمع خرچ پر دعویٰ اسلام کی کوئی رعایت نہیں کی گئی۔ قادیانی کہ جو اسلام ہی کا دعویٰ کرتے ہیں فقہ حنفیہ پر

ہی چلنے کی مدد ہی ہیں، ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد پھر ان کے کفر سے کف لسان کرنا اسلام ہی سے خارج کر دے گا کسی مسلمان کا دعویٰ کرنے والے نے قرآن حکیم کے کلام اللہ ہونے کا انکار کر دیا باقی تمام ضروریات دین کا اقرار کرتا ہے، اسلام سے خارج ہو جائے گا، پھر جو مسلمان اس کفر پر یقینی اطلاع رکھنے کے بعد ذرا ہی بات کہہ کر اس کے کافر کہنے سے کف لسان کرتا ہے کافر ہو جائے گا اس کا یہ دعویٰ (مولوی خلیل بدایونی کا دعویٰ) کہ آخرت کے خوف سے کف لسان کرتا ہے، جھوٹ قرار پائے گا، اور اس کف لسان کو آخرت سے بے خوفی اور اسلام کو کفر کو ایک کر دیتا ہے۔ (عجائب انکشاف حصہ اول ص ۸۰)

مذکورہ حوالے سے معلوم ہوا کہ کسی کا بھی ضروریات دینیہ میں کسی ایک کا انکار کرنا اس کو کافر بنا دے گا مگر چہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے۔ پھر کسی کے کفر پر یقینی اطلاع رکھنے کے بعد حکم کفر کو معمولی سمجھ کر کف لسان کر لیتا جیسے مولوی ظفر رادھی و خلیل بدایونی، اسے کافر بنا دے گا۔ پھر اس کے بعد علماء تحقیقین نے اسی میں یہ فرمایا ہے:

”رہا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مولوی اسماعیل دہلوی کے کفر سے احتیاء و کف لسان جس کے لیے آپ نے (مولوی خلیل بدایونی) نے سبھان السبوح بالکوکبہ اشہابیہ ماہنامہ تاسیس کیا ان کا نام یہ ہے تو وہ تکفیر غیر مجمع علیہ حکم ہے، جہاں احتیاء کف لسان سے دین تو کیا، اصطلاحی مذہب بھی نہیں بدلتا، یہاں نہ کوئی سنی بدل کر غیر سنی ہوتا ہے نہ کوئی شفی پھر کر غیر شفی بن جاتا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی پر جن ذمہ دار علمائے حرمین اور علمائے ہند نے فتویٰ دیا ہے وہ بر بنائے مذہب فقہا ہے۔ خواہ اسے مولوی نذیر احمد صاحب گجرات نے نقل کیا ہو یا کسی اور صاحب نے، مذہب فقہا پر اگرچہ صریح ناقابل تاویل کے الفاظ استعمال فرمائیں۔ ان کے نزدیک صرف تین (وضاحت) دیکھا جاتا ہے۔ اور مذہب متکلمین پر علماء جب تک اجماع اور متین و مفسر نہ دیکھ لیں تکفیر نہیں کرتے، متکلمین کے مذہب پر فتویٰ مجمع علیہ ہوتا ہے جہاں انکار کی محجاش ہی نہیں ہوتی۔ (عجائب انکشاف حصہ اول ص ۸۰)

یہ بات صاف ہو گئی کہ مولوی اسماعیل دہلوی پر اس کے ہم زمانہ عرب و عجم کے علماء اہلسنت نے جو کفر کا فتویٰ دیا ہے بر بنائے فقہا ہے اور اعلیٰ حضرت نے بھی اسماعیل دہلوی پر بنائے مذہب فقہا یا مجزم کفر کا حکم دیا اور مذہب متکلمین پر جب تک اجماع نہ ہو جائے تکفیر نہیں ہوتی یعنی مذہب متکلمین پر فتویٰ کفر مجمع علیہ پر ہوتا ہے جیسے چاروں، اکابر دیوبند کے کفریات پر حکم کفر جہاں انکار کی محجاش ہی نہیں۔ آگے دیکھیے:

”آپ (مولوی خلیل بدایونی) یہ سمجھ رہے ہیں کہ شیخ جمال سید احمد دہلوان، مفتی ابوالسعود

مدنی اور دوسرے علماء کی غیبت گھڑا کر محض جم جائے گی اور آپ کی تجدیدی مذہب پر پردہ پڑ جائے گا، جی نہیں۔ ان حضرات نے مولوی اسماعیل دہلوی پر مذہب فقہاء کی بنیاد پر فتویٰ دیا ہے جو صحیح ہے چونکہ متکلمین کے مذہب پر تاویل بعید کی گنجائش ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے (ظیل بدایونی نے) علامہ علی قاری مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کی ہے کہ اگر قول میں نہ ہوے پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو بھی اسلام کا لکھا ہو تو اس کو قبول کر لیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کے کفریات گنوائے کے بعد اس کی تکفیر سے اسی مذہب متکلمین پر احتیاط فرمائی ہے جو درست ہے۔

یہاں نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر کوئی حکم لکھا ہے نہ آپ کے گنوائے ہوئے علماء کرام پر بلکہ فتویٰ آپ پر (یعنی ظیل بدایونی پر) مامور ہو گا کہ آپ ابھی تک حکم کھایا ہے چاروں اکابر کی تکفیر کرتے کرتے اب ان اکابر دیوبند کے کفر کھائی مجمع علیہ کو مولوی اسماعیل دہلوی کے فقہی غیر مجمع علیہ حکم تکفیر پر قیاس کر کے آپ کے چاروں اکابر دیوبند کے کفر یہ اقوال میں تاویل بعید کی گنجائش نہیں، سو کیا بزار تاویلات سے یہاں ایک بھی چسپاں نہیں ہوتی۔ پھر آپ مجمع علیہ (عند المتکلمین) اور غیر مجمع علیہ (عند الفقہاء کفر) سے واقف ہیں۔ (ص ۸۰ و ۸۱)

دہابیہ دیوبند یہ انتہائی چالاک کی سے اکابر دیوبند کی کفری عبارات پر مطلع ہونے کے بعد مطلقاً کف لسان کہہ دیتے ہیں اور دلیل میں غیر مجمع علیہ یعنی فقہی دلیل پیش کرتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں کہ عند الفقہاء کفر پر سکوت یعنی ان کا مسلمان ہونا ثابت ہے۔

اصطلاح میں ”سکوت“ کا لفظ مجمع علیہ کفر پر بولا جاتا ہے۔ یعنی عند الفقہاء وہ کافر ضرور ہے لیکن تاویل بعید کی بناء پر عند المتکلمین سکوت عند الفقہاء کفر کو ختم نہیں کر دیتا۔ جیسا اسماعیل دہلوی کے کفریات پر اعلیٰ حضرت کا بالجزم کفر کا حکم دیا اور متکلمین کے حکم پر تاویل بعید کی وجہ سے سکوت و غرض کہ جو کفر اجماعی ہے اس پر کف لسان ہرگز مسوع نہیں۔ غیر مجمع علیہ کفر ہے (یعنی عند الفقہاء کفر ثابت ہونا اور متکلمین کے پاس) سکوت ایمان سے خارج نہیں کرتا جیسے یزید اور اسماعیل دہلوی کی ذات یعنی ان کی تکفیر غیر مجمع علیہ ہی رہے گی، بخلاف اکابر دیوبند اور قادیانی کے کفریات، ان کا کفر مجمع علیہ کفر ہے اس پر سکوت مسلمان کو ایمان سے خارج کر دے گا۔ کوئی وہابیت زدہ اسماعیل پر سکوت کا سہارا لے کر قادیانی اور اشرف علی وغیرہ مرتدوں پر سکوت اختیار کر لے گا ہرگز سنا نہیں جائے گا۔ یعنی کفر فقہی الگ ہے، کفر کھائی الگ ہے۔ اسی طرح مجمع علیہ کفر الگ ہے، غیر مجمع علیہ کفر الگ ہے۔ اسماعیل دہلوی کا کفر غیر مجمع علیہ ہے اس کا کفر کفر فقہی ہے اسی روش پر علامہ فضل حق و مولانا عبد القادر بدایونی اور اعلیٰ حضرت نے کافر ہونے

ہم دیا ہے۔ غیر مجمع علیہ کفر کی وجہ سے سکوت کیا، یہ کفر فقہی کو ختم نہیں کرتا اور نہ اسے معمولی وہلکا قرار دیتا ہے۔ اتنی کھلی وضاحت کے بعد گمراہ انتخابی فرقے کا بانی اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرے، اہلسنت اس پر ہرگز توجہ نہیں کریں گے۔

متکبر اعظم مولوی انتخاب قدیری خود اپنے فتویٰ کفر کی زد میں

کچھ مجھ کے فرقہ ضالہ کا پیشوا اور گمراہ فرقہ انتخابیہ کا بانی تکبر و غرور و نخوت و پندار کا مجسمہ مداری مولوی انتخاب قدیری مراد آبادی، کارِ علامہ کی شان ارفع میں اس قدر ڈھیٹ ہو گیا ہے کہ خوفِ آخرت سے بے پرواہ ہو کر کفر جیسا سنگین الزام لگانے میں ہنس مٹا کر تاحیٰ کہ موجودہ دور میں گمراہ مرتد فرق باطلہ کے مقابل دین و سنیت کی اتھارنی، محمد دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت کی ہار گاہ میں جیسے الزام لگانے پر کچھ بھی خوف محسوس نہیں کیا۔ اب وہ خود کیسے اپنے ہی فتویٰ کفر کی زد میں آچکا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

مداری کا فسر ہیں

مداری انتخاب کو پہنچے، یہ جو آج سلسلہ مداریہ کی تعریف و توصیف میں خطبہ پڑھ رہا ہے اور خود مداری بن کر بائیں ہیئت کذابیت و حال کرنے پر فخر محسوس کر رہا ہے، اسے نہیں معلوم کہ میں کبھی مداریوں پر ان کی کفری عبارات کی وجہ سے کفر کا فتویٰ دے چکا ہوں۔ مداری انتخاب نے لکھا ہے۔

”مداری اپنے کفری عقائد کی وجہ سے کافر ہیں، سلسلہ مداریہ کے مریدین کو چاہیے کہ وہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ مداری پیروں کی بیعت خود بخود ٹوٹ چکی ہے۔“

مولوی انتخاب مداری آج انہیں مداریوں کو مسلمان جان کر اس سلسلہ میں خود بھی خلافت لیا اور دوسروں کو بھی اسی سلسلہ میں بیعت کروایا۔ پیر ہونے کی بنیادی شرط مسلمان ہونا ہے پھر تقویٰ، پاکبازی، علم وغیرہ دیکھے جاتے ہیں۔ مداریوں کو پہلے کافر قرار دیا۔ اپنے فتوے کی روشنی میں اس سلسلہ میں مرید ہونے کا سوال نہیں۔ جب وہ کافر ہو گئے تو اسی فتوے کی روشنی میں مداریوں کا ایمان ختم ہو گیا، سلسلہ بیعت کب باقی رہے گا۔ یقیناً مداری انتخاب نے مداری پیروں کو مسلمان جانا جیسے ہی ایک کافر کو مسلمان کہہ کر خود اس کا ایمان جاتا رہا۔ لہذا مداری انتخاب خود اپنے فتوے کی روشنی میں کافر و مرتد ہو گیا، اب مداری انتخاب اور اس کے مرید بڑے کافر و مرتد ٹھہرے۔ اب خود اس کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔ جس میں مداریوں کو کافر لکھا ہے:

از فیصلہ شرعیہ در بارہ مداریہ

فقیر قدیری نے کتب مداریہ کو پچھتم خود دیکھا اور ان کی غیر اسلامی عبارات کو پڑھا بلکہ پرتاپور ضلع بریلی شریف میں علماء و صوفیائے مداریہ کو تحریری دعوت، افہام و تفہیم بھی دی لیکن مداری لوگ نہ تو اپنی غیر اسلامی عبارات پر گنگو کر سکتے تھے اور نہ توبہ کرنے کو۔ بلکہ حضرات علماء اہلسنت و جماعت کو سب و شتم کا نشانہ بنایا اور کرائے کے گھبراہٹوں کو بلا کر مغلطات کا بازار گرم کیا۔ (جیسے آج انتخاب نے اعلیٰ حضرت اور علماء

اہلسنت پر کیا ہے۔)

ظاہر ہے کہ نہ سمجھنے کو تیار اور نہ توبہ کرنے کو۔ اب اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ شرعی حکم مان لیا جائے۔ استفتاء میں جو عقائد مدار یہ مرقوم ہیں، ان سے مدار یہ کافر ظاہر و باہر ہے۔ ان عبارات کو لکھنے والے کافر ہیں اور ان کو پڑھ کر ان کو صحیح جاننے والے بھی اسی حکم کے حامل ہیں جن کو ان کے گندے عقائد و عبارات کی خبر نہیں وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ لہذا سلسلہ مدار یہ کے مریدین کو چاہیے کہ وہ کسی سنی بزرگ کے دست حق پرست پر بیعت کریں۔ اور مداری پیروں کی بیعت خود بخود ٹوٹ چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل قبول حق کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کتبہ ملفظہ محمد انتخاب نعیمی قدیری، ۳۰ صفر المظفر ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء

اب مداریوں کے کفری عقائد میں سے ایک کفری عقیدہ دیکھیے، جن کی بنا پر مداری انتخاب نے کافر لکھ پھسرا نہیں مداریوں کے کفری عقائد کی موجودگی میں انہیں مسلمان جانا اور خلافت کی اور خود کافر ہو گیا۔

عقیدہ مدار یہ کفریہ

[۱] حضرت خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام زمانہ نبوت سے پہلے درجہ قطب المدار

پر تھے۔ میلاد زندہ شاہ مدار ص ۲۷ مصنف ذوالفقار علی مداری مکتبوری بحوالہ فیصلہ شرعیہ دربار

مداریہ ص ۲۳ (شائع کردہ سید ظفر الدین اشرف سجادہ نشین درگاہ کچھوچھو شریف)

مذکورہ عبارت میں یہ مان لیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک زمانہ ایسا رہا ہے جس میں آپ نبی نہیں تھے۔ حالانکہ قرآن کریم اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آپ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں آپ نبوت سے متصف نہ رہے ہوں۔ مداریوں کے اسی قسم کے کئی کفری عقیدے ہیں جن کی وجہ سے انتخاب نے بھی انہیں کافر لکھا۔ پھر بد بختی اور بد نصیبی نے اسے ایسا گھیرا کہ وہ خود اپنے فتوے سے کافر ہو گیا، رضادہشمنی کہ اسے جہنم میں پہنچا دیا۔

اہلسنت سے انصاف کی اپیل

سلسلہ مدار یہ یا کسی اور سلسلہ والوں سے اہلسنت کی کوئی ذاتی عناد و دشمنی نہیں ہے، علماء اہلسنت المحب للہ و البغض للہ پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ دوستی اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ کے لیے ہوگی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی درس دیا۔ جب کسی کی جانب سے قرآن و حدیث فقہ و اصول کے خلاف ایسے عقائد گڑھ لیے جائیں جن سے عقائد حق کی بیخ کنی ہوتی ہے اور امت میں گمراہیت سے لے کر کفر و ارتداد کے پھیلنے کے خطرات لاحق ہوں، اس وقت علماء اہلسنت کی دینی و شرعی ذمہ داری ہے کہ بلا خوف و کرم لائحہ عمل ایسے گمراہ و بد مذہب کے کفری عقائد اور ان کی گمراہیت کو ظاہر کر کے عوام اہلسنت کو ان سے

پچالیں۔ ہر دور میں علماء اہلسنت نے یہی فریضہ انجام دیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی مجددانہ شان اور اپنی خدا داد حیلالت اعلیٰ اور قاجرانہ دینی ملاحیت سے یہی فریضہ انجام دیا۔ اعلیٰ حضرت کی دین دایمان کی حفاظت کرنے والی شخصیت پر ہزاروں عرب و عجم کے مستند و مسند علماء اور لاکھوں خواص اور کروڑوں عوام اہلسنت کا اجماع ہو چکا ہے۔ اجماع کے خلاف عمل میں امت کو گمراہیت سے لیکر کفر و ارتداد میں جلا کرنے کے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

تقریباً ایک سو پچیس سال سے عرب و عجم میں اعلیٰ حضرت کی شخصیت کفار و مرتدین، مگرا و بد مذہب کے مقابل دین و ایمان کی حفاظت کے لیے ہی مانی جاتی رہی ہے۔ آپ پر حملے، ایک کافر و مرتد و بدوین تو کر سکتا ہے جو سنی مسلمان ہے وہ ایسی جرات نہیں کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں صرف ہٹ دھرمی، بغض و حسد، فخر و غرور، جہالت و سفاکی سے گستاخی و دریدہ دہنی کرنا خود کو جہنم کے شعلوں میں ڈالنا ہے۔ اس کا اندازہ انتخاب جیسے حراماں نصیب کی شخصیت کو دیکھ کر کیجیے کہ وہ خود اپنے نواسے کی زد میں آ کر کیسے کافر و مرتد بن گیا۔

اپنی کم فہمی سے علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ عبدالقادر بدایونی علیہما رحمہما کے اسماعیل دہلوی پر فقہی روشنی میں کفر کے فتوے اور اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کے فقہی روشنی میں کفر کے حکم کے بعد عندا متکلمین کف لسان کی آڑ میں جو طوفان بد قیسی کی ہے۔ الامان والحفیظ۔

ہم نے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے تاریخی فتوے ”تحقیق الفتویٰ“ کے حوالے سے ثابت کیا کہ اسماعیل دہلوی کی جو تکفیر ہوئی ہے وہ فقہ کی روشنی میں، جب تحریک و ہابیت کے خلاف، جہاد کرنے والوں کے خلاف اسماعیل دہلوی کے زمانے میں کام کرنے والے صف اول کے علماء کے امام حضرت علامہ فضل حق کا حکم شرع ہے تو ان کی متابعت و رہنمائی میں کام کرنے والے علماء کا بھی یہی موقف تھا۔

حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی تو حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے شاگرد ہیں، آپ نے بھی جو حکم بیان فرمایا ہے وہ اپنے استاد کی متابعت میں فقہی روشنی میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر فرمائی ہے۔ انتخاب مہاری نے محبوب خدا سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بدترین گستاخی کی ہے جسے اہلسنت کبھی معاف نہیں کر سکتے یقیناً بد نصیب قہر خداوندی میں گرفتار ہے، دنیا و آخرت کی رسوائی اس پر مسلط ہے۔

زمانے کا تقاضا ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا پوتا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا بھتیجا اور ۱۱۹۳ھ بمطابق ۱۷۷۹ء میں شاہ عبدالغنی صاحب کے گھر پیدا ہوا، اگرچہ تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد شاہ عبدالغنی صاحب اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے حاصل کی۔ لیکن سرکشی بے درہروی سے بزرگوں کا بچپن ہی سے گستاخ ہو گیا (جس طرح انتخاب مہاری)۔

اس نے کتاب ”تقویۃ الایمان“ لکھی جس پر اسلامیان ہند کے اندر بھونچال پیدا ہو گیا جس میں پوری امت محمدیہ علیٰ

صاحبہ الصلوٰۃ والحقیر کو مشرک لکھا گیا۔ انبیاء و اولیاء کی شان میں ایسی گندی مہارتیں لکھی گئیں کہ جس کے پڑھنے کے بعد ہر مسلمان کا کلیجہ چھلنی ہو گیا۔ بے انتہا گستاخیاں کی گئیں۔ سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جامع مہمیں مجمع عام کے درمیان اور شاہ فرمایا کہ ”تقویۃ الایمان“ میرے اور میرے خاندان اور جملہ امت محمدیہ کے ایمان کے خلاف ہے اسی میں اس کو جائداد سے عاق کرنے کا اعلان فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ”اس وقت میری بعد از ختم ہو چکی ہے ورنہ میں اس کا رد ایسے ہی لکھتا کہ جس طرح شیعوں کے کفری عقائد کے خلاف ”تحفۃ الشارعیہ“ لکھا کہ سب سے دوسرے نتیجے حضرت شاہ مخصوص اللہ کو حکم دیا کہ اس کا رد لکھو۔

چنانچہ شاہ مخصوص اللہ صاحب، مؤید الایمان و تقویۃ الایمان لکھا اسکے بعد تحریک وہابیت یا تحریک اسماعیلی، انگریزوں کی تائید و حمایت کی وجہ سے اس قدر زور پکڑی کہ پورے ملک میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہ دور بڑا نازک دور تھا ایسے حالات میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی جس کا سکھ راج الوقت تھا، شاہ عبدالعزیز صاحب کے بعد پورا ملک آپ کو اپنا مذہبی پیشوا مانتا تھا۔ آپ اپنے وقت میں مختلف علوم و فنون کے امام مانے جاتے تھے۔ حکومت سے لیکر عوام پر آپ کا علمی و جہد قائم تھا۔ ایسے سنگین حالات میں ہند کے تمام علماء اہلسنت نے آپ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کر کے اس کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی ۱۲۱۳ھ برطانیق ۱۷۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ تحریک وہابیت کے خلاف جہاد کرنے والے علماء کے امام کہلائے۔ آپ نے اپنی علمی جلالت اور قاہرانہ فنی مہارت سے اسماعیل دہلوی کا رد فرمایا، اور اسماعیل دہلوی کی فتنی تکفیر فرمائی جس کا حوالہ آپ کی تصنیف ”تحقیق الفتویٰ“ سے گزر چکا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت ہر کی جس کے اسماء مہار کہ تحریر کیے جاتے ہیں:

حضرت علامہ عبدالحق خیر آبادی (صاحبزادہ) علامہ ہدایت اللہ خاں جو پوری

علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی

مولانا فیض الحسن سہارنپوری

علامہ ہدایت علی بریلوی

مولانا عبداللہ بکرامی

علامہ عبدالعلی رام پوری، و طبرہ

یہ پوری جماعت تحریک وہابیت پر کام کیا اور اسماعیل دہلوی کی اس بڑی استاد حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی اس میں دہلوی پر تکفیر لکھی کی اور اعلیٰ حضرت نے بھی اسماعیل کی تکفیر لکھی کا حکم دیا۔

اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ، مولوی اسماعیل دہلوی کی پیدائش کے ایک سو ستائیس سال بعد اور علامہ فضل حق خیر آبادی کی پیدائش کے ۱۴۴ سال بعد پیدا ہوئے۔ اسماعیل دہلوی اور اعلیٰ حضرت کے درمیان بہت بڑا افتاد ہے۔ اس

حضرت کو چاروں اکابر علماء دیوبند کی تکفیر میں جن شرعی مراحل سے گزرنا پڑا وہ مراحل اسماعیل دہلوی کے لیے بھی گزرنے ناممکن نہیں تھا اگرچہ علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کا زمانہ پایا تھا لیکن آپ اور آپ کے تلامذہ نے صرف تکفیر فقہی پر اکتفا فرمایا جیسا کہ اکثر کیا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت نے بھی یہ فریضہ انجام دیا۔

اہلسنت سے آخری گزارش

مولوی اسماعیل دہلوی پر علامہ فضل حق اور ان کے شاگرد علیہم الرحمہ کے تکفیر فقہی کے معاملہ کو لیکر وہابیہ کے پرکھوں نے اور آخر میں مرتد مولوی خلیل احمد بدایونی نے پہلی کوشش یہ کی کہ چاروں اکابر علماء دیوبند اور قسین پر تکفیر کلامی یعنی مجمع علیہ کفسرو ارتداد پر کف لسان کی راہ ہموار ہو جائے اور دوسری کوشش اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی تحقیر و تذلیل، یہی حرکت۔ مولوی انتخاب مداری نے کی۔

یہی کوشش پر ہم قطعی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے بھی وہابیہ کی بیروی میں کف لسان کی آڑ میں کفر یقینی کلامی و قطعی پر کف لسان پر زور دیا ہے۔ بظاہر اس کا ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے لیکن راہ وہی اپنائی ہے، جو مولوی خلیل بدایونی مرتد اعظم نے اپنائی ہے۔ لیکن دوسری کوشش ضد، ہٹ دھرمی، پندار و جہل، سفاکی و شقاوت قلبی، تکبر و غرور جیسی اوصاف و ذیلہ کی وجہ سے مجدد اعظم دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت کی تحقیر و تذلیل و نفرت پیدا کرنے کی ناپاک کوشش میں تو ضرور گرفتار ہے۔

اہلسنت مداری مولوی انتخاب قدیری سے یہ مطالبہ ضروری کریں کہ، کیا اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل دہلوی پر کفر فقہی پر بھی سکوت اختیار کیا ہے تو اس کا شرعی ثبوت پیش کر کے اپنے سچے ہونے کا یقین دلاؤ، ورنہ اس الزام کی وجہ سے تمہاری حیثیت ایک کاذب، فتنہ پرور، حاسد، شرانگیز، مغرور و متکبر، خود ستائش، گندہ و ناپاک و ذلیل انسان جیسی ہو کر رہ گئی ہے جس کا انسانیت میں کوئی مقام نہیں۔

علماء کونسل مجبئی کی گمراہیت سے راہ نجات

بابری مسجد کی شہادت سے پہلے اسد امیان ہند کے لیے جو ماحول اور جو فضا بنائی گئی تھی اس کو زمانہ کا مورخ بھی بھلا نہیں سکتا پھر بابری مسجد کی شہادت اس کے بعد پورے ملک ہند میں فسادات کا طویل سلسلہ بالخصوص مجبئی کے خوں ریز فسادات نے پوری دنیا کو ہند کی طرف متوجہ کر دیا۔

مجبئی کے ایسے ماحول میں خرائٹ و ہابیوں، دیوبندیوں کو گل کھلانے کا بھرپور موقع ملا۔ انہوں نے آل انڈیا مجلس علماء کے نام پر ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں گمراہ و بد مذہب و مرتد فرقوں کے ساتھ سنیت و بریلویت کے نام پر چند علماء کو خرید لیا۔ اور انہیں سبز باغ دکھا کر کونسل میں شریک کیا گیا، انہیں کی زبان میں سینے وہ لکھتے ہیں:

علماء کونسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی شیعہ، یوہرہ، کھوجہ، جمعیۃ العلماء اور جماعت اسلامی پر (مشتمل) طبقہ کا اتحاد ہے:

(میاں مولوی اسرار احمد قاضی مطبوعہ روزنامہ اردو ناٹمز مجبئی مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء)

اس اتحاد سے دین و سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پر فچے اڑائے گئے اب ہم آل انڈیا علماء کونسل مجبئی کا دستور العمل جو دین شکن و فسادات پر مشتمل ہے اس پر مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔ علماء کونسل کیوں عمل میں آئی انہیں کے مطبوعہ دستور العمل سے سینے:

”بدقسمتی سے مسلم عوام بھی اپنی کم فہمی اور کم مہمی کے سبب علماء کے تئیں سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھتے رہے۔ اور ان کی سیاست میں دلچسپی کو دین کے الگ کوئی عمل تصور کرتے رہے۔ لیکن حالات نے کچھ این موڑ اختیار کیا اور بالخصوص بابری مسجد کی شہادت کے بعد مجبئی کے دو بڑے دور گزرے جس سے ہوئے جانی و مالی نقصانات نے امت کو عظیم کرب سے دوچار کیا۔ ان نقصانات سے پرے فسادات کے اس طویل سلسلہ سے امید کی ایک کرن نکلی اور رد عمل کے طور پر جہاں عوام مسلم قیادت سے مایوس ہو کر قیادت میں تہذیبی کی خواہاں نظر آئی وہیں اہل علم کے دردمند طبقہ نے اپنی ملی ذمہ داری کا بھرپور احساس کیا۔“ ان ایام میں مجبئی جس قیامت صغریٰ سے

گزر اور مسلمانوں کو جن اندوہ ناک حالات کا مقابلہ کرنا پڑا اگر ایسے وقت میں بھی مذہبی رہنما پیش قدمی نہ کرتے تو مسلمانوں کی تاریخ میں یقیناً ایک سیاہ باب کا اضافہ ہوتا۔ فسادات کے فوراً بعد ملت کے چند سرکردہ حضرات نے اس جانب عملی توجہ کی۔ چنانچہ سب سے پہلے ضرورت محسوس کی گئی کہ سیاسی سطح پر مسلمانوں کے ایک ایسے اتحاد کی جو مسلمانوں کے سیاسی مفادات کا محافظ ہو جسکی صالح قیادت قوم کے منسلک مذہبی رہنما اور دین پسند دانشوران انجام دیں۔ بلحاظ مسلک کلمہ گو مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے اور عقائد کے اختلاف بظاہر لائیکل کی منزل پر ہیں لیکن فسادات میں جب فساد کی حملہ آور ہوتے ہیں تو قوم کو بنام مسلم نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں کسی مسلک اختلاف کی تیز نہیں چنانچہ وقت کی اس اہم ترین ضرورت کے پیش نظر ہمیں کے اہم مخلص علماء نے مسلمانوں کی قیادت کا علم بلند کیا۔“

مذکورہ بالا علماء کو نسل کے دستور العمل کے پیش لفظ سے اقتباس دیکھئے کہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ ہوائے نفس کا شکار ہو کر اہل سنت کی محکم جو بزرگوں سے چلی آرہی ہے اس سے کس طرح الگ ہو رہے ہیں اور بد عقیدوں، بد مذہبوں کے دام زدیر میں کس طرح گرفتار ہو گئے ہیں۔

دستور میں یہ جملہ:

”بلحاظ مسلک کلمہ گو مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے اور عقائد کے اختلافات بظاہر لائیکل منزل پر ہیں لیکن فسادات میں جب فساد کی حملہ آور ہوتے ہیں تو قوم مسلم کو بنام مسلم نشانہ بنایا جاتا ہے۔“

اس کا صاف مطلب یہ ہے اسی کا سہارا لے کر مومن و مرتد ایک ہو جائیں۔ اگر کوئی بنام عیسائیت یا بنام یہودیت کوئی ہندوستان میں ظلم و بربریت شروع کر دے تو اس وقت یہ مجلس علماء میں شامل علماء بھی کہیں گے کہ دیکھو یہ ظالم عیسائی حملہ آور جب حملہ کرتے ہیں تو بنام ہندوستانی نشانہ بناتے ہیں۔ لہذا ہر مذہب کے ماننے والے ہندوستانی سب اس میں شامل ہو جائیں کیا تم جیسے کاغذ و آرائش کے وقت اہلسنت میں کبھی ایسا اتحاد ہوا ہے؟ یہ مجلس علماء میں شامل فساد کی نے قادیانی کو کیوں چھوڑ دیا۔ قادیانی بھی تو کلمہ گو ہے، نماز پڑھتا ہے، اور حنفی کہلاتا ہے۔ اس اتحاد میں اس کو شامل کیوں نہیں کیا؟ اور چکڑ الوی یہ بھی تو بنام مسلم ہی مارے جاتے ہیں جو تین وقت کی نماز کے قائل ہیں اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ فرقہ پھر سرابھار رہا ہے اس کو کیوں چھوڑ دیا اور دیگر بد مذہب و مرتد فرقوں کو کیوں چھوڑ دیا۔ دستور میں آگے لکھا ہے:

مذکورہ میٹنگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور با اتفاق رائے مسلمانوں

کی ایک نمائندہ جماعت بنام علماء کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، کھوجہ، بوہرہ غرض ہر مسلک کے افراد کو شامل کیا گیا۔

(دستور العمل علماء کونسل ص ۴)

وہابیوں، دیوبندیوں کے ہم عقیدہ قادیانیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اس کو اس علماء کونسل سے کیوں ملحدہ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کے مجوزہ دستور برائے علماء کونسل باب اول (ب) اغراض و مقاصد کے تحت دفعہ ۱۔ دیکھیے:

تمام فکر گواراؤں کے درمیان مختلف شرعی اصول کے تحت اتفاقی و یک جہتی کی کوشش کرنا۔

باب دوم: تنظیمی ڈھانچہ کے عنوان کے تحت اس کی دفعہ ۵۔ دیکھیے:

ہندوستان کا ہر بالغ مرد یا عورت اس تنظیم کی عام رکنیت حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ

(۱) کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا پڑھنے والا ہو۔

(۲) قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی پر کسی طرح کا کوئی شک نہ رکھتا ہو۔

دفعہ ۶۔ میں نمائندگان مجلس شوری کے تحت ذیلی دفعہ ۳۔ میں لکھا ہے:

(۴) مجلس منظمہ کے ۱۴۱ ارکان میں سے مختلف مکاتب فکر و جماعت کے ۱۱۶ ارکان کی منظوری جو کہ درج ذیل

تناسب سے ہوگی:

مکتبہ فکر بریلی۔۔۔۔۔ ۵۱۔

مکتبہ فکر دیوبند۔۔۔۔۔ ۳۳۔

جماعت اسلامی۔۔۔۔۔ ۹۔

اہل حدیث۔۔۔۔۔ ۹۔

اشاعری۔۔۔۔۔ ۱۰۔

بوہرہ۔۔۔۔۔ ۲۔

کھوجہ۔۔۔۔۔ ۲۔ کل ۱۱۶۔

مذکورہ مجلس علماء کے دین فکس دفعات کو سامنے رکھیے۔ ان معترضان دین دفعات پر ان کا رد و ابطال قرآن و حدیث کی

روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔ مجلس علماء کے دستور العمل باب دوم کی دفعہ ۵۔ کی ذیلی دفعہ ۲۔ میں یہ کہا گیا ہے کہ:

قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی پر کسی طرح کا کوئی شک نہ رکھتا ہو۔

اس پر ہماری عرض یہ ہے کہ تمام گمراہ و مرتد فرقوں سے اہلسنت کا اختلاف قرآن و سنت کے بنیادی اصول و مہادی کی بنیاد

پر ہی ہے۔ تفصیل کے لیے دارالعلوم امجدیہ سے شائع شدہ فتویٰ دیکھیے جو سنی آواز، جنبر اکتوبر ۱۹۹۵ء میں چھپا ہے۔

ان اتحادیوں سے سوال کیجئے۔
امت مسلمہ کیسے کیسے ابتداء آزمائش کے دور سے گذری ہے کبھی اہلسنت نے باطل پرستوں کے ساتھ اتحاد کیا ہے؟
ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ جَاهَدُوا الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

یعنی، اے غیب کے جاننے والے (نبی) جہاد کیجئے کافروں اور منافقوں پر سختی کیجئے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین و منافقین یعنی کھلے ہوئے کفار وہ اہل کتاب ہونے کے مدعی ہوں جیسے یہود و نصاریٰ اور وہ کفار جو اہل کتاب نہیں ہیں جیسے مشرکین وغیرہ ان سے اور منافقین یعنی بظاہر کلمہ گو نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ جہاد کرنے والوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

قرآن کریم نے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ یعنی سختی کرنے کا حکم فرما رہا ہے۔ پہلے اسی کو سمجھ لیں۔ اگر حکومت اسلامیہ ہے تو اس کے لیے سختی کے احکام الگ ہیں وہ احکام اس ملک میں جاری نہیں ہوں گے۔ اگر حکومت اسلامیہ نہیں ہے تو اس کے احکام الگ ہیں۔ اس آیت کریمہ میں سختی سے مراد کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ تیر و توار سے قتل کرنا یا ونڈا لے کر انہیں دینا مراد نہیں ہے بلکہ ان کے نظریات اور باطل عقائد سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنا، اپنے گھر والوں کو، ماحول کو اور دوسرے مسلمانوں کو ان کے باطل عقائد و نظریات سے دور رکھنے کی کوشش کرنا تاکہ وہ دین خالص باطل عقائد و نظریات سے غلط ملط نہ ہو جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے غلظت یعنی سختی کا حکم صادر فرمایا۔ اس حکم خداوندی کے خلاف، سیاست و حکمت کے نام پر ان سے اتحاد دین خالص میں فساد برپا کرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں ایک مقام پر اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان ارفع میں اور آپ کے جاثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اس طرح مدح سرائی فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

یعنی سیدنا و مولانا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کیساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

اذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ

یعنی، ایمان والوں پر بہت نرم اور کافروں پر بہت سخت ہیں۔

تفسیر مدارک شریف میں فرمایا۔

وَبَلَغَ مِنْ تَشَدُّدِ عَلَى الْكُفَّارِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْزَرُونَ مِنْ ثِيَابِهِمْ أَنْ تَلْزِقَ ثِيَابَهُمْ وَمِنْ إِهْدَانِهِمْ: حَقَرَاتِ صَاحِبِ كَرَامِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ كِي شِدَّتِ كُفْرِهِمْ

پراس درجہ تھی کہ وہ حضرات اپنے کپڑوں کو بھی کافروں کے کپڑوں کے چھوئے سے بچاتے تھے اور اپنے جسوں کو کافروں کے جسوں سے مس ہونے سے دور رکھتے تھے۔

اور ہر عاقل جانتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین پر جہاد کے لیے لشکر روانہ فرمائے اور چند بار خود بہ نفس میدان جنگ میں جلوہ افروز ہو کر لشکروں کی کمان فرمائی تو کیا کافروں پر لشکر کشی کرنا اور خود بھی بعض موقعوں پر فوج اسلام کی کمان فرمانا ان کے خون بہانا ان کے بچوں کو جہنم ان کی عورتوں کو بیوہ بنانا کیا یہ کفار کے ساتھ دوستی و اتحاد ہے؟ (اربعین شدت) قرآن کریم نے غنظت کا اسی لیے حکم دیا کہ کوئی مسلمان ان کے بظاہر کلمہ و نماز اور نیک اعمال اور تقویٰ و علم کے نام پر فریفتہ ہو کر ان کی راہ نہ اختیار کرے۔

اسی لیے ان سے نفرت کا جذبہ پیدا کرایا جاتا ہے ورنہ یہ گمراہ و بددین اپنے ظاہری تقویٰ و عمل کی نمائش کے ساتھ اصلی مسلمان جو عقائد میں پختہ ہیں ان کے ساتھ ضم نہ ہو جائیں۔ اس سے دین میں بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا۔ آج یہی ہو رہا ہے۔ صرف کلمہ گو کا سہارا لے کر سب کو ایک لڑی میں پروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اب احادیث کریمہ سے کفار و مشرکین کے ساتھ غنظت (حتی) ملاحظہ فرمائیے، جن کو اسد اللہ غیظہ المنافقین صاحب تصانیف کثیرہ غازی ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد محبوب علی خاں بمبئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے نفیس انداز میں اپنی مشہور زمانہ تصنیف اربعین شدت میں جمع فرمایا ہے۔ میرا مومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وقالوا قبض رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى اله وسلم
ارتدت العرب وقالوا الانو دي زكوة فقال لو مدحوني عفا لاجاهد
هم عليه فقلت يا خليفه رسول الله تالف الناس ورافق بهم
فقال اجبار في الجاهلية وخوار في الاسلام انه قد اقطع الوحي
وقم الدين ايدقض وانا حي (اربعین شدت) یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
ظاہر دنیا سے تشریف لے گئے، کچھ عرب مرتد ہو گئے انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں ادا
کریں گے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مد زکوٰۃ میں ایک
ری بھی باقی رہ جائے گی تو اس کے لیے بھی ان پر جہاد کروں گا تو حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ برحق
ان کے ساتھ نرمی و مہربانی کیجئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو
فرمایا کیا مانہ جاہلیت میں تم بہت سخت اور بہادر تھے اور اسلام لا کر پلیدے ہو گئے ہو۔

تحقیق کہ وحی ربانی ختم ہو چکی اور دین اسلام مکمل ہو گیا میرے زندہ رہتے ہوئے اس میں کچھ کم نہیں کیا جاسکتا۔

ذکورہ حدیث پاک سے صاف پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جاتے ہی کچھ عرب دین سے ہٹ گئے تھے، حالانکہ وہ کلمہ گو تھے، اہل قبلہ تھے، جملہ فرائض اور ارکان اسلام پر ان کا ایمان تھا سوائے زکوٰۃ کے انکار کے ان کا ہر عمل اسلامی عمل تھا۔ اس کے باوجود حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رعایت نہیں کی کہ صرف زکوٰۃ کے انکار کی وجہ سے کیا ہوتا ہے یہ بھی سب کے ساتھ شامل رہیں ان پر سختی نہ کی جائے نرمی اور مہربانی سے کام لیا جائے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت مسلمہ کو بتا دیا ایسا کرنا اتحاد نہیں فساد ہوگا۔ آپ نے قرآن کریم کے حکم غفلت یعنی سختی پر عمل کیا اور امت مسلمہ کے لیے دستور مرتب کر دیا اور یہ اعلان فرما دیا کہ مذکوٰۃ میں سے ایک سی بھی باقی رہ جائے گی تو اس کے لیے میں جہاد کروں گا۔

سیدنا صدیق اکبر اور مدینہ کا ماحول

رسول کائنات ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جاتے ہی کفار و مشرکین کے حوصلے بلند ہو گئے۔ معاندین و منافقین کی ریشہ و انیاں بڑھ گئیں۔ صحابہ کرام پر سرکار کی جدائی کی وجہ سے غم و اندوہ کا عالم طاری ہو گیا۔ سرکار رسالت مآب ﷺ نے اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام میں روم کی فتح کے لیے صحابہ کرام پر مشتمل تجربہ کار جہاز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک لشکر جرأت تہیب و بکر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ ابھی یہ جیش اسامہ راستے ہی میں تھکتا تھا کہ رسول کائنات ﷺ اپنے محبوب حقیقی سے وصال فرمایا۔

بعض صحابہ کرام مدینہ منورہ کی ظاہری صورت حال کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ کفار و مشرکین کے حوصلے اتنے بلند ہو گئے کہ مدینہ پر حملہ کی سوچ رہے ہیں بلکہ اس کی تیاری میں مصروف ہیں۔ دوسری طرف بظاہر کلمہ گو زکوٰۃ کے منکر ہو گئے ہیں۔ صحابہ کرام پر فراق وجدائی رسول کی وجہ سے غم و اندوہ کا اتنا غلبہ ہے کہ وارفشگی کے عالم میں کھو گئے ہیں۔ تجربہ کار جہاز صحابہ وطن سے باہر نہیں اگر دشمن کی جانب سے حملہ ہو تو مدینہ کا کیا ہوگا۔

اسی ماحول سے متاثر ہو کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کی کہ جیش اسامہ کو واپس بلا لیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبر نے صاف جواب دیا کہ جس لشکر کو میرے آقا نے اپنے دست پاک سے تہیب و بکر روانہ فرمایا اگر اب و بکر کی بوئیاں چیل کوؤں کو اڑادی جائیں مجھے یہ منظور ہے جیش اسامہ واپس بلا لوں یہ مجھے منظور نہیں۔

چند ہی دنوں کے بعد مسلمانوں کو یہ خوش خبری ملی کہ روم فتح ہو گیا۔ اس سے کفار و مشرکین کے حوصلے پست ہو گئے۔ دوسری طرف منکرین زکوٰۃ سے نہایت بے جگری سے قتال فرمایا۔ صحابہ کرام نے قتال میں توقف و تاخیر کا مشورہ دیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے جاتا تو رسول ﷺ کے بعد کلمہ و نماز پڑھنے والوں اور جہاد کرنے والوں کی طرف سے اٹھائے گئے سب سے

پہلے قسا کو بڑی دراندیشی اور تدبیر و صلاحیت سے قتال فرما کر دبا دیا۔

یہ حضرت ابو بکر کی ہی صلاحیت تھی ارشاد فرمایا، اگر تمام ایک جانب ہو جاؤ، اور میں تنہا رہوں تو قتال کرتا رہوں گا مگر یمن زکوٰۃ سے قتال کے بعد مزید اسلام اور مسلمانوں کو جو قوت حاصل ہوئی ہے اس پر تاریخ شاہد ہے، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جرات ایمانی و ہمت خدا داد اور عشق رسول اور کفار و منافقین پر غلبت (یعنی غلبہ) کی وجہ سے جو عروج و استحکام ملا اس کو ہر ایمان والا جانتا ہے۔

اس کے بعد حضرت سیدنا مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانہ خلافت میں خوارج کے فتنے نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سراٹھایا تو حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً پانچ ہزار خارجیوں کو قتل فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خارجیوں کی نماز اور ان کے اہل قبلہ ہونے اور کلمہ گو ہونے کی بالکل رعایت نہیں فرمائی اور نہ ان سے کسی قسم کا اتحاد فرمایا، قیامت تک کے مسلمانوں کو الحب لله والیغض لله کا درس دیا۔

اسی اسد اللہ الغالب شیر خدا نے پانچ ہزار خارجیوں یعنی دہائیوں کا قتل کر کے بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ اسی موقع پر محبوب ملت اسد اللہ مفتی محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔

”حضرت مولانا علی نے پانچ ہزار غیر مقلدین کو تلوار کے گھاٹ جہنم میں

اتارے۔ لوگ بولے خدا کا شکر ہے جس نے انہیں ہلاک کیا اور ہمیں ان سے راحت دی
حضرت علی نے فرمایا یوں نہیں قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی مردوں کی
پشت میں سے ماؤں کے پیٹ میں نہ آئے۔ (رواہ عبد الرزاق فی مصنفہ)

عن قیس بن عبادۃ و نحوه الطبرانی فی الاوسط عن ابی جعفر
الفرأء مولیٰ امیر المومنین . حدیث مرفوعہ میں ارشاد ہوا لا یزالون یخرجون
حتی یمخرج آخرهم مع المسیح الدجال رواۃ الامام احمد والنسائی
وابن جریر والطبرانی فی الکبیر والحاکم عن ابی ہریرۃ الاسلمی ولاہن
جریر عن عبد اللہ بن عمر کنعیم بن حماد عن عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہم یرفع انہ الی النبی ﷺ کلھا قطع قرن نشاء قرن حتی
یمخرج فی بقیعہم الدجال یعنی نبی ﷺ نے فرمایا یہ خارجی (غیر مقلد وہابی)
ہمیشہ نکلتے رہیں گے جب ان میں کی ایک سینگ کاٹ دی جائے گی۔ دوسری سراٹھائے گی
یہاں تک کہ ان کے پچھلے سچ دجال کے ساتھ نکلیں گے۔“ (اربعین شدت)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے قرآن مجید کے ارشاد، جاہل الکفار واخلط علیہم پر عامل رہے۔ آپ نے اپنے عمل سے اس کی تفسیر فرمائی۔ قبلہ رو رکھ کر پڑھنے والوں کے ساتھ غلطی فرمائی۔

چونکہ آپ کے ہاتھ میں اقتدار اور تلوار دونوں تھے، واخلط علیہم پر عمل کرتے ہوئے قتال فرمایا اور جن کے پاس تلوار اور حکومت نہیں ہے ان کے لیے واخلط علیہم یعنی دین میں سختی کا معنی ان کے لیے یہی ہے کہ باطل عقائد و نظریات کی کھل کر تردید فرمائیں اور کسی آن اور کسی بھانے کسی بھی وقت ان کی قبلہ رو کی اور کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان سے داد و محبت قائم نہ رکھیں اور ان سے مصلحت و سیاست و حکمت کے نام پر اتحاد نہ کریں۔

تفریق امت یا اتحاد امت

بدعتیہ و مرتد گمراہ فرقوں کے ساتھ اتحاد نہ کرنا ان کے باطل عقائد سے دوسرے مسلمانوں کو آگاہ رکھنا ان کی اسلام و طہنی اور دین و سنت کے خلاف ان کی سازشوں سے دوسرے مسلمانوں کو باخبر رکھنا۔ ان سے نفرت و بیزاری یہ دین میں تفریق نہیں بلکہ اتحاد امت ہے۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک تاریخ اسلام میں دیکھئے کسی بھی وقت گمراہوں و بد مذہبوں باطل پرستوں اور کافروں و مرتدوں کے ساتھ اتحاد نہیں ہوا اور نہ امت گمراہیت پر جمع ہوئی امت میں کسی صحیح العقیدہ مصلح مسلمان نے اتحاد کی دعوت نہیں دی سوائے منافقین و بدعتیہ کے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تفرق امتی علی ثلاث و متبعین ملۃ کلہم فی النار الاملۃ واحده

میری امت تین ہر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور وہ سب کے سب جہنمی ہو گئے سوائے ایک گروہ کے۔ (یعنی جماعت الحسنات کے) یہ حدیث پاک زمانے کے گمراہ و بد مذہب و مرتد جماعتوں مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں، نجفیوں، صلیبیوں، مودودیوں، مندویوں، اور دیگر بدعتیہوں کے اتحاد کا نعرہ بلند کرنے والوں کے خلاف بالخصوص بامیری مسجد کی شہادت کے بعد فتاویٰ کی آڑ میں وہابیوں، دیوبندیوں، صلیبیوں، رافضیوں، بوبروں، نوجوں کے ساتھ مل کر علماء کو نسل بنانے والوں کے خلاف تازہ پانہ عبرت ہے۔

امت میں سوائے بدعتیہ و بد مذہبوں کے کسی نے اتحاد کی بات نہیں کی انہیں لوگوں نے اتحاد کی بات کی ہے، جن کو اللہ و رسول نے جہنمی فرمایا۔ یاد وہ لوگ جو گمراہ ہیں، اس لیے کہ انہیں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ ہمارے عقائد و نظریات کی وجہ سے مسلمان ہم سے نفرت نہ کرنے لگیں۔ اپنے عمل و اخلاق کی چھاپ بٹھا کر اتحاد کا نعرہ بلند کر کے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے کردار و عمل اور فلاح امت و مذہب کی مسکلی تحفظ کی آڑ میں اتحاد اتحاد کی صدا بلند کرتے ہیں۔

ایسے گمراہ و بدعتیہ و مرتدوں کے ساتھ اتحاد یا اتحاد امت نہیں بلکہ فساد امت ہے۔ ایک سچا مسلمان ان کے عمل و کردار اور ان کے خوش نما فلاح امت اور تحفظ ملت کے بے جان نعروں کی کبھی پرواہ نہیں کرے گا ان کے عمل و کردار کا سنا انداز

میک اپ اور کفار و مشرکین کی جانب سے برپا کیے جانے والے فسادات و قتل و غارت گیری کے وقت اتحاد کی دعوت اور قلوب کو کھینچنے والے دلچسپ نعرے ایک صحیح العقیدہ مسلمان کو فریب میں مبتلا نہیں کر سکتے وہ جانتا ہے کہ گمراہ فرقوں کی ایک جماعت ناچہ یعنی جنتی کا ناری فرقوں کے ساتھ اتحاد ناممکن ہے۔

کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونا مدارِ نجات نہیں

گمراہ و مرتد تفریق امت کے حامل بدعتیوں نے نہ صرف اسی کلمہ گوئی اور اہل قبلہ ہونے کو مدارِ نجات قرار دیا تا کہ ان کے حسن عمل اور کثرت عبادات اور فلاحی اور اتحادی نعروں میں ان کا کفر و نفاق چھپا رہے، ضروریات دینیہ کو جن پر ایمان کا وارد مدار ہے جو عین اسلام ہیں ان میں سب کا یا بعض کا انکار جو یقینی کفر ہے ان کا انکار اپنے لیے لازمی قرار دیکر تفریق امت میں شامل ہو گئے۔ وہ جماعت جو ہدایت یافتہ اور ناجی ہے، اس کا ناری کے ساتھ اتحاد نہیں ہو سکتا۔

دارت علوم نبوت جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین شہید دشت کرب و بلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان مدعیان اسلام کے ساتھ اتحاد نہیں فرمایا بلکہ قرآن کے ارشاد و اغلاظ علیہ پر سختی سے عمل پیرا رہ کر یزید پلید کی بیعت نہیں فرمائی اور اسے امیر المومنین تسلیم نہیں فرمایا۔ یزید اور یزیدیوں کی کلمہ گوئی اور قبلہ روئی کا دل میں خیال نہ فرمایا اور نہ کوئی کونسل بنائی اور نہ اس کے ذریعہ یہ نعرہ دیا کہ ہماری کونسل یا جماعت مذہبی اور مسلکی تھنکٹا کے ساتھ امت کے وسیع تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے وجود میں آئی ہے اور نہ کوئی پالیسی برتی اور نہ تقیہ کیا۔ جب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قاسم و فاجر کو اپنا قائد اور خلیفہ تسلیم نہ کر کے کربلا کے گرم گرم ریت پر اپنے مقدس خون سے تاریخ لکھ دی کہ زمانے میں اس کی مثال نہیں۔

دین میں سختی یہاں تک آئی ہے کہ کسی بدعتیہ سے حدیث سننے یہاں تک کہ قرآن کی آیتیں اور ان کی تفسیر سننے اور ان سے اختلاف سے منع فرمایا۔ داری کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیے۔

دخل رجلان من اصحاب الاءواء علی ابن سیرین فقالا یا اباہکرم
حدثناک بحديث فقال لا نقرا علیک ایتة من کتاب الله قال الی
خشب ان یقرأ علی ایتة فیحرق فانه فیہلک ذالک فی قلبی: یعنی دو بد مذہب
حضرت امام محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے
ابوبکر! ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم میرے پاس سے
چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں آخر وہ دونوں نکل گئے۔ پھر کسی نے عرض کی اے ابوبکر! آپ کو کیا
حرج تھا اگر وہ کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھ دیتے امام نے فرمایا، میں ڈرا کہ آیت پڑھ کر
اس کے معنی میں کچھ تحریف کریں اور وہی دل میں جگہ لے۔ (اربعین شدت)

یہاں تو کسی بد مذہب کے منہ سے حدیث شریف اور قرآن کریم سننے سے اجتناب کیا جا رہا ہے۔ کہیں اس کی کمی ہوئی



بنت میرے دل میں جگہ نہ بنائے۔

مہ اہلسنت کو دراجہ قریب میں جتنا کرنے والے سے پوچھیں جنہوں نے گمراہوں مرتدوں کے ساتھ مل کر علماء کو نسل
یعنی اور ان کے ساتھ اتحاد کر لیا یہ اتحاد دوین تین کو کند چھری سے ڈنکا کرنا نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے بعد والوں
کو وصیتیں فرماتے تھے کہ قدری بد مذہبوں کو سلام نہ کرنا، نہ ان کی مزاج پر سی کرنا، نہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا، نہ جب وہ
مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہونا۔

یعنی شرح بخاری جلد ۱۲۰، ص ۱۳۰ میں ہے۔

وفي التوضيح من الكتاب الاسطر ايضاً كان عبد الله بن عمرو
ابن عباس وابي اوفى وجابر والنس بن مالك وابو هريرة وعقبة بن
عامر واقرانهم رضي الله تعالى عنهم يوصون الى اختلافهم بان لا
يسلموا على القديرة ولا يعوذوهم ولا يصلوا خلفهم ولا يصلوا
عليهم اذا ماتوا؛

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمرو عبد اللہ بن عباس بن ابی اوفی اور جابر اور انس بن
مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے زمانے والے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اپنے بعد والوں کو وصیتیں فرماتے تھے کہ قدری بد مذہبوں کو سلام نہ کرنا اور ان کی
مزاج پر سی نہ کرنا، اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور جب وہ مر جائیں تو ان کے جنازے
کی نماز نہ پڑھنا۔ (اور یحییٰ شدت)

احادیث کریمہ میں برے آدمی بری محبت والے سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔ حضور محبوب خدا امیر مومنین ارشاد فرماتے
ہیں: ائمت وقرین السوء فانك به تعرف یعنی، برے ہم نشین سے دور بھاگ کہ تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا۔ رواہ ابن
عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور یحییٰ شدت)

اس حدیث پاک میں برے ساتھی سے دور بھاگنے کی تاکید فرمائی گئی کہ جو جس کے ساتھ رہے گا وہ اسی کے ساتھ مشہور
ہوگا۔ بد عقیدہ و مرتد سے زیادہ برا ساتھی کون ہوگا۔ جن علماء نے بد عقیدہ و بد مذہب علماء سے مل کر علماء کو نسل بنائی اور انہوں نے
ہوائے نفسانی اور اغوائے ابلیسی کا شکار ہو کر اپنے زعم باطل میں یہ گمان کر لیا کہ۔

”علماء کونسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع

تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔“

گمان کر لیا، کیا ان کا حشر بد عقیدہ و مرتد علماء کے ساتھ نہ ہوگا۔ علماء کونسل میں شامل علماء جو پہلے مسلک اہل حضرت کے ترجمان

مجھے ہاتے تھے انہوں نے خدا اور رسول کے ارشادات کے خلاف وہابیوں، دیوبندیوں، برہمچاریوں، بھجوں، ولیم راجہ دہریہ مرتد ہیں ان کے گرد وہابی شریعت سے رافضی نہیں بڑھائی؟ انہیں حدیث قیامت کے دن پناہ نہیں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے انہیں کے ایک اور حدیث پاک سنئے:

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ رب عابد جاہل فاسق
فاجل بور و الجہال من العباد الفجسار من العباد و انا ابن عدى
والد ابليس عن ابی امامة رضى الله تعالى عنه: اور بہت عالم تہ کار ہوں گے تو
جاہل عابدوں اور تہ کار عاتلوں لٹیروں اور قاتلوں سے بچوں۔ (اربعین شدت)

مجلس علماء میں شامل بدعتیہ و سپردین و مرتد علماء سے زیادہ تہ کار اور کون سے قاتلوں گے۔ حدیث پاک میں جن سے بچنے کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ کون علماء اور قاتلوں مراد ہیں؟

حدیث پاک میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ بہت عالم تہ کار ہوں گے۔ کیا بدعتیہ کی اور ارتداد تہ کار کی نہیں ہے۔ علماء کونسل بتائے کہ ان سے بچنے کی جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ کہاں کہاں اور کس موقع پر ہے۔ کیا اس حدیث پاک کے خلاف ہر تم کے بد مذہب و مرتد فرقوں کی شمولیت ہی سے مت کے وسیع تر مفاد شامل ہیں؟

رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ ان اخوف ما اخاف علی امتی کل
منافق علیہم اللسان والطیرانی فی الکبیر والسباز عن عمر ان بن
حصن رضى الله تعالى عنهما: (اربعین شدت) یعنی مجھے اپنی امت پر سب
سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی (لیڈر و ریفر مراد
قاتل) ہو۔ رواہ الامام احمد وابن عدى عن عمر الفاروق۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے علماء کونسل والوں کو باندھ دیا

مذکورہ حدیث پاک کو سامنے رکھنے کے بعد علماء کونسل کے جنرل سکریٹری مولوی اسرار احمد قاسمی دیوبندی نے جو اپنی
جماعت وہابیہ کے ترجمان ہیں، انہوں نے بھیجی کے مشہور اردو اخبار روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی میں لوگ سجا کالم میں ”علماء کونسل بغیر
جمع اصلاحی بیان کے لیے حاضر“ کے عنوان سے ایک بیان دیا ہے۔ جو علماء کونسل میں شامل علماء کے لیے گلے کی ہڈی بن گیا ہے
جس میں انہوں نے لکھا ہے۔

علماء کونسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی، شیعہ، بوہرہ، خوب، جمعیۃ العلماء،
جماعت اسلامی پر (مشتمل) طبقہ کا اتحاد ہے، جزیات و فروعات سے بالاتر ہو کر صرف
اسلامی و ایمانی تقاضوں پر بیانات مبنی ہوں گے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

(اردو ٹائمز، کئی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۹۵ء)

مذکورہ بالا حدیث پاک جو اس سے پہلے تحریر کی گئی، اس کے جملے کو سامنے رکھیے کہ، ان اخوف ما اخاف علی امتی کل مدافعی علیہ اللسان: یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منفق اور زبان کا مولوی یعنی لیڈر و ریفا رہے۔

مولوی اسرار احمد قاسمی جیسے کٹر دیوبندی کو آپ نے گلے لگا لیا، اور اس سے پہلے آنجنابی مولوی ضیاء الدین بخاری کو اپنا سردار و پیشوا سب کچھ تسلیم کر لیا تھا۔ مولوی ضیاء الدین ہی نے علماء کو نسل میں شامل عمامہ پر کندھ چھتی جس میں وہ پسند نہ گئے۔ دستور کی حیثیت سے مولوی ضیاء الدین بخاری دیوبندی کی پوزیشن دیکھیے۔

مذکورہ میٹنگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل جو یہ کیا گیا اور اتفاق رائے مسلمانوں کی نمائندہ جماعت بنام علماء کو نسل کا قیام عمل میں آیا جس میں سنی دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوارج، بوہرہ ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا مولانا (یہاں مولانا صرف نقل عبارت کے لیے لکھا گیا ہے) ضیاء الدین بخاری جو اس تحریک کے محرک اول تھے۔ الخ دستور العمل علماء کو نسل ص ۴۳

جب مولوی ضیاء الدین بخاری زندہ تھے تو ان کے ساتھ یا رانڈ گاٹھا گیا اور ان کے مرکز میں ملنے کے بعد ان کے جنازہ میں کون کون علماء شریک ہوئے اور کس کس نے تعزیت کی اور آنسو بہائے وہ سب پر عیاں ہے۔

ان علماء نے مولوی ضیاء الدین بخاری اور مولوی اسرار احمد قاسمی جیسے کٹر دیوبندیوں کو اور بوہروں، خوارجوں، رافضیوں کو گلے لگا لیا اور ان کے ساتھ انھیں بیٹھنا شروع کیا ان کی مجلسوں میں خود گئے اور ان کو اپنی اپنی مجلسوں میں لے آئے۔ ان سے ایسا اختلاف ہو گیا کہ ان سے بدعتیہ کی بنیاد پر ان سے جو نفرت تھی وہ جاتی رہی۔ وہ لوگ جو دل کے منافق اور زبان کے مولوی تھے ان سے علماء کو نسل والوں نے دینی تعلق کو ہالائے طاق رکھ کر ان کیساتھ ایسے ضم ہو گئے کہ اب دشمنان دین پر غفلت نہ رہی، یعنی ان کی بدعتیہ کی اور بد مذہبیت کی وجہ سے ان پر سختی جاتی رہی۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے عقائد کے اختلاف کو جو بنیادی اور ایمانی اختلافات ہیں ان کو جزئی و فروعی اختلاف بت کر اپنی طبعی منافقت کی وجہ سے اہلسنت کو دھوکہ دیا۔ علماء کو نسل میں شامل علماء کو اس کی تردید کی ہمت نہیں ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے خود دینی بے غیرتی کی وجہ سے بدعتیہ کو سر پر اٹھالیا۔ اپنی بدعتیہ کی گواہان علماء کے کندھوں پر رکھ کر بد مذہبیت کی گاڑی کو ہانکنا شروع کیا۔ ان علماء کو اب سوائے گاڑی کھینچنے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پورا ہوا۔

غیر الدجال اخوف علی امتی من الدجال الاثمة المضلون:

یعنی امت پر دجال کے سوا اور لوگوں کا زیادہ اندیشہ ہے وہ گمراہ کرنے والے مولوی
(لیڈر) پیشوا ہوں گے۔ س

بھرم تھارک و تعالیٰ میں نے اردو ناٹمز کی مذکورہ خبر کو پڑھنے کے بعد علماء کو نسل کے صدر مولوی سید حامد اشرف کچھ مہوی
ناظم سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی اور جناب مولوی ظہیر الدین خاں صاحب سکریٹری علماء کو نسل ممبئی ایک خط تحریر کیا تھا۔
جناب مولوی سید حامد اشرف صاحب، صدر علماء کو نسل و جناب ظہیر الدین خاں
صاحب سکریٹری علماء کو نسل

سلامہ علی من اتبع الهدی۔

بنام مسہم گمراہ و باطل و مرتد فرقوں کے ساتھ ایک منسوبہ بنا کر سنی مسلمانوں کے
درمیان افتراق و انتشار برپا کر کے جب سے علماء کو نسل وجود میں آئی، اسی وقت سے اہل
سنت کے اندر سبہ چینی کی لہر دوڑ گئی۔ سب سے پہلے محافظ مسلک اعلیٰ حضرت علی جناب
احمد عروسا قادری، اشرفی، رضوی، حشمتی ممبئی کے استفتاء پر مفتی اعظم مہاراشٹر عہدہ تحقیقین
استاذ اعمام حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ نے علماء کو نسل کے خلاف
فتویٰ صادر فرمایا جس پر جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا
خاں صاحب قبلہ ازہری بریلوی سمیت معتد علماء اہل سنت نے تصدیق فرمائی اور بھی معتد
علماء اہلسنت نے اس گمراہ کو نسل کے خلاف فتوے صادر فرمائے جن میں حساس طور پر
جانشین شیریشہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہد رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی
کافتویٰ قابل ذکر ہے۔

اس کے علاوہ ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے آپ کی گمراہ کو نسل کے خلاف کئی ماہ تک
مسلک لکھا۔ اہلسنت نے ان مضامین کو خوب سراہا اور آپ کی بنائی ہوئی گمراہ کو نسل کی
بھرپور مذمت کی سنی آواز ناگپور کا گمراہ وہ دین جماعتوں اور کونسلوں کے خلاف جہاد
چاہی رہے گا۔

قابل توجہ تحریر

چند دن پہلے روزنامہ اردو ناٹمز ممبئی جلد ۳۶ شمارہ ۳۰۱ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۵ء لوگ سجا، کالم میں ”علماء کو نسل بفر
طبع اصلاحی بیانات کے لیے حاضر“ کے عنوان سے مولوی اسرار احمد قاسمی جنرل سکریٹری علماء کو نسل کا بیان چھپا ہے۔ وہ یہ ہے:
ہر اکہین علماء کو نسل نے اپنی نشست میں یہ طے کیا ہے کہ عوامی رابطہ کے علاوہ وہ مسلمانوں میں

اچھے مذہب دین اسلام، کتاب و سنت اور دینی و دنیاوی تعلیم پر اعتبار سے بے فہمی پائی جاتی ہے اور پوری امت اختلاف و انتشار کا شکار ہے اس لیے موجودہ حالات میں سب سے بڑی کامیابی (۱) اتحاد امت (۲) اصلاح اخلاق و معاشرہ (۳) کوینی و دنیاوی تعلیم کی طرف توجہ و تفتاح کا تقاضہ اور خدمت ملک و ملت ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ تمام مسلمانوں پر واضح کیا جاتا ہے۔ مدرسہ مسجد محلہ مجلس میں علماء کرام کو مدعو کریں اور ان کے بیانات سن کر عمل کریں اور بدو جو اپنی عدم الفرضی کے علماء کو نسل کے اراکین علماء کرام آپ کی دعوت پر حاضری دینا بلا کسی طمع کے بیانات کے لیے تیار ہیں۔ مقامی ذمہ داروں پر انتظام کی ذمہ داری ہوگی علماء کو نسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی شیعہ، بوہرہ، فوجہ، حمیدۃ العلماء، جماعت اسلامی پر (مشتمل) ہر طبقہ کا اتحاد ہے۔ جزیات فروعات سے بالاتر ہو کر صرف اسلامی و ایمانی تقاضوں پر یہ بیانات مبنی ہوں گے۔

مذکورہ بیان میں جو اہلسنت کو کند چھری سے ذبح کیا گیا ہے۔ ماہنامہ سنی آواز ناگپور کے ذریعہ ہم بعد میں اس کا رد و ابطال کریں گے۔

پہلے ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ بیان سے آپ متفق ہیں یا نہیں اس کو واضح الفاظ میں تحریر فرمائیں ورنہ بصورت دیگر مذکورہ بیان کی مذمت اور علماء کو نسل کی صلح کلیت وفاق پر، ماہنامہ سنی آواز، آپ کی دین عثمان پالیسی کے خلاف۔ جو جہاد کرے گا اس کا نشانہ آپ لوگ ہوں گے۔ انکیشن کے قریب اس قسم کے بیانات دیکر اہلسنت کو گمراہ کرنا علماء کو نسل کا وظیفہ رہا ہے۔ اس سے سنی عوام کو بچانا یہ ہماری دینی و شرعی ذمہ داری ہے۔

اس لیے اس تحریر کے طے کے بعد پندرہ دن کے اندر مذکورہ بیان سے اتفاق یا عدم اتفاق تحریر فرمائیں، خاموشی کی صورت میں ماہنامہ سنی آواز جو کچھ لکھے گا وہ صرف عوام اہلسنت کی ہدایت کے لیے ہوگا۔ فقط

آپ کی ہدایت کا دعا گو

سید محمد حسینی اشرفی، مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز،

دارالعلوم امجدیہ محلہ گانجہ کھیت ناگپور۔ ۱۸۔۰۰۔۲۳

سورخہ: ۱۲، جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ

مولوی ظہیر الدین خان سکریٹری علماء کو نسل کا جواب

”علماء کو نسل کی تعمیر و تشکیل مذہبی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع تر

مقاصد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ اسرار احمد قاسمی صاحب کا مضمون ان کی اپنی ذہنی

اختراع ہے۔ علماء کوئٹہ کی جانب سے وہی اعلان معتبر ہوگا جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے سے منظور کیا گیا ہو، اور قابل ذکر علماء کی نظر سے گزرا گیا ہو۔ بیان باری کی جھک ہے تو اپنا نام استعمال کریں۔ علماء کوئٹہ کو بیان میں کیوں لاتے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ میٹنگ ہوئی تو مولوی اسرار احمد قاسمی سے معلوم کریں گے کہ یہ بے سرو پا مضمون آپ کہاں سے لائے علماء اہلسنت میں سے کوئی ایک فرد کبھی بھی اس سے اتفاق نہیں کرے گا۔

راقم الحروف مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء مع اہل و عیال حرمین طہیین زادہ حوالہ لکھنؤ تشریف آورانہ ہو گیا تھا عمرہ اور ہارمہ مصطفویٰ میں حاضری کے بعد مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء واپس ہوئی۔ یہ مضمون علماء کوئٹہ کے نام سے انہیں ایام میں بھیج دیا گیا۔ جب فقیر موجود تھا۔ روزنامہ اردو کا نمبر بھی غیر معیاری تھا۔ بے سرو پا خبر شائع کرنے میں اسے بہت دلچسپی ہے۔ اسی بدنام زمانہ اخبار کی ایک انتہائی لغو اور لامعنی خبر (مسلسلہ کو بالائے طاق رکھ کر) پر استغفر کیا گیا تو مولوی صاحب نے بلا تحقیق و تدقیق جواب ارقام فرمایا اور کسی قسم کی پوچھ تاچہ روا نہ رکھی۔ شاید آپ کے نزدیک شرعی احتیاط اور فقہی نزاکت یہی ہے کہ اخباری رپورٹ پر فتویٰ صادر فرمائیں اور اسے جہاد کا نام دیں۔ جو چاہے آپ کی عقل کرشمہ ساز کرے آئندہ کسی بھی جارحانہ اور دھمکی آمیز عامیہ طرز خطاب سے اجتناب فرمائیں۔ مذہب و مسلک قوم و ملت کی خدمت کی راہ بندگان خدمت سے معلوم کریں اسے چیف ایڈیٹر ہو کر آپ نہ معلوم کر سکیں گے فقط

نوٹ: آج آپ کو استفسار کی ضرورت کیوں پیش آئی بقول آپ کے فقیر سراپا فقیر سے آپ کا مذہب جہاد تو بہت دنوں سے جاری ہے۔ آپ کے دفاتر تعہد بیانات و تائیدات سے بھرے پڑے ہیں۔ دوسرے افراد الہیاء اللہ باللہ شاید آپ کے رحم و کرم پر ہیں۔ اس دین کا محافظ وہی ہے جس نے بتایا اور پسند فرمایا ہم کسی سرمایہ دار کو خادم دین و مسلک تو کہتے ہیں محافظ دین و مسلک کا ناٹھل زیادہ قدر آور علمی شخصیات۔ کے لیے ہی

مناسب تر ہے۔ خالفہم

جناب مولوی ظہیر الدین خاں صاحب سکریٹری علماء کوئٹہ جہنمی نے علماء کوئٹہ کی تعمیر و تھکیل میں مذہب و مسلک کے تحفظ کے ساتھ امت کا وسیع تر مفاد صرف سیاسی امور کے لیے ہونا بتایا ہے۔ یہ بات کسی عام آدمی کو فریب دیکر سمجھنا چاہی تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اتحاد سیاسی اغراض پر ہو سکتا ہے۔ حالاں کہ کسی بد عقیدہ سے اس کا

اتحاد موعی نہیں سکتا ہے۔ یہاں بات صرف سیاسی بنیاد پر اتحاد کی نہیں کی جارہی ہے بلکہ مسلک و مذہب کا تحفظ بھی گمراہ علماء کو تسلیم سے وابستہ کیا جا رہا ہے۔

اہلسنت کا مذہب اور مسلک یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ و سلم پر بعض قطعی سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ لیکن مولوی اسرار احمد کے مذہبی پیشواؤں کا عقیدہ ہے کہ بعد زمانہ نبوی اگر کوئی نبی آئے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ ایک بدعقیدہ عقیدہ حسنہ نبوت کا تحفظ کیسے کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسلک اہلسنت مسلک وہابیت کے درمیان ایمان و عقیدے میں اختلافات کو دیکھتے جائے۔ پھر دیکھے یہ بدعقیدہ وہابی، وہابندی عقائد میں مسلک کا تحفظ کر سکیں گے؟ یہ دین کو برا دکرنا اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔

وہابیہ کے مختصر عقائد

- ۱۔ اللہ تعالیٰ جہت، زمان و مکان سے پاک نہیں۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دوسرے نقائص پر قادر ہے۔
- ۳۔ نبی کی حیثیت گاؤں کے چودھری اور زمیندار کی سی ہے۔
- ۴۔ وہ ذرۂ ناجیز سے کم تر ہیں۔
- ۵۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹانا اور بھائی بتانا۔
- ۶۔ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کا مثل ممکن بتانا۔
- ۷۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال نماز میں آجانے کو اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ کے علم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔
- ۹۔ اپنے پیر کے لیے وحی حقیقی ماننا۔
- ۱۰۔ اپنے شیخ و پیر کو خدائے قدوس کا جلیس بتانا۔
- ۱۱۔ اپنے پیر کا حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، بتانا۔
- ۱۲۔ شرک اور غیر شرک، کفر و ایمان، حرام و حلال، مختلف الاحکام مسائل کا بزور زبان ایک ہی حکم بتانا۔
- ۱۳۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس اور بعد میں کسی نبی کے آنے سے ختم نبوت میں فرق نہ آنا، بتانا۔
- ۱۴۔ شیطان کے علم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھانا۔
- ۱۵۔ رسول اللہ ﷺ کے علم اقدس کو جانوروں، پانگوں، بچوں، درندوں جیسا بتانا۔
- ۱۶۔ اپنی نبوت کا دعویٰ کرنا۔
- ۱۷۔ اپنے کلام کو خدائے وحدہ لا شریک کا کلام بتانا۔
- ۱۸۔ خود کو نبی سے بہتر بتانا۔

۱۹۔ رسول اللہ ﷺ کی وحی والہام کو غلط بتانا۔

۲۰۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مجرے کو مسریم بتانا۔

۳۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شیطانی الہام بتانا۔

۲۲۔ نبی کو شریر مکار، بد عقل، فحش گو بتانا۔

۲۳۔ اپنی جھوٹی نبوت کو سچ ثابت کرنے کے لیے انبیاء کرام کو جھوٹا بتانا۔

۲۴۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہوں میں ناپاک کالیاں اور گستاخیاں کرنا۔

۲۵۔ صرف لا الہ الا اللہ کو ہدایت نجات جانا۔

۲۶۔ جنت و دوزخ حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔

۲۷۔ اپنی رائے سے غلط تفسیر قرآن کرنا۔

۲۸۔ مختلف گمراہ فرقوں کو ایک مسلک پر لا کر نئے دین کی بنیاد ڈالنا۔

۲۹۔ ائمہ دین سے آزاد و رہ کراہتی روش بتانے کے لیے ائمہ دین کی قدروں کو گھٹانا۔

۳۰۔ ائمہ فقہ سے مسلمان کو آزاد کر کے اپنے فقہ کو ان پر مسلط کرنا۔

۳۱۔ شرک خفی (جس کے کرنے سے مسلمان صرف گنہگار ہوتا ہے) کو شرک جلی (جس کے کرنے سے مسلمان کافر

مرتد ہو جاتا ہے) بتانا۔ (دعوٰ باللہ تعالیٰ من کلہا)

ملاحظہ کیجئے وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، رافضیوں، نیچریوں، صلح کلیوں، نے کیسے کیسے دین فتن حقانہ ملامت سے مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالا، ان کے مسلک کے ساتھ مل کر علماء کو نسل بنائی اور ایسے غارت گردین و ایمان کو مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے ان سے مذہب اور مسلک کا تحفظ و البتہ کرویا۔ یعنی ایسے گمراہ ہندو مذہب اور بدین علماء کی کونسل کو محافظ دین و مسلک لکھا۔ اور جو حقیقی معنوں میں دین کو اور مسلک کو سمجھتے ہیں حتیٰ المقدور اپنے دین و ایمان کی جس طرح سے ممکن ہر حفاظت کرتے ہیں اور دین و ایمان کو لوٹنے والی نسلوں سے عام سنی مسلمانوں کو ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ جیسے الحاج احمد عردوسا قادری، رضوی، اشرفی، حنفی، بھٹی اور ان کے جیسے دینی تحریک رکھنے والے فدایان مسلک اعلیٰ حضرت محافظہ مسلک اعلیٰ حضرت لکھ دیا تو یہ جناب چراغ پا ہو گئے۔ ایسے فدایان مسلک باطل کے آگے دھبے والے لہو اور ان کے ساتھ شامل ہونے والے علماء کہلانے والے لوگوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے مولوی اسرار احمد قاسمی کے ہارے میں لکھا کہ:

اسرار احمد قاسمی کا مضمون، ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ علماء کونسل کی حامی ہے

سے صرف دہی اعلان معتبر ہو گا جسے ہاتھ ملانے یا بکثرت رائے سے منظور کیا گیا ہو، اور

قابل ذکر علماء کی نظر سے گزارا گیا ہو، الخ

ذہنی اختراع کہہ کر مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے دیوبندیوں، وہابیوں، کے ساتھ اختلاف کو جائز بتانے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی لکھا کہ علماء کونسل کی جانب سے صرف وہی اعلان مستتر ہوگا جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے منظور کیا گیا ہو اور قابل ذکر علماء کی نظر سے گزارا گیا ہو۔

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب اپنی گمراہ علماء کونسل کے دستور العمل کے بارے میں کیا کہیں گے، منفقہ طور پر پاس شدہ دستور العمل ہے جس کی پابندی کرنا اور اس پر عمل پیرا رہنا اس کے ہر ممبر اور ہر عہدیدار کے لیے ضروری ہے ورنہ وہ دستور کا باقی قرار دیکر کونسل سے خارج کر دیا جائے گا۔ اسی دستور میں یہ لکھا ہے۔

مذکورہ میٹنگ میں اس تعلق سے ایک لائحہ عمل تجویز کیا گیا اور باتفاق رائے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت بنام ”علماء کونسل“ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوارج، بوہرہ، غرض ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا مولانا (بدعتیہ کو مولانا صرف نقل عبارت کے طور پر لکھا گیا) ضیاء الدین بخاری جو اس تحریک کے محرک اول تھے۔ (دستور العمل علماء کونسل بمبئی ص ۳ و ۴)

جو میٹنگ ہوئی تھی جس میں اس گمراہ کونسل اور اس کے دستور کو مستقل طور پر رد و عمل لایا گیا اسی دستور میں اس کو منظور کروانے والے اور شرکت کرنے والے علماء کا نام چھپا ہوا ہے، جس میں دوسرا نام ضیاء الدین بخاری آنجنابی کے بعد مولوی ظہیر الدین خاں صاحب ہی کا نام ہے۔

مولوی اسرار احمد قاسمی نے اپنے دستور کے خلاف بالکل نہیں کہا ہے جو بھی کہا لکھا چھاپا وہ اپنے گمراہ دستور کی روشنی میں ہے۔ ایک مرتبہ پھر مولوی اسرار احمد کے بیان کے چند جملے دیکھیے:

علماء کونسل میں بریلوی، دیوبندی، سنی، شیعہ، بوہرہ، خوارج، تحفید العلماء، جماعت اسلامی پر (مشتمل) ہر طبقہ کا اتحاد ہے۔ جزیات و فروعات سے بالاتر ہو کر صرف اسلامی و ایمانی تقاضوں پر یہ بیانات ہوں گے۔

اب اس کے بعد علماء کونسل بمبئی کے دستور العمل کی مفرد دفعات جو بہ ظمن (ب) اغراض و مقاصد کے تحت لکھے گئے ہیں ان کے علاوہ خاص طور پر اسی دستور سے ص ۳ و ۴ کی عبارت کو ذہن میں رکھنے کے بعد مذکورہ ذیل دفعات کو دیکھیے:

۱: تمام کلمہ گو افراد کے درمیان متفقہ شرعی اصول کے تحت اتفاق و یک جہتی کی کوشش کرنا۔

ص ۵ (۳) ذات و پات، رنگ و نسل اور مذہب وغیرہ کی تفریق کے بغیر ملک میں رہنے والی

تمام قوموں کے درمیان انسانیت اور رواداری کے جذبات کو فروغ دینا نیز ایسے قسم
طریقوں سے گریز کرنا جو فرقہ وارانہ منافرت طبقاتی کشمکش اور لافٹ فوئیٹ سے کو
بڑھا دے۔ (ص ۵)

مولوی اسرار احمد قاسمی نے جو بھی بیان دیا وہ صرف اپنے دستور کے دائرے میں رہ کر دیا ہے اور جناب نے اہلسنت کو
یہ لکھ کر فریب دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا بیان ان کی ذہنی اختراع ہے۔ یہ ثابت ہو گیا کہ علماء کونسل میں بدترین گمراہ افراد ہیں
اور یہ مرتد علماء وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خوارجوں، بوجروں وغیرہ کے ہاتھوں بک چپکے ہیں انہیں دین اور مسلک کی بالکل
پروا نہیں مسلک اعلیٰ حضرت جو عین دین اسلام ہے اس کے پرچے اڑا کر خود فریبی کبر و غرور میں مبتلا ہو کر اہلسنت کو گمراہ کرنے کی
کوشش کر رہے ہیں۔ اب اس کے بعد علماء کونسل کے ایک اور سرگرمی مولوی عبدالقدوس کشمیری کا بیان ملاحظہ کیجئے:

(حوالہ اہلسنت روزہ راشدیہ سہارا نئی دہلی سال ۲ شمارہ ۱۹، ۱۹ تا ۲۳ دسمبر ۱۹۹۵ء ص ۱۱)

ملاحظہ کیجئے، دستور العمل کی دفعات اور مولوی اسرار احمد قاسمی اور مولوی ظہیر الدین خاں اور مولوی عبدالقدوس کشمیری
کے بیانات میں یکسانیت۔ مولوی ظہیر الدین خاں صاحب نے تو لکھ دیا کہ علماء کونسل کی تعمیر و تکمیل مذہبی اور مسکنی تحفظات کے
ساتھ امت کے وسیع تر مفاد میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ یہاں موصوف نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ انہوں نے مذہب
اور مسلک سے کیا مفہوم مراد لیا ہے۔ وہی مفہوم جو ایک بد عقیدہ اور گمراہ مراد لیتا ہے۔ ایک صحیح العقیدہ مبنی عالم دین جو صحیح معنوں
میں عامل وحی فقط مسلک اعلیٰ حضرت ہے وہ کبھی گمراہوں، بد مذہبوں، مرتدوں، کاسپنہ ساتھ اختلاط برداشت نہیں کرے بلکہ
دین فکس انداز اختیار کرے گا جو کافروں، مرتدوں، گمراہوں کے ہاتھوں بک چکا ہے اور دینی سہہ حسنی کا شکار ہو گیا ہے۔
جب علماء کونسل تکمیل پائی تھی اس وقت وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، بوجروں، خوارجوں وغیرہ کے ساتھ مل کر علماء
کونسل والوں نے جو بیانات دیا ہے اس وقت کے اخبارات محفوظ ہیں ان کے علاوہ معتبر و مشہور لوگ جنہوں نے ان کی باتوں
کو سنا ہے۔ وہ گواہ ہیں۔

انہوں نے دین اور مسلک کو ہالائے طاق رکھ دیا اور درمند سنی حضرات نے ان کے نعروں کو نقل کر کے مستند علماء
اہلسنت سے استفسار کیا تھا وہ اس طرح ہے، اتحاد، اتحاد، اتحاد۔ سب ایک ہو جاؤ، ہندو مسلم بھائی بھائی، گمراہوں سب دیہنوں کے
ساتھ جمع ہونا اور ہاتھ ملانا، ہم تم ساتھ رہیں گے اور ساتھ مریں گے عقائد و مسلک کے تمام معاملات میں ہر فرقے کا مشورہ سیاسی
مجازی ہو گا، اور اس میں سب شریک ہوں گے۔ تمام کی ایک سیاسی جماعت ہوگی، اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سب مل کر ایک متحدہ
لائسنس بنائیں اور اپنے مسلکی اختلافات کو ہالائے طاق رکھ کر ایک سیاسی متحدہ پلیٹ فارم بنائیں۔ پورے علماء قوم کو ہالے کا کام کر
رہے ہیں ان سے نہیں گے کیوں کہ یہ امت کو غیروں کے ہاتھوں بک رہے ہیں اور ایک سودا کیے ہوئے ہیں۔

یہ وہ دین شکن بیانات تھے انہیں کو سامنے رکھ کر سوالات مرتب کیے گئے جس پر معتبر علماء اہلسنت نے علماء کو نسل کی مکرہیت پر فتوے صادر فرمائے۔ استاذ الاسلام تادمہ عمدة المحققین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر سربراہ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ ناگپور نے ایک طویل فتویٰ صادر فرمایا جس کے کچھ اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

بہر حال اہلسنت و جماعت کے مسلک پر قائم رہنا عین دین اسلام پر قائم رہنا ہے اور اسکو بالائے طاق رکھنا ایمان و اسلام کو بالائے طاق رکھنا ایمان و اسلام کو بالائے طاق رکھنا ہے جو کفر خالص ہے مجلس مذکور (علماء کو نسل) میں فرقوں کے اختلافات کو معمولی بات سمجھا کر مسلک اعلیٰ حضرت کو بالائے طاق رکھنے اور مومن و مرتد کو ایک قوم ایک ملت ماننے کی تلقین کی بات کہی گئی ہے اور اس ملت کے مقابلہ میں کفار صلی کو باطل پرست بت کر مرتدوں کے حق پرست ہونے کا تصور پیدا کیا گیا ہے جس سے مسلمانوں میں سخت غلط فہمی پھیل سکتی ہے اور ان میں کفریات سرایت کرنے کا خطرہ ہے اور (ماہنامہ سنی آواز جلد ۵ شمارہ ۶، ۷، ۸ مئی جون ۱۹۹۳ء ص ۵۳ و ۵۴)

حضرت عمدة المحققین مفتی اعظم مہاراشٹر، اپنے اسی فتوے کے تقریباً ڈیڑھ صفحہ گمراہ و مرتد فرقوں کے مختصر کفری عقائد تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اس مجلس کے فرقوں کے عقائد کو سامنے رکھنے کے بعد یہ ماننے میں دشواری نہ ہوگی کہ ان فرقوں کے الگ الگ دین و مذہب کے عقائد و ایمان کی جیسا کہ یہی الگ الگ مسلک کہا گیا ہے اور سنی مسلک والوں کو یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مسلک کو بالائے طاق رکھ کر ان فرقوں کے ساتھ متحد ہو جائیں کفر و ایمان کے فرق و امتیاز کو ترک کر کے ایک قوم ایک ملت بن جائیں۔ پھر سنیوں، خوجوں، بوہروں، رافضیوں، دہابیوں، دیوبندیوں، کے ایمان و ارتداد کی معجون مرکب ایسی متحدہ ملت ہوگی جو باطل پرست کفار اصلی کے پاؤں اکھاڑ کر رکھ دے گی اور نہ یہ متحدہ ملت و ایمان والی جماعت حق پرست قوم ہوگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ ہمارے ائمہ کرام و مشائخ عظام و علماء اہلسنت پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے جو ان کفریہ عقائد سے پاک تھے انہوں نے ان باطل پرست ایمانیات سے محروم فرقوں کا ویر دست مسکت رد فرمایا، صحیح اسلامی عقائد اجاگر کر کے مسلمانوں کو ان پر قائم رکھنے کی پوری پوری جدوجہد کی۔ (ماہنامہ سنی آواز، مئی جون ۱۹۹۳ء ص ۵۳ و ۵۴)

صاحبزادہ جانشین شیر پیشہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شاہد رضا خاں صاحب پبلی بھتی مدظلہ العالی اپنے مہارک فوے میں ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ بے دینوں، بد دینوں، مرتدوں، کے ساتھ جیسے وہابی، دیوبندی، رافضی، مت دینی، وغیرہم کے ساتھ اتحاد ظاہری بھی حرام اشد حرام ہے، یہ مسلمان کہلانے والے منسرفے ایمان کے بھی دشمن ہیں اور جان کے بھی دشمن ہیں۔ قرآن وحدیث ارشاد ائمہ سے یہ مسئلہ اتفاقی بلا اختلاف ہے۔ ہزاروں ائمہ دین کے ہزاروں اقوال اس کے ثبوت میں موجود ہیں کہ ان بے دینوں کے ساتھ دلی محبت واداکر نے والا مسلمان ہی نہیں کافر ومرتد ہو جائے گا۔ (ماہنامہ سنی آواز، جلد ۵ شمارہ ۸، ۹، ۱۰ اگست ۱۹۹۳ء ۶۳/۶۴)

چند سطر کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

بد دینوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے کفریات کو جاننے سمجھنے کے بعد بھی ان سے قلبی میل و محبت کرنے والا کافر ومرتد بد دین ہے۔ خواہ وہ مولوی ہو، امام ہو یا بہت بڑا مقرر ہو۔ اور جاننے بوجھنے کے بعد بھی ایسے امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والا کافر ومرتد بد دین ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی یہ تجربہ شاہد ہے کہ جب بھی ایسا کفری اتحاد ہوا دین و مذہب کو بڑے نقصانات ہوئے۔ مثلاً نام نہاد خلافت کمیٹی جو درحقیقت بلاکت کمیٹی تھی، اس میں بھی ایسا ہی اتحاد ہوا، شروہانند کو لے کر دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھایا گیا اور اس سے کفری لکچر دلوا یا گیا اور مشرکین کی ارتقی میں کندھا لگا کر بولے رام رام ست ہے۔ ست بولو مکھ ہے۔ گائے کی رکھشا کی گئی اور جلوس نکا گیا۔ اور قرآن وحدیث کو رد کر کے مشرکین کو خوش کرنے کے لیے تمام ائمہ دین کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر یہ افترا کیا کہ اسلام میں ذبیحہ گاؤں کا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے (سنی آواز ماہ اگست ۱۹۹۳ء ص ۶۳)

پھر چند سطر بعد ارشاد فرماتے ہیں:

اب ایسے مولوی کہلانے والے لیڈر بتائیں کہ خلافت کمیٹی سے اسلام و سنیت کو دین کو مذہب کو اور کیا دنیاوی فائدہ پہنچا۔ مسلمان کی اربوں روپے کی دولت نان کو آپریشن تحریک سے تباہ و برباد ہو گئی اور کروڑوں مسلمان دفاتروں سے اسکولوں سے حکومت کے محکموں سے بائیکاٹ کر کے تنہائی و بلاکت کے غار میں جا گرے اور ان کی جگہ پر مشرکین و متابعین ہوئے۔ اب مسلمان مالی لحاظ سے بھی برباد ہوا، اور ادھر مسلمان حکومت کے دفاتر اور

حکموں سے الگ ہو کر نہایت ہی مظلوم ہو گیا۔

چند سطر بعد:

جب بھی کوئی کمیٹی قرآن وحدیث کے خلاف بنائی جائے گی تو اس سے سوائے بربادی کے اور تباہی کے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا دشمن کو بغل میں لیکر چلنا اپنی قوم کو موت کی دعوت دینا ہے۔ اس (سنی آواز) ماہ اگست ۱۹۹۳ء)

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب کا یہ کہنا کہ ”علماء کو نسل کی تعمیر و تشکیل نہ ہی اور مسلکی تحفظات کے ساتھ امت کے وسیع دماغ میں محض سیاسی امور کے لیے ہے۔ لکھنا اہلسنت کو فریب دینا ہے۔ آپ علماء کو نسل کی تشکیل کے بعد جمہور کے اخبارات میں ان علماء کے بیانات دیکھے ہوں گے جو ہمارے پاس ریکارڈ کے طور پر محفوظ ہیں، ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مسلک اور عقیدہ سے بے پرواہ ہو کر جو دل میں آیا بیانات دیئے گئے۔ اور ذمہ دار معتمد علماء نے اپنے فرائض کے ذریعہ عوام اہل سنت میں ان کے بیانات پر حکم شرع عائد کر کے ان کی گمراہیت کو ظاہر کر دیا۔

اس کے بعد سے اب تک علماء کو نسل والوں نے ان کی تردید کر کے شرعی ذمہ داری سے یہ ثابت نہیں کیا اس قسم کے ہمارے بیانات نہیں ہیں۔ اب تک کو نسل کی جانب سے ویسے ہی بیانات آرہے ہیں جو ان کے دستور العمل میں ہیں اگر علماء کو نسل والے اخباری بیانات کی تردید بھی کریں دستور العمل کی مضرت فساد کی تردید نہیں کر سکتے۔

بہر حال علماء کو نسل والوں کی گمراہیت اچھی طرح ظاہر ہو چکی ہے، کو نسل سے علیحدگی اور بغیر توبہ کے انہیں کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن ان کی مفت گھمنڈ و تکبر، فخر و تعالیٰ بے دینیوں اور مرتدوں کے اتحاد کا رشتہ انہیں ایسا کرنے نہیں دے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلک اہل حضرت جو باطل و مرتد ہے دین فرقوں کے مقابل اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے لیے عرب دہم کے ہزاروں اکابر نے اپنی سنیت و حنفیت و شافعییت وغیرہ کو متاثر کرنے کے لیے مسلک اہل حضرت کی اصطلاح مقرر کی وہی دین ہے اب اس کے بعد بھی زمانے میں جبر و تشدد و فساد کی آڑ میں کفار و مشرکین و مرتدین کے ساتھ اتحاد و اختلاط کو روا نہ رکھا جائے گا۔ امت کا ہر ایک پڑھنے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے کبھی بھی مستحکم ایمان والوں نے اغیار کے ساتھ اتحاد نہیں کیا۔

مولوی ظہیر الدین خاں کا بیان اور انکی کو نسل کا دستور العمل

مولوی ظہیر الدین خاں صاحب کے دعوے کا بطلان انہیں کی گمراہ کو نسل کے دستور العمل کی دین فتن معز و لغات سے دیکھے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔ ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ کی طرف منسوب مسلک کو ہالے طلاق رکھنے والی عبارت

بالکل صحیح ہے۔ مستند علماء اہلسنت کے فتوؤں کے بعد اخبارات کے بیان پر یہ کہہ کر اہلسنت کو فریب دیں کہ کیا اخبارات کے بیان پر بغیر تحقیق کے فتوے صادر کیے جاسکتے ہیں؟

لیکن کونسل کے دستور العمل کی مضروفعات پر آپ کیا تاویل کریں گے۔ ان میں بھی وہی باتیں ہیں جو آپ کی طرف سے اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ اخبارات میں جو بیانات آئے تھے ان پر حکم شرع عائد کیا گیا۔ اسی وقت اگر بیانات کی تردید کرنے کے اس قسم کے بیان ہمارے نہیں ہیں جب آپ کے دستور العمل کی مضروفعات کی وجہ سے وہی حکم شرع اٹل رہتا جو بیان کیا گیا۔ لیکن ان علماء کونسل والوں نے اخبارات کے بیان کی تردید بھی نہیں کی تردید بھی انہیں ذرائع سے ہونی چاہیے جن ذرائع سے آپ کے بیانات شائع ہوئے ہیں۔ نہ اخباری بیانات کی تردید ہوئی اور نہ کونسل سے علیحدگی۔ اس لیے آپ پر جو حکم شرع عائد کیا گیا ہے وہ اٹل ہے۔ کونسل والوں کی گمراہیت روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اس سے تو ہر جو ع ضروری ہے۔

دینی بے صفتی کی وجہ سے اخبارات میں چھپے ہوئے بیانات کی تردید اور کونسل سے علیحدگی کا اعلان کیا کرتے انہیں کے کونسل کے ایک بد عقیدہ نے وہی باتیں لکھیں جو ان کے دستور میں ہے۔ اس بیان پر جب مولوی ظہیر الدین صاحب سے پوچھا گیا کہ کیا اخبار میں چھپے ہوئے بیان سے آپ متفق ہیں تو یہ کہہ کر انہوں نے اپنی خفگی مٹانے کی کوشش کی کہ فلاں اخبار غیر معیاری ہے۔ بے سرو پا بیانات شائع کرنے میں اسے بہت دلچسپی ہے۔

اگر کسی اخبار نے واقعی آپ کی طرف کوئی غلط بیان منسوب کر کے چھاپ دیا تھا، کو سننے سے کام نہیں چلتا ہے۔ بلکہ آپ اخبار والے سے پوچھتے کہ آپ نے میری طرف منسوب غلط بات کیوں چھاپ دیا تو اس کی صفائی کیجئے اور اس کی تردید کیجئے اور اس کو مستحکم کر دیجئے۔

تین سال کا عرصہ گزر گیا نہ آپ نے اخبارات میں چھپے بیانات کی تردید کی جن پر حکم شرع عائد کیا گیا ہے اور علماء کونسل سے علیحدگی فتوے میں بیان کردہ حکم شرع آپ لوگوں پر سب سے ہے اور کونسل کے دستور العمل کی مضروفعات نے تو آپ کی گمراہیت پر مہر لگا دی۔ آپ نے لکھا ہے۔

امیر احمد قاسمی کا مضمون ان کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ علماء کونسل کی جانب سے صرف

دینی اعلان معتبر ہوگا، جسے باتفاق رائے یا بکثرت رائے (بلفظ) منظور کیا گیا ہو، اور

قابل قدر علماء کی نظر سے گزرا گیا ہو، الخ

اس پر عرض ہے کہ آپ لوگوں نے تھوڑے سے حالات کی تعمیری پردین اور مسلک کی رسی کو ڈھیلی کر کے بزدلی کیوں دکھائی اور بے دینوں اور مرتدوں کے ساتھ مل کر گمراہ علماء کونسل کیوں بنائی؟ ذہنی اختراع لکھنا اہلسنت کو فریب دے کر اپنا دامن بچانا ہے۔ قاسمی صاحب کے بیان سے آپ لوگ بچ نہیں سکتے قاسمی صاحب نے وہی بات کہی ہے جو علماء کونسل کے دستور العمل میں ہے۔ وہابی، دیوبندی تو یہی چاہ رہے تھے کہ کسی بھی طرح ہم علماء اہلسنت کو پھانس لیں سیاست کے نام پر اتحاد کی دعوے۔

دیکر انہیں بلائیں اور ایک کو نسل ہٹا کر ان کو مضبوطی سے باندھ لیں آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ یہ علماء کو نسل کے گمراہ علماء جو بے دینوں و مرتدوں کے ساتھ باندھ دیئے جانے کے بعد پرو پگندہ اسی کا کر رہے ہیں کہ یہ اتحاد سیاسی ہنسیا دہ ہے۔

حقیقت میں مسلک کو بالائے طاق رکھ کر متحد ہونے کی بات ہے جو ان کے دستور میں ہے مولوی ظہیر الدین حسن صاحب کم از کم اس بات پر متفق ہیں کہ وہی اعلان معتبر ہے جسے ہاتفاق یا بکثرت رائے منظور کیا گیا ہو اور دستور بھی ہاتفاق منظور کیا ہوا ہے۔ اس اتفاق میں خاص طور پر مولوی سید حامد اشرف صاحب کچھ بھڑی اور مولوی عبدالقدوس کشمیری اور ان کا اتفاق اس میں شامل ہے۔ دستور العمل پر عمل پیرا ہونا کو نسل کے ہر ممبر و عہدیدار کے لیے ضروری ہے ورنہ وہ دستور کا باغی کہلا کر نکال دیا جاتا ہے۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ آپ لوگ وہابیوں و دیوبندیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں یہ وہی بات کریں گے جو وہ چاہیں گے۔

اتحادی علماء کے اتحاد سے فساد یوں پر کچھ اثر نہیں ہوگا

اتحادی علماء نے بمبئی کے خوریز فسادات کی آڑ میں گمراہوں بے دینوں، مرتدوں کے ساتھ متحد ہو گئے یہ علماء بتائیں آپ لوگوں کے اس طرح اتحاد سے کیا کفار و مشرکین جو فساد دیں، ڈر جائیں گے؟ مسلمانوں پر ظلم و ستم چھوڑ دیں گے؟ ہر گز نہیں۔ آپ لوگوں کو شاید اتحاد کے نشے میں ہوش نہیں ہے۔ گمراہ و بد مذہب فرقوں سے اتحاد کے بعد اتحادی علماء کو جنہوں نے تھوڑی سی آزمائش کے بعد اتحاد کا نعرہ بلند کیا، قوم کس نظر سے دیکھتی ہے۔ آپ قوم کے اندر برپا بیجان کو دیکھیے اس سے آپ کو یہ دیکھنے اور سننے کو ملے گا کہ جو آج تک گمراہوں اور بد مذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو تک منع کرتے تھے جب غیروں کی طرف سے ان پر چپٹ پڑی تو آج متحد ہو گئے، اس کے باوجود اتحادی علماء کی آنکھوں پر سے اتحاد کا ناپاک عینک نہیں اترتا:

اے اتحادی علماء بتاؤں!

جب بھی مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھایا گیا تو ہمارے اکابر تمہاری طرح بزدلی و کم ہمتی دکھا کر گمراہوں و بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کر لیا؟ انہیں ایسا کیوں نہیں سوچا؟ تم پر یہ کیسی دینی بے حیاتی مسلط ہو گئی، تم نے یہ کیا کیا؟ گمراہوں اور بد مذہبوں کی گمراہیت اور اعداء دین پر غفلت (سستی) کو گھٹا کر رکھ دیا، کیا تمہارے منہ اب وہ زبان ہے؟ کہ کھلے طور پر گمراہوں اور بد مذہبوں کا رد و ابطال کر سکو۔ یاد رکھو، یہ گمراہ بد مذہب اسی اتحاد کے بعد تم کو بڑے بڑے عہدے دیکر اور دنیاوی فائدوں کا لالچ دیکر اور تم کو اپنے ساتھ لیکر یہ تاثر دیتے ہیں کہ کامیاب ہو گئے کہ دیکھو آج ہم سب ایک ہو گئے۔ اس طرح وہ اپنے کفر و فتناء کے چھپانے میں تم کو وہ اور بھی اس قدر قریب کرتے جائیں گے کہ تمہاری زبانیں ان کے رد و ابطال سے بند ہوئی گئیں، ہل غذا خواستہ تمہارے دل بھی ان کی طرف پوری طرح مائل نہ ہو جائیں۔ اقتدار دنیا اور ناموری اور حکومت میں تمہاری پوچھ اور اونچے عہدے کے لیے تم نے صلاحیت دینی و حمیت اسلامی کو تھج دیا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

کیا تم پہلے کی طرح مرتدوں اور بد مذہبوں کے عقائد باطلہ و کفریہ کا برملا رد کر سکتے ہو؟ ایک طرف تو تم نے مذہب اختیار کیا اور دین اپنے عقائد کفریہ کا اپنی زبان و قلم سے برابر اظہار کر رہے ہیں اور یہ بد مذہب کھیلے طور پر بازاروں، اخباروں میں اپنے اقوال و تحریر سے برابر مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ کر رہے ہیں، جس طرح تم نے مرتدوں کی تردید سے اپنی زبان و قلم کو روک لیا، انہوں نے بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ کرنے سے اپنی زبان و قلم کو روک لیا؟ آخر یہ بد عقیدہ تاثر دینے میں کامیاب ہو گئے کہ یہ بریلوی، رے، ساتھ ہو گئے، وہابی، دیوبندی، اہل حدیث (غیر مقلد) تبلیغی جماعت، رافضی، خوارج، بوہرہ وغیرہ جتنے مرتد و بد مذہب فراتے ہیں پہلے وہ اتحاد کی دعوت دیتے ہیں پھر قوم کو یہ دکھاتے ہیں کہ دیکھو کل تک یہ لوگ ہم کو کافر و مرتد کہتے تھے نہ ان کا ہم پر سلام جائز تھا اور نہ کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا نہ داد و محبت جائز تھی، آج انہوں نے ہمارے ساتھ کس طرح اٹھ کر لیا اس اتحاد کو یہ کونسل علماء سیاسی اتحاد کے نام سے اہلسنت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

اہلسنت کے درمیان اتحاد کی ضرورت ہے

خدا خواستہ غیر مسلموں اور حکومت کے بعض ناما قہت اندیش اور متعصب دشمنوں کی جانب سے پھر مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پھاڑ توڑے جائیں تو کیا یہ سب اتحادی مل کر ان کے جبر و تشدد اور ظلم و ستم کو روک سکیں گے؟ تقسیم ہند سے پہلے بھی اسی قسم کے اتحادی نعرے سنائی دیتے تھے اور تقسیم ملک کے بعد کل کفر و ملحدانہ واحدۃ کے تحت سب گمراہ و بد دین ایک ہو گئے۔ لیکن جبر و تشدد و ظلم و ستم کو روک نہیں سکے۔ آپ لوگ اب متحد ہو کر کیا کر پاؤ گے؟ ہر جگہ ہندو مسلم اتحاد، ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے سنائی دیتے رہتے ہیں۔ اور قومی ایکٹ، ہندو مسلم اتحاد کے نام پر کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، دیوانی عید ملن کے جلسے کیے جاتے ہیں۔ میلاد النبی کے جلسے کے نام پر قومی بیکٹا کے جلسے ہوتے ہیں۔ جس میں ہندو مسلم سکھ عیسائی پارسی وغیرہ کو بلوا کر تقریریں کروائی جاتی ہیں اور اپنے مذہب اور دینی غیرت کو بچ کر غیر مسلموں کی خوشامدی کی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود کفار و مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم و ستم بند نہیں کیا۔

جب بھی نساوات ہوئے وہی دین و مذہب کے بے غیرت مسلمان کہلانے والے لوٹے گئے۔ ان کے بچے قتل کیے گئے۔ عورتوں پر ظلم و ستم کیا گیا، انہیں قتل کیا گیا، لیکن ان دین کے بے غیرت مسلمان کہلانے والے مولوی اور لیڈروں کو ہوش نہیں آیا۔ سب مل کر ظلم و تشدد کو روک نہیں پائے۔ کونسل والے اتحاد کر کے کیا کر پائیں گے۔ خدا پر یقین و اعتماد رکھو، تھیل فی الدین کو ہی اپنا شعار بنالو، وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، خوارجوں، بوہروں، اور صلح کلیوں کے ساتھ اتحاد کی ضرورت نہیں، بلکہ اہلسنت میں جو لوگ ذاتی بغض و عناد کی بنا پر ایک دوسرے سے بٹڑے ہوئے ہیں (ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو بنام سیادت مسلک اعلیٰ حضرت کے باغی، بنگر گمراہیت اختیار کر چکے ہیں) ان کے آپسی اختلافات کو ختم کر کے ان کے اندر اتنا مضبوط اتحاد قائم کرنے کی ضرورت ہے کہ دشمن اس اتحاد کو دیکھ کر گھبرا جائے۔

اہلسنت کا ایسا اتحاد حکومت کے متعصب حکمرانوں اور مرتدوں و مشرکوں کے کلیجہ دہلا دیتا، ان کے مقابلے میں سید

پلائی ہوئی دیواری طرح کھڑے رہتے اور بد مذہبوں اور مرتدوں و مشرکوں کی جانب سے اٹھائی گئی آمدنی بھی اس اتحاد کو مستشرق نہیں کر سکتی، ظالم اس اتحاد سے کبھرا جاتا، اس کے بعد آپ کی آواز اتنی اونچی اٹھتی کہ حکمرانوں کے ایوانوں میں زلزلہ آ جاتا۔ افسوس ایسا نہ ہو سکا بلکہ خود ہی گمراہ و بد مذہبوں کے ساتھ اتحاد کر بیٹھے اور بد دینوں کے آلہ کار بن گئے۔

علماء کو نسل والوں کو بد دینوں کی تلاش تھی

ان اتحادیوں کو ایسے ہی بے دینوں اور مرتدوں کی ضرورت تھی جو انہیں کی دنیاوی لالچ کی وجہ سے ان کو حکمرانوں تک پہنچا دے چنانچہ انہیں مولوی ضیاء الدین بناری جیسا خراثت و ہابی مل گیا جس نے حضرت سید احمد اور رحمۃ اللہ علیہ کے حیات سے برابر اہلسنت پر ڈورے ڈالتا رہا۔ حضور سید العلماء علیہ الرحمہ سیت دیگر مستند علماء اہلسنت نے اس کو گھاس نہیں ڈالا آخر کار مسیحی فسادات کی آڑ میں اتحاد کی دعوت دیا کو نسل والوں نے فوراً قبول کیا ایک دستور العمل کے ذریعہ ایسے اتحاد کی رسی میں باندھ لیا جو حقیقت میں فساد ہے۔

ان بد مذہبوں نے کو نسل میں شامل ہونے والے اتحادی علماء کو شامل کر کے بظاہر ان کے ساتھ فراخ دلی کا مظاہرہ کیا، انہیں صدارت سے لے کر بڑے بڑے عہدے دے دیے۔ اب کیا ہے اپنی عقل و فہم سے ان عہدوں کو یک سلطنت سے کم نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ان کی تعلیم، کبر و غرور وغیرہ سے بھرے دعوؤں کو دیکھیے کہ انہیں ہوش نہیں ہے کہ مسلک اہلسنت کی روح کہاں مر رہی ہے، تھلب فی الدین کہا غارت ہو رہا ہے، انہیں اس کی پروا نہیں عہدے مل گئے ہیں۔ حکمرانوں تک رسائی حاصل ہو گئی اور شہرت مل گئی جس کی اشتہا تھی وہ غذا انہیں مل گئی، ان کی نظروں میں وہی دنیا کے سب سے بڑے عقل مند و مفکر و داناء، ان کا ہر فعل حکمت، ان کی ان عجیب و غریب حرکات پر یہ بد مذہب و بد دین بٹھیں۔ جہاں ہے ہیں اور مزید اعتقاد میں ہیں کہ حکومت میں شامل بعض ظالم و متعصب آفیسروں اور فرقہ پرست غیر مسلموں کی جانب سے مزید ظلم و ستم کی چپت پڑے جو کچھ بھی رہا سہا ہے سب تر بان کر کے پوری طرح ہم میں شامل ہو جائیں گے۔ علماء کو نسل، بد دینوں سے اتحاد کر کے خود بھی گمراہ ہو گئی اور اہل سنت کو بھی فریب دے رہی ہے۔

علماء کو نسل والے اور کچھ چھوی فرقہ ضالہ

اہلسنت نے سنی آواز ناگہور، گمراہ و مرتد فرقوں کے رد و ابطال اور خاص طور پر کچھ چھوی فرقہ ضالہ کی گمراہیت کے خلاف اہلسنت کے ایمان و عقائد کے تحفظ کے لیے جو جہاد جاری ہے اس کو اچھی طرح سے دیکھ لیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کو فتنہ کرنے کے لیے کیسی کیسی اسکیمیں بنائی جا رہی ہیں، گمراہ و مرتد فرقوں سے اتحاد پر علماء کو نسل بہنئی اور کچھ چھوی فرقہ ضالہ دونوں ایک ہی راہ پر ہیں۔

چنانچہ دیکھیے مولوی ہاشمی کچھ چھوی نے کیا پلان بنایا ہے۔ دیکھیے محمد الحقین حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد حسنا

صاحب قبلہ مفتی اعظم مہاراشٹر، ناگپور نے کچھ چھوی فرقہ ضالہ کی گمراہیت پر بیان کیے گئے طویل فتوے میں تحریر فرماتے ہیں:

مولوی ہاشمی صاحب کچھو چھوی نے ایک لائن باندھ کر کس طرح اپنے اصل مقصد کی طرف پھلتا تک لگائی ہے اور صاف اعلان کر دیا ہے کہ ان بددینوں بد مذہبوں کے ساتھ کمال میل ان سے تعلقات اور ان کے ساتھ مل کر اسلامی حفاظت کے نام پر اہلسنت کو ان کے مسلک اور عقائد وینے سے بالاتر و بے نیاز ہو جانا چاہیے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) دیکھیے، ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشیڈ پور۔ عبدالرحیم صاحب عرف چوناشاہ بابا کا پچھواں عرس مورخہ ۲۰/۲۱/۲۲/۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوا، اور ۲۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو مولوی ہاشمی صاحب نے وہاں تقریر کی ہے۔

اس کا عنوان ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشیڈ پور، نے یوں باندھا ہے۔ مسلک اور عقائد سے بالاتر ہو کر اتحاد کا مظاہرہ کریں: (محمد ہاشمی میاں)

تقریر کا وہ حصہ ہفتہ وار ”آزاد صد“ جشیڈ پور نے یوں لکھا ہے ”بعد نماز عشاء محفل سماع سے شروع ہوا جس میں ہزاروں ہزار کی تعداد میں عقیدت مسند شریک ہوئے۔ اس موقع پر حضرت علامہ الحاج سید محمد ہاشمی میاں نے اپنی تقریر میں عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر ملت اسلامیہ کے اندر اتحاد و اتفاق پر زور دیتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ (مولوی ہاشمی کی تقریر سننے والے گواہ بھی ہیں)

مندرجہ بالا عبارت کو اچھی طرح دیکھیے کہ بددینوں، بد مذہبوں، وہابیوں، رافضیوں، بوہروں، قادیانیوں، سے گھل میل کے لیے مولوی ہاشمی صاحب کچھو چھوی کتنے بے قرار اور حریص ہیں کہ انہوں نے اپنی حرص و ہوس کے لیے تنہا دنیوی نقصان نہیں بلکہ عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر دین و ایمان فروخت کر کے بددینوں و بد مذہبوں کے ساتھ اتفاق کے لیے تیار ہو گئے اور لوگوں کو بھی دین و ایمان سے بالاتر ہونے کی دعوت دے رہے ہیں آپ مولوی ہاشمی صاحب کی لائن کو اچھی طرح دیکھیے وہ کھنسرو ایمان، ضلالت و ہدایت کا فرق مٹا کر بددینوں، بد مذہبوں کو ایک ملت اسلامیہ قرار دینے کے لیے کیسی کیسی حرکتیں کر گئے ہیں۔

انہوں نے مسلک اپنی حضرت اسام بریوی پر حملے کیے اس کو ناقابل اعتبار و غیر معتد بنانے کے لیے ان میں عیوب و نقائص میں سرگرمی دکھائی پھر لوگوں کو بیوقوف بنانے

اور انہیں گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی کہ نقائص و عیوب کے باوجود اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کی علمی شان باقی رہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ کو احکام دینیہ میں خطا کار بتانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، غلط معانی لیے، اتہام و بہتان سے کام لیا۔

اب ہزار اعلیٰ حضرت امام بریلوی کے مسلک میں مرتدوں، کافروں، مسلح کلیوں، نیچریوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق سے بچنے کی شرعی تعلیمات دی گئی ہوں مولوی ہاشمی صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کو بھی ناقابل اعتبار کر چکے ہیں، ان کے نزدیک دیوبندی، وہابی، بوہرے، کھوجے، رافضی، صلح کلی، نیچری سب ایک ملت اسلامیہ ہے اس پر وہ خود چلیں گے اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کو چلائیں گے۔ بہر حال یکسر است گمراہیاں واضح ہیں۔ (ماہنامہ سنی آواز، ۲۰ ستمبر اکتوبر ۱۹۹۵ء، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲)

علماء کو نسل والوں نے بھی عقائد و مسلک سے بالاتر ہو کر دین و ایمان فروخت کر کے بدوینوں اور بد مذہبوں کے ساتھ اتفاق کر لیا اور لوگوں کو بھی دین و ایمان سے بالاتر ہونے کی دعوت دی آپ کچھ چھوٹی گمراہ برادران کی طرح علماء کو نسل ممبئی والوں کو بھی دیکھئے کہ وہ کفر و ایمان، ضلالت و ہدایت کا فرق مٹا کر بدوینوں اور بد مذہبوں کو ایک ملت اسلامیہ قرار دینے کے لیے کیسی کیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔ دیکھیے، علماء کو نسل کے دین شکن دفعات کو:

با اتفاق رائے مسلمانوں کی ایک نمائندہ جماعت بنام ”علماء کو نسل“ کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں سنی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ، خوجہ، بوہرہ غرض ہر مسلک کے اہل افراد کو شامل کیا گیا۔ (ص ۳۰۳)

آگے اسی دستور العمل علماء کی دفعات کو دیکھیے:

(ب) اغراض و مقاصد

- ۱۔ تمام کلمہ گو افراد کے درمیان منفقہ شرعی اصول کے تحت اتفاق و یک جہتی کی کوشش کرنا۔
- ۲۔ ذات پات، رنگ و نسل اور مذہب وغیرہ کی تفریق کے بغیر ملک میں رہنے والی تمام قوموں کے درمیان انسانیت و رواداری کے جذبات کو فروغ دینا، نیز ایسے طریقے سے گریز کرنا جو فرقہ وارانہ منافرت، طبقاتی کشمکش اور لاقانونیت کو بڑھاوا دیں (ص ۵)

گمراہ کچھو چھوئی برادران اور علماء کو نسل والوں پر ایک ہی حکم شرع عائد ہوتا ہے کہ دونوں گمراہ فرقوں نے مسلک کو بالائے طاق رکھنے کی بات کہی ہے۔ تمام گمراہ و بد دین فرقوں اور مسلکوں کے مقابل مسلک اہلسنت جو مسلک اعلیٰ حضرت سے

معروف ہے وہی عین ایمان و اسلام ہے جس کو کسی حال میں بالائے طاق نہیں رکھا جاسکتا جو ایسا کہتا ہے وہ کفر و ارتداد کو پہنچنے سے لگانا چاہتا ہے وہ کسی صورت میں نہیں قبول کیا جاسکتا۔ ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے گمراہ کچھوچھوی برادران اور علماء کو کس بجلی سے دور رہیں۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین:

عالم اسلام صلح کلیت کی زد میں

گمراہوں اور بد مذہبوں کا ایک گروہ ہمیشہ غیر مذاہب کے صاحبان حکومت و دولت کے ہاتھوں کھلونا بن کر مسلمانوں کی قوت ایمانی کو کمزور کرنے اور انہیں جادہ حق سے ہٹانے کی سعی ناکام میں مصروف رہا۔ ہندوستان میں جب انگریز حکومت قائم تھی، گمراہوں و بد مذہبوں میں خود کو عالم و فاضل علامہ فلاں فلاں کہنا کر یا کسی دارالعلوم کا پانی یا اس سے منسلک ہو کر یہ عمامہ کے نام کوئی جھوٹے قائم کر کے اہل سنت کو منانے اور انہیں کمزور کرنے کی کوشش میں مصروف رہا جیسے غیر مقلد، وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقدم نام اہل حدیث وغیرہ اور ایک گروہ صبح کلیت کی پالیسی اپنا کر اہل سنت کو مختلف خانوں میں منقسم کرنے کی کوشش میں مصروف رہا۔

صلح کلیت کیا چاہتی ہے

صلح کلیت ایک عجیب و غریب دھرم ہے کہ وہ کوئی مستقل مذہب نہیں رکھتی اگر اس کو کسی سے عطا و دھننی ہے تو صرف اہل سنت و جماعت سے۔ کوئی عالم دین بد مذہبوں کا رد و ابطال کرے تو صلح کلی بول پڑے گا کسی کی برائی کرنے اور بد گوئی کرنے سے کیا فائدہ ہم اپنی قبر میں جائیں گے وہ اپنی قبر میں کسی کو کیوں برا کہیں اس سے ملت کمزور ہوتی ہے مسلمانوں کے تمام فرقے باہم دیگر مل جل کر رہنا چاہیے۔ اگر ہم کسی کو برا نہ کہیں تو وہ ہم کو برا نہ کہے گا وغیرہ۔

اگر صلح کلیوں کے اس کمزور فریب کو مان لیں تو قرآن کی ان آیات کا کیا جواب ہو گا جو کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ اور منافقین کے رد و ابطال میں نازل ہوئی ہیں ان کیساتھ شدت اور غلظت اختیار کرنے کی قرآن نے تعلیم دی ہے۔

لَا يَهْدِي اللَّهُ الْبَاطِلِينَ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَغَلِّظْ عَلَيْهِمُ

یعنی، اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین و منافقین یعنی بظاہر کلمہ پڑھ کر ایمان کا اظہار کرنے والے اور نماز و روزہ حج و زکوٰۃ و جہاد کرنے والوں کے ساتھ سختی اختیار کرنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

یہاں سختی سے مراد کفار و مشرکین و منافقین کے ساتھ تیر تلو اور لے کر قتل کرنا اور ڈنڈا لیکر انہیں پٹینا سزا نہیں ہے بلکہ ان کے نظریات و خیالات اور باطل عقائد سے نفرت اور بیزاری، اپنے گھروالوں کو اس ماحول سے اور دوسرے مسلمانوں کو دور رکھنے کی کوشش کرنا اور انہیں ان سے محفوظ رکھنا ہے۔

کوئی مسلمان ان کے بظاہر کلمہ دہنا اور نیک اعمال سے فریقت ہو کر ان کی راہ نہ اختیار کرے اس سے ہمارا ان کے عقائد باطلہ سے نفرت کا جذبہ پیدا کرایا جاتا ہے ورنہ یہ مگر ایسی نقل اصل میں ضمیمہ ہو جائیں اس سے بہت بڑا خطرہ پیدا ہوگا آج تک ہو رہا ہے صرف کلمہ گوئی کا سہارا لے کر سب کو ایک لڑی میں پروانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک طرف تو علماء اہل سنت سے سخت نفرت پیدا کی جا رہی ہے اور دوسری طرف کفار و مشرکین دلحدین کے ساتھ مدافعت بڑھتی جا رہی ہے۔ کفار و مشرکین کے ساتھ مدافعت کا تو یہ عالم ہے کہ ان کی خوشامد اور چالیدی میں ہر وہ ناجائز و گھناؤنی حرکتیں کی جاتی ہیں جس سے مسلمانوں کو وقار اور اسلامی حیثیت کو شرم آجائے۔ انہیں اپنے گھروں میں عزت و وقار کے ساتھ بلوایا جاتا ہے ان سے جلسوں میں تقریریں کروائی جاتی ہیں، ان کو عزت و احترام سے نوازا جاتا ہے بالخصوص اہل غنائہ و درگاہ والوں نے کفار و مشرکین سے دین و دھرم کے استقبال اور ہار پھول بنانا اپنا طریقہ بنا کر رکھا ہے اور یہی کام بعض اہل سنت کے مدارس نے بھی اختیار کر لیا ہے جیسے اشرفیہ مبارک پور وغیرہ۔

اسلام اور مسلمانوں کے لیے یہ کتنا نازک وقت ہے کہ ہر طرف اسلام اور مسلمانوں پر پلٹا رہے کفار و مشرکین تو اپنی تمام تر طاقت و قوت صرف انہیں کمزور کرنے اور مسلک اہل سنت جو صرف مسلک اہل سنت کے نام سے جاتا جاتا ہے اس کو فنا کرنے کے لیے خرچ کر رہے ہیں، ہر چہ ہر جانب دیکھیے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لیے جتنا درد بھر ہے۔ صلح کلیوں اور نیچریوں نے سب سے پہلے کفار و مشرکین اور عقائد باطلہ رکھنے والوں سے نفرت و بے زاری کو ختم کرنے کی کوشش کی صرف کلمہ گوئی کو مدارجات ٹھہرایا۔ بظاہر ہر کلمہ پڑھنے والے بد مذہبوں اور بد دینوں پر ان کی بد مذہبی کفر کا وہ وجہ سے بحکم شریعت ناری ہونے کے حکم کو رد و اداری اور دین داری کے خلاف ٹھہرایا۔ مسلمان کہلا کر کفریات پکڑنے والے کو مہائے اہل سنت نے بحکم شریعت مطہرہ منافق، کافر و بدعتی ہونے کا حکم لگا دیا تو اسے خلق نبوی کے خلاف بتایا اور ان علمائے اہل سنت کے لیے گالیوں کی طومار لگادی اور سلف صالحین کو معیوب ٹھہرایا گیا۔ اس فرستے کے رد و ابطال کی سخت ضرورت ہے تاکہ ہمارا مسلک آئندہ خلط ملط نہ ہو جائے۔ صلح کلی الحاد سب سے پہلے کفار و مشرکین، اہل بدعت و بھوکے سے داد و محبت کی تعلیم دیتا ہے، ہی کا نام رد و اداری رکھا ہے۔ ان سب سے داد و محبت ان سے اخوت و بھائی چارگی اور رشتے نامے سب تو زلیں یہی ایمان کی علامت ہے۔ ان سے سبیل بر تاز سے باز رہنا چاہئے۔ اس کے خلاف صلح کلی اور نیچری رد و اداری کرتے ہیں۔ اسی کے بارے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فتاویٰ مصطفویہ کتاب الایمان مسئلہ ۳۵ میں ایک سوال جو ذیل میں ہے اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ مسئلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل، محلہ قلعہ بریلی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہندو نکالنا چاہتے ہیں جس میں جس میں ہندو اتاروں کی سورت مسیحا انسان بٹھائے جاتے ہیں۔ اور مجمع عام اہل ہندو کا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں

سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لیے اس جلوس میں چلیں اگر مسلمان جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کہ اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کیے ہوئے، اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو ان کے سر زد ہوگا وہ کس درجہ کا ہوگا۔ بیواؤ تو جرا

الجواب: اس کے حرام حرام اشہد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض قماشہ کے لیے وہاں چلنا تو حرام ہے نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا کام ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہو سکتا اس کا مضبوط کرنا کیسا جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہو گئے۔ اسلام سے جدا۔ ایسے امور کی تعظیم سے جدید ایمان اور تجدد کا لازم، چاہے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکماً آج کسی حاکم کا حکم اس لیے مان لیا گیا اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا تو کل بتوں کو سجدے کا بھی حکم ہوگا اور بے خبر لوگ جب بھی تعمیل سجدہ کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے یہی لوگ ہیں جنہوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کر کے اسلام کو نظر کفر میں معاذ اللہ ذلیل کیا ہے (جیسے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے مکتوبات جلد دوم مکتوب ۱۵۱ میں فرمایا کہ بداعت سے کفار میں اور مرتدوں اور بد مذہبوں میں جرأت بڑھ جاتی ہے) کل کافر ان سے بھی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کے لیے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو، ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو، مہ دیو کے آگے ڈنڈوت بجالاؤ وغیرہ وغیرہ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو امن نہ رہے گا مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے یہ ہوگا وہ ہوگا تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنے والے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل و رسوا ٹھہرانے والے وہ سب کچھ کریں گے (انہیں مکاریوں سے وہابی، نیمبری وغیرہ امن کیسیاں قائم کرتے ہیں اور ان میں صلح کلی الحاد کی اشاعت کرتے ہیں اور عیدین میں مشرکوں کو دعوت دیتے ہیں، اور بزرگوں کے اعراس میں جلسے کے نام پر بد عقیدہ و بد مذہبوں کو بلا کر تقریریں کرواتے ہیں) فقیر یہاں ایک مہارت شرح فقہ اکبر سے پیش کرتا ہے، من خروج الی

السنة ای مجموع اهل الکفر فی يوم العید و کفر لان فیہ اعلان الکفر و کانه اعانهم علیہ۔ جس نے سدہ کی طرف یعنی اہل کفر کے اجتماع میں فیروز کے دن نکلا وہ کافر ہوا کیوں کہ اس میں کفر کا اعلان ہے گویا کہ اس پر ان کی اعانت کی۔ محض تماشہ کی حیثیت سے جانے کا یہ حکم ہے کفری جلوس کی پیشوا کی اور کافروں سے اتحاد و رفاقت پر خدائے جبار و قہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً تجہید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جب کہ بیوی رکھتے ہوئے حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس مبارک فتوے سے ثابت ہوا کہ ”صلح کلی الحاد“ سے بچنے کے لیے ہجرت اور اس کے سیکولرزم سے بچنا ہر سنی مسلمان پر فرض عین ہے۔ صلح کلیت اور ہجرت عین سے مسلمان مرتدوں بد مذہبوں سے اپنے معتام میں انہیں بلانے یا ان کے مقام میں جا کر بیٹھنے کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کفار و مشرکین کی دنیوی منزلت پر فریفتہ ہو کر مسلمانوں کو بالخصوص علما کو صلح کلی الحاد سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لا یغرک تقلب الذین کفروا فی الہلال

یعنی اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اگلے گیلے پھرنا تجھے دھوکہ نہ دے۔ (کنز الایمان)

اس دھوکے سے مراد وہابی، نجبری صلح کلی وغیرہ اختیار کرتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم ہند کے بیان کردہ حکم شرع کے خلاف کوئی اہل سنت کا نام لے کر علماء میں کوئی مباحثہ اختیار نہ کر سکے گا؟

اشرفیہ مبارک پور صلح کلی الحاد کی طرف

پچھلے سال ”جلسہ یوم حسین“ کے نام پر شیعوں نے ایک جلسہ منعقد کر دیا جس میں وہابی شیعہ، ہندو، نجبری مفسرین شریک تھے اس خاص طور پر مقررہ خصوصی کے طور پر دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے نائب صدر مولوی محمد اور یس بستوی بھی شریک تھے اس میں جگت گرو شکر آچاریہ اور ادھو کش مہاراج اور سکریٹری گوردوارہ بنگلہ، پروفیسر بھائی سنگھ، شیعہ فرقے کا مشہور عالم اور آصف شاہی مسجد لکھنؤ کا امام کلب جو ادھو کش بھی شریک تھا۔ اس کے علاوہ بہت سارے صلح کلی نجبری شریک تھے۔ خاص طور پر دارالعلوم اشرفیہ کے نائب صدر مذکورہ شیعہ عالم کے ساتھ بیٹھ کر تقریر کر رہے تھے۔ صلح کلی یہی چاہتے ہیں کہ ملک میں ہم ایسا ہی فضا بنائیں جس میں بلا تعمیل ہندو بھی شریک ہوں اور وہابی، دیوبندی، مودودی، شیعہ وغیرہ مقلد (سنفی) وغیرہ شریک ہوں ہم اس میں خوب کھل کھلائیں۔ اس کی ابتدا اشرفیہ مبارک پور والوں نے علما کو نسل ممبئی نے کر دیا ہے۔ اشرفیہ مبارک پور کا صلح کلی الحاد کی فضا بنانے میں گہرا دخل ہے اشرفیہ کے نائب صدر کی شرکت صاف گواہی دے رہی ہے کہ اشرفیہ سے وہ دینی تعلق جو حضور حانڈ ملت کے دور اقتدار میں تھا اب اشرفیہ والوں نے اس کی دھجیاں اڑا دیں۔ اشرفیہ مبارک پور نے کھلی ہوئی الحادی پالیسی پر

عمل کرنا شروع کر دیا۔ یہی حال ہندوستان کے ایک ایوان بالا کے ایک سابق ممبر کا بھی ہے کہ اس مطلوب الغضب، متکبر و مغرور گفتار کے غازی نے اسلام و حقیت و مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنے کروار و ٹل سے ثابت کر دیا کہ میں اس زمانے میں ایک گفتار کا غازی، علماء کا گستاخ و بے ادب مغرور و متکبر ہوں اس کے خلاف میزبانی آنے والی تحریروں کا مطالعہ کیجیے۔ اب اشرفیہ مبارک پور کا ماحول ایسے ہی صلح کلی الحاد کے زرد میں آچکا ہے۔ ایسے اداروں سے ایسے بے ادب و گستاخ گفتار کے غازی، متکبر و مغرور، مغلوب الغضب سے بچنا ضروری ہے۔

صلح کلی الحاد کا رد آیات ربانی سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لکم دینکم ولی دین“ یعنی تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین۔ اس آیت کریمہ کی شان نزول میں یہ آیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ایک ساں ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ہم بھی آپ کے معبود اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میں اپنے دین پر حق پر ہی رہوں گا، جیسے کہ تم اپنے دین پر قائم ہو، اس آیت کریمہ میں صلح کلی الحاد کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ ساء رکوع ۱۲ میں ارشاد فرمایا: ”(ترجمہ)“ اور ان میں کسی کو نہ دست غمراؤ نہ مددگار۔“ اس سے معلوم ہوا کہ تمام ہندو ہوں سے دار و محبت انتہائی سخت جرم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ العصر ان رکوع ۳ میں ارشاد فرمایا: ”(ترجمہ)“ مسلمان کا فر کو دوست نہ بنالیں، مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا۔“ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسی کافر کے کفر میں (کھلے کفر اور کلمہ پڑھنے کے بعد مسلمان کہلانے والے مرتدین دونوں شامل ہیں) پھر بد دینوں سے دوستی اور محبت کیا معنی رکھتی ہے اس کو اشرفیہ مبارک پور کے بعض علماء خاص طور پر اختر ندوی اور ایوان بلا کا سابق ممبر نے نظر انداز کر کے کھلی ہوئی صلح کلیت اختیار کی نہ صرف صلح کلیت اختیار کی بل کہ جو مخلص اصحاب اور علماء صلح کلیت سے نفرت کرتے ہیں ان کا مذاق اڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ العصر ان رکوع ۱۲ میں ارشاد فرمایا: ”(ترجمہ)“ اے ایمان والو! غیروں کو (یعنی کھلے کفر اور مرتدوں کو) اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے میرا ان کی باتوں سے جھلک اٹھاؤ جو سنیں میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دی اگر تمہیں عقل ہو۔“

ان صلح کلیوں کو اس آیت میں منافق کہا گیا ہے۔ صلح کلیوں کی صفت بالکل منافقوں سے متقی ہے۔ اسی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کو اپنے فریب سے اور اتحاد کے نعرے سے وہ سخت ایذا نہیں پہنچاتے ہیں کہ ایک کھلا ہوا مشرک بھی ایذا نہیں پہنچا سکتا کھلا ہوا مشرک جان کا دشمن ہوتا ہے اور یہ ایمان کو نکال لپیٹتے ہیں۔ پھر سورہ مائدہ رکوع ۸ میں خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے: ”(ترجمہ)“ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم جو کوئی ان سے دوستی رکھو گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔“ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کھلے ہوئے کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست اور راز دار بنانے سے منع فرمایا لیکن یہ صلح کلی انہیں کو اپنا دوست اور راز دار قرار دیتے ہیں اگر کسی مسلمان کہلانے والے

نے ایسا کیا تو وہ انہیں میں سے ہوگا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ سورہ توبہ رکوع ۳ میں ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ) ”اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالموں میں سے ہے“ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورہ مائدہ رکوع ۹ میں ارشاد فرمایا کہ ”اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور جو تم پہلے کتاب دیے گئے اور کافران میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ“۔ مذکورہ آیات مقدمہ کے سننے اور سمجھنے کے بعد کون صلح کلی کے جو مکملے ہوئے کفار و مشرکین اور بددینوں محمدوں سے اپنی دوستی بنائے رکھنا چاہے گا۔

ماہنامہ سنی آواز جولائی اگست ۲۰۱۳

علماء سے تلخ نوائی پر معذرت کے ساتھ چند معروضات

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اپنی خداداد صلاحیت اور تجدیدی خدمات کے ذریعہ بہت سارے مسائل کا شرعی حل پیش فرما کر امت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ آپ کے حل کیے ہوئے مسائل کے بعد دوبارہ غور و فکر کرنا سوائے امت میں انتشار کے کچھ نہ ہوگا جو مسائل سیدنا اعلیٰ حضرت کے زمانہ حیات میں حل نہ ہوئے تھے آپ کے خلفاء شاگردوں کا وہ طبقہ جو مسلک اہلسنت کی اتھارٹی کہلاتا تھا ان اکابر نے اپنی علمی کاوشوں سے جامع حل نکالا اور اس پر اتفاق کر لیا۔ اس عظیم طبقہ کے حل شدہ مسائل پر بھی دوبارہ غور و خوض کرنا امت میں انتشار کا سبب ہوگا مثلاً لاؤڈ اسپیکر پر نماز والا مسئلہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ حیات میں ہی نہیں تھا۔ آپ کے بعد جب یہ مسئلہ ابھر کر سامنے آیا اکابر علماء و صالحین ملت نے اپنی فقہی و علمی بصیرت سے خوب تحقیق فرمائی اور اسکے ناجائز و حرام ہونے پر اتفاق کر کے اجماع قائم کر لیا۔ اس کے بعد اس مسئلہ پر تحقیق نے قوم میں انتشار پیدا کر دیا حتیٰ کہ یہ مسئلہ شرعی بورڈ میں جا پہنچا۔ چون کہ شرعی بورڈ کا فیصلہ ابھی تک صادر نہیں ہوا۔ بعض لوگوں کا ذوق لاؤڈ اسپیکر کے لیے شدید ہے قرار تھا اس لیے بعض مساجد کے کارگزاروں کے ذوق کی تسکین ہوگئی۔

ہم ان لاؤڈ اسپیکر لگانے والے حضرات سے انتہائی دینی و ملی اخلاص کے ساتھ گزارش کر رہے ہیں کہ شرعی بورڈ کا قیام بے شک مستحسن ہے مگر اس کے فیصلوں کا انتظار ان ہی مسائل میں کیا جاسکتا ہے جو ابھی تک فیصلہ ہونے سے باقی رہ گئے ہیں۔ رہے وہ مسائل جن کا فیصلہ اکابر علماء ملت کر چکے ہیں ان کے لیے کسی شرعی بورڈ کے فیصلے کا انتظار سراسر فضول ہی نہیں بلکہ شرعاً ناجائز بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد جو بھی اکابر اہلسنت ہیں خواہ ان کا تعلق بریلی، مراد آباد، سہارن پور، کچھوچھو، مقدسہ، مارہرہ، مظہرہ، بلی، سمیت گھوسی، بمبئی، کانپور سے ہو یا دیگر مقامات سے، یہ تمام حضرات لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔ ان اکابر علماء میں وہ حضرات بھی ہیں جن کے علوم کی ابتدا کو شرعی بورڈ کے موجودہ علمائے معلوم کی انتہا بھی نہیں پہنچ سکتی۔ یہ وہ اساطین اہلسنت تھے جن کے علوم و فنون تحقیق و تدقیق کی دھاک دینا کے مخالف مدعیان علم پر ایسی بھی ہوئی تھی کہ وہ سامنے آتے ہوئے لڑتے تھے۔

جب یہ مقتدا حضرات متفقہ طور پر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سلسلہ میں حکم شرع بیان کر چکے کہ ناجائز ہے تو اب ملت پر ان کا اتہار واجب ہے۔ ملت کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ کسی فرد یا چند افراد کے اختلافات یا شرعی بورڈ کے سکوت بلکہ خدا نخواستہ اکابر

علماء کے خلاف فیصلہ پر لاڈ ڈاؤنٹیکر پر نماز کی اقتدا کرے بلکہ اس طرح ملت اسلامیہ میں بہت بڑی مگرری کے راستے کھولے جا سکتے ہیں کہ کسی بھی وقت فیصلہ شدہ فقہی یا ایمانی مسائل کو جیسے دیوبندیہ و دہلیہ پر کفر و ارتداد کے متفقہ فیصلہ کو کسی بھی فرد یا جماعت یا کسی شرعی بورڈ کے فیصلہ پر انکار دیا جائے۔

شرعی بورڈ کے پاس اس کی کیا ضمانت ہے؟

کہ بورڈ یا موجودہ علماء محققین کے فیصلے کے بعد آنے والے علماء یا کوئی شرعی بورڈ آپ کے حل کیے ہوئے مسائل میں کسی مسئلہ پر کبھی تحقیق جدید کے نام پر کسی مسئلہ کو ہاتھ نہیں لگائے گا جب آپ کی جانب سے آنے والے علماء یا قائم ہونے والے کسی شرعی بورڈ کے لیے حل کیے ہوئے مسائل پر تحقیق کا دروازہ کھول دیا گیا، اسی کو سامنے رکھتے ہوئے آنے والے علماء نئی تحقیق کریں گے جو آپ کے حل کیے ہوئے مسئلہ کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ آخر یہ سلسلہ کہاں تک جا پہنچے گا۔ بہتر یہی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ یا آپ کے بعد اکابر علمائے حل کے کیے ہوئے مسائل پر کوئی گفتگو نہ کی جائے۔ صرف انہیں مسائل پر گفتگو ہو جو مسائل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ یا آپ کے بعد اکابر علماء سے حل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ ان مسائل پر شوق سے تحقیق فرمائیے اور ان پر اجماع قائم فرما لیجئے تاکہ بعد کے معاصران مسائل پر تحقیق جدید کے نام پر کوئی بحث نہ چھیڑیں۔

مسلمک اہلسنت کے لیے نازک ترین دور

مسلمک اہلسنت کو ہر دور میں مخالفان اسلام اور معاندین و حاسدین کی مخالفت اور عناد و حسد کا شکار ہونا پڑا۔ موجودہ دور میں مسلمک اہلسنت کو نازک ترین دور سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ اس کی تفصیل کی یہاں چند اس ضرورت نہیں چونکہ یہ مسلمک حق ہے مخالفت و عناد و حسد کی چیز و تندہ و فانی ہواؤں کے باوجود اس کا چراغ جلتا رہا ہے اور جلتا رہے گا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا مسرور
حسپ راغ مصطفوی سے سشار بولہبی

اس مسلمک پر ہر دور میں جو مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اور باطل قوتوں کی طرف سے کس طرح سے شدید حملے کیے گئے کہ ان طوفانی ہواؤں کی وجہ سے شجر اسلام و منیت کی شاخوں کو ہی نہیں بلکہ اس کی جڑ و بیڑ اکھڑ جانے کے خطرات پیدا کر دیئے تھے عین ایسی نازک صورتحال میں جانثار و جانناز و محافظان اسلام و منیت نے اپنا خون جگر بہا کر اور اپنا سب کچھ قربان کر کے اس شجر اسلام و منیت کی آبیاری کی۔ ان کی قربانیوں کی وجہ سے ہر دور میں شجر اسلام و منیت تروتازہ رہا۔

سلطنت مغلیہ کے خاتمہ کے بعد باطل قوتوں نے انگریز جیسی ظالم و جابر دشمن اسلام حکومت کی مدد و سہارے سے اپنے بال و پر سمیٹنا شروع کر دیا۔ ان باطل قوتوں نے متفقہ طور پر مولوی اسماعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کی قیادت میں مسلمک



اہلسنت پر سخت طوفانی حملہ کر دیا اس وقت حضرت علامہ شاہ فضل حق خیر آبادی، علامہ شاہ مخصوص اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور ان کے رفقاء سمیت نے ہر طرح کے مصائب و آلام کا مقابلہ کیا اور اسلام و سنیت کی لاج رکھ لی۔

باطل قوتوں نے پھر ایک بار مولوی اسحاق دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی غلام احمد قادیانی، مولوی خلیل احمد انیسٹروی، سرسید احمد علی گڑھی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے گمراہ مذہب و باطل قوتوں کے سرخیلان جماعت۔ ضالین کی جانب سے انگریز حکومت کی پشت پناہی میں پہلے سے کہیں زیادہ حملے میں شدت پیدا کی گئی۔

مذکورہ گمراہ باطل شخصیات کے علاوہ بڑے بڑے ادارے مثلاً دارالعلوم ندوۃ العلماء، دارالعلوم دیوبند، علی گڑھ کالج اس کے علاوہ اور دیگر تنظیموں اور جماعتوں کی جانب سے جب مسلک اہلسنت پر حملہ کیا گیا بظاہر ان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے سامان نظر نہیں آتے تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے بریلی سے اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا جیسی عظیم ذات کو پیدا فرما کر ہند کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائی۔ آپ کی ذات دین مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت اور اسلام و سنیت کی صیانت اور تعظیم و عظمت مصطفیٰ کی علامت بنکر امت کے دین و ایمان کی لاج رکھ لی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ خارجی اور داخلی حملوں کا سامن کرنا تھا، جس پر خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

ایک طرف اعداء دین ایک طرف حساسدیں

ہندہ ہے تنہا شہساقم پر کروڑوں درود

خارجی دشمنوں میں مدعیان اسلام میں انگریزوں کی پشت پناہی میں باطل قوتیں مثلاً وہابی، دیوبندی، قادیانی، نیچری، صالح کلی جیسی طاقتوں سے نیرو آزمائی کا سامنا تھا تو انہوں سے بعض فردی مسائل سے اختلاف پر ریشہ دانیوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ غیروں اور انہوں کی جانب سے اٹھائے ہوئے مسائل کے خلاف ان کا مدلل و مسکت جواب دیکر مسلک اہلسنت کو واضح فرما کر دین مصطفیٰ ﷺ پر کھروا لحادو بے دینی و گمراہیت کے طوفان کے ذریعہ اسلام و سنیت پر چھائے گرد و غبار کو صاف کر کے مسلک اہلسنت کو صاف و ستھرا نکھرا ہوا کر کے امت کے سامنے پیش کیا امت جس کا احسان رہتی دنیا تک ادا نہیں کر سکتی۔

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا امت پر یہ قرض ہے امت کسی حال میں ادا نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے خلفاء و شاگرد و مریدین و متوسلین کی بہت بڑی تعداد قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی، کی صورت میں آپ کے مسلک پر مضبوطی کے ساتھ کار بند رہ کر آپ کے مشن کو آگے بڑھایا اور دین شین کی خوب خدمت کی اور باطل قوتوں سے لوہا منوالیا۔ اب دنیا میں قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی کی پہچان مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

دنیا میں یہ جہاں چاہیں جائیں بریلوی کہہ کر پکارے جاتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نام پر ہی یاد کیے جاتے ہیں۔ قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی جو بھی سلسلے سے وابستہ ہوں ان کی پہچان اور ان کی خدمات سلاسل کی بنیاد پر نہیں بلکہ مسلک

کی بنیاد پر ہے۔ قادری، اشرفی، برکاتی، رضوی، مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیاد پر ایک جسم و جان ہیں۔

بجرا ہو، ہوس پرستی و نفس پرستی کا۔ اکابر عہد کے اٹھ جانے کے بعد مسلک میں فروعی مسائل پر اختلافات کھل کر سامنے آ گئے۔ آج جدھر دیکھیں اس مسلک کے اصغر کی جانب سے اٹھائے ہوئے چند فروعی مسائل میں یہ مسلک گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک دوسرے پر لعن طعن اور ایک دوسرے کو علمی و عقلی و سیاسی و سماجی میدان میں بچاؤ کھانے کے لیے ہر اس ٹھکی دستھی حرکات کے مرتکب نظر آتے ہیں کہ انہیں ہوش بھی نہیں کہ ہم اپنی منزل سے کس طرح گر گئے ہیں۔ اشتہارات پمفلٹ، کتابچے وغیرہ دیکھ کر اور ان کی ٹھکی دستھی تقریریں اور ان کی تعلیموں کو سنکر اہل علم و دانش تو کیا معمولی عقل و ہوش رکھنے والے انسان کو شرم آ جائے، چہرہ معتقدین و مریدین و حلقہ گوش لاگوں کی واہ واہ پر پھوٹے نہیں سارے ہیں۔

خدا را ہوش میں آئیے

اپنے مقام و مرتبہ سے گر کر اپنے آپ کو اپنے صحن و قمار کو اور اپنے مسلک کو رسوا مست کیجئے ورنہ آپ ذلیل و رسوا ہوں گے اور قوم و مسلک کو آپ کی ان حرکات سے بہت نقصان ہوگا۔ آنے والا مؤرخ آپ کو قندہ انگیزوں اور حامدوں و معاندوں اور ٹھکی دستھی حرکات کے مرتکبین میں شمار کرے گا اور قوم میں انتشار و انتشار پھیلنا خود آپ کے گلے کا بار بکھر کہیں آپ کو قیامت تک رسوا نہ کر دے۔

یاد رکھیے!

مسلک اہلسنت کے حامل کسی عام سے فروعی مسائل پر اختلافات ہو تو اپنے اکابر عہد اہلسنت خاص طور پر اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قدس سرہ اور شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور سیدنا مفتی اعظم ہند و رئیس التحکیمین حضور محدث اعظم ہند کچھ اور شیریدہ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں یا دیگر اکابر علماء رحمۃ اللہ علیہم کی جیسی پاکیزہ شخصیات کو مطعون نہ کیجئے انہیں میں چسندہ لوگ ایسے ہیں جو کسی عالم سے یا خانوادہ اعلیٰ حضرت یا خانوادہ کچھ مقدمہ میں کسی سے چند فروعی مسائل پر اختلاف کی آڑ میں مذکورہ عظیم شخصیات کو مطعون کرنا اور خواہ مخواہ ان حضرات کی انسانی سطح سے نیچے عام بازاری انسانوں کی طرح اشتہارات پمفلٹ یا کتابچے کی صورت میں مخالفت کرنا یا اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریر کے ذریعہ مطعون کرنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے۔ ایسے نادان علماء آپ خود ذلیل ہوں گے اور مسلک کو رسوا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اہلسنت سے گزارش ہے کہ ایسے نادان اور ٹھکی دستھی پر گرنے والے علماء کی ان حرکات پر ”جواب جاہلان باشد خوشی“ کے تحت خاموشی کے ساتھ دین و سنیت کی خدمت انجام دیں اور انہیں عقل سلیم اور ہوش و حواس کے قائم رہنے کے لیے دعا کریں۔

تبلیغ اسلام و سنیت کے لیے علامہ حسین علمی الشیخ استنبول (ترکی) دنیا میں منتخب ذات

قوم میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود کے لیے نہیں بلکہ اپنے مذہب اور مسلک کی حیانت کے لیے جیتے ہیں ان کے نازک سینے میں اپنا نہیں بلکہ قوم و مذہب کا درد رہتا ہے۔ اپنا سب کچھ دین مشین کی حفاظت اور قوم کی فلاح کے لیے قربان

کر دیتے ہیں۔ دنیائے اسلام کے اندر علامہ حسین علی الیشیق استنبول کا شمار انہیں انسانوں میں ہوتا ہے۔
 سبھی جانتے ہیں کہ اس سامعہ شرفک دور میں جو جنگ فوج اور تھیاریے نہیں جیتی جاسکتی وہ لڑچکر کے ذریعہ جیتی جاسکتی
 ہے جس نے لڑچکر کی دنیا کو فتح کر لیا وہ دنیا کا سب سے بڑا فاتح انسان ہے۔ آج ہر چہار جانب مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام
 میں گمراہ و باطل فرقوں کا سارا زور ان کی طاقت اور قوت صرف لڑچکر پر خرچ ہو رہی ہے۔ لڑچکر کے ذریعہ وہ کام لیا جا رہا ہے جو
 کام جنگ جیتنے کے بعد بھی نہیں لیا جاسکتا۔

اہلسنت و جماعت میں ایسے افراد کی بہت کمی ہے جو لڑچکر کے ذریعہ دلوں کی دنیا کو فتح کر لیا ہو، اور جنہوں نے تسلیغ
 اسلام و منیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا ہو۔ آج دنیا میں علامہ حسین علی الیشیق کی ذات جہاں ایسی نظر آتی ہے کہ لڑچکر کے
 ذریعہ مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام میں گمراہ فرقوں کے چوکھی محاذ کے خلاف اسی انداز میں لڑچکر ہی کے ذریعہ انہیں بچھا رہا ہو۔
 علامہ حسین عی کی ذات نمایاں ذات ہے۔ آپ نے مختصر مدت میں وہ کارہائے نمایاں کر دکھایا، موجودہ دور میں جو کام کوئی ادارہ
 یا جماعت یا کوئی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بھی انجام نہیں دے سکا۔

علامہ حسین علی الیشیق خالص سنی، حنفی ترکی مسلمان ہیں۔ جن کی دینی و علمی خدمات کو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ
 آپ کے دل میں خدا کا خوف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بدرجہ اتم موجود ہے، چونکہ آپ حنفی ہیں اس لیے حضرت سیدنا امام اعظم
 ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مسلک سے والہانہ عقیدت و محبت کا صاف پتہ چلتا ہے۔

مخالفان اسلام اور مدعیان اسلام میں گمراہ و بد مذہب کے اعتراضات کا دندان شکن جواب دینا اور تبلیغ اسلام و منیت کا
 جذبہ بھی ان کے اندر بدرجہ اتم موجود ہے۔ عربی، فارسی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، ترکی، ہندی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں
 ہزاروں کی تعداد میں کتب شائع فرما کر ان کی مفت ترسیل ان کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔ اکثر کتابیں سیکڑوں صفحات پر مشتمل ہوتی
 ہیں ان میں اکثر کتب یہود و نصاریٰ، وہابی، جمہدی، دیوبندی، قادیانی، پنجری، صلح کلی، ہندی، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی کے
 رد و ابطال میں شائع ہو رہی ہیں۔

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی وہ تصانیف جو گمراہ و بد مذہب فرقوں کے رد و ابطال
 میں شائع ہوئی ہیں ان کو اپنے مکتبہ الیشیق استنبول ترکی سے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت ترسیل کی جا رہی ہے۔ ادارہ سنی
 آواز ناگپور بھی اپنے مقدمہ و برآمدت دین انجام دے رہا ہے اور ایک رسالہ سنی آواز مفت شائع کرتا ہے۔

اس لیے علامہ حسین علی الیشیق استنبول ترکی کی بڑی محبت فرماتے ہیں اور برابر کتب ارسال فرماتے ہیں اس پر ادارہ
 سنی آواز اپنے تمام رفقاء سمیت آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سے اپنی پسندیدہ زیادہ سے
 زیادہ دینی خدمات لے لے اور قبول فرمائے۔ آمین فقط

جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ روایں جشن، صلح کلیت کی یادگار

ماہ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں دکن کی ایک دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ۱۲۵ روایں جشن منایا گیا۔ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے اکابر علماء دکن و ہایت وغیرہ مقلدیت کے فتنہ کے آغاز سے دین میں مصلب اور اکابر علماء دیوبند کو بلکہ ہر بد مذہب مرتد کو ان کی کفری عقائد و عمارات پر کافر و مرتد جانتے تھے۔ جب سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اکابر علماء دیوبند پر کفر و ارتداد کا فتویٰ شرعی و دینی حاکم کر کے علماء حرمین مقدسین سے اس کی تصدیقات حاصل کی۔

علماء حرمین کے ساتھ معروضات، تمام علماء ہند سندھ و افغان وغیرہ کے علماء اعلام نے اس فتویٰ مبارکہ کو ”حسام الحرمین“ کے نام سے معروف ہے۔ اس فتویٰ پر علماء دکن نے بھی تصدیقات ثبت فرمائیں اور اکابر علماء دیوبند کو کافر و مرتد تسلیم کیا جس کی تصدیق کے لیے ماہ نومبر دسمبر ۱۹۹۶ء کا ماہنامہ سنی آواز نے شائع کر کے اپنے دعوے کا ثبوت دیا ہے وہابیوں کے کفر پر صادر کیا ہوا فتویٰ کافی ہے۔

جس میں اکابر علماء دکن نے وہابیوں، دیوبندیوں پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دیکر اپنے مصلب کا ثبوت دیا ہے۔ اور خاص طور پر الصواریم الہندیہ میں ان حضرات کی تصدیقات موجود ہیں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے کافر و مرتد ہونے پر ہندوستان کے سیکڑوں علماء کرام کی تصدیقات ہیں ان میں علماء دکن کی بھی تصدیقات ہیں۔ موجودہ حیدرآباد کے علماء بالخصوص علماء جامعہ نظامیہ کا اکثر طبقہ اپنے ہی اکابر علماء کے دین و مسلک سے منحرف اور صلح کلیت کے انتہائی شدید و غلط دلدل میں پھنسا ہوا ہے، آگے ہم اس کی تفصیل بیان کریں گے۔

موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے بانی جامعہ کی شخصیت کو مجروح کر دیا

بانی جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے تعارف و شخصیت پر اخبار روزنامہ رہنمائے دکن میں لکھا ہے:

جامعہ نظامیہ کی تاریخ پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ اقدس پر حضرت فخر العلماء، نور الاسلام مولانا الحاج حافظ انوار اللہ خاں صاحب فضیلت جنگ علیہ الرحمہ مدینہ منورہ سے سرزمین دکن رونق افروز ہوئے اور ۱۲۹۲ھ سے ۱۸۷۷ء میں مدرسہ نظامیہ کا قیام عمل میں لایا اور خالص علوم دین و شریعت کا اہتمام کیا گیا۔ (اخبار روزنامہ رہنمائے دکن ۲۱ ستمبر ۱۹۹۶ء ص ۱۰)

مذکورہ بالا حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بانی جامعہ نظامیہ کی شخصیت ہر گاہ رسالت میں مقبول تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے سرزمین دکن پر پہنچنے کا اشارہ فرمایا اور سرکارِ دو عالم میں پہنچنے کے اشارہ پر رونق افروز ہوئے اور مدرسہ نظامیہ کا قیام مسلسل میں آیا۔ خالص دین و شریعت کا اہتمام کیا گیا۔

علماء کرام پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھوانے والے بنانے والے پر لعنت فرمائی اور اس کو حرام فرمایا اور احادیث میں جاندار کی تصویر کی حرمت پر بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں جو شخصیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ اقدس پر دکن تشریف لائی تھی جو دین و شریعت کے پھیلانے کے لیے بھیجی گئی تھی۔ وہ شریعت کے اس حکم سے واقف نہیں تھی کہ تصویر کا بنانا یا بنوانا حرام ہے۔

بعض علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے انہیں مجدد بھی لکھا ہے۔ مجدد تجدیدِ احیاء دین کے لئے پیدا کیا جاتا ہے جو اپنی مدد میں مٹی ہوئی سنتوں کو زندہ کرتا ہے، دین و شریعت کا محافظ ہوتا ہے۔ دیکھا آپ نے، علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا صلح کیا نہ مزاج کہ اس نے اپنے ہی مذہبی پیشوا اور ایک دکن کی بھاری بھر کم شخصیت کو مجروح کر کے رکھ دیا اور ہر عالم جو دین و سنیت کا حامل ہے اس کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ یہ مجدد تصویر کشی جو حرام ہے، اس کی لعنت کو نہیں جانتے تھے؟ کیا انہوں نے دین و شریعت کی محافظت کا فریضہ انجام دیا ہوگا؟

انہوں نے اسی اعتبار رہنمائے دکن میں سرورق پر بانی جامعہ نظامیہ کی تصویر چھپی ہوئی ہے۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے اپنی ہی بانی کی ذات کو مجروح کر کے رکھ دیا اور یہ بھی سوچنے پر مجبور کر دیا کہ جو ذات شریعت کا یہ عام حکم نہیں حساب کرتی تھی کہ تصویر کھوانا یا بنانا حرام ہے وہ دین و شریعت کی محافظت کا کیا اہتمام کیا ہوگا؟

تصویر کیوں شائع کی اس کا جواب موجودہ علماء حیدرآباد پر ضروری ہے۔ علامہ انوار اللہ خاں صاحب موجودہ علماء جامعہ کی طرح عالم نہیں تھے، انہیں کے قول پر دین کی شریعت کی حفاظت کرنے والے تھے۔ موجودہ علماء نے بھی دین کی اور شریعت کی پروا کیے بغیر تصویر چھپوادی۔ موجودہ علماء نظامیہ سے پوچھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھوانے والے اور کھینچنے والے پر لعنت فرمائی اور حرام فرمایا ہے یا نہیں؟ اس پر ہمارا سخت احتجاج ہے۔

اتنا نہ بڑھاپا کی داماں کی حکایت۔

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بسندِ قبادیکھ

ہم کچھ نہیں کہہ رہے انہیں کے ماننے والوں نے ان کی شخصیت کو دینی و شرعی طور پر غیر ذمہ دار بنا کر رکھ دیا ہے۔ اس کو یہ علماء بھگتے رہیں ہمیں تو ۱۲۵ روپے جشن پر گفتگو کرنا ہے۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا اکثر جذبہ مسلکِ حق سے پھر گیا ہے اور صلح کلیت اختیار کر کے انتہائی درجہ کا پلپلا ہو گیا جس سے گمراہیت سے لے کر کفر و ارتداد تک کے خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

ان کا پلپلا پن دیکھیے، جامعہ کا ۱۲۵ روپے جشن منایا گیا اس میں وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، مہدوی وغیرہ بد مذہب علماء شریک رہے۔ اس کا ۱۲۵ روپے جشنِ صلح کلیت کی یادگار تھا۔ یہ اجلاس قدیم علماء حیدرآباد کی روش اور ان کے دینی تعلیم سے

بالکل علیحدہ اور اپنی ہی بانی کی ذات کو محدود کرنے والا تھا۔

اب جامعہ نظامیہ حیدرآباد سے کھلے طور پر صلح کثرت اور بد مذہبیت کا پرچار ہو رہا ہے۔ انہوں نے اپنے تئیں اپنے اس صلح کل غریب کا نام ”مسلمک اعتدال“ رکھ لیا ہے۔ اب بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ انوار اللہ خاں صاحب کی تعریف و توصیف حیدرآباد کے ایک وہابی دیوبندی مولوی محمد رضوان القاسمی سے نہ کیا لکھتے ہیں۔

حسن اتفاق ہے کہ شمالی ہند کی دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتوی اور جنوبی ہند میں دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ کے بانی مولانا انوار اللہ خاں فاروقی، دونوں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر مکی کے متوسلین اور خلفاء میں سے ہیں، اول اہل ذکر نے ۱۲۸۳ھ میں دیوبند اور شمالی اہل ذکر نے ۱۲۹۲ھ میں حیدرآباد میں دینی درس گاہ کی بنیاد ڈالی۔ اپنی اپنی حیثیت کے لحاظ سے دونوں کے فیوض و برکات کا اثر ملک و بیرون ملک پر پڑا۔ اداوہ دیوبند کے سیلاب کو تھامنے اور روکنے کے سلسلے میں اس طرح کے ادارے مضبوط بندھا بت ہوئے ہیں۔ اس طرح کے دینی اداروں کو اس زمانے میں مسلمک و مشرب کے اختلافات میں الجھانا اور بعض عبارتوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ان کے آپسی ازالہ کے بعد دوبارہ از سر نو ان باتوں کو تازہ کرنا دین اور ملت کی کوئی خدمت نہیں ہوگی ملت کے سامنے سارے اہم اور پیچیدہ مسائل ہیں ان کے حل میں اجتماعی غور و فکر اور مشترکہ تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اختلافات جو اکثر غلط فہمی کی بنیاد پر ہیں، ان کو ہوا دیکر ایک دوسرے سے دور کرنا حالات حاضرہ کا تقاضہ نہیں ہے۔ یہ وقت ”نقطہ ہائے اتحد کو تلاش کرنے کا ہے نہ کہ“ ”نقطہ ہائے اختلاف“ کو ڈھونڈنے کا۔ جامعہ نظامیہ کے جشن تاسیس کی مجلس انتظامیہ کے ذمہ داروں نے پریس کانفرنس میں جو اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں وہ لائق ستائش ہیں۔ جامعہ کے مسلمک اعتدال پر مختلف انداز سے جو روشنی ڈالی جا رہی ہے وہ قابل قدر ہے۔ (روزنامہ ”رہنمائے دکن“ ۲ اکتوبر ۱۹۹۶ء ص ۲)

مذکورہ بالا حوالے میں ایک وہابی دیوبندی مولوی محمد رضوان القاسمی ناظم دارالعلوم سبیل الاسلام حیدرآباد نے بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ انوار اللہ خاں صاحب کو وہابی دیوبندی و دھرم کے ایک پیشوا مولوی قاسم نانوتوی کو ایک ہی پیر یعنی حضرت حاجی امجد اللہ مہاجر مکی کا مرید بتا کر یہ ثابت کیا ہے کہ ان دونوں کا اثر اپنی اپنی حیثیت سے ملک و بیرون ملک پڑا۔ یعنی ان کے نقطہ نظر سے اداوہ دیوبند کے سیلاب کو روکنے اور تھامنے کے سلسلے میں دونوں ادارے یعنی دارالعلوم دیوبند اور جامعہ نظامیہ مضبوط

جانتے ہوئے۔ اور ان کے بارے میں دیوبندی مولوی نے یہ بھی لکھ دیا کہ اس زمانے میں مسلک اور مشرب کے امتیازات میں الجھنا اور بعض عہدوں (یعنی کفری عہدوں) سے جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے ان کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اور اسی وہابی مولوی نے علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ بیان بھی دیا کہ:

جامعہ نظامیہ کے جشن تاسیس کی مجلس استتالیہ کے جو اغراض و مقاصد بیان کیے ہیں وہ لائق ستائش ہیں جامعہ کے مسلک اعتدال پس پر مختلف انداز سے روشنی ڈالی جاتی رہی ہے۔ (اخبار روزنامہ رہمائے دکن حیدرآباد)

کیا موجودہ علماء جامعہ نظامیہ اور ان کے اندر سے مقلدین وہابی دیوبندی مولوی کے مذکورہ بیان سے متفق ہیں؟ وہ اس سے متفق ہیں۔ کس طرح سے متفق ہیں آگے ملاحظہ فرمائیں۔ اس وہابی دیوبندی مولوی بانی جامعہ نظامیہ علامہ الشاہ نور اللہ صاحب اور قاسم نانوتوی کو ایک پیر کا مرید اور دونوں کے مقاصد ایک ہونا ثابت کیا ہے۔ موجودہ جامعہ نظامیہ کے وہ علماء جو صلیح بن چکے ہیں جنہوں نے صلیح کئی مذہب کا نام مسلک معتدل رکھ لیا ہے وہ بتائیں؟ وہ شخص جو اسلامی عقائد کی بنیاد پر ذرہ برابر بھی اسلامی حیات اس کے اندر رہتی ہے وہ غور کرے کہ بانی جامعہ نظامیہ کے پیر بھائی وہابی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی نے کیا لکھا ہے اس کی کفری عبارات دیکھیے وہ کیا لکھتے ہیں:

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور جی ہو تو پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحدیر الناس ص ۱۳ بحوالہ راد البند ص ۵۶)

دوسری عبارت اسی کے ص ۲۸ پر:

بلکہ اگر بالفرض زمانہ نبوی بھی کوئی نئی پیدا ہو جائے جب بھی خاصیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اسی مولوی قاسم نانوتوی کی ایک اور عبارت دیکھیے تحدیر الناس پر

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں۔ تحدیر الناس ص ۱۳ بحوالہ راد البند ص ۵۶)

وہابی دھرم کے ایک بڑے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی اور بانی جامعہ کے پیر بھائی نے لکھ دیا حضور کے بعد اگر کوئی نبی آجائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاصیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ جیسے یہ شوشہ چھوڑ امرز اغلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا۔

اے جامعہ نظامیہ کے مسلک اعتدال والو!

شاید آپ لوگوں کو اپنی صلیح کلیت کا آپ نے مسلک اعتدال نام رکھا ہے۔ اسی کی وجہ سے آپ کو اس کے کفری معنی و

منہجہ کو جس میں آج تک سب سے بڑے توفیق سے منہ کورہ بالا عبارت میں مولوی قاسمی نانوتوی نے واضح طور پر لکھ دیا کہ رسول اللہ ﷺ منہجہ کا اس معنی میں خاتم النبیین ہوتا کہ حضور منہجہ پہ سب سے پہلے نبی ہیں تاکہ اور یہ توفیق اور حسب اہل لوگوں کا حسب اہل ہے۔ حالانکہ دور صحابہ سے لیکر اس وقت تک اس امت کے تمام صحابہ کرام، اہل بیت تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، مجتہدین، فقہاء محدثین، مولیاء امت و علماء ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے خاتم النبیین کا سب سے پہلا نبی حضور نبی آخر الزماں منہجہ پہ ہی کو، تاہم وہی پر آج تک سب کا ایمان ہے۔ اس کو بانی جامعہ نظامیہ کے پیر بھائی نے بے وقوفوں اور جاہلوں کا خیال بتا کر سب کی توجہ کی اس ایمانی عقیدے میں بانی جامعہ نظامیہ علامہ انوار اللہ خاں صاحب بھی شامل ہیں وہ بھی ان کے پیر بھائی کے نزدیک جاہل اور بیوقوف تھیں۔ اور کچھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ اس کے نزدیک پہلا نبی ہوتا کوئی مدح و ثنا کا وصف اور قابل تعریف صفت نہیں، اگر آپ کریم میں خاتم النبیین کے معنی سب سے پہلا نبی ہوتا ہے لپے جائیں تو کلام الہی بولیں رسول اللہ و خاتم النبیین: کہنا غلط ہوگا۔

امت نے آج تک منہجہ پہ کو سب سے پہلا نبی یعنی سب سے آخری نبی ہی مانتا۔ یہ مرتد نانوتوی بانی جامعہ نظامیہ کا پیر بھائی اس ایمانی عقیدے کو کچھ لوگوں کا عقیدہ بنا رہا ہے۔ جب اس نے اس ایمانی عقیدے کو جو ضروریات دین سے ہے جس کا انکار کفر ہے۔ اسی کو عام یعنی جبلا اور کچھ لوگوں کا خیال کہ کفر و کفریت نبوت نبی آخر الزماں منہجہ پہ کا انکار کر کے کافر و مرتد ہو گیا۔ اسی طرح چند سطر کے بعد یہ لکھتا ہے:

اسی طور پر رسول اللہ منہجہ پہ کی خاصیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف یوصف۔ نبوت بالذات اور سوا آپ کے اور نبی موصوف یوصف نبوت بالفرض اوروں کی نبوت پر آپ کا فیض ہے، یہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ تحذیر ان س من ۴۴ بحوالہ تجانب اہل اللہ

اب اس کے بعد مرتد غلام احمد قادیانی نے اس طرح بکواس کی ہے:

خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ لا سہیل انی فیوض اللہ من غیر تو سہیل یعنی بغیر حضور اکرم منہجہ پہ کے واسطے اور دینے کے کسی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اور رسالت بلا واسطہ اور دوسرے نبیوں اور رسولوں کی نبوت اور رسالت حضور اقدس منہجہ پہ اور وسیلے سے ہے، چاہے وہ نبی حضور کے بعد ہی کیوں نہ آئے۔ (معاذ اللہ) (تجانب اہل اللہ)

نانوتوی اور قادیانی دونوں کی عبارات اور عقیدہ میں کتنی یکسانیت ہے حضور کی ختم نبوت میں آج تک امت مسلمہ کا یہی عقیدہ ہے کہ نہ کسی کو تو سہیل سے نبوت مل سکتی اور نہ بلا واسطہ کے۔ دونوں فرقوں کے رہنماؤں نے ضروریات دینیہ و ایمانیہ کا انکار

کہا۔ کسی بھی ضروری و دینی کے انکار سے مسلمان کہلانے والا نوراً کافر ہو جاتا ہے۔ آیت کریمہ:

مَا كَانَ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا
میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کسی کی تخصیص۔ جو شخص اس معنی کا انکار کرے کوئی اور معنی گڑھ لے وہ یقیناً کافر و مرتد ہے۔ قرآن کریم کا کھلا انکار ہے اس میں علماء جامعہ نظامیہ کا مسلک اعتدال کیا کہتا ہے؟

مرتد قادیانی نے حضور کے بعد توسط نبی آسکتے کی بات کہی ہے اور مرتد نانوتوی نے یہ فیض نبی کہا، دونوں نے اسلام کی بنیادی عقیدے کے خلاف اپنے دل سے معنی گڑھ لیے اور یہ ثابت کرنے کی کفری ناپاک کوشش کی کہ بتوسد نبی یا بہ نسب فیض نبی حضور کے بعد بھی کوئی اور نبی آسکتا ہے۔ مرتد قادیانی اپنے آپ کو نبی کہہ کر کافر و مرتد ہو گیا اور مرتد نانوتوی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت امت کے عقیدے کو نا سمجھ لوگوں کا خیال کہہ کر کافر و مرتد ہو گیا۔ اسی لیے جامعہ کے مسلک اعتدال والوں کے ہمنوا ایک وہابی مولوی نے ان کی تعریف میں یہ لکھ دیا۔

اس زمانے میں مسلک و مشرب کے اختلافات میں الجھانا اور بعض عبارتوں سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں، ان کے آپسی ازالہ کے بعد دوبارہ، زمرہ ان باتوں کو تازہ کرنا دین و ملت کی کوئی خدمت نہیں (رہتا ہے دکن، از محمد رضوان القاسمی)

یہ وہابی مولوی جانتا ہے کہ ہمارے اکابر کی بعض عبارتوں سے کفر واقع ہوا ہے۔ مسلک اعتدال کے حامل علماء جامعہ نظامیہ نے مرتد قادیانیوں کو کیوں چھوڑ دیا ان کو بھی گلے لگا کر اپنے اجلاس میں شریک کر لیتے۔ اب مسلک اعتدال والے علماء جامعہ نظامیہ حیدرآباد ان کے حمایتی وہابی، دیوبندی، جماعت کے ایک اور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کی کفری عبارت دیکھیں:

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر مہی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

علماء جامعہ نظامیہ جو مسلک اعتدال پر قائم ہیں، وہ بتائیں کہ اس میں حضور کی توہین ہے یا نہیں اور آپ کی شان اقدس میں کھلی ہوئی گستاخی ہے یا نہیں۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر علم غیب کا حکم کیا جان یعنی یہ کہنا کہ حضور کو علم غیب تھا تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم جیسا حضور کو تھا زید و عمرو ہر بچے پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کو حاصل ہے۔ حضور کے علم غیب کو ہر بچے ہر جانور و چوپائے اور پاگل و دیوانے کے مثل ٹھہرایا نہیں؟

امت میں آج تک حضور کے بارے میں ایسی گندی عبارت کسی نے لکھی ہے؟ کیا اس کے باوجود آپ کا مسلک۔

اعتدال ایسے خبیث کافر کو مسلمان ماننے کے اجازت دیتا ہے؟ ابھی آپ لوگ اپنے مسلک اعتدال کی وجہ سے اس کو نکلیں سمجھو۔
اب اس کو یوں سمجھیے۔

میں مولوی اشرف علی تھانوی کی مذکورہ بالا عبارت کو دوبارہ نقل کر رہا ہوں جہاں حضور اقدس کا نام پاک ہے وہاں بانی جامعہ کا نام لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کی ایمانی حیثیت بیدار ہو، مجبوراً مجھے یہ عبارت لکھنی پڑ رہی ہے۔ ملاحظہ کیجیے یہ عبارت:
بانی جامعہ نظامیہ کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے بالکل۔ اگر بعض علم مراد ہیں تو اس میں بانی جامعہ نظامیہ کی کیا تخصیص ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و معنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

ہم مذکورہ بالا عبارت میں بانی جامعہ نظامیہ کی کھلی توہین سمجھتے ہیں۔ آپ لوگ تو اس عبارت کو پڑھنے کے بعد قطعہ سے لال پیلے ہو جائیں گے۔ اگر آپ کو مذکورہ عبارت پر غصہ آئے علامہ انوار اللہ خاں صاحب کی توہین سمجھیں تو خدا را غور کیجئے یہی عبارت جب حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں لکھی جائے تو اس میں حضور کی توہین نہیں ہوگی؟ ایسی عبارت کا لکھنے والا مسلمان ہوگا؟ جس نے بھی حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں توہین کی ہے اس کو کافر و مرتد سمجھنا ہی عین دین اسلام ہے چاہے وہ اپنے وقت کا بڑے سے بڑا مولوی یا بادشاہ وقت کیوں نہ ہو۔

اگر آپ واقعی مذکورہ بالا عبارت کے پڑھنے کے بعد بانی جامعہ نظامیہ کی توہین محسوس کریں جب وہی عبارت حضور کے بارے میں لکھی جائے تو آپ کی حیثیت ایمانی جاگ اٹھے اور مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر و مرتد سمجھیں تو اس وقت اپنے خود ساختہ مسلک اعتدال سے توبہ و رجوع کر لیں گے تو اس وقت آپ کا مسلک مسلک اعتدال نہیں رہے گا بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کہلائے گا۔

آپ کے اکابر علماء حیدرآباد و مرتد اکابر علماء دیوبند کو ان کی کفری عبارات کی وجہ سے کافر و مرتد جان کر حسام الحرمین کی تصدیق کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کے حق ہونے کا اعلان کر گئے۔ اور آج آپ اپنے ہی بانی جامعہ اور اکابر علماء کے خلاف مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو کر خود ساختہ مسلک اعتدال کے حامل ہو کر ہر کافر و مرتد کو بظاہر اس کے کلمہ اور نماز کی آڑ میں مسلمان جان کر دین حق کے پرچے اڑا دیئے جس سے دین میں خطرات پیدا ہو گئے ہیں۔

جامعہ نظامیہ کا مسلک اعتدال دین کے لیے کتنا خطرناک ہے

جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے موجودہ علماء دین میں اس قدر شدید بدعت اختیار کر چکے ہیں، جس کے ۱۲۵ ویں جشن تاسیس میں وہابی، دیوبندی، غیر مقدس، مہدوی وغیرہ بد مذہب علماء شریک اجلاس رہے۔ ایک مہدوی فرقہ کے عالم سید نصر ستہ الجتہدی مولوی کامل جامعہ نظامیہ نے بھی شرکت کی۔ فرقہ مہدویہ پر اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے تمام علماء اہلسنت کے ساتھ

۱۰۰ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

جامعہ نظامیہ نے بھی اس فرقہ پر کثرت و ارتداد کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ لیکن یہ فرقہ ان کے عہد سائنس و مسلمانوں کے علم و ہنر کے دکن حیدر آباد نے اپنے ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارے میں ص ۴ پر مذکور مہدوی مولوی کا ایک طویل انٹرویو شائع کیا ہے۔ اس میں ایک سوال و جواب ملاحظہ کیجئے:

سوال: کیا آپ کو اس بات پر فخر ہے کہ آپ نے جامعہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی؟

جواب: مجھے اقرار ہے کہ میں نے ہندوستان کی مایہ ناز دینی و علمی جامعہ نظامیہ سے تعلیم حاصل کی ہے جو ہندوستان میں علوم و ہنر کے چراغ روشن کیے ہوئے ہے۔ جہاں کے علماء و محققین کے اعتراف سے اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ جس کا مسلک افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال پسندی ہے۔ مسائل علمیہ کے اندر ایک ایسی علمی و دینی جامعہ ہے جہاں مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کو تعلیم حاصل کرنے کا موقع حاصل ہے اور یہ سلسلہ ہائی جامعہ کے زمانے سے ہی جاری ہے۔ (رہنمائے دکن ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء ص ۴)

کیا علماء جامعہ نظامیہ، مہدوی مولوی کے مذکورہ بیان سے متفق ہیں؟ یقیناً اس سے مسلک اعتدال کی وجہ سے ان کا اتفاق ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ مذکورہ مہدوی نے ہائی جامعہ نظامیہ ہی کے زمانے سے مختلف مکاتب فکر کے طلبہ کو اس میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع دیا جاتا رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہائی جامعہ نظامیہ کے دور سے ہی جاری رہا ہے لکھ کر ہائی جامعہ کی شخصیت پر سخت ضرب لگائی ہے۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس میں ہلا امتیاز مسلک و عقیدہ تمام مکاتب فکر و باہمی، دیوبندی، قادری، رافضی، نیمبری، بہائی، مہدوی وغیرہ مذہب و مرتد فرقے کے طلبہ کا داخلہ ہوتا تھا ہر فرقہ اپنے اپنے مذہب و عقیدے پر قائم رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ ہائی جامعہ نظامیہ کے دور سے جاری رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کو اپنے شاگرد وائی حیدر آباد میر عثمان علی کی وجہ سے یہ رویہ اختیار کرنا پڑا ہو اگر ایسا ہے تو یہ جامعہ شروع ہی سے اہلسنت کی راہ پر نہیں ہے۔

اس بیان نے ہائی جامعہ کی شخصیت کو اور زیادہ مشک و شبہ میں ڈال دیا ہے۔ ہر مصلح صحیح العقیدہ مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ کیا ہائی جامعہ نظامیہ بھی ایسے ہی تھے جیسے موجودہ علماء جامعہ نظامیہ جو صلیح کلیت کے انتہائی ادنیٰ درجے تک پہنچ کر اسی میں پھنس گئے ہیں، موجودہ علماء نظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی صفائی دیں کہ ہائی جامعہ نظامیہ میں اس قسم کا پھیلنا پن اور صلیح کلیت نہیں تھی وہ دین میں مصلح تھے۔ لیکن ابھی تک ان کی جانب سے اس بیان کی تردید شائع نہیں ہوئی ہے۔

جب یہ بات ہائی جامعہ نظامیہ کے اندر ہے تو کیا وہ دین میں قابل اعتبار شخصیت مانے جائیں گے؟ ایک عام مسلمان اپنے دینی مصلح کی وجہ سے کسی بدعتیہ کو گلے نہیں لگاتا۔ چہ جائیکہ ایک عالم دین اور ہائی جامعہ بھی شخصیت اسکو کیسے برداشت کر گئی۔ موجودہ علماء جامعہ نظامیہ نے اپنے عی رہبر و رہنما کی شخصیت کو سخت مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔ ان کو اپنے مسلک اعتدال والے دھرم کی وجہ سے یہ سمجھ میں ہی نہیں آ رہا ہے کہ ہم اپنے ہائی جامعہ کی شخصیت کو کس طرح مجروح کر رہے ہیں۔ انہوں نے

انہیں بھی اپنی ہی طرح صلح کلی اور مسلک اعتدال کا حامل ثابت کر دیا ہے۔

اب آپ ان کی تعریف و توصیف میں لاکھ زمین و آسمان کے قلم بے ملاتے رہو۔ وہ دین میں مصلوب ثابت نہیں ہو سکتے۔ انہیں لوگوں نے انکی شخصیت کو شک و شبہ میں مبتلا کر دیا ہے اب یہی لوگ آپ میں ایک دوسرے سے پیٹتے رہیں، میں تو اس کا جواب چاہے کہ پہلے ایک دہائی نے آپ لوگوں کے بارے میں جو جواب دیا (جس کا ذکر ہم پیچھے کر چکے ہیں) اس سے آپ متعلق ہیں یا نہیں۔؟ اور یہ بیان جو ایک مہدوی مولوی نے دیا ہے، اس پر بھی اتفاق ہے؟

اب اسی رہنمائے دکن میں دیکھے اس میں کیا لکھا ہے:

جامعہ نظامیہ سے ۱۲۵ برس کے دوران ہزاروں فرزندان توحید نے فیضان حاصل کیا، ان میں فرقہ مہدویہ کے علماء کرام کی قابل غلط تعداد شامل ہے۔ (اخبار روزنامہ رہنمائے دکن ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء ص ۴)

یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ جامعہ نظامیہ میں شروع ہی سے دینی تہلب کا فقدان رہا ہے۔ صلح کلیانہ موقف جس کو انہوں نے مسلک اعتدال رکھا ہے، بہت پہلے ہی سے اس پر یہ قائم ہیں۔ موجودہ دور تو انتہائی درجہ کی ہستی کا دور ہے اب اس سے زیادہ صلح کلی بن چکے ہیں کہ مزاج اور دین میں اس سے زیادہ پلپلا پن آئے گا اس کا منظر قوم نے ۱۲۵ ویں جشن تاسیس میں دیکھ لیا۔ اس اجلاس میں ایک مشہور غیر مقلد و ہالی یوسف القرضاوی (قطر) نے شرکت کی۔

غرض کہ اب جامعہ نظامیہ، عقائد اور دینی تہلب کی بنیاد پر تباہ ہو چکا ہے وہ سراسر گمراہیت و بے دینی و صلح کلیت کے راستے پر چل پڑا ہے جس کی وجہ سے دین میں خطرات پیدا ہو چکے ہیں۔ آپ نے جامعہ نظامیہ کے موجودہ علماء کا اپنے قدیم اکابر علماء کے مسلک سے انحراف اور دین میں ان کی صلح کلیانہ روش ماہ نومبر ۱۹۹۶ء کے ماہنامہ سنی آواز، میں وہابیت پر ان کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ سے معصوم کر لیا ہے کہ گمراہیت اور صلح کلیت کے کتنے غلیظ و گہرے دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ حسی کہ انہوں نے اپنے عمل و کردار کے ذریعے اپنے ہی بانی جامعہ کی شخصیت کو شک و شبہ میں ڈال دیا ہے، کیا یہ واقعی ایسے تھے جیسے آج یہ ہیں؟

علماء جامعہ نظامیہ کے لیے نجات کا راستہ صرف اسی میں ہے اکابر علماء جن پر علماء عرب و عجم نے کفر و ارتداد کے فتوے جاری کیے ہیں جسے حسام الحرمین کہا جاتا ہے، تصدیق کر لیں انہیں کافر مرتد تسلیم کرنے کے بعد اپنے مسلک اعتدال سے رجوع کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنائیں اور اپنی صلح کلیت جسے مسلک اعتدال کہتے ہیں، جو دین و دنیا میں خسران کا سبب ہے، چھوڑ دیں۔

صلح کلیت کی لعنت میں گرفتار علماء

ہو یا جو اکبر نے بیچ الحاد کا
نیچری کی بھروسہ فطرت میں اک
حق مسایاں ہند میں الحاد سے
اعلیٰ حضرت کے جہاد ہی نے کیا
سواد اعظم اسلام میں جب انقلاب آئے
پے اصلاح مسلم اعلیٰ حضرت حق مآب آئے

مہدر رسالت مآب ﷺ ہی سے منافقین نے اسلام کو مٹانے کے لیے جو صبح کل الحاد و برپا کیا اس کے رد میں اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۖ أَلَا نَعْلَمُ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ
(سورہ بقرہ کورع ۲)

اور جہان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں سنا ہے وہی فساد ہی مگر انہیں شعور نہیں۔
یہ منافقین کافروں کے پاس عزت پیدا کرنے کے لیے آمدورفت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مخالفت میں اور ان سے
امور دین میں مہم امت کرتے تھے ان کے اس عمل سے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ پیغمبر اسلام اور آپ کے صحابہ کرام
کی یہ حیثیت ہے کہ وہ ہم سے تعلق کرتے ہیں اس سے کفار دلیر ہوتے ہیں اور ضعیف الایمان مسلمان گمراہ ہوتے تھے جب
منافقین کو اس فساد سے روکا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم اصلاح کرنے والے ہیں تاکہ ملک و ملت کا کام اپنی اصل حالت کی طرف
پلٹ جائے (یعنی کفر کی طرف پلٹ جائے) اور تمام شیر و شکر رہیں، اس دین جدید (اسلام) کا تعصب جو جھگڑے کا سبب ہے
دو مہمان سے اٹھ جائے۔

مہدر رسالت مآب ﷺ کے زمانہ اقدس کے منافقین کی طرح اکبری دور کے الحاد کے بعد نیچریوں نے اسلام و
صلح کلیت کو مٹانے کے لیے اپنی نیچریت کے ساتھ صلح کلیت کا قند پھر سے چودہ صدی میں برپا کیا۔

صلاح کلیت کی ابتدا کس طرح ہوئی

آنجنہی محمد علی جوہر کانپوری نے ۱۳۱۱ھ میں ایک کتبہ ندوہ کے نام سے بنائی، اس کتبہ سے منجریٹ کی ان ضلالتوں کو

شائع کیا:

- [۱] حقیقت ایمان کا انکار کر کے مجرد کلمہ گوئی اور جودائی و تقبلہ کو ایمان قرار دیا۔
- [۲] اس منجری سائنہ ایمان سے تمام مرتدین منافقین، رافضی، قادیانی، مہدویہ، آغا خانیہ، بابیہ، بہائیہ، وہابیہ کو مومن تسلیم کیا۔
- [۳] تمام مذاہب کفار و مشرکین، خاص طور سے سکھوں اور بدھ مت، جینیوں، نصاریٰ کو امن و امان و شائع کی تسلیم دینے والا کہا۔

[۴] موجودہ محرف انجیل کو سارے عالم میں انہییت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دینے والی کتاب بتایا، اس کے ساتھ اللہ عزوجل کے پیار سے و پسندیدہ دین اسلام کو بھی امن کی تلقین و مساوات انسانی کی تبلیغ پر زور دینے والا بتایا اور یہ بھی بتایا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو خدا کا حقیر بندہ اور عالمی برادری کا رکن قرار دیتا ہے۔

[۵] ضروریات دین میں سے کسی کے انکار کا کفر ہونا باطل ٹھہرایا۔ اسی سے منجریوں کے پاس کوئی چیز کفر و ارتداد نہیں ہے اور ضروریات دینیہ میں سے کسی ضروری دینیہ کا انکار کرنے والا کافر و مرتد نہیں۔

[۶] ندوہ کے ذریعہ سے صلح کلی الحاد کو ہندوستان میں شائع کر کے مرتدین منافقین سے دوستی و محبت و اخوت اور ان سے موالات کو جائز اور ضروری قرار دیا۔ حالانکہ مرتدین اور کفار و مشرکین کے حق میں اسلام کا حکم ہے کہ ان کی حیات و ممالک میں حقوق اسلام کی رعایت نہ کریں۔

[۷] اس صلح کلی الحاد سے اسلام دنیویت کی حفاظت کرنے اور اہل سنت کو منجری لحد بن جانے سے بچانے کو اس نے فرقہ پرستی سے خواہ مخبرہ کر چھڑا اور فساد اور خلاف رواداری کہہ کر معیوب ٹھہرایا۔

صلاح کلیت کی طوفانی ہواؤں نے تمام عالم کو گھیر رکھا ہے، حتیٰ کہ اہلسنت و بعض نو عمر علماء بھی موسم خزاں کے سہ برسوں کی طرح صلح کلیت کی ہواؤں کے ساتھ ادھر ادھر اڑے پھرتے ہیں چنانچہ اہل سنت کا ایک موثر جریدہ اپنے ادارہ میں لکھتا ہے:

تاریخ شاہد ہے کہ حصول امن اور قیام امن روز اول ہی سے ہی نوع انسان کا نصب العین رہا ہے اور مطالعہ سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ تمام مذاہب نے بھی امن کا پرچار کرتے ہوئے اپنے پیروؤں کو اس کی تلقین کی ہے۔

اتنا خطرناک تصور ہے مضمون نگار نے مخالفان اسلام کی خوشامد پرستی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نئی نوع انسان چاہے وہ یودی ہو یا نصرانی، مجوسی ہو یا مشرک سب نصب العین اور ان کا پرچار امن ہے۔ کہاں اسلام کے امن کا اصول

کہ جس میں حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائے گی اور کہاں کفر کے امن کا خیالی تصور کفر کا امن ہی کفر کی اشاعت ہے اور کفر اسلام کو ایک کرنا ہے۔ یہ جریدہ آگے لکھتا ہے۔

اہل ہندو کے ویدک دھرم کے فلسفہ کے مطابق شانتی یعنی امن کی خارجی و باطنی سکون کی حالت کا نام ہے بدھ مذہب و جین مذہب کی تعلیمات عدم تشدد و خدمات شانتی کی تلقین کو امن و شانتی کا ذریعہ بتاتی ہیں۔

جو مذہب کفر اور کفریات سے پر ہوگا اس کو امن و سلامتی کا پیغام دینے والا کہنا ہی اصول کے خلاف ہے مذہب باطلہ کا مقصد ہی اسلام کی مخالفت ہے اور اسلام کی مخالفت ہی ان کا سب سے بڑا فساد ہے۔ وہی جریدہ آگے لکھتا ہے:

سکھ مذہب جو بذات خود ہندو دھرم اور دین و اسلام کے چندہ اصولوں کو لے کر وجود میں آیا، وہ بھی آتما یعنی روح کے سکون و شانتی کا درس دیتا ہے۔ (معاذ اللہ)

روح کا سکون اسلامی احکام پر عمل کرنے اور ذکر خداوندی میں ہے۔ الایہ کو اللہ قطعاً من القلوب: کہاں ان مذہب باطلہ کا خود ساحتہ امن کا تصور اور کہاں اطمینان قلبی مضمون نگار نے اسلامی احکام کے خلاف کتنا غلط تصور پیش کیا ہے اس تصور سے کفر و اسلام اور رات و دن، پاک و ناپاک ایک ہو گئے۔ اسی کو صحیح کلیت کہتے ہیں۔ آگے لکھتا ہے:

جیسا کہ مذہب کی مقدس انجیل بھی سارے عالم میں انسانیت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دیتی ہے۔ (معاذ اللہ)

کوئی فاضل مضمون نگار سے پوچھے کہ، کیا آپ نے وہ انجیل مقدس جو اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے، پڑھی ہے؟ کیا اس میں بھی تعلیم ہے جو تم نے لکھا ہے کہ کفر و اسلام میں امن و سلامتی کا پیغام ایک ہے۔ ہر جگہ انجیل سے محرف انجیل ہی ہے مراد لی جاتی ہے۔ لہذا اس کی تعلیمات بھی مسترد۔ آپ کو کیسے علم ہوا کہ وہ سارے عالم میں انسانیت و بھائی چارہ کے ذریعہ حصول امن کا درس دیتی ہے۔ آپ نے محرف انجیل کے بارے میں لوگوں سے سنی سنائی بات لکھ دی؟ جریدہ میں آگے لکھا ہے:

اللہ عز و جل کا پیارا پسندیدہ دین اسلام کے تو معنی ہی امن و سلامتی کے ہوتے ہیں اور اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو خدا کا حقیر بندہ اور عالمی برادری کا رکن قرار دیتا

ہے۔

آپ اپنے مضمون کے ذریعہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ:

اسلام پر آپ کا الزام ہے کہ اسلام یہود و نصاریٰ، کفار و مشرکین حتیٰ کہ بنام اسلام گمراہ و مرتد فرقوں کو عالمی برادری کا رکن قرار دیتا ہے تو آپ کو کفار و مشرکین و مرتدین کی تردید ختم کر دینی چاہیے گویا آپ کے نزدیک مجنون مرکب کا نام امن و سلامتی ہے۔ امن و سلامتی کفر و اسلام و عصیان کے ایک ہونے کا نام نہیں۔ علماء اہل ملت نے صرف وہابیہ، دیوبندیہ کے خلاف اپنی

زبان و قلم سے ان کے باطل عقائد کے رد و ابطال ہی کو خاص طور پر اپنا اہتمام کیا ہے۔ یہ ملک انکار و ابطال ہے۔ یہ ضروری ہے اسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر باطل فرقوں کا رد و ابطال فرمایا تھا وہ یا تو ہنر مند ہے اگر ہے برائے نام مثلاً وہابیہ و یوہنہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیرونیوں و اندویوں خاص طور سے صلح کیوں زمینوں کی خوب خوب تردید فرمائی تھی یہ کام بندہ کو کرنا گیا ہے۔ وہابیوں و یوہنیوں کے ساتھ ساتھ بیرونیوں اور صلح کیوں کے قتل سے قومیں اور نسلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گمراہ کا خوب رد فرمایا تھا۔

علاوہ اہل سنت کی آج کے دور میں ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ جہاں میلاد، فاتحہ و نماز وغیرہ کیا ہویں وغیرہ کے ہمارے واسطے کو دیکھ لیتے ہیں سنی کہہ دیتے ہیں حالانکہ مرتدین و منافقین بعض جگہوں پر بالخصوص دکن کے علاقے میں صلح کی اگرچہ عقائد پر غلطی کے حامل ہوتے ہیں اس کے باوجود معمولات اہل سنت کے حامل ہوتے ہیں۔ میلاد، فاتحہ و نماز کے پردے میں جو صلح کھیت کی تضاد بنائی جا رہی ہے اس کے خلاف نہایت مستعدی کے ساتھ اس کا رد و ابطال ضروری ہے۔

اس صلح کھیت کی وجہ سے فرق باطلہ جیسے وہابیوں، یوہنیوں، متوایانیوں، یوہنیوں، غنیمت مقدسوں، ملہکیوں، مورودیوں سے نفرت اٹھتی جا رہی ہے اور ان سے اختلاف بڑھتا جا رہا ہے۔ ان باطل پرستوں سے الگ رہنے کی علاوہ اہل سنت نے فتویٰ جاری فرمائے اور ان کی تقسیم و توفیر کے دلائل کی روشنی میں حرام فرمایا۔ حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

”جس نے کسی گمراہ و بدعتیہ کی تقسیم کی اس نے اسام کو منہدم کرنے میں مدد دی“

کافر و بد مذہب کے ساتھ دشمنی رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ خدا اور رسول کے دشمن ہیں۔ دشمنانِ دین و بدعتیہ دونوں سے حتیٰ کہ کھنکھتے و مشرکین سے دشمنی کے جذبہ کو کنٹرول کرنے کا بیڑا نہیں صلح کیوں نے اٹھ رکھا ہے وہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ کسی کو برائے کہو حالانکہ علماء اہل سنت کے خلاف ان کی زبان و قلم کی طاقت صرف اس لیے خرچ ہو رہی ہے کہ علماء اہل سنت کو برا بھلا کہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان علماء کی طرف سے نفرت پیدا کریں انہیں صلح کیوں کی یہ کوشش ہے کہ یہ باور کرایا جائے کہ علماء اہل سنت کے فتویٰ صحیح نہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اور صلح کیوں یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں ساری دنیا آپسی کشمکش میں جکڑا ہے یہ وقت بہت نازک ہے اس وقت تمام مسلمان آپسی چند اختلافات پر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔ یہ قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔

اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب ناری (جہنمی) ہوں گے سوائے ایک کے (یعنی اہل سنت کے)“

اللہ کے رسول تو صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور یہ صلح کیوں کہہ رہے ہیں کہ تفرقہ مت ڈالو۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاؤ۔ یہ ناممکن ہے کہ امت میں تفریق نہیں ہوگی۔ جب اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ تفریق ہوگی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ متحد ہو جاؤ۔ یہ سراسر فرمان رسالت پناہی و تفریق کے خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہل سنت نے یہی کام کیا باطل فرقوں کے ناپاک چہروں سے نقاب کشائی کی۔ مجھہ
 نبوی عہد اہل سنت اسی کام میں مصروف ہیں صلح کلی، وہابی، دیوبندی، قادیانی، پنجری، گمراہوں نے یہ شور مچا رکھا ہے کہ اگر چند
 مسلمانوں کو بعض فردی اختلاف کی بنیاد پر ان کو بدعتیہ و گمراہ قرار دیکر ان کے مسلمان ہونے سے الگ کر لیں تو یہ اقلیت اور بھی
 کم ہو جائے گی یہ وقت اپنے حقوق منوانے کا ہے اگر ان بے شعور ننگ نظر علماء کے چکر میں آکر ایک دوسرے کو کافر بنانے میں
 مصروف ہو گئے تو ہم سیاسی حیثیت سے صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور دنیا کی طاقتور قومیں ہمیں فنا کر دیں گی۔ ان صلح کیوں کا
 مراسر فریب ہے۔ خالص اسلامی احکام کو پس پشت ڈالکر اپنے خود ساختہ اصول کو سیاست قرار دیکر حوام کے ذہن کو گمراہ کرنے کی
 کوشش کی ہے۔

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ مذہب اور سیاست دونوں آپس میں جدا نہیں، ملک اور ماحول کو چلانے کے لیے اپنے چند خود
 ساختہ اصول کا نام سیاست نہیں بلکہ سیاست مذہب کے تابع ہے۔ ملک چلانے اور ماحول بنانے رکھنے کے لئے جن چیزوں کی
 ضرورت پڑتی ہے اس کو اسلام کا تابع بنا کر ملک اور ماحول کو بنائے رکھنا واقعی یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے جب کہ حضرات
 خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام کی خدمت مسلمانوں کی اصلاح اور معاشرہ کی تکمیل اور حکومت کے فرائض کی ادائے
 گی میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دور خلافت میں کلمہ اور نماز پڑھنے والے مکررین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد
 و قتال اسی سیاست کی ایک کڑی ہے۔ اور حضرت مولائے کائنات سیدنا اسی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام نہروان میں بظاہر کلمہ و نماز
 پڑھنے والے پانچ ہزار خارجیوں کو قتل کرنا اسی سیاست کی ایک کڑی تھی۔ پھر اسی ماحول کو بنانے کے لیے حضرات حسنین رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما آگے بڑھے اور بہترین سیاسی اور اسلامی خدمات انجام دیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید بد باطن مسند خلافت کا دعویٰ دار بن بیٹھا۔ اس وقت یزید کو سوائے چند
 حضرات کے اکثر حضرات نے خلیفہ تسلیم کر لیا تھا ایسے موقع پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کی خلافت کا انکار
 کرنا اس کے بدلے آپ کا آپ کے اہل بیت سمیت آپ کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جام شہادت نوش کرنا اسی اسلامی
 سیاست کی ایک کڑی تھی۔ زمانے کے رخ کو دیکھتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یزید کو خلیفہ تسلیم کر لینا چاہیے
 تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یزید کو خلیفہ نہ تسلیم کرنا راہ صواب ہے اور دین و اسلام ہی کے لیے آپ نے قربانی دی
 یہی ایمان کی علامت ہے۔

ہندوستان کے تیس کروڑ مسلمانوں کے درمیان کیا اتحاد ممکن ہے؟

رسالہ بہار اعلیٰ حضرت "بریلی، ۱۹۹۹ء کے مورخہ میں غالباً شہزادوں کی حقارت حضرت علامہ مولانا
میر حسن دہلوی صاحب عرف بہانی میاں، سجادہ نشین دہلی و حوالہ آستانہ علیہ رضویہ بریلی شریف کی فکر سے نہ گزرنے کی وجہ سے
موجودہ کے سبب "علی اتحاد" کی وندائی کامیابی کی ضمانت، کے عنوان سے ایک مضمون چھپا ہے جس کو پہلی کے ہالہد سینیٹ
دور ہند مسک اعلیٰ حضرت ناشر مذہب ابنت جہب الخانج احمد عمر دوس قادی، اشرفی، رضوی، حنفی، بھٹی نے بذریعہ ذاکہ
ارسال کیا۔ اور مذکورہ مضمون کے قائل، اعتراض اور خلاف مسک اعلیٰ حضرت والے جنہوں کے روکی خواہش کا ہر کی، پہلے ہی
شہزادگان حضرت میر حسن دہلی سے گزارش کروں گا کہ، بہار "علی حضرت" میں شائع ہونے والے ہر مضمون کا بغور مطالعہ
فرمائیں۔

اگر کسی مضمون سے صلہ محبت ظاہر ہوتی ہے یا مسک اعلیٰ حضرت سے مفاد نیت نظر آتی ہے تو اس کو حذف کر دیں۔ اسی
طرح ماہ جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۹ء کے شمارے میں، مرد کا جواب کے عنوان سے کوئی محمد متین احمد دیش مکھائی کا
مضمون چھپا تھا جس میں مضمون نگار نے عورتوں کے لیے ایسے غیر مذہب اور ناشائستہ الفاظ لکھے ہیں کہ جس سے شرم محسوس ہو۔
ساگر چہ انہوں نے نوٹ میں ضرور لکھا ہے کہ مضمون کے تحت دست الفاظ صرف انہیں عورتوں کے لیے ہیں جو مسسروں سے
ہمسری کی دعوت اور ہیں اور آزاد، سبے پردہ اور عصری علوم کی دلدادہ ہیں "ہم صرف قرآن و حدیث کی روشنی میں سبے پردہ، آزاد
خیال اور عصری علوم کی دلدادہ خواتین کو ان کی غلط حرکات تنبیہ کر رہے ہیں اور انہیں مستطاف شرع اصول سے باز رہنے کے لیے لکھ
سکتے ہیں۔ نہ کہ عورتوں کے لیے ایسے الفاظ استعمال کریں جس سے عورت و مرد کو شرم محسوس ہو۔

اور اگر لکھنا بھی ہے تو بہت مذہب اہل میں اس پر پھر آئندہ ہم لکھیں گے۔ اب "علی اتحاد" والے مضمون پر مسلک
اعلیٰ حضرت کے خلاف جو لکھا گیا ہے اس کا رد ملاحظہ کیجیے مضمون نگار لکھتے ہیں:

[۱] "ہندوستانی تیس کروڑ امت اگر اپنے رویہ کو بدل دے اور باہمی طور پر متحد و متفق

ہو جائے تو بہت جلد اس ملک کا منظر نامہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ۳۰ کروڑ

امت اگر ایک ہو جائے تو یہ ایسی کوہ گراں ہے جسے مظالم و مشکلات، آلام و آفات اور مصائب و بلیات کی آندھی ضرر ہی نہیں پہنچا سکتی ہے۔“
چند سطر کے بعد تحریر کرتے ہیں:

[۲] واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا: اور اللہ کی رسی مضبوط تمام لو، سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ (کنز الایمان پ ۴۲ رکوع ۳)
”اگر امت مسلمہ اس ارشاد مبارک کی عامل ہو جائے تو مذہب سے لیکر سیاست تک“
حیات سے لیکر ممات تک اور دنیا سے لیکر آخرت تک ہر محاذ پر کامیابی اسکے قدم چومے گی۔

چند سطر کے بعد یہ ہے:

[۳] ”اے خدائے پاک کی وحدانیت پر یقین رکھنے والو، اے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والو، اے عنکار و عالم سنی کے لیے ہم کو اپنا حاجت روا ماننے والو، اٹھو، اتحاد کی چادر کو جہان اسلام پر تان دو۔“
[۴] ”اخوت و مساوات کا عملاً مظاہرہ کرو، اور باہمی انتشار و افتراق و اختلاف کو مٹا کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تمام لو، بے شک دنیا و آخرت میں عزت و کامیابی تمہارے ہی لیے ہے۔“ الخ

مضمون نگار نے پہلے والے ویرا گراف میں ہندوستانی میں کروڑا امت لکھ کر اہلسنت کے ساتھ بنام مسلم حکومت کی لسٹ میں جتنے فرقے ہیں، ان سب کو شامل کر لیا۔ بلکہ تعدد اس سے کہیں زیادہ لکھ دیا اور صاحب مضمون نے اپنا رویہ بدلنے کے لیے زور دیا ہے۔ اپنا رویہ کون بدلے گا ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یا بدعتیہ و بے دین و گمراہ فرقے والا۔ ان کے رویے باسلسلہ الگ ہیں ان کے درمیان آگ پانی، صبح و شام، پاکی و ناپاکی کا فرق ہے، ان میں ہر کوئی اپنا اپنا رویہ بدل نہیں سکتا۔ اور نہ آپس میں ان کا اتحاد ہو سکتا ہے۔

غور فرمائیے!

کر بلا میں جو اختلاف ہوا، بدعتیہ کی کفر و منکرات کی بنیاد پر نہیں صرف فسق و فجور کی بنیاد پر، تو اس پر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید کے رویے میں تبدیلی نہیں آئی اور نہ دونوں کا آپس میں اتحاد ہوا۔ تو پھر ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان اور بدعتیہ و بے دین دونوں اپنا اپنا رویہ کیونکر بدل سکتے ہیں؟ دونوں میں کیسے اتحاد ہو سکتا ہے؟
مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اہلسنت کے ساتھ گمراہ و بے دین فرقوں کو بھی شامل کر لیا ہے جیسے وہابی، دیوبندی،

قادیانی، بوہرہ، خوجہ، رافضی، صلح کلی، مودودی، تہلانی۔ چکڑالوی وغیرہ سبھی باطل و مرتد فرقوں کو شامل کر کے انہیں اپنا اپنا رویہ بدل کر ایک ہو جانے کی بات کہی ہے۔

صلح کلیت اسی کا نام ہے۔ اہلسنت کے علاوہ بنام اسلام جتنے بھی مرتد و باطل فرقے ہیں وہ ابدی جہنمی ہیں، ان کے ساتھ ناجی جماعت اپنا رویہ بدل نہیں سکتی اور نہ اتحاد ہو سکتا ہے۔ ذرا بے دینوں کی تحریریں دیکھیے وہ جو اسلام کی دشمنی اور اہلسنت کی عداوت میں کتنے شدید ہیں یہ بے دین سب سے اتحاد و ادا قائم کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ہر فرقہ اپنے اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ متحد ہو جائے حتیٰ کہ کھلے ہوئے مشرکین کے ساتھ بھی اتحاد و ادا قائم رکھتے ہیں۔ اپنے جلسہ و جلوس میں انہیں بلواتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، انہیں مستے "وغیرہ کلمات کہہ کر ان کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

یہاں تک عید میلاد کے نام پر بدعتیہ و بے دینوں کے ساتھ کھلے ہوئے کافر و مشرک۔ کو بلا کر حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر تقریر کرواتے ہیں وہ خود کفر بکثرت ہے اور یہ اس کی داد دیتے ہیں اور خوش ہو کر سنتے ہیں، اس کے معبودوں کو خود بھی بھگوان یا پرماتما کہتے ہیں، ان کی پوجا کرتن میں شرکت کرتے ہیں ہر طرح ایک کافر و مشرک کو خوش کرتے ہیں۔

تحریک خلافت اور ترک موالات کے موقع پر آنجنابانی ابولکلام آزاد و مولوی عبدالمجید بریلوی اور دیگر بدعتیہ و بے دینوں نے کیسے کیسے گل کھلائے انہوں نے کھلے ہوئے مشرکین کے ساتھ کس طرح اتحاد قائم کر رکھا تھا سیدنا علیؑ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس اتحاد کی کس طرح وجہیں اڑائیں اور اہلسنت کی کس طرح صحیح رہنمائی فرما کر انہیں ابدی جہنم کے عذاب سے بچا لیا، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

یہ اہل باطل اور بے دین اسلام و سنت کی دشمنی میں اتنے شدید ہیں کہ وہ کسی بے دین کے رد کو گوارا ہی نہیں کر سکتے۔ خصوصاً وہابیہ، دیوبندیہ، مودودیہ، منچریہ کا رد و ابطال انہیں کسی صورت بھی گوارا نہیں ہے۔ حدیث میں ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) اللہ تعالیٰ و ملائکہ اور تمام آدمیوں کی اس پر لعنت ہے جو کسی بدعتیہ کو پناہ دیا۔ (یعنی اس کو اپنے پاس جگہ دے اس کی حمایت کرے اور اس سے راضی رہے۔

یعنی جو شخص اگرچہ خود عقیدہ اہلسنت کا رکھتا ہو، اور سر مو کسی عقیدے میں خلاف نہیں کرتا، لیکن بدعتیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، ندویوں، مودودیوں، منچریوں، قادیانیوں، رافضیوں، منچریوں، صلح کلیوں وغیرہ کی بددعا و حمایت کرتا ہے، ان کو پناہ دیتا ہے، ان کا یا ر و مددگار بناتا ہے وہ بھی ان کا ساتھی ہے۔ اور لعنت کے حصہ میں شامل ہے۔

ان بدعتیہ و بے دینوں کے پاس سب سے برا وہ ہے جو اہلسنت کے دین پر ہے۔ اسی لیے یہ بدعتیہ اور صلح کلی جو بھی کمیٹیاں اور مجلسیں، فورم وغیرہ قائم کرتے ہیں ان کی رکیت کے لیے غیر مشروط اعلان کرتے ہیں کہ ہر شخص کو اپنے اپنے مذہب و عقیدے پر رہ کر ہماری فلاں کمیٹی یا مجلس مطہرہ کا رکن بننے کی عام اجازت ہے۔

وہ لوگ اپنے اپنے کفر قطعی کے ساتھ مجموعہ کفر میں جتلا ہیں، اس ثبوت کے لیے دیکھیے مسلم پرسنل لا بورڈ، مجلس مشاورت

اور علماء کونسل ممبئی وغیرہ جس میں وہابی، دیوبندی، ندوی، چمری، صلیح کلی، رافضی، یوہرہ وغیرہ ہر قسم کے بدعتیہ شامل ہیں، جو سب اپنے کفر کے ساتھ متحد ہیں۔

یہی بدعتیہ وہ بے دین خالص صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو اتحاد کے نام پر بھانسنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ صحیح العقیدہ سنی مسلمان باطل و مرتد فرقے والوں کے عقائد باطلہ کفریہ کی موجودگی میں اتحاد کریں نہیں سکتے۔

مضمون نگار نے جو بولی بولی ہے وہی بولی ایک بدعتیہ و مرتد بھی بولتا ہے اور اتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ یہ بے دین صحیح العقیدہ کو اسی لیے اتحاد کی دعوت دیتا ہے کہ وہ پہلے بدعتیہ اختیار کر لے پھر بے دینوں و مرتدوں کے ساتھ مضبوط اتحاد کر لے تاکہ اس کے باطل عقائد چھپے رہیں، (جیسا کہ علماء کونسل ممبئی) یہی چیز اسلام کو ڈھانے والی اور مسلک اہل حضرت کے خلاف ہے۔

تاریخ اسلام کا مطالعہ کیجیے تو صاف معلوم ہوگا کہ ہر زمانے میں بنام اسلام کچھ گمراہ مرتد فرقے موجود تھے اور انہوں نے وہی نعرہ دیا۔ جو مضمون نگار نے اپنے مضمون میں لکھا ہے ان سے صحیح العقیدہ مسلمانوں نے اتحاد نہیں کیا، حقیقت میں یہ اتحاد نہیں الٹرا ہے۔ اتحاد وہی معتبر ہے جس اتحاد سے خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل ہو۔

مضمون نگار کی ذکر کردہ متعینہ تعداد تیس کروڑ میں وہ فرقے بھی شامل ہیں جو اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج ہو چکے ہیں ان سے اتحاد ہو ہی نہیں سکتا۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ اپنے عقائد کے ساتھ سب متحد ہو جائیں۔ یہ سراسر دین کو تباہ کرنا اور اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ دوستی اور اتحاد الحب واللہ والبغض اللہ کی بنیاد پر ہوں گے، اگر ایک طرف خالص صحیح العقیدہ سنی مسلمان بہت قلیل تعداد میں ہیں۔ دوسری طرف باطل و مرتد فرقے لاکھوں کی تعداد میں ہوں وہ چند صحیح العقیدہ متصحب سنی مسلمان باوجود اپنی قلت کے مرتد و بے دین فرقوں کی کثیر تعداد کے باوجودوا لبغض اللہ کی بنیاد پر اتحاد نہیں کریں گے، اگرچہ وہ اپنے زمانے میں بے دینوں کے مقابلے میں بہت قلیل تعداد میں ہیں، لیکن ان کا اتحاد مواد اعظم اہلسنت سے ہے۔ جس میں صحابہ کرام سے اس وقت تک تمام سلف صالحین، ائمہ و فقہاء اولیاء شامل ہیں۔ وہ چند سنی مسلمان ہی صراط مستقیم بحمل اللہ کو مضبوطی سے تھامنے والے کہلائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پہنچتے ہیں:

احب الاعمال الی اللہ الحب فی اللہ والبغض للہ: یعنی: تمام نیک کاموں میں

اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ کام ہے وہ اللہ کے لیے اللہ والوں سے دوستی اور

اللہ کے دشمنوں اور بد مذہبوں سے نفرت و بے زاری ہے۔

مضمون نگار نے دوسرے ہیرا گراف میں: واعصوا بحمل اللہ جمعاً ولا تفرقوا سے دلیل پکڑ کر کھلے لفظوں میں لکھ دیا کہ بد مذہبوں سے اتحاد کر لیں تو مذہب سے لیکر سیاست تک، حیات سے ممات تک، دنیا سے لیکر آخرت تک، ہر معاملہ پر کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

کوئی پوچھے مضمون بگاڑ سے کیا تیس کروڑ میں وہابی، دیوبندی، رافضی، خارجی، پنجری، صلح کلی، وغیرہ بدعتیہ و بدعتیہ داخل نہیں ہیں۔ ان سے اتحاد کر لینے کے بعد ہر محاذ پر اور ہر جگہ کامیابی اس کے قدم چومے گی (معاذ اللہ) یہ کیا ہو رہا ہے بریلی میں رہ کر مذہب اہلسنت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ناواقف ہو کر جوجی میں آیا لکھ دیں یہی اسکے پاس اسلام کی خدمت ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کیا چاہتا ہے آج کل فارغ ہونے والی نئی نئی لہر کو بھی پتہ نہیں ہے وہی بولی بولنے لگے ہیں جو ایک صلح کلی اور بدعتیہ بولتا ہے۔ کیا ہندوستان میں بنام اسلام تیس کروڑ کی تعداد میں بدعتیہ و مرتد فرقے شامل نہیں ہیں؟ ان سے اتحاد و اخوت دونوں کس طرح قائم ہو سکتے ہیں یہ گمراہ و مرتد اپنے من کھرت باطل و کفریہ عقائد کی وجہ سے خود انہوں نے حبس اللہ کو چھوڑ دیا ہے اور وہ خود اسلامی و ایمانی اتحاد جو در صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین، اہل بیت، اولیاء امت و علماء ملت فقہاء و محدثین کا اتحاد جس کو سواد اعظم اہلسنت اور صراط مستقیم حبس اللہ کہا جاتا ہے، اس سے اپنے باطل و کفریہ عقائد سے تفرقہ پیدا کر کے الگ ہو گئے۔ ایسوں سے اہلسنت کو اتحاد کی دعوت دینا اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کا نعرہ دینا، اخوت و مساوات کی طرف بلانا سیاست اور مذہب بلکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کی ضمانت قرار دینا کس قدر سنگین و ہموکا ہے اور اہلسنت کو فریب میں مبتلا کر کے گمراہیت سے لیکر کفر و ارتداد میں ڈالنا ہے۔ وہ بریلی میں رہ کر مسلک اعلیٰ حضرت سے ناواقفیت حیرت ہے۔ یہ اتحاد نہیں، افتراق و انتشار ہے۔

مذکورہ بالا حدیث پاک میں جس کو ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے تم نیک کاموں میں اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسندیدہ کام ہے وہ اللہ کے لیے اللہ والوں سے دوستی اور اللہ کے دشمنوں اور بدعتیہوں سے نفرت و سب زاری ہے۔ اعمال صالحہ یعنی نیک روزے اور دیگر نیک عبادات اور دوسرے نیک کاموں، صدقہ خیرات وغیرہ سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ اللہ کے لیے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور اللہ کے لیے اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھے۔

یہی اصل اتحاد ہے۔ اتحاد، خلاف اسلام عقائد رکھنے والوں سے نہیں بلکہ ہم عقیدہ اور ہم مسلک سے ہوتا ہے۔ تمام بدعتیہ و بدعتیہ دین مرتد فرقوں کا آپس میں اتحاد تو ہو سکتا ہے اس لیے کل کفرۃ ملۃ واحدۃ یہ سب آپس میں ملت کفر، متحد ہیں۔ اتحاد ایمانیات و اعتقادات میں ہوتا ہے۔ ایسا نہیں کہ جو فرقہ اپنے باطل و کفریہ عقائد کے حامل ہو کر وہ اہلسنت سے اتحاد کر لے یا اہلسنت مرتدوں سے اتحاد کر لیں۔ بظاہر افراد اکٹھے تو ہو سکتے ہیں لیکن اس اتحاد سے خدا اور رسول ناراض ہوں گے۔

وہی اتحاد دنیا و آخرت میں کامیابی کا ضامن ہوگا جو خدا اور رسول کی رضا کے لیے ہو جس میں اللہ کے دشمنوں یعنی کافروں، مشرکوں، مرتدوں، بدعتیوں سے نفرت اور سب زاری ہو، ورنہ صرف افتراق و انتشار ہوگا اور خدا اور رسول کو ناراض کرنا ہوگا۔ یہ اتحاد کے نام پر اہلسنت میں تفرقہ اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک، تابعین و تبع تابعین، اہل بیت، احمدیہ، فقہاء و محدثین، اولیاء و علماء یعنی سلف سے سیکر خلف تک امت میں وہ عقائد جو اہلسنت کے نام سے معروف و منقح ہیں، ان کے خلاف بدعتیوں و مرتدوں، کفار و مشرکین سے اتحاد کے نام پر اہلسنت سے خروج و افتراق ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریک خلافت اور ترک موالات کے موقع پر اسامیہ لکھنؤ میں مسز ابولکلام آزاد اور مولوی عبدالماجد بدایونی کے درو و ابطال میں ارشاد فرماتے ہیں:

موالات، ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے اور پر واضح ہو چکا۔ رب عزوجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزور زبان ان میں سے کسی کافر کا استثنا منع و جہل پر اور قرآن پر تحریف شدید ہے۔ بلکہ عالم الغیب عزوجل اللہ نے یہ حکم یہود و نصاریٰ سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر کا عظیم ہتھوڑ دے دیا۔

ایک آیت میں صراحت کتابوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا کر فرمایا کہ کتابی وغیرہ سب کو تعصیم حکم مفسر منور ہو جائے۔ جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راوندہ پائے فرماتا ہے: یا ایہا الذین امنوا لاتتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعلہم من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین: اے ایمان والوں، وہ تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (یہود و نصاریٰ) اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد و روادار نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو، اب تو کسی مغتری کے اس بکنے کی گنجائش نہ رہی کہ یہ حکم صرف یہود و نصاریٰ کے لیے ہیں نیز آیت کریمہ میں کھلا ارشاد فرماتا ہے کہ کسی قسم کے کافروں سے اتحاد منانے والا ایمان نہیں رکھتا اور پر آیت مسیٰ صریح تصریح گذر چکی کہ انہیں اللہ و رسول و قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد نہ کرتے۔

نیز صاف فرمایا لا تجددوا قومایومنون باللہ والیوم الآخر یواہن من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم اوابناءہم اواخوانہم اوعشیرتہم: نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی عزیز ہوں۔ مگر مشرکین یا دہابیہ نے اللہ و رسول کی مخالفت نہ کی، صرف یہود و نصاریٰ نے کی ہے قرآن کریم جا بجا شاہد ہے کہ مطلقاً موالات حرام کی علت کفر و مخالفت و عداوت اللہ و رسول سے۔ جل و علا اس نتیجہ تک۔

یہ معنی انہیں آیات سے یہاں تاویلات ہوئیں۔ روشن اور نہایت صریح تر الفاظ سے اس کا علت ہونا اس آیت کریمہ میں بیان مندرجہ دیا کہ یا ایہا الذین

کفر میں یہود و نصاریٰ سے مجوس بدتر ہیں، مجوس سے ہنود بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ و سائر مرتدین بدتر ہیں۔

ہندوستان میں اہلسنت کے علاوہ سینے والے بنام مسلم فرقے جن کی تعداد مضمون نگار نے تیس کروڑ متعین کی ہے اس میں سب سے بدتر فرقہ وہابیہ اور تمام مرتدین جس میں قادیانی، رافضی، نیچری، صلح کلی، خوجہ، بوہرہ وغیرہ کے شامل ہیں۔ ان سے اتحاد کی بات کرنا مسلک اعلیٰ حضرت کے پرچے اڑانا ہے۔

اور یہ دیکھیے کہ اتحاد کے نام پر مسلمانان ہند پر کیسے کیسے مکر و فریب کے جال پھینکے گئے، کس طرح ان کے ایمان کو چھیننے کی کوشش کی گئی یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو شخص خود کفر نہ کرے اور دوسرے کے کفر پر وہ راضی رہے خواہ ایک ساعت ہی کے لیے کیوں نہ ہو وہ خود کفر ہے۔

اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ، مسلمان خواہ وہ عالم اہلسنت ہو، کسی بدعقیدہ و بے دین کے کفری عقائد کو جاننے ہوئے اہلسنت کو ان کے ساتھ اتحاد کی دعوت دیتا ہے اور اس کو جائز سمجھتا ہے، خود انہیں میں سے ایک ہے۔ اگر وہ اس کو جائز نہیں سمجھتا ہے، مصلحت یا سیاست کے نام پر اہلسنت کو بے دینوں کو متحد کرنا چاہتا ہے وہ گمراہ اور گمراہ گر ہے۔

اہلسنت کو اس سے بچنا لازم ہے اور اس پر اس سے تو بہرہ و رجوع ضروری ہے جب تک اہلسنت اس کا بایکٹ کریں۔ اگر ایسا شخص کسی مدرسہ یا دارالعلوم میں پڑھاتا ہے تو انتظامیہ کمیٹی کے لیے ضروری ہے اس سے تو بہرہ و رجوع کر دئے، اگر وہ ہٹ دھرمی کرتا ہے تو فوراً اس کو علیحدہ کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی لاج رکھ لیں اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کریں۔

دین خالص اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اسلام ہے، جس پر تمام انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے۔ اسی دین کو نبی آخر الزماں حضور اکرم ﷺ نے مکمل فرمایا، اب اس میں کسی قسم کی آمیزش نہیں ہو سکتی، اسی دین خالص پر صحابہ کرام، اہل بیت، تابعین تبع تابعین، ائمہ دین، مجتہدین، فقہاء و محدثین علماء ملت اولیاء امت قائم رہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کی دین قائم رہنے کی اس طرح تاکید فرمائی و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اسی دین پر چلنے والی جماعت کو اہل سنت و جماعت کہا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کہیں یہ نہیں فرمایا کہ یہ امت متحد رہے گی، تفتوح امتی ارشاد فرمایا۔ جو امت اپنی بدعقیدگی کی بنیاد پر متفرق ہو چکی اس میں جو اتحاد پیدا کرے گا، اتحاد نہیں فساد برپا کرنے والا ہوگا۔

جو دین میں فساد برپا کرے گا وہ دین سے خارج ہوگا۔ جل اللہ و صراط مستقیم، اللہ تعالیٰ کے منعم علیہم محبوب بندوں کی راہ ہے ان کے عقائد اور اصول کا نام جل اللہ ہے۔ یہ وہ حقانی دین ہے جو نزول قرآن کے وقت سے آج تک ایک مرکز پر قائم چلا آ رہا ہے اور قیامت تک اسی پر قائم رہے گا، ہر دور میں بدعقیدہ و بے دینوں نے مذہب اہلسنت میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اتحاد کے نام پر اہلسنت کو اغوا کر کے اپنے میں شامل کرنے کی کوشش کی اور اہلسنت میں جو بھی ان کا رد کرے مسلمانوں کو ان کے اغوا سے بچاتے ہیں انہیں کوفسادی کہتے ہیں اور انہیں ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

جو مسلمان بد عقیدہ و بے دینوں کی کثرت کے باوجود اپنے مرکز پر قائم رہتا ہے وہ صراطِ مستقیم پر قائم رہ کر جمل اللہ کو تھامے ہوئے ہے وہ اہل باطل کی شدائد و تکالیف کو برداشت کر کے صلح و یکیت اختیار نہیں کرتا، اس صراطِ مستقیم سے ہٹانے اور جمل اللہ سے الگ کرنے کے لیے نفس اور شیطان اپنی پوری قوت کے ساتھ مع اپنے اعمان و انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اسے بچانے اور محفوظ رکھنے کا نام مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے۔

اب ہمارے علماء بھی وہی بولی بولے گئے ہیں جو ایک بد عقیدہ و بے دین بول رہا ہے جیسا کہ رسالۃ اعلیٰ حضرت بریلی کے مذکورہ شمارے میں قاری عہد الرحمن صاحب نامی کسی صاحب نے لکھ دیا جو سراسر مسلکِ اعلیٰ حضرت کے خلاف ہے۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے رجوع کا اعلان کریں، اور رسالہ اعلیٰ حضرت کے ذمہ داروں سے ہم گزارش کر سکتے ہیں آپ اپنے جدِ کریم سیدنا اعلیٰ حضرت کے مسلک کی لاج رکھیں، واصل اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و اہل بیتہ اجمعین۔

ماہنامہ سنی آواز ستمبر اکتوبر ۱۹۹۶ء



یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا: یعنی اسی قرآن مجید سے اللہ تبارک و تعالیٰ بہتوں کو گمراہ فرمایا ہے اور اسی مقدس کتاب سے بہتوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ بات واضح ہو گئی کہ ہدایت یافتہ اور گمراہ دونوں اسی کتاب مسبین سے دلائل لئے کر کاہلیاب اور ناکام رہے فوراً ہی ارشاد فرماتا ہے وما یضل بہ الا الفاسقین: اور گمراہ نہیں فرماتا ہے مگر ہدایت کے راستہ سے خارج ہونے والوں کو۔ اس آیت میں فاسقین سے مراد فاسق علی نہیں ہے جو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور صغیرہ گناہوں پر مصر رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی شایستگی کی وجہ سے امور حق بجا نہیں لاتا اس کے باوجود اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ مسلمان ہے اگرچہ جزا بار اس نے کبیرہ گناہ کیا، لیکن اس کے دل کے اندر نہ امت اور خوف الہی کا مادہ موجود ہے یہ جان بوجہ کہ خدا حق کا انکار نہیں کرتا ہے چونکہ وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہے اس لئے اس کو گنہگار کہا جائے گا جیسا بھی اس نے گناہ کیا ہے عند اللہ اس کا مواخذہ ہوگا۔ سزا و جزا خداوند قدوس کے نزدیک ہے۔ ان شاء وغفر لہ وان شاء حدیث: ناگزیر پروردگار عالم چاہے تو اس کو سزا دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب میں مبتلا کرے مگر اس گنہگار کی شفاعت ہوگی، مگر اس آیت کریمہ میں فاسقین کا ذکر

فرمایا ہے اس سے فاسقین اعتقادی مراد ہیں، یعنی جان بوجھ کر محمد اقصیٰ اہل سنت و جماعت یعنی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دور صحابہ سے لے کر تمام تابعین احمد دین فقہاء محدثین و علماء ظاہرین و اولیاء کاملین رضی اللہ عنہم کے اصول و ضوابط اور ان کے اعتقادات و فرمودات سے ہٹا ہوا ہو جیسا کہ فرقہ جبریہ، قدریہ، رافضی، خارجی مغربی وغیرہ اور موجودہ دور میں وہابی، دیوبندی، مورو دی تبلیغی، چکرا لوی، بابی، بہائی، صلح کلی، نیچری وغیرہ اس آیت میں فاسقین سے یہی لوگ مراد ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں کو مگر اہ فرماتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان عقائد پر عمل پیرا رہیں جو عقیدے کہ صحابہ کرام، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، احمد مجتہدین، فقہاء و محدثین علماء و محدثین اور اولیاء کاملین کے ہیں ان حضرات کے عقائد پر عمل پیرا ہونے والے کو مسلک اہل سنت کا حامل کہا جاتا ہے اسی مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تعلیم قرآن نے دی سورہ فاتحہ میں اھدنا الصراط المستقیمہ: فرمایا گیا ہے یہ قرآنی تعلیم بندے کو دی جا رہی ہے کہ بندے ہر گاہ خداوندی میں یہ عرض کرے اھدنا الصراط المستقیمہ (یا اللہ) ہمیں سیدھا راستہ چلاؤ کہ سارا راستہ ہے جسے صراط مستقیم کہ جائے اس کی تشریح خود خالق کائنات اسی سورہ فاتحہ میں ارشاد فرماتا ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ راستہ ان لوگوں کا جس پر تو نے احسان فرمایا۔ وہ کون لوگ ہیں جن پر حسنات کائنات نے احسان فرمایا، ان بندوں کی نشاندہی بھی خود خالق کائنات فرما رہا ہے من العبدین والصدیقین والشهداء والضاحکین: اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے احسان یافتہ بندے انبیاء و صدیقین، صحابہ شہداء اور نیک لوگ (اولیاء کرام) ہیں انہیں کی جماعت کو سواد اعظم کہا گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اتبعوا السواد الاعظم: تم سواد اعظم کی پیروی کرو۔ سواد اعظم (یعنی بڑا گروہ) اس جماعت کو کہتے ہیں جن مسائل و عقائد پر دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک کل اولیاء علماء و محدثین فقہاء و محدثین سلف سے خلف تک سب کے سب متفق ہوں انہیں کی جماعت کو سواد اعظم کہا جاتا ہے، انہیں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً: تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو یعنی اس گروہ کی سختی سے پیروی کرو۔ اسی گروہ کو اور انہیں کے عقائد و معمولات کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ انہیں کے راستہ کو صراط مستقیم اور طریق الہدیٰ کہتے ہیں جو اس کے خلاف ہے وہ مگر ابد مذہب ہے وہ اللہ کے مضبوط بندے وہی مگر اہی راہ مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں، لہذا علماء سواد علماء حق کے درمیان جتنے بھی عقائد و معمولات کے اختلافات ہیں اسی سواد اعظم کی کسوٹی پر رکھ کر دیکھنا چاہیے الحمد للہ بریلوی مکتب فکر کے تمام عقائد و معمولات اجماع امت اور سواد اعظم سے ہٹے ہوئے ہرگز نہیں ہیں مثلاً سلف سے خلف تک کسی نے بھی یہ عہارت نہیں لکھی جو عہارت کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں تحریر کیا ہے معنی آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید حج ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر جسی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (معاذ اللہ) وہابی دیوبندی تبلیغی علماء کے لئے یہ کھلا چیلنج ہے کہ وہ بتائیں ایسی عہارت اور ایسا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تبع تابعین، تبع تابعین، احمد مجتہدین، فقہاء و محدثین کل اولیاء کاملین و علماء

صالحین میں سے کس کس کا رہا ہے اور کس کس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے یقیناً حفظ الایمان کی یہ عبارت اور علماء دیوبند کا یہ عقیدہ سواد اعظم سے ہٹا ہوا ہے جو سواد اعظم اور اجماع امت سے ہٹ کر نئی راہ نکالے وہی گمراہوں کا راستہ ہے جب اس کتاب کے ذریعہ اس ناپاک و گمراہ عقیدہ کا اظہار ہوا تو علماء ربانین کے لئے ضروری تھا کہ اس گمراہ عقیدہ سے کے خلاف علم جہاد بلند کرے الحمد للہ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے علم غیب کے سلسلہ میں اجماع امت اور سواد اعظم کا جو عقیدہ ہے حسام الحرمین الدولۃ المسلمیہ سے ظاہر فرمایا اور بارہ سو صدی کے آخر اور چودہ صدی کے شروع میں گمراہوں بد مذہبوں، وہابیوں، دیوبندیوں، نیچریوں کی طرف سے اٹھائے گئے سواد اعظم کے خلاف عقائد و فستسنوں کا رد بلای فرمایا وہ چند عقائد ملاحظہ فرمائیے جن کے خلاف مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور علماء اہل حق نے جہاد فرمایا۔

- [۱] اللہ تعالیٰ جہت و زماں و مکاں سے پاک نہیں۔
- [۲] اللہ تعالیٰ کذب (جھوٹ) اور دیگر نقائص پر قادر ہے۔
- [۳] نبی کی حیثیت گاؤں کے چوہری اور زمیندار کی ہے۔
- [۴] حضور ذرۃ ناچیز سے کمتر ہیں۔
- [۵] انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو گھٹانا اور بھائی بتانا۔
- [۶] خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن بتانا۔
- [۷] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حیاں شمار میں آ جانے کو تیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتانا۔
- [۸] اللہ تعالیٰ کے علم کو مشیت پر موقوف رکھنا۔
- [۹] اپنے شیخ و مرید کو خدائے قدوس کا جلیس بتانا۔
- [۱۰] اپنے پیر کے لئے وحی حقیقی ماننا۔
- [۱۱] اپنے پیر کا حق تعالیٰ کے ہاتھ دینا بتانا۔
- [۱۲] شیطان کے علم کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھانا۔
- [۱۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی الہام کو غلط بتانا۔
- [۱۴] انبیاء کرام کی بارگاہ میں ناپاک گالیاں اور گستاخیاں کرنا۔
- [۱۵] لا الہ الا اللہ پر مدارجات رکھنا۔
- [۱۶] جنت و دوزخ حشر و نشر کو بے حقیقت قرار دینا۔
- [۱۷] اپنی رائے سے غلط تفسیر کرنا۔

[۱۸] تقلید ائمہ اربعہ کا انکار کرنا۔

[۱۹] صلح کلی فرقہ کے عقائد یعنی گمراہ باطل فرقوں کو برائہ کہہ دینا۔

[۲۰] باطل گمراہ فرقوں کے ساتھ رواداری کا سبق سکھانا۔

[۲۱] ضروریات دین کے انکار کو کفر نہ تسلیم کرنا جس کے نزدیک تمام ارتدادی اور کفری فرقوں کو اپناتے ہوئے ان کے کفری اعتقادات کے ساتھ جنتی ہونے کا اقرار کرنا اور مرتدین سے اخوت اموات کو ضروری قرار دینا جس کا نعرہ یہ ہے کہ سہل توں اچر کو ہوا ہو جدھر کی جس کی بیوہ محمد علی اور شوکت علی (علی برادران) نے ۱۳۱۸ھ میں ندوہ کی شکل میں ڈالی پھر یہ فتنہ ۱۳۳۸ھ میں خلافت کبھلی کی شکل میں پورے ہندوستان میں عام کیا گیا اور ایسی فضا قائم کی گئی کہ گمراہ و باطل فرقوں کا رد کرنا ہی مسیح سے بڑی کمزوری اور تنگ نظری قرار دئے جانے کی بھرپور کوشش کرنا۔

[۲۲] خالص دین اسلام کی تعلیم میں کالج اور اسکول کی شکل میں عام کرنا۔

[۲۳] اس کے ذریعہ سے پیغمبریت و ہریت، صلح کلیت، اور دین بے زاری کا جذبہ پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ۔

یہ عقائد باطلہ سلف سے خلف تک یعنی دور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان زمانہ تک کس کس کے رہے ہیں؟ ان عقائد باطلہ کے خلاف مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے علاوہ دیگر علماء حق نے اپنی کتب سے رد فرمایا، اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ کیجئے ہر عقیدہ اور مسئلہ کے ثبوت میں اپنے انکے علماء رہائین سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلائل کو جمع فرمایا، اور وہی عقائد اور معمولات کو امت مسلمہ میں پیش فرمایا جو سلف سے لے کر خلف تک تمام امت کے رہے ہوں، لہذا اب اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی کسی ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ ایک مسلک کا نام بن گیا جسے مسلک اہل سنت کہا جاتا ہے جیسا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور کے فرق باطلہ کا رد فرما کر دین متین کو گمراہی و آلودگی سے پاک فرمایا تو وہ امام اعظم ابو حنیفہ ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ مسلک کا نام بن گیا۔ ایسے ہی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے خلق قرآن اور دیگر عقائد باطلہ کا رد فرما کر مسلک اہل سنت کو تقویت پہنچائی تو اب ابن حنبل ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ ایک مسلک کا نام بن گیا، جب شہنشاہ اکبر جیسے طہ نے اپنی سلطنت کے زعم میں دین الہی اور دیگر باطل عقیدے پھیلانے جس کے ذریعہ اسلام اور کفر کو ایک کیا جانے لگا۔ آفتاب پرستی، آتش پرستی گائے پرستی کے ساتھ کافر اور مسلم کے درمیان کج کو جائز ٹھہرایا جانے لگا اسی پر بس نہیں خدائے قدوس کے علاوہ اپنے لئے سجدہ جائز ٹھہرا کر سجدہ کا حکم کرنے لگا تو ایسے ماحول میں رحمت پروردگار کا سہارا لے کر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی جیسا امت مسلمہ میں مرد حق آگاہ اپنی جرأت ایمانی کے ساتھ اس کا رد و تبلیغ فرمایا اس جیسے مرد مجاہد نے اکبر کے فتنے کی خوب سرکوبی کی اور دین اسلام اور سواد اعظم کی لاج رکھ لی تو اب شیخ احمد سرہندی ایک فرد کا نام نہیں رہا بلکہ اس مرد مجاہد کا نام مسلک اہل سنت اور سواد اعظم بن گیا اس زمانے میں کسی کو صرف حنفی یا مسلم کہنے سے کام نہیں چلتا تھا۔ اس لئے کہ دعویٰ

اسام کے ساتھ بہت سارے گمراہ باطل فرستے پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے حقیقت کے نام پر بھی بہت سارے گمراہ باطل فرستے پیدا ہو گئے تو اہلسنت کے لئے ضروری تھا کہ اپنے آپ کو حقیقت کے ساتھ محدودی بھی کہلائیں۔ غرض کہ جس جس امام و فقیہ و محدث نے فرق باطلہ کا رد فرمایا تو اس کی شخصیت مرکز توجہ بن گئی۔ اسی سے وابستگی مسلک کہلانے لگی، حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی، رازی، غزالی، ابن عربی، غوث اعظم، خواجہ ہندوستان، شیخ محقق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی وغیرہم رضی اللہ عنہ ان حضرات کی ذات جنہا مسلک بن گئی اور ان سے وابستگی مسلک اہل سنت سے وابستگی ہے اسی کو اجماع امت، سواد اعظم صراط مستقیم کہتے ہیں موجودہ دور میں جبکہ مسلمان کہلانا کافی نہیں ہو گا ایسے حقیقت کے نام پر بہت سے گمراہ بدین باطل پرست ظاہر ہو چکے ہیں کوئی اپنے کو صرف حنفی کہے یہ بھی مدار نجات نہ ہو گا بلکہ سنیت کے نام پر وہابی، دیوبندی، تبلیغی اور دیگر گمراہ فرستے عالم وجود میں آچکے ہیں ایسے موقع پر سی حنفی کہلانا صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی علامت نہیں رہی۔ جب کہ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کے خون و بدیوں سے عالم سامراجی انگریز حکومت کا دور افتادہ شروع ہوا ملک میں ہر چار جانب اسلامی عقائد اور معمولات کو مٹانے اور اسلام اور مسلمانوں کو ان کی مذہبی حیثیت ختم کرنے کے لئے انگریز حکومت کا زور صرف ہونے لگا مذکورہ ہال فتنے سلطنت برطانیہ کی سرپرستی میں سنیت کے نام پر علماء سولینی وہابیوں کے پھیلائے میں معروف رہے سواد اعظم کے خلاف نت نئے فتنے و عقائد پھیلائے جانے لگے یہ تو محال تھا کہ صحیح عقائد و معمولات دنیا سے مٹ جاتے اس خدائے وحدہ لا شریک نے جس نے اس دین کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے اپنے محبوب بندوں کو پیدا فرما کر ان حضرات سے دین کی حفاظت کا کام لیا۔ اس دین تین کی حفاظت کے لیے کبھی سیدنا امام حسین شہید کر بلا اور ان کے اہل بیت و رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خون کی ضرورت پڑی تو کبھی امام اعظم اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خدمات جلیلہ کی تو کبھی رومی و غزالی کی تو کبھی غوث اعظم و خواجہ ہندوستان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تو کبھی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم کی ایسے ہی گذشتہ صدی میں حنفیت و سنیت کے نام پر بے شمار فتنے جگائے جا چکے تھے ضرورت پڑی ایک مرد حق آگاہ جیہ لے وغازی مجاہد کی اس وقت بظاہر اسلام اور اسلامیات کے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا عین اس وقت تن جنہا مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا حنفی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا اور رسول و بزرگان دین کا سہارا لے کر تجدید احیاء دین کا کام شروع کیا اور جب آپ نے اپنی زبان و قلم کو جنبش دی تو ایمان باطل میں کھلبلی مچ گئی آپ نے اپنی نوک قلم سے باطل پرستوں گمراہوں کے مکروہ چہروں سے نقاب الٹ دی اب دن کی روشنی میں نہیں رات کی تاریکی میں جانے پہچانے لگے طریقت کے نام پر بھی انہیں باطل پرستوں نے ملک ہند میں فتنے اٹھا چکے تھے، مشائخ و سادات بھی گمراہیت کے دھاروں میں بہہ چلے جا رہے تھے اس مجدد نے سب کی قلعی کھول دی، مشائخ و سادات کی صحیح جگہ متعین فرمادیا تو اب صرف بنام سنیت و حنفیت و مجددویت صراط مستقیم پر گامزن نہیں رہ سکتے اس لئے کہ اکثر گمراہ فرستے اسی نام سے عالم وجود میں آچکے ہیں اب ضروری ہے کہ سنیت کے نام کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی کا اظہار کریں موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی دیگر باطل گمراہ فرقوں کے درمیان خط امتیاز ہے مجھے بڑی حیرت ہوتی

سب سے موجودہ دور میں گمراہوں باطل پرستوں کے ساتھ چند علماء بریلوی بھی مسلک اعلیٰ حضرت اور لفظ اعلیٰ حضرت سے روگردانی کرنے لگے ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کسی ایک فرد کا نام نہیں ہے بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی ہی سواد اعظم کی علامت ہے صراطِ استقیم پر گامزن رہنا ہی اجماع امت کو تسلیم کرنا ہے۔ واعدصوا بمحمل اللہ: پرستی سے عمل کرنا ہے۔ اب اعلیٰ حضرت مسلک اعلیٰ سنت کا اسم بن چکا تو دوسرے کسی بھی فرد کو اس لفظ سے تخصیص نہیں کیا جاسکتا۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی کی اہمیت ملاحظہ فرمائیے کہ ملک ہند میں سادات و مشائخ کی کمی نہیں تھی وہی سادات و مشائخ اعلیٰ سنت کے مرکز توجہ بن گئے جو سادات و مشائخ مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ ہو گئے ان سادات و مشائخ میں سادات و مشائخ مارہرہ و مظہرہ اور سادات و مشائخ پکھوچہ مقدمہ اعلیٰ سنت کی آنکھ کے تارے بن گئے اس لئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر یہی حضرات نہایت سختی سے کار بند رہے اور یہی انشاء اللہ العزیز رہیں گے اگر خدا نخواستہ معاذ اللہ ان حضرات میں سے کسی سے آج یہ اعلان کر دیا مجھے آج مسلک اعلیٰ حضرت کی ضرورت نہیں، میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مسلک پر کار بند نہیں رہوں گا ایسے فرد شیطان کا آلہ کار بنائے جانے میں کسی مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے حامل کو شبہ باقی نہیں رہے گا وہ فرد باطل جو اعلیٰ سنت کے آنکھ کا تارہ ہو گا وہی فرد اعلیٰ سنت کا مغضوب ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول اور بزرگان دین کا مغضوب و معتبوب ہو گا لفظ اعلیٰ حضرت شریعت و طریقت مسلک اعلیٰ سنت سواد اعظم، اجماع امت صراطِ استقیم کا جامع ہے لہذا ان حضرات کو جو مسلک اعلیٰ حضرت یا لفظ اعلیٰ حضرت کو پسند نہیں فرماتے ان کے لئے کچھ فکر یہ ہے کہ وہ نہایت سنجیدگی کے ساتھ بتائیں کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے علمدگی کے بعد اپنی سیادت معینیت و عافیت و درگاہوں کے تقدس کو برقرار رکھ سکیں گے سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ صحیح طور پر اعلیٰ سنت کہلانے کے مستحق نہیں ہوں گے تو پھر کیوں مسلک اعلیٰ حضرت یا لفظ اعلیٰ حضرت سے نفرت پیدا ہونے لگی ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کی اہمیت کے بارے میں حضرت محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا خطبہ مجدد اعظم قابل غور ہے جو کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے جس کو ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نے بھی شائع کیا ہے اسی نمبر میں شہزادہ حضور محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سید محمد رفیع میاں صاحب مدظلہ العالی کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ترجمہ کے سلسلے میں طویل و مبسوط مضمون ہے سب مضامین ان حضرات کے مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی دلیل ہے۔ علماء بریلی نے صرف وہاں دیوبندیہ کے خلاف اپنی زبان و قلم سے ان کے باطل عقائد کے رد و ابطال ہی کو خاص طور پر اپنا طرہ امتیاز بنالیا ہے بے شک ان کا رد و ابطال بیحد ضروری ہے اسی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر باطل گمراہ فرقوں کا رد و ابطال فرمایا تھا وہ یا تو یکسر بند ہے اگر ہے برائے نام مثلاً وہاں دیوبندیہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیچریوں، ندویوں، خاص طور سے صلح کلیوں، زندقہ کے خوب خوب تردید فرمائی تھی۔ یہ کار آج بند ہو کر رہ گیا ہے، وہاں دیوبندیوں کے ساتھ ساتھ ان گمراہوں کی بیحد ضروری ہے خاص طور سے نیچریوں اور صلح کلیوں کی ان کا قہر نہایت سخت اور قوم مسلم خاص طور سے سنیوں کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے انہیں قہقروں سے قومیں اور نسلیں تباہ ہو رہی ہیں، اعلیٰ حضرت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان گمراہ فرقوں کا خوب رد فرمایا تھا۔ علماء بریلوی کی خاص آج کے دور میں ایک کمزوری یہ بھی ہے کہ جہاں۔ میلاد فاتحہ، نذر و نیاز، گیارہویں وغیرہ کو بجالانے والوں کو سنی کہہ دیتے ہیں حالانکہ بعض علاقوں بالخصوص دکن کے علاقہ میں صلح کلی اگرچہ عقائد باطلہ کے حامل ہوتے ہیں اس کے باوجود ان معمولات اہل سنت پر بھی ان کا عمل ہوتا ہے۔ لہذا سنیت اور معمولات اہل سنت میلاد فاتحہ نذر و نیاز کے پردے میں صلح کلیت کی جو قضا بنائی جا رہی ہے اس کے خلاف قہایت مستعدی کے ساتھ رد و ابطال ضروری ہے، اسی صلح کلیت کی وجہ سے فرق باطلہ وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، تہلیفیوں، مودودیوں سے نفرت اٹھتی جا رہی ہے اور ان سے اختلاف بڑھتا جا رہا ہے ان باطل پرستوں سے الگ رہنے کی علماء اہل سنت نے قادیانی جاری فرمائے اور ان کی تعظیم و توقیر کو دلائل کی روشنی میں حرام فرمایا، حضور سرور کوئین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس نے کسی گمراہ بدعتیہ کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی کافر بدعتیہوں کے ساتھ دشمنی رکھنا چاہیے اس لئے کہ یہ خدا اور رسول کے دشمن ہیں، دشمنان دین بدعتیہ لوگوں سے حتیٰ کہ کھلے کفر و مشرکین سے دشمنی کے جذبہ کو فٹا کرنے کا بیڑا انہیں صلح کلیوں نے اٹھا رکھا ہے۔ وہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ کسی کو برا نہ کہو، حالانکہ علماء اہل سنت کے خلاف ان کی زبان اور قلم کی طاقت صرف اسی لئے خرچ ہو رہی ہے کہ علماء بریلی کو بھلا برائے کہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں ان علماء حق کی طرف سے نفرت پیدا کریں انہیں صلح کلیوں کی یہ کوشش ہے کہ یہ باور کرایا جائے کہ علماء اہل سنت کے قادیانی اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اور یہ صلح کلی یہ کھردھوکہ دیتے ہیں کہ ساری دنیا آپس میں کشمکش اور تفرقہ بازی میں مبتلا ہے یہ وقت بہت نازک ہے اس وقت تمام مسلمان آپس چند اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور اتفاق و اتحاد کا ماحول بنائے رکھیں، یہ خطرناک دھوکہ ہے کہ سارے مسلمان یعنی چاہے جس بھی فرقے کے ہوں وہ سب ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں یہ قرآن و حدیث کے خلاف سراسر دھوکا ہے اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے (یعنی اہل سنت و جماعت کے) اللہ کے رسول تو صاف ارشاد فرما رہے ہیں کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی اور یہ کہہ رہے ہیں تفرقہ مٹ ڈالو ایک پلیٹ پر جمع ہو جاؤ یہ ناممکن ہے امت میں تفریق ہوگی جب اللہ کے رسول امت میں تفریق کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں اور وہ کہہ رہے کہ تفریق مٹ ڈالو یہ سراسر فرمان رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے یہ اہل حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہل سنت نے یہی کام کیا باطل فرقوں کے ناپاک چہروں سے نقاب کشائی کی تو یہ صلح کلی کہنے لگے کہ ان مولویوں نے وہابی، دیوبندی، قادیانی، منجری تہنیتی، مودودی، رافضی، قادیانی، فتنہ پکار کھا ہے یہ کہتے ہیں کہ اگر چند مسلمانوں کو گمراہ قرار دے کر ان کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے الگ کر لیں تو یہ اقلیت اور بھی کم ہو جائے گی یہ وقت تو اپنے حقوق منوانے کا ہے اگر ان تک نظر بے شعور علماء کے چکر میں آکر ایک دوسرے کو کافر بنانے میں مصروف ہو گئے تو ہم سیاسی حیثیت سے صفہ ہستی سے مٹ جائیں گے اور دنیا کی طاقتور قومیں ہمیں فنا کر دیں گی۔ یہ ان صلح کلیوں کا سراسر فریب ہے خالص اسلامی احکام کو ہمیں پشت ڈال کر اپنے خود ساختہ اصول کو سیاست قرار دے کر عوام کے ذہن کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے یہ مسئلہ

حقیقت ہے کہ مذہب اور سیاست دونوں آپس میں جدا نہیں ہیں سیاست اپنے ملک اور ماحول کو چلانے کے لئے خود ساختہ اصول کا نام نہیں بلکہ سیاست مذہب کے تابع ہے ملک چلانے اور ماحول بنانے رکھنے کے لئے مسلمانوں کو جن چیزوں کی ضرورت ہے پڑتی ہے اس کو اسلام کے تابع بنا کر ملک اور ماحول کو بنائے رکھنا واقعی یہ دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے جیسا کہ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسلام اور مسلمانوں اور حکومت کے فرائض کو بحال یا حضرت ابو بکر صدیق کا اپنے دور خلافت میں کلمہ اور نماز پڑھنے والے منکرین و کوفہ کے ساتھ جہاد و قتال اسی سیاست کی ایک کڑی ہے اور حضرت مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام عہد و ان میں بظاہر کلمہ و نماز پڑھنے والے پانچ ہزار خارجیوں کو قتل کرنا اسی سیاست کی ایک کڑی ہے۔ پھر اسی اسلامی ماحول کو بنانے کے لئے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور بہترین سیاسی اور اسلامی خدمات انجام دیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یزید بد باطن منہ خلافت کا دعویٰ دار بن بیٹھا اس وقت یزید کو سوائے چند حضرات کے اکثر نے خلیفہ تسلیم کر لیا تھا ایسے موقع پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی خلافت کا انکار کرنا اس کے بدلے آپ کا اور آپ کے اہل بیت سمیت آپ کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جام شہادت نوش کرنا اسی کی ایک کڑی تھی جس سے کہ عالم اسلام نے یزید کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا تو زمانہ کے رخ کو دیکھتے ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خلیفہ تسلیم کر لینا چاہئے تھا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کو خلیفہ نہ تسلیم کرنا راہ صواب ہے اور دین اسلام ہی کے لئے آپ نے قربانی دی۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت برابر احقاق و ابطال فرماتے ہیں یہی اسوۂ حضرت امام حسین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے۔ کان حقاً علیہ نصر المومنین: یعنی اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے کامل ایمان والوں کی مدد فرماتا اور گمراہ باطل پرست جن کو اپنی کثرت پر ناز ہے اور اپنی کثرت کی وجہ سے حق پرست علماء پر طعن کرتے ہیں انہیں ان کے حق طعن اور ان کی کثرت کی ہلک پراہ نہیں ہے ان کے ہارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اولئک حزب الشیطن الا ان حزب الشیطن هم الخسرون: یعنی یہ لوگ شیطان کے گروہ کے ہیں جان لو شیطان کے گروہ والے ہی نقصان اٹھانے والے گروہ یہی ہے اہل سنت کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم صاحب لولاک ملنے والے پر کامل بھروسہ ہے اور خدا اور رسول کی محبت ہی عین ایمان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، لا تجد قوماً یومنون باللہ والیومہ الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم أو ابناءہم أو اخوانہم أو عشیرتہم: یعنی اسے محبوب تم ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہ پاؤ گے کہ اللہ و رسول کے مخالفوں سے دوستی رکھیں اگرچہ وہ ان کے باپ و ادایان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے لوگ ہوں، اس سے ثابت ہوا کہ اہل سنت و جماعت کی گمراہوں باطل پرستوں، بددینوں، صلح کشوں، محمدیوں، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں، تہلیفیوں، مودودیوں وغیرہ سے دشمنی خدا اور رسول کی دشمنی کی بنیاد پر ہے۔

یہی ایمان کی مذمت ہے الحب لله والبغض للہ: دوستی اللہ کے لئے اور دشمنی اللہ کے لئے اہل سنت و جماعت کو کسی

سیف جباری برگردن ڈاکٹر طاہر القادری

پروفیسر طاہر القادری پاکستانی صاحب کوسنی کیسے مانا جائے؟

آج کل کفر و ارتداد و زندہ والحد کا گرم بازار ہے۔ ہر چہا طرف سے اللہ و رسول و قرآن پر گالیوں بکھڑبکھڑوں کی بوچھاڑ ہے، کفر بکے والوں سے گلہ نہیں، عجب عام مدعیان اسلام سے ان کے نزدیک اللہ و رسول و قرآن پر گالیاں سنتے ہیں، چھپتے، شائع ہوتے دیکھتے ہیں اور نیوری پر بل بھی نہیں آتا بلکہ گالیاں دینے والوں سے میل جول یا راندہ ستاندہ بدستور رہتے ہیں۔ ان کے اعزاز و اکرام، القاب و آداب دیسے ہی منظور رہتے ہیں۔ صاف دل کشا وہ جنہیں گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں۔

ایسا ہی کچھ حال پروفیسر طاہر القادری پاکستانی صاحب کا ہے ایک طرف وہ مراسم اہل سنت کی تائید کرتے ہیں تو دوسری طرف خدا اور رسول و شیخین کریمین و ام المؤمنین کی شان میں کستاشی کرنے والوں کے متعلق وہ ایسا قانون بناتے ہیں کہ ان کا روٹ کیا جائے ان کو برا بھلا نہ کہا جائے ان پر تھکید نہ کی جائے ان کے عقیدے کو نہ چھیڑا جائے بلکہ ان سے ادب و احترام کے ساتھ پیش آیا جائے۔ پروفیسر صاحب کی اس دورنی پالیسی کی وجہ سے بھولے بھالے سنی مسلمان انہیں سنی عالم سمجھ رہے ہیں۔ جب کہ حقیقت کچھ اور ہے لہذا اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی کتاب ”للسلہ شہادت امام حسین“ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ جملے اور کچھ ”سرخیاں“ لکھ کر ان کے نیچے اہل سنت و جماعت کے عقائد و حقہ لکھے جا رہے ہیں تاکہ آپ پروفیسر صاحب کے اصل چہرے کو پہچان لیں، ان کے عقائد و نظریات سے واقف ہو جائیں اور انہیں صحیح العقیدہ سنی مسلمان گمان نہ کریں۔

دیکھیے پروفیسر صاحب مصلوب سنی مسلمانوں کے دینی تسلط کو تعصب بتا کر اور تعصب فی الدین رکھنے والوں کو ”نادان“ ظہر کر اپنی کتاب ”للسلہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ صفحہ نمبر ۲۵۹ پر انہیں یوں مشورہ دیتے ہیں۔ ”تعصب چھوڑالے نادان“۔ آئیے پروفیسر صاحب کی رائے کو حدیث شریف کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔

”حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عصبیت (تعصب) کی یہ تعریف ہے کہ تو اپنی قوم کو عظم کرتے ہوئے دیکھ کر بھی ان کی امداد کرے۔“ سبحان اللہ اس حدیث شریف نے عصبیت (تعصب) کی صحیح تعریف فرما کر صلح کیوں بد مذہبوں کی دہن دوزی فرما دی کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعصب یہ ہے کہ باطل پر کسی کی طرف داری کرے جیسے دیوبندی، قادیانی، رافضی وغیرہ ہم باطل فرقتے اپنے طواغیت کی باطل پرستی پر طرف داری کر رہے ہیں اور حق کا ساتھ دینا حق بات کی طرف۔ داری کرنا تعصب ہی نہیں ہے بلکہ یہ اپنے عقائد و حقہ پر تنگی و سلامت رومی ہے اور یہ محمود ہے اور جو اس کو تعصب کہے وہ دین سے بے گانہ

ہے اور حضور رسول کریم ﷺ کا مخالف اور بارگاہ رسالہ ﷺ سے مردود ہے۔

برادران اہل سنت! اپنے ایمان سے پوچھو کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں پروفیسر صاحب کو دین سے بے گانہ، حضور کا مخالف اور بارگاہ رسالت ﷺ سے مردود کہا جائے گا یا نہیں؟ نیز اس پر بھی خوب غور کیجیے کہ حدیث شریف نے اس تعصب کی بھی وضاحت فرمادی جو آج کل پالیسی باز لیکچرار کہا کرتے ہیں کہ علمائے اہل سنت بڑے متعصب ہیں۔ ان کا یہ کہنا سراسر ظلم و افتراء ہے کیوں کہ بد مذہبوں کا رد تو محمود ہے اور تعصب یہ ہوا کہ ناحق پر طرف داری و بدد کی جائے۔ تو حضرات علمائے اہل سنت کا دامن اس تعصب سے پاک ہے وہ تو حق پسند ہیں۔ ہاں وہ قائلین مثلاً پروفیسر صاحب جیسے لوگ خود حدیث شریف کی بسنت پر متعصب ثابت ہو گئے کہ وہ باطل و ناحق کی طرف داری کر رہے ہیں اور باطل کو تقویت و مدد پہنچا رہے ہیں۔ آئیے تعصب فی الدین کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ایک حدیث شریف اور ملاحظہ کیجیے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یعنی رسول اللہ ﷺ ہم پر جلوہ فرما ہوئے فرمایا، تمہیں خبر ہے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کسی کہنے والے نے عرض کی نہ زور و زہ اور کسی نے عرض کی جہاد۔ حضور رحمت مصمم ﷺ نے فرمایا بے شک تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب وہ پسندیدہ عمل، اللہ کے لیے محبت، دوستی رکھنا اور اللہ کے لیے عداوت و دشمنی رکھنا۔ (ابن ماجہ شہادت ص ۲۵)

دیکھیے اللہ و رسول کے دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھنے کا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے اور پروفیسر صاحب اسے ”تعصب“ کا نام دے رہے ہیں اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے نفرت و دشمنی رکھنے والوں کو ”ناہان“ کہہ رہے ہیں۔ تو بھلا ان کی بات کیوں کر مانی جائے گی؟ پروفیسر صاحب کہتے ہیں:

”اسلام کی اصل تعلیم اعتدال اور میانہ روی ہے“ ص ۲۶۱

جب کہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو فرماتا ہے یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کیجیے اور ان پر شدت فرمائیے تو اس نے اپنے پیغمبر ﷺ کو جو خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اور ان پر غلظت فرمانے کا حکم دیا معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ غلظت و شدت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے تو اسلام کو عزت کفار کی ذلت و رسوائی میں ہے۔ جس نے اللہ و رسول جل و علا و ﷺ کے دشمنوں کو عزت دی اس نے اہل اسلام کو ذلیل کیا۔

غور فرمائیے! پروفیسر صاحب اعتدال اور میانہ روی کو اسلام کی تعلیم ہی نہیں بلکہ اصل قرار دے رہے ہیں اور قرآن کریم میں اللہ و رسول کے دشمنوں سے غلظت و شدت رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو پروفیسر صاحب کی تسلیم قرآن کریم کے خلاف ہوئی یا نہیں؟

یہی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں یعنی رضی عنہ جل جلالہ کے دستِ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جو کچھ بزرگی پائی اور شجرہ انبیاء ہو گئے یہ سب اسی واسطے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے بری و سب زار رہے۔ اور اس فقیر (امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ) کی نظر میں بھی اللہ عز و جل کی رضا حاصل کرنے کے لیے خدا و رسول کے دشمنوں سے بغرت و سب زاری رکھنے کے برابر کوئی کام نہیں ہے۔

یہی مجدد الف ثانی اپنے ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں: یعنی ”ایمان“ ان تمام دینی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ہے جو ضرورت اور توازن کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں۔ اس تصدیق کی علامت یہ ہے کہ کفر و کفار سے اور کفری باتوں سے جبری و سب زاری ظاہر کرے۔ اور اگر معذرت اللہ اس تصدیق کے دعوے کے ساتھ کوئی شخص کفر کی باتوں سے تبری نہ کرے تو اس بات کا سچائی کے ساتھ کھل کھلا ثبوت دے رہا ہے کہ وہ ارتداد کے دافوں سے داغ دار ہے اور حقیقت میں اس کا حکم منافق کا حکم ہے کہ سنہ مسلمانوں میں داخل ہے نہ کھلے طور پر کافروں میں شامل ہے تو ایمان حاصل کرنے اور مسلمان ہونے کے لیے کفر کی باتوں سے جبری و سب زاری لازم ہے۔

اب آپ خود دیکھ لیجئے کہ مذکورہ بالا کسوٹی پر پروفیسر صاحب کیسے پورے اتریں گے؟ کہ مذکورہ بالا اسلامی تعلیمات کے خلاف انہوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ ”ایک قانون یہ بھی ہونا چاہئے کہ کسی دوسرے کے مسلک پر تنقید نہ کی جائے اور یہ اصول اپنایا جائے کہ اپنے عقیدے کو چھوڑ دمت اور دوسرے کے عقیدے کو چھیڑ دمت، نہ کسی کو گالی دو نہ بے اولی کرو، ادب و احترام سے چلو۔ ص ۲۷۲۔“ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ص ۱۵۱ پر قرآن وحدیث کی تعلیمات اور اسلاف کرام کے ارشادات کے خلاف سنی شیعہ اختلاف میں ”اعتدال کی راہ“ نکال کر انہوں نے ”امن کا پیغام“ بھی دیا ہے۔

پروفیسر صاحب اب پروفیسر سے ڈاکٹر کے عہدے سے ترقی کر کے ڈائریکٹ ”شیخ الاسلام“ بن گئے۔ وہ اپنے آپ کو امام الحدیث منوانے کے بھی خواہاں لگتے ہیں تو کیا انہیں ترمذی شریف کی یہ حدیث نہیں معلوم کہ حضور ساقی کوثر ﷺ نے فرمایا یعنی ”میری امت جہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک فرقے کے سوا باقی تمام منہرے والے ناری اور جہنمی ہوں گے۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک جنتی فرقے والے کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ اسی مذہب و ملت پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

کیا پروفیسر صاحب کو ابن ماجہ کی یہ حدیث بھی نہیں معلوم کہ حضور ثانی عشر ﷺ فرماتے ہیں ”میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق کی خاطر لڑتا رہے گا۔“ کیا پروفیسر صاحب ”صواعق المحرقہ“ میں منقول اس حدیث شریف سے بھی بے خبر ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ فرماتے ہیں یعنی جب فتنے ظاہر ہوں یا بد مذہبیاں بھیلیں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو عام کو ضروری ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے یعنی بد مذہبوں کا حسب استطاعت کھلم کھلا رد کرے اور جو ایسے اندھے گاتو اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور تمام آدمیوں کی سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

کیا پروفیسر منتخب کنز العمال ج ۱ ص ۱۴۶ میں منقول حدیث شریف کی اس تفسیر سے بھی ناواقف ہیں کہ حضور اکرم ﷺ محبوب محترم ﷺ فرماتے ہیں۔ یعنی بے شک اول بنی اسرائیل میں جو خرابی آئی وہ ایسے آئی کہ عالم دوسرے شخص سے ملتا تو کہتا کہ اے شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو بری باتیں تو کر رہا ہیں ان کو چھوڑ دے۔ یہ تیرے لئے جان نہیں ہے پھر دوسرے روز اس سے ملا تو اس بدکار کو منع نہ کیا اس کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا، اٹھنا اختیار کیا اور اتفاق حق و ابطال باطل کو چھوڑ دیا۔ پھر جب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب ایک دوسرے پر مار دیے۔

دیکھئے اس حدیث پاک میں علماء و مشائخ کو کیسے سخت تاکید اور خصوصی تفسیر فرمائی جا رہی ہے کہ اگر فتنہ و بد مذہبی و کفر و ارتداد پر باوجود استطاعت رد کرنا چھوڑ دو گے تو تم بھی انہیں کے جیسے ہو جاؤ گے۔ کیا پروفیسر صاحب کو یہی شریف کی یہ حدیث بھی نہیں معلوم؟ ”یعنی بے شک اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے جب زمین میں فاسق کی مدح کی جاتی ہے۔“

پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا دیکھیں کہ جب فاسق کی مدح سرائی پر یہ قہر و غضب ہے تو بد مذہب بدوین و مرتدین کی تعریف کرنے پر کیا ہوگا۔ اور بد مذہبوں مرتدوں کے ساتھ میل جول اتحاد و اتفاق رکھنے اور یارانہ گانٹھنے پر کیا ہوگا۔ والہیاذ اللہ تعالیٰ۔

اسی مضمون کو جلال الملک والدین رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مشہور شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں:

سے بلزد و مسر شش از مدح شقی

بدگساں گردواز و ہم متقی

یعنی جو شخص نہ ہا بد بخت ہیں ان کی تعریف کرنے سے عرش الہی مل جاتا ہے۔

پروفیسر صاحب غور فرمائیں کہ جب بد بخت کی تعریف سے عرش الہی مل جاتا ہے تو مرتدین کا ادب و احترام کرنے پر اللہ تعالیٰ و جبار کا کیسا شدید قہر و غضب آئے گا۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ حضور اکرم ﷺ فرمائیں یعنی جب قاجر سے ملے تو اس سے ترش روی کے ساتھ ملاقات کر اور پروفیسر صاحب یہ راگ الاہیں کہ منافقوں، مرتدوں سے ادب و احترام سے ہمیش آئیں۔ والہیاذ اللہ تعالیٰ

آئیے پروفیسر صاحب کے امن و اعتدال کے خود ساختہ حکم کو حدیث پاک کی کسوٹی پر اور پرکھئے اور بحث رلی و مسلم شریف کی حدیث مبارکہ سے مزید نور حاصل کیجئے۔ یعنی جب رسول اللہ ﷺ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد کا ارادہ کیا) تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ اوں سے عرض کیا کہ آپ کیوں کہ ان سے جہاد کریں گے حالانکہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے جہاد با کفار کا حکم دیا گیا ہے اس وقت تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ لیں یعنی تمام ضروریات دین پر ایمان لے آئیں (مسم شریف میں ہے ویؤمنوا بی و بجا جنت) تو جو ایمان لے آیا اس نے اپنی جان و مال کو مجھ

سے محفوظ کر لیا۔ مگر اسلام کے معاملے میں اور حساب اس کا اللہ تعالیٰ کے تمہید قدرت میں ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور ضرور اس شخص پر جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے کیوں کہ زکوٰۃ عبادت مالی ہے، خدا کی قسم اگر وہ اس بری کو بھی روکیں گے جو حضور کے زمانہ صلاحت ظاہری میں مذکوٰۃ میں دیتے تھے اس لئے بھی ضرور ان پر جہاد کروں گا۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے لیے ابو بکر کا سینہ کھول دیا ہے اور میں نے پہچان لیا وہی حق ہے جو آپ کی رائے ہے۔ (رواہ البخاری و مسلم عند)

تفسیر حقائق التذلیل میں ہے۔

یعنی جو شخص اپنے ایمان کو صحیح و درست کرے گا اور توحید اسلامی کا اقرار کرے گا تو یقیناً وہ شخص کسی بد مذہب و بدوین سے انسیت دوستی نہیں رکھے گا اور نہ اس کے ساتھ بیٹھے اور اسے شے گا اور نہ اس کے ساتھ کھائے، پیئے گا۔ اور اس بد مذہب کی عداوت دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو مذہب کے ساتھ مہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کی چاشنی کو چھین لے گا درجہ بد مذہب کے ساتھ دوستی رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لے گا۔ (والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ)

بیچ کاراستہ نکالنے والوں اور پالیسی بازی کرنے والوں کے بابت فتاویٰ الحرمین بر حلف ندوۃ العین کا یہ فتویٰ بھی بغور مطالعہ فرمائیں ”و بدعت باجماع امت اہم فرائض دینیہ سے ہے اس کے ترک کی طرف جانے والے اجماع امت کے خارق جماعت ملت کے متعارض ہیں، بدعت و اہل بدعت کے دوست ہیں، سنت و اہل سنت کے بدخواہ ہیں۔ فرض سے روکتے ہیں حرام کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی لعنت کی طرف بدلتے ہیں بحکم حدیث ایسوں پر خدا و ملائکہ و دمیان سب کی لعنت ہے۔ ان کا فرض و نقل سب مردود ہے۔ یہ مذہب اہل سنت کو ضرر پہنچاتا ہے، بد مذہبوں کا رد اور ان پر انکار، رد و انکار سے زیادہ ضروری و اہم ہے۔ حدیث میں ہے کہ ہستی کے اٹھارہ ہزار نیک لوگ جنکے اعمال صالحہ اہل درجہ کے تھے صرف اس وجہ سے ہلاک کئے گئے کہ انہوں نے معاصی پر رد چھوڑ دیا تھا۔“

اعتدال و میان روی کا درس دینے والے پروفیسر صاحب اور ان کے شاگردان جو کہ پروفیسر صاحب سے صلح کلیت کا ذہن لے کر مذکورہ کتاب کے ناسخ کے آخر صفحہ پر فرقہ واریت کے عفریت کا سرکپنے کی خلاف شرع بات کو لکھ گئے وہ شرح صدر کے لئے مذکورہ بال تحریرات منبرہ بغور پڑھیں اور عبرت و نور حاصل کریں۔

لیکن پروفیسر صاحب کو نہ ایمان کی چاشنی کی سلامتی کی فکر ہے نہ ایمان کا نور شکل جانے کا خوف! وہ تو غیبر مقلد، اہل حدیث، وہابیوں سے سنیوں کو نزدیک کرنے کے لئے یہاں تک لکھ گئے۔ ”یاد رکھ لیجئے کہ خواہ کوئی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے یا ہاتھ باندھ کر، رفع یدین کرے یا نہ کرے یہ اپنا اپنا مسلک ہے اس سے ایمان پر ڈونگیں آئی۔“

جبکہ فتاویٰ جواہر میں ہے۔ یعنی اگر کوئی حنفی شافعی بن گیا تو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اگر حسب وہ حسب الم دین ہو۔ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے یعنی جو حنفی، شافعی مذہب کو اختیار کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ شامی میں اسی کے بابت ہے وہ مردود

اظهارات ہے۔ تاہم غایہ میں ہے اسے سزا دی جائے گی۔

پروفیسر صاحب کی ایک اور جسارت بلکہ اسلاف اہل سنت کی مخالفت کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

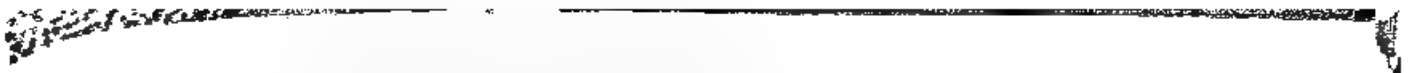
آپ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ پروفیسر صاحب نے شیعہ، سنی، اختلاف میں اعتدال کی راہ نکالنے اور امن کا پیغام دینے پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے شیعہ کو امت مسلمہ میں داخل کر کے ہی چین کی سانس لی۔ ص ۲۵۵ پر پروفیسر صاحب نے ”امت کی مختلف طبقات میں تقسیم“ کی سرخی لگا کر شیعہ کو امت مسلمہ میں شمار کیا ہے جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کے بابت فرماتے ہیں یعنی میری امت کہلانے والوں میں آخر زمانے میں ایک گروہ ہوگا جس کا نام رافضی ہوگا وہ لوگ اسلام کو چھوڑ دیں گے وہ مرتد ہیں۔ ص ۲۹

دارقطنی کی روایت میں مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس گروہ سے جنگ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کی پہچان بھی بتائی گئی ہے۔ اور ”کھر المعبود علی اعتقاد حزب المردود“ ص ۴ میں۔ ان پر یہ فتویٰ ہے ”جماع امت و قیاس مجتہدین کے دلیل شرعی ہونے کا انکار کرنے والے وہابیہ غیر مقلدین اللہ عزوجل کی تکذیب اور اس کے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے دوجہ بند یہ قرآن پاک کو ناقص ماننے والے رافضیہ کو مسلمان کہنے والا شرعاً خود کا فر مرتد ہے۔“

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ مذکورہ بالا حکم شرعی کی روشنی میں پروفیسر صاحب کی کیا مانتا جائے؟ ہنسی زہم اہل سنت کو پروفیسر صاحب اور ان کے ادارہ منہاج القرآن سے جو دور و غور رہنا چاہیے اس کے لئے شرعۃ الاسلام کی یہ تاکید بھی بغور پڑھ لیجئے۔ شرعۃ الاسلام میں ہے۔ یعنی سلف صالحین کا طریقہ بد مذہبوں سے کنارہ کشی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اہل بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھوں کہ ان کی بلا کھلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ حضور سید القاہرین علی اعدائے رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی لیڈر ریفاہ مرقاہ ہو۔

ف۔ بد مذہب مولوی لیڈر لکچرار قانک سے بہت زیادہ دور رہنا چاہئے اور مسلمانوں کو ان سے دور رہ کر ہی کامیابی و فلاح و بہبودی حاصل ہو سکتی ہے۔ آئیے پروفیسر صاحب کی صلاحیت کا ایک اور نمونہ دیکھئے۔ انبیائے کرام اور قرآن کریم کے گستاخ عبدالماجد کو کافر ماننے کے بجائے وہ اسے مسلمان بلکہ ولی مانتے ہوئے نہیں شرماتے یہ دیکھئے پروفیسر صاحب نے ص ۲۷۱ پر عبدالماجد کو ”مولانا“ اور ”روح“ (رحمۃ اللہ علیہ) لکھا ہے جبکہ یہ ایسا بدتر کافر ہے کہ فتاویٰ امام اہل سنت قدس سرہ ج ۶ ص ۱۵ میں اس کے بابت صاف لکھا ہے کہ ”عبدالماجد سے بدتر کافر آج کل شاید ہی کوئی ہو، جس نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجہول النسل بچہ کہا اور قرآن کو اپنے دعویٰ توحید میں کاذب و ناقص ٹھہرایا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ملحوظات کثیرہ جب ان باتوں پر اس کی تکفیر ہوئی چار طرف سے کو اگہا رد و ڈپڑی ناپاک اخباروں میں دفتر اس کی براہمت میں سیاہ ہونے لگے، ایک کافر ہوا تھا اس کے پیچھے ہزاروں کے اسلام تہا ہونے لگے۔“

پروفیسر صاحب اپنے آپ کو سنی باور کراتے ہیں، قادری کہلاتے ہیں تو اگر واقعی وہ اپنے آپ کو قادری بنانا چاہتے ہیں تو



نسبت تادریت کی قدر کریں۔ اور حضور پرنور سلطان بغداد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب غنیۃ الطالبین شریف میں مرقوم اس حدیث پاک کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ”یعنی جس نے کسی بد مذہب کو اللہ کے لئے نفرت سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ اور جس نے بد مذہب کو اللہ کے لئے بے ذاری سے جھڑک دیا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سوار بے بلند کرے گا۔ اور جو بد مذہب سے خوشی و مسرت سے ملے تو یقیناً اس نے ہلاک جانا اس کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ لہذا پروفیسر صاحب و ران کے پیر و قرآن وحدیث اور اسلاف اہل سنت کی تعلیمات پر سر نیا زخم کرویں اس لئے کہ ”سلف صالحی کا طریقہ بد مذہبوں سے کنارہ کشی ہی ہے“ نہ کہ اگلے ان کی تائید و حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بد مذہبوں بد دینوں منافقوں مرتدوں سے دور و نفور رہنے ہی کا حکم فرمایا ہے۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں۔ جس و علاوہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلا شہد سراسر ضرور بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقیناً جان لو کہ یہ لڑا کو ہے۔ اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو۔ رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لے جانا چاہتا ہے ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہو لیا تو گردن مارے گا۔ مال لوٹے گا۔ شامت اس بکری کی کہ اپنے راجی (اپنے نگہبان) کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑ یا جو کسی بھیڑ کی اون پہن کر آیا اس کے ساتھ ہوئے۔

ارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں۔ حریص علیکم تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلب اقدس پر گراں ہے عزیز علیہ ما عدتہم واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں، کھوتے بیٹے پر ہائے مدینہ و عوف رحیمہ۔ ارے ان کی سنو، ان کا دامن قہام لو، ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ۔



حضرت مولانا کیف الحسن صاحب (بہار)

موبائل: 9304416241

علم و ادب کی جان حسینی میاں ہیں آپ
 حکمت کا اک جہان حسینی میاں ہیں آپ
 سنت کے پاسان حسینی میاں ہیں آپ
 ملت کے ترجمان حسینی میاں ہیں آپ
 عظمت کی داستان حسینی میاں ہیں آپ
 رفعت کا آسان حسینی میاں ہیں آپ
 تعمیر فکر میں ہے رواں آپ کا قلم
 نقاد خوش بیان حسینی میاں ہیں آپ
 عقدہ یہ کھولتے ہیں "مقالات" آپ کے
 خوش فکر خوش گمان حسینی میاں ہیں آپ
 قائم ہے جس کے دم سے صحافت کی آمد
 وہ ماہر اللسان حسینی میاں ہیں آپ
 معیار فکر و فن کا ہوا آپ سے پسند
 تحقیق کا نشان حسینی میاں ہیں آپ
 پیشکش شعور و آگہی، فضل و کمال کے
 اک بحر ہے کران حسینی میاں ہیں آپ
 مجموعہ منطوق، سراپا ہے آپ کا
 رحمت کا سہارا حسینی میاں ہیں آپ
 مسلک کا آپ نے بھی سودا نہیں کیا
 حقانیت کی شان حسینی میاں ہیں آپ
 جلوہ نکلن چراغ ہدایت کی شکل میں
 ہم سب کے درمیان حسینی میاں ہیں آپ
 کیف الحسن اک ادنیٰ غلام حسین ہے
 اس پر بھی مہربان حسینی میاں ہیں آپ

حضرت مولانا محبت الرحمن صاحب (بہار)

موبائل: 9304416241

قوم کے رہنما ہیں حسینی میاں
دین کے مقتدا ہیں حسینی میاں
اپنے رب کی عطا ہیں حسینی میاں
نائب معظّم ہیں حسینی میاں
آج کے اس فرائض کے ماحول میں
نازشِ انصاف ہیں حسینی میاں
مسک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب
ترجمانِ رضا ہیں حسینی میاں
بارغِ احسان و گلزارِ احسان کے
بلبلِ خوشنوا ہیں حسینی میاں
در حقیقتِ صفا کی ہیں آبرو
اہل حق کی مدد ہیں حسینی میاں
از لحاظِ نسبِ محمدی آلِ رسول
گوہرِ بے پسا ہیں حسینی میاں
آج مسک پر آئے، گوارا نہیں
مناہجِ ہر بلا ہیں حسینی میاں
”سنی آواز“ ہاں ایک تحریک ہے
بانیِ خوش ادا ہیں حسینی میاں
نازِ کراہی قسمتِ پائے ناگ پور
تجھ میں جلوہ نما ہیں حسینی میاں
واقعی بڑھ گیا رجہٗ راہِ تجر
جس کے شاخِ ہدیٰ ہیں حسینی میاں

ان کے تشنہ ہیں اصحابِ فضل و کمال
 بحرِ لطف و عطا ہیں حسینی میاں
 حق میں امدادے دیں گے ہیں تیغِ قضا
 مظہرِ سرِ تفضی ہیں حسینی میاں
 ان کی تحریری خدمات ہیں دیدنی
 مستحقِ شرف ہیں حسینی میاں
 زورِ منکرِ یزیدی سے ڈرتے نہیں
 ان ہنگاموں قبا ہیں حسینی میاں
 ان کی عظمت تو کیا جائے کیفِ احسن
 سرِ عہدِ ہامفا ہیں حسینی میاں

جناب شفیق رائے پوری (چھتیس گڑھ)

موبائل: 7974912700

عکس صدر شریعت حسینی میاں
متاثر اہل سنت حسینی میاں
شہسوار ادارت حسینی میاں
تاجدار خطابت حسینی میاں
مسکب اہل حضرت کی مشام و محرم
کر رہے ہیں حفاظت حسینی میاں
دیکھ کر لوگ کہتے ہیں یہ ہاربا
سادگی کی علامت حسینی میاں
جن کو ہر لمحہ پاس شریعت بھی ہے
ہیں وہ پیر طریقت حسینی میاں
ہو گیا وہ بھی حق راہ پر گامزن
جس نے کی تم سے بیعت حسینی میاں
جن کا شیوہ اصحابہ کرام بھی ہے
ہیں وہ سر تاپا شفقت حسینی میاں
آپ کی خوش بھائی کے گلزار کی
چاروں جانب ہے کھت حسینی میاں
دوستوں کے لیے ہر رسم و کرم
دھن دیں پہ بیعت حسینی میاں
پر فتن دور میں سر مہا آپ کی
دیں پہ ہے استقامت حسینی میاں

ہر برس نسبت غوث کا وہ حب لو سس
 ہے تمہاری بدولت حسینی میاں
 آپ کا ساچہ عاطفت دیر تک
 ہو مہروں پر سلامت حسینی میاں
 ہے لقب جن کا صدر المشائخ شفیق
 ہیں وہ فخر سیادت حسینی میاں

محمد اشرف رضا قادری
چیف ایڈیٹر سہ ماہی امین شریعت

کتا بلند رتبہ حسینی میاں کا ہے
ہر اک ذباں پہ چڑھا حسینی میاں کا ہے
اسلاف یاد آتے ہیں فوراً ہی دیکھ کر
اتنا حسین چہرہ حسینی میاں کا ہے
کیوں کر نہ دور دور سے آئیں یہاں پہ لوگ
آخر ہے کس کا جلسہ؟ حسینی میاں کا ہے
ہے مصطفیٰ کی آل سے ان کا نسب حبشہ
کتنا عظیم رشتہ حسینی میاں کا ہے
آتے ہیں بھیک لینے یہاں بادشاہ تک
کتنا سخی گھرا نہ حسینی میاں کا ہے
زبیں ہوئی ہیں دیکھ کے باطل جماعتیں
بارعب کیا لہجہ حسینی میاں کا ہے
دیکھا ہے جو قریب سے گزریا ہو گیا
اخلاق اتنا اچھا حسینی میاں کا ہے
پیشانی جگمگاتی ہے نسبت کے نور سے
بے حد حسین چہرہ حسینی میاں کا ہے
مرزا دین احمد مسدسل کے واسطے

دن رات ایسا جذبہ حسینی میاں کا ہے

احمد رضا کی منکر کی تشہیر کیجئے

پیغام کتنا پیارا حسینی میاں کا ہے

دیوانو امیہ سنہ سبھو کہ ہوا آپہ ہی فقط

اشرف رضا بھی شیدا حسینی میاں کا ہے

ان کی تحریروں کے منتشر اجزا کا تقاضا تھا کہ اسے
صحیفہ عشق و عرفان سمجھ کر مدون کر دیا جائے تاکہ وہ
دست برد زمانہ سے محفوظ بھی ہو جائے اور اس سے
استفادہ آسان بھی، مقام مسرت ہے کہ یہ کام حضرت
مولانا اشرف رضا سبطی کی نیک بختی و فیروز مندی کے
سبب پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ ان کے مشائق قلم و تجربہ کار
ذہن نے ان مضامین کو حسن ترحیب کے ساتھ کتابی شکل
دے دی جو ”مقالات حسین“ کے نام سے منظر عام پہ
آ رہی ہے۔

پیش نظر کتاب حضرت سید صاحب کے علمی جلال کا
مرقع و اعیانہ جذبات کا مظہر اور عقائد و جدوجہد کا آئینہ
ہے۔ اس میں شامل تحریریں اپنا خاص پس منظر رکھتی
ہیں اور اسی تناظر میں اسے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت
ہے تاکہ مصنف کے جذبہ کی صداقت کا صحیح عرفان
حاصل ہو سکے۔ اس مجموعہ کے مضامین ”دوست آن
پاشد کہ گیرد دست دوست“ کا مصداق ہیں۔ سید
صاحب قبلہ کی باریک بین اور کٹھن رس نگاہ نے جسے ذرا
برابر بھی ”راہ اعتدال“ سے منحرف دیکھا ہے اسے دلائل
و شواہد کے ذریعہ آئینہ کھانے کی جہد ملیغ کی ہے۔ میں
سمجھتا ہوں یہ کتاب ”پہ چشم عشق ہیں تا سراغ ادگیری
“ کے تناظر میں پڑھنے کی متقاضی ہے تاکہ اس کی
معنویت صحیح طور سے آشکارا ہو سکے۔

محقق رضویات

حضرت مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد

خادم مرکزی دارالقضا وادارہ شرعیہ بہار سلطان گنج پٹنہ

ہر ایک کو اپنی جگہ پر لگتی جگہ لگاتے

محمد اشراف رضا قادری

پاپٹ: ایچ ڈی اے ٹی وی

فکر اسلام، قائد اہل سنت، حافظہ مسک، اہل سنت کی
طرکات، حضرت علامہ مولانا مفتاح محمد رحمانی اشرافی صاحبی دام
تلاہ الاقدس ملک گیر شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ کا فکری آئینہ جلی
عسب راہکار اشراف کے سادات کرام سے ہے۔ سیاست، معاشرہ، کائنات
حصہ ناگ چار (مبارک افشار) میں گزارا۔ آپ نے ایک طویل مدت ملک
دار معلوم احمد (ناگ چار) میں رہی۔ یہی مدت انہماں میں رہی۔ آپ نے
قریب ہر دو ہفتوں میں مہارت و اطرابت کے حامل ہیں۔ ایک طویل
عرصے سے "ماہنامہ سنی آواز" (ناگ چار) کے پاپٹ ایچ ڈی اے ٹی وی
اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔ آپ کی تحریریں انتہائی
حق اور ابطال باطل کا فریضہ انہماں دیتی ہیں اور آپ کے خطابات
تقریریں قوم کو رشد و ہدایت کے جام پاتی ہیں۔ آپ نے قوم مسلم کی
حکمت حکم کی خدمات انہماں دی ہیں۔ آپ کا تحریری الجہد بھی ہزاروں
صفحہ کو محیط ہے۔ عہد حاضر میں ہر سال دو سال پہ کوئی کتاب دنیا
ہوتا ہے۔ آپ ہر روز انہماں فتنے کا نقاب فرماتے ہیں اور اسے حل کرنے
کی کوشش فرماتے ہیں۔ عہد حاضر میں آپ کی ذات کرامی یادگار اسلاف
ہے۔ آپ اسلاف اہل سنت کے مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔
طاعت و عبادت، دینی استقامت، اخلاق حسنہ، جود فکر، حق کوئی
جرات و ہمت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسن ظاہر
کے ساتھ حسن باطن کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ آپ کے حساب
فی الدین کا شہرہ ملک بھر میں ہے۔ اہل باطل آپ سے لڑاں و ترساں
نظر آتے ہیں۔ خطابت کی تکنیکی سامعین کی توجہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔
میدان لوں و قلم کے بھی آپ تاجدار و شہسوار ہیں۔ متعدد علمی تصانیف کے
ساتھ کئی سو مضامین و مقالات آپ نے رقم فرمائے اور تادم تحریر یہ سلسلہ
جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا غل ہمایوں تاویر مسلمان اہل سنت پر قائم
رکھے اور ہم سب کو آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین
بجاء حبیب اکرم علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام

دعوت الہیہ نہ سمجھو کہ یہ آپ ہی فقط

اشرف رضا بھی شیدا سنی میاں کا ہے

Mahanama
Sunni
Awaz